سُنّتِ مُصطفیٰ

Marfat.com

سُنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

DATA ENTERED

علامہ عالم فقری

ادارہ پیغامُ القرآن ۴۰۔ اردو بازار لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق محفوظ

297.21
20
۵۳۶۵

اللہ ہمارا مالک اور رزاق ہے

نام کتاب..........سُنت مصطفیٰ ﷺ
مصنف..........علامہ عالم فقری
بااہتمام..........محمد محسن
منتظم..........قدوس فقری
سال اشاعت..........۲۰۱۵ء
طابع..........اے۔ایس پرنٹرلاہور
قیمت..........800روپے

علامہ عالم فقری صاحب کی کتب کا اشاعتی ادارہ
ہر قسم کے قرآن پاک اور اسلامی کتب ملنے کا مرکز

ادارہ پیغام القرآن
40۔اردو بازار
لاہور
فون: 042-37323241

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز
40۔اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شاکر پبلی کیشنز
38۔اردو بازار لاہور
فون: 042-37240084

حسیب پبلشنگ ھاؤس
ایوان علم پلازہ، 18۔اُردو بازار، لاہور
فون: 042-37361444

Marfat.com

فہرست

شمار	عنوان	صفحہ
	سُنّت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۱
۱	سُنّت کا مفہوم	۲۱
۲	اتباع سُنّت کا مطلب	۲۲
۳	حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سُنّت پر عمل کرنا	۲۴
۴	حضرت عمر فاروقؓ کا سُنّت پر عمل کرنا	۲۶
۵	حضرت عثمان غنیؓ کا سُنّت پر عمل کرنا	۲۷
۶	حضرت علیؓ کا سُنّت پر عمل	۲۹
۷	صحابہ کرامؓ اور سُنّت مصطفیٰ	۳۱
	بزرگانِ دین اور اتباع سنت	۳۵
۱	حضرت عمر بن عبد العزیزؒ	۳۵
۲	حضرت امام ابو حنیفہؒ	۳۶
۳	حضرت بایزید بسطامیؒ	۳۶
۴	حضرت ابوبکر شبلیؒ کا واقعہ	۳۶
۵	حضرت امام احمد بن حنبلؒ	۳۷
۶	سنت پر عمل کا صلہ جنت	۳۷
۷	حضرت جنید بغدادیؒ کا واقعہ	۳۸
	نماز	۴۰
۱	نماز دین کا ستون ہے	۴۲
۲	لفظ صلوٰۃ کے معنی اور مفہوم	۴۴
۳	فرضیت نماز	۴۵
۴	قرآن اور حکم نماز	۴۹

شمار	عنوان	صفحہ
	فضائل نماز	۵۲
۱	پانچ نمازوں کے ذریعے گناہوں کا مٹ جانا	۵۲
۲	بخشش کا وعدہ	۵۳
۳	وضو اور نماز وجوب جنت کی دلیل ہے	۵۳
۴	نمازیں گناہوں کا کفارہ ہیں	۵۴
۵	نماز سے گناہوں کے ختم ہونے کی مثال	۵۵
۶	نماز پڑھنے سے گناہ کی معافی کا ایک واقعہ	۵۶
۷	نماز اور گناہوں کی مغفرت	۵۷
۸	دن میں پانچ مرتبہ نہر میں نہانے کی مثال	۵۹
۹	نماز اور نجات عذاب	۶۰
۱۰	نماز اور حصول جنت	۶۲
۱۱	نماز جنت کی کنجی ہے	۶۴
۱۲	جنتی ہونے کی خبر	۶۵
۱۳	نماز اور نیک اعمال	۶۶
۱۴	نماز انسان کو جنت میں لے جائے گی	۶۶
۱۵	مسلم و غیر مسلم میں نشان امتیاز	۶۷
۱۶	نماز چھوڑنے پر عتاب	۶۹
	طہارت کی سُنّتیں	۷۰
۱	سو کر اُٹھنے کی سنت	۷۱

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ
۲	باپردہ رفع حاجت کا انتظام	۷۲
۳	جنگل میں رفع حاجت	۷۳
۴	قبلہ کی طرف منہ کرنے کی ممانعت	۷۳
۵	قبلہ رخ پیٹھ کرنے کی بھی ممانعت	۷۳
۶	شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے چھونے کی ممانعت	۷۴
۷	پیشاب بیٹھ کر کرنے کی تاکید	۷۴
۸	سوراخ میں پیشاب کرنے کی ممانعت	۷۵
۹	نرم جگہ پر پیشاب کرنے کا حکم	۷۵
۱۰	استنجے کے لئے لوٹے کا استعمال	۷۶
۱۱	بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا	۷۶
۱۲	رفع حاجت سے فارغ ہونے کی دعا	۷۶
۱۳	طاق ڈھیلوں سے استنجاء کرنا	۷۷
۱۴	بائیں ہاتھ سے طہارت کریں	۷۷
۱۵	انگوٹھی اتارنے کی تاکید	۷۷
۱۶	اکھٹے رفع حاجت کرنے کی ممانعت	۷۸
۱۷	راستے میں پاخانہ کرنے کی مذمت	۷۸
۱۸	سایہ میں پاخانہ کرنے کی ممانعت	۷۹
	سُنّت مسواک	۸۰
۱	مسواک کرنا سنت انبیاء ہے	۸۰
۲	مسواک کرنے سےحصول رضا	۸۱
۳	مسواک کرنا فطرت میں شامل ہے	۸۱
۴	جمعہ کے دن مسواک کرنا سنت ہے	۸۲
۵	جاگنے پر مسواک کرنا سنت ہے	۸۲

شمار	عنوان	صفحہ
۶	مسواک کرنے کا حکم	۸۳
۷	مُسواک اور حصول ثواب	۸۴
۸	مسواک کے متعلق فرمان	۸۴
۹	مسواک کی فضیلت	۸۵
۱۰	گھر میں داخل ہوکر مسواک کرنا سنت ہے	۸۶
۱۱	مسواک سے صحت برقرار رہتی ہے	۸۶
۱۲	مسواک کے بعد اسے دھونا سنت ہے	۸۶
۱۳	حضورؐ کا کثرت سے مسواک کرنا	۸۷
۱۴	مسواک کرنے کے مسائل	۸۸
	وضو	۹۰
	احادیث:	۹۰
۱	وضو کے ذریعے گناہوں کا معاف ہونا	۹۰
۲	وضو کے باعث اعضاء کا چمکنا	۹۰
۳	کامل وضو کا اجر	۹۱
۴	وضو کے بغیر نماز قبول نہیں	۹۱
۵	وضو نماز کی کنجی ہے	۹۱
۶	نماز پڑھنے کے لئے وضو ضروری ہے	۹۱
۷	سردیوں میں وضو کرنے کا دوگنا ثواب	۹۲
۸	قیامت کے بعد وضو کا صلہ	۹۲
۹	وضو کا سنت طریقہ:	۹۲
۱۰	وضو کے فرائض:	۹۳
	۱: منہ دھونا:	۹۴
	۲: ہاتھ دھونا:	۹۴
	۳: سر کا مسح:	۹۴

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ
	۴: پاؤں دھونا:	۹۵
	وضو کی سنتیں:	۹۵
	وضو کے مستحبات:	۹۵
	مکروہات وضو:	۹۶
	وضو کرنے کی صورتیں:	۹۷
	وضو توڑنے والی چیزیں:	۹۷
	وضو نہ ٹوٹنے والی صورتیں:	۹۸
	نماز کی سُنتیں	۹۹
۱	خشوع اور خضوع سے نماز پڑھنا سنت ہے	۹۹
۳	اول وقت میں نماز پڑھنا سنت ہے	۱۰۰
۳	تکبیر تحریمہ کے وقت انگوٹھوں کو کانوں تک لگانا سنت ہے	۱۰۱
۴	دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑنا سنت ہے	۱۰۱
۵	اطمینان کے ساتھ رکوع اور سجود کرنا	۱۰۲
۶	سجدہ کرنے کا سنت طریقہ	۱۰۲
۷	مسنون قرأت	۱۰۳
۸	نماز کے بعد استغفار پڑھنا سنت ہے	۱۰۴
۹	نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا سنت ہے	۱۰۵
۱۰	ایک مسنون دعا	۱۰۵
	فضائل جماعت	۱۰۶
۱	ستائیس درجے ثواب	۱۰۶

شمار	عنوان	صفحہ
۲	جماعت سنت ہدایت ہے	۱۰۷
۳	چالیس دن با جماعت نماز کا اجر	۱۰۹
۴	جماعت میں شامل ہونے کی تاکید	۱۱۰
۵	نمازوں کی جماعت میں شامل ہونے کا اجر	۱۱۰
۶	ایک سے زائد آدمیوں کی جماعت	۱۱۰
۷	جماعت میں شامل ہونے کا صلہ	۱۱۱
۸	جماعت کی نیت سے مسجد میں جانے کا ثواب	۱۱۲
۹	دو آدمیوں کی جماعت کی قبولیت	۱۱۳
۱۰	نماز با جماعت بہترین سنتوں سے ہے	۱۱۴
۱۱	ترک جماعت پر رسول اکرمﷺ کا اظہار ناراضگی	۱۱۵
	فضائل مسجد	۱۱۹
۱	مساجد بہترین جگہوں میں سے ہیں	۱۲۰
۲	مساجد جنت کے باغ ہیں	۱۲۰
۳	مساجد اللہ کا پسندیدہ مقام ہیں	۱۲۱
۴	مساجد کی طرف لگاؤ رکھنے کا اجر	۱۲۱
۵	دور سے مسجد میں آنے کا ثواب	۱۲۲
۶	خدمت مسجد دلیل ایمان ہے	۱۲۳
۷	مسجد میں جانا مثل مہمانی جنت ہے	۱۲۳
	آدابِ مسجد	۱۲۵
۱	مسجد میں داخل ہونے کا سنت طریقہ	۱۲۵
۲	مساجد میں مؤدب رہنا	۱۲۶

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ
۳	مسجد کے مقصد کا مدنظر رکھنا	۱۲۶
۴	مسجد کی صفائی کا انتظام کرنا	۱۲۷
۵	مسجد میں خرید وفروخت کی ممانعت	۱۲۸
۶	مسجد میں ہنسی مذاق کرنا منع ہے	۱۲۸
۷	مسجد میں بلند آواز کرنے کی ممانعت	۱۲۹
۸	مسجد میں تھوکنے کی ممانعت	۱۲۹
۹	پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں جانے کی ممانعت	۱۳۱
۱۰	مسجد میں حلقے بنانا یعنی گروہ بندی کی ممانعت	۱۳۲
۱۱	مسجد میں شعر گوئی کی ممانعت	۱۳۲
۱۲	مسجد میں غسل اور وضو کی ممانعت	۱۳۳
۱۳	مسجد میں کھانا اور سونا	۱۳۳
۱۴	نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں مسجد کو بند کرنا	۱۳۳
۱۵	مسجد میں فخر کرنے کی ممانعت	۱۳۴
۱۶	مسجد میں اپنے لئے جگہ متعین کرنا	۱۳۴
۱۷	مسجد میں راستہ بنالینا درست نہیں	۱۳۵
۱۸	مسجد میں دینی علوم پڑھنا اور پڑھانا	۱۳۵
۱۹	مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا	۱۳۵
۲۰	درجات مساجد	۱۳۶
۲۱	تین مسجدوں کی طرف سفر کرنے کا حکم	۱۳۷
۲۲	تعمیر مسجد جنت میں گھر بنانا ہے	۱۳۷
۲۳	محلوں میں مساجد تعمیر کرنا	۱۳۷

شمار	عنوان	صفحہ
۲۴	سات جگہیں مسجد نہیں	۱۳۸
۲۵	گھروں میں نماز پڑھنے کا ادب	۱۳۸
	فضائل نماز جمعہ	۱۴۰
۱	گناہوں کی بخشش کا ذریعہ	۱۴۰
۲	عذاب قبر سے نجات	۱۴۱
۳	حصول جنت	۱۴۱
۴	نماز جمعہ کا اجر	۱۴۲
۵	مسلمانوں کے لیے فوقیت کا دن	۱۴۲
۶	جمعہ کو جمعہ کہنے کی وجہ تسمیہ	۱۴۳
	ترک جمعہ پر وعیدیں	۱۴۳
	۱۔ دل پر مہر لگنا	۱۴۴
	۲۔ علامت منافقت	۱۴۴
	۳۔ ترک جمعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ناراضگی	۱۴۵
	۴۔ ترک جمعہ پر صدقہ کرنا	۱۴۵
	جمعہ کی سنتیں	۱۴۶
	۱۔ نمازِ جمعہ کی تیاری	۱۴۶
	۲۔ سنت غسل	۱۴۷
	۳۔ آداب جمعہ کی بشارت	۱۴۷
	۴۔ کسی کو اس کی جگہ سے اُٹھانے کی ممانعت	۱۴۸
	۵۔ گردنیں پھلانگنے کی ممانعت	۱۴۹
	۶۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت	۱۵۰

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ
	۷۔ مسجد میں جلدی جانا	۱۵۰
	۸۔ پیدل جا کر نماز جمعہ پڑھنے کا ثواب	۱۵۲
	۹۔ خطبہ کے وقت خاموشی اختیار کرنا	۱۵۲
	۱۰۔ نماز جمعہ کے بعد اذکار کا پڑھنا	۱۵۴
	۱۱۔ جمعہ کے دن کی مسنون قرأتیں	۱۵۵
	۱۲۔ جمعہ کے لئے الگ لباس بنوا کر رکھنا	۱۵۵
	۱۳۔ جمعہ کے روز دُرود شریف پڑھنا	۱۵۶
	فضائل نوافل	۱۵۸
۱	نوافل کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا	۱۵۸
۲	نوافل پر اللہ کا راضی ہونا	۱۵۸
۳	نفل نماز میں آہستہ اور بلندہ آواز سے قرأت	۱۵۹
۴	نوافل میں رکعت کی اکٹھی نیت	۱۵۹
۵	نماز نفل ٹوٹنے کی صورت میں قضا	۱۵۹
۶	چار رکعت نوافل پڑھنے کا طریقہ	۱۶۰
۷	بیٹھ کر نوافل پڑھنا	۱۶۰
۸	نوافل کی نیت کر کے نوافل کو پورا کرنا واجب ہے	۱۶۰
	سُنت تلاوت	۱۶۱
۱	باوضو پڑھنا	۱۶۲
۲	خوش کُن آواز سے تلاوت کرنا	۱۶۲
۳	تلاوت اس وقت تک کرو جب تک دل چاہے	۱۶۴
۴	قرآن پاک پڑھ کر بھلانے کی سزا	۱۶۵

شمار	عنوان	صفحہ
۵	حضرت ابی بن کعبؓ کی سعادت	۱۶۶
۶	تین رات سے کم میں قرآن پاک ختم کرنے کی ممانعت	۱۶۷
۷	گا کر قرآن پڑھنے کی ممانعت	۱۶۸
۸	بلند یا پست آواز سے قرآن پڑھنے کی اجازت	۱۶۹
۹	قرآن مجید کو صحیح قرأت سے پڑھنا	۱۷۰
۱۰	دارالحرب میں قرآن نہ لے جائیں	۱۷۰
	ختم قرآن کب بہتر ہے	۱۷۱
۱۱	لیٹ کر قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں	۱۷۱
۱۲	غلط پڑھنے والے کو صحیح بتلانا واجب ہے	۱۷۱
۱۳	بوسیدہ قرآن کو جلانا منع ہے	۱۷۲
۱۴	قرآن پاک کا ادب کرنا	۱۷۲
	دُعا کی سُنتیں	۱۷۳
۱	دُعا کے آغاز میں اللہ کی حمد کرنا	۱۷۵
۲	اخلاصِ نیت سے دُعا مانگنا	۱۷۶
۳	توجہ قلبی سے دعا مانگنا سنت ہے	۱۷۶
۴	نوافل کے ذریعے دُعا کو مؤثر بنانا سنت ہے	۱۷۷
۵	دُعا کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا سنت ہے	۱۷۷
۶	خشوع وخضوع سے دُعا مانگنی چاہئے	۱۷۸
۷	دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا سنت ہے	۱۷۸
۸	دعا ختم کرنے پر منہ پہ ہاتھ پھیرنا سنت ہے	۱۷۹

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ
۹	دوسروں کے لئے دعا کرنا سنت ہے	۱۸۰
۱۰	رغبت اور یقین سے دعا مانگنا سنت ہے	۱۸۱
۱۱	بد دعا کرنے کی ممانعت	۱۸۱
۱۲	دُعا کو مستجاب بنانے کا زریں اصول	۱۸۲
۱۳	خاص اوقات جن میں دعائیں قبول ہوتی ہیں	۱۸۲
۱۴	مقاماتِ مقدسہ کی دعا	۱۸۳
	نماز جنازہ	۱۸۴
۱	جنازہ کو جلدی لے جانا	۱۸۴
۲	جنازے کو کندھا دینا سنت ہے	۱۸۵
۳	جنازے سے آگے چلنے کی ممانعت	۱۸۶
۴	جنازے کے ساتھ چلنے کا سنت طریقہ	۱۸۶
۵	تدفین میں شامل ہونے کا اجر	۱۸۷
۶	مردے کا آواز سُننا	۱۸۸
۷	جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنے کی ممانعت	۱۸۸
۸	جنازے سے واپسی کی سنت	۱۸۹
۹	جنازے میں سواری پر جانے کا مسئلہ	۱۸۹
۱۰	جنازہ دیکھنے پر کھڑے ہونے کا مسئلہ	۱۹۰
۱۱	چھوٹے بچے کا جنازہ	۱۹۱
	زیارت قبور کا مسنون طریقہ	۱۹۲
۱	قبرستان میں داخلہ	۱۹۲
۲	زیارت قبور کی ترغیب	۱۹۳
۳	والدین کی قبروں پر جانے کا حکم	۱۹۴
۴	زیارت قبور کا طریقہ	۱۹۵

شمار	عنوان	صفحہ
۵	قبروں پر بیٹھنے کی مذمت	۱۹۶
۶	قبر پر عورتوں کے جانے کا مسئلہ	۱۹۷
۷	صاحب قبر کے ادب کو ملحوظ رکھنا	۱۹۸
۸	قبر کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کی ممانعت	۱۹۹
۹	قبرستان کو مٹا کر مسجد بنانے کی ممانعت	۲۰۰
۱۰	قبرستان کے متفرق آداب	۲۰۰
	روزہ کی سنتیں	۲۰۲
	حکم روزہ	۲۰۲
	فضائل روزہ	۲۰۳
۱	روزہ کے متعلق رسول اکرمؐ کا خطبہ	۲۰۵
۲	روزہ کی خیر و برکت	۲۰۸
۳	روزہ کے خصوصی انعام	۲۰۹
۴	روزہ دار کی دعا کی قبولیت	۲۱۰
۵	روزہ کی جزا میں اضافہ	۲۱۲
۶	روزہ بخشش کا ذریعہ ہے	۲۱۵
۷	رمضان میں جنت کے دروازوں کا کھلنا	۲۱۹
۸	رمضان میں جنت کا سجایا جانا	۲۲۱
۹	روزہ داروں کا دروازہ "باب ریان"	۲۲۲
۱۰	روزہ ڈھال ہے	۲۲۴
۱۱	روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے	۲۲۵
۱۲	رمضان میں شیاطین کا جکڑا جانا	۲۲۶
۱۳	مقدس مقامات پر روزہ رکھنے کا اجر کثیر	۲۲۸
۱۴	رمضان میں جہنم کے دروازوں کا بند	۲۲۹

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ
	ہوجانا	۲۲۹
۱۵	جہنم سے نجات	۲۳۰
	مسائل روزہ	۲۳۳
	۱-نیت	۲۳۳
	۲-سحری	۲۳۴
	۳-افطاری	۲۳۶
	۴-روزہ نہ ٹوٹنے کی صورتیں	۲۳۸
	۵-روزہ ٹوٹنے کی صورتیں	۲۳۹
	۶-قضا اور کفارہ	۲۴۰
	کفارہ:	۲۴۱
	۷۔روزہ توڑنے کی جائز صورتیں	۲۴۲
	۸۔احکام فدیہ	۲۴۳
	فضائل شب قدر	۲۴۵
۱	سورہ قدر کا شان نزول:	۲۴۶
۲	حضرت شمعون کا واقعہ:	۲۴۶
۳	چار عابدوں کی حکایت:	۲۴۸
۴	بنی اسرائیل کے ایک عابد کی حکایت:	۲۴۸
	وجوہات فضیلت	۲۴۹
	۱۔نزول قرآن:	۲۴۹
	۲۔عبادت کا اجر کثیر:	۲۵۰
	۳۔نزول ملائکہ:	۲۵۱
	۴۔سلامتی:	۲۵۳
	احادیث شب قدر	۲۵۴
۱	شب قدر کونسی رات ہے:	۲۵۶
۲	ستائیسویں رات بحثیت شب قدر:	۲۵۶
۳	علامات شب قدر:	۲۵۷
۴	عبادت شب قدر:	۲۵۹
۵	لیلۃ القدر کا خاص وظیفہ:	۲۵۹
	اعتکاف	۲۶۱
	سنت اعتکاف	۲۶۲
	۱-اعتکاف کی جگہ:	۲۶۳
۱	مسجد سے باہر نکلنے کی صورتیں	۲۶۵
۲	رفع حاجت:	۲۶۵
۳	معتکف اور احکام غسل:	۲۶۶
۴	اعتکاف میں مسائل وضو:	۲۶۷
۴	نماز جمعہ:	۲۶۷
۵	ایک مسجد سے دوسری مسجد میں منتقل ہونا:	۲۶۸
۶	اعتکاف ٹوٹنے کا حکم	۲۶۸
۷	اعتکاف ٹوٹ جانے کے شرعی جواز	۲۶۹
	۲۔نفلی اعتکاف	۲۷۰
	۳۔خواتین کا اعتکاف	۲۷۲
	روزہ کے آداب اور سنتیں	۲۷۳
۱	زبان کو بری باتوں سے بچانا	۲۷۳
۲	کانوں کو بری باتیں سننے سے بچانا	۲۷۵
۳	حالت روزہ میں آنکھ کو قابو میں رکھنا	۲۷۶
۴	دل کو گندے خیالات سے بچانا	۲۷۶
۵	جسم کے ہر عضو کو گناہوں سے بچانا اصل روزہ ہے	۲۷۶

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ	شمار	عنوان	صفحہ
۶	روزے میں ریاکاری سے بچنا	۲۷۷	۳	سلام کہنا مسلمان کا حق ادا کرنا ہے	۲۹۴
۷	سحری اور افطاری کی سنت	۲۸۰	۴	گفتگو سے پہلے سلام کہنا سُنت ہے	۲۹۴
	نمازِ عیدین	۲۸۱	۵	خط کے شروع میں سلام لکھنا	۲۹۵
۱	عید الفطر	۲۸۱	۶	سلام کے جواب کا مکمل طریقہ	۲۹۵
۲	عید الاضحیٰ	۲۸۲	۷	کون، کسے سلام کہے؟	۲۹۶
۳	عید الفطر و عید عید الاضحیٰ کی سُنتیں	۲۸۳	۸	چھوٹے بچوں کو سلام کہنا سُنت ہے	۲۹۷
۴	عیدین کی نماز پڑھنا واجب ہے	۲۸۳	۹	عورت اور مرد کا آپس میں سلام کہنا	۲۹۷
۵	نمازِ عیدین بلا اذان اور اقامت	۲۸۴	۱۰	سلام میں پہل کرنا سُنت ہے	۲۹۸
۶	خطبہ عیدین	۲۸۴	۱۱	گھر والوں کو سلام کرنا چاہئے	۲۹۸
۷	عیدین پڑھنے کا وقت	۲۸۴	۱۲	واپس آ کر سلام کہنا	۲۹۹
۸	غسل اور اچھا لباس پہننا	۲۸۵	۱۳	کسی کے سلام بھیجنے پر جواب کا سنت	۳۰۰
۹	صدقہ فطر ادا کرنا	۲۸۵		طریقہ	
۱۰	عید الفطر سے پہلے میٹھی چیز کھانا سنت	۲۸۵	۱۴	مجلس میں سلام کرنے کا ادب	۳۰۰
	ہے			سُنتِ مُصافحہ	۳۰۲
۱۱	پیدل راستہ بدل کر جانا آنا سنت ہے	۲۸۶	۱	مصافحہ سلام کا حصہ ہے	۳۰۲
۱۲	عید کے دن اظہار خوشی	۲۸۶	۲	مرد مرد سے اور عورت عورت سے مصافحہ	۳۰۳
۱۳	نمازِ عید میں عورتوں کی شمولیت	۲۸۶		کرے	
۱۴	نمازِ عید پڑھنے کا طریقہ اور مسائل	۲۸۶	۳	مصافحے کا رواج کب شروع ہوا	۳۰۴
۱۵	تکبیرات ایام تشریق	۲۸۹	۴	ہر ملاقات کے بعد مصافحے کا جواز	۳۰۴
	شرعی اُمور کی سنتیں	۲۹۱	۵	مصافحہ سے گناہوں کی بخشش	۳۰۴
	سلام کہنے کی سنتیں	۲۹۱		سُنتِ مُعانقہ	۳۰۵
۱	واقف ناواقف کو سلام کہنا سُنت ہے	۲۹۳		معانقے کا سنت طریقہ	۳۰۵
۲	آپس میں سلام کہنے کو فروغ دینا سُنت	۲۹۳	۱	اظہار محبت کا بہترین ذریعہ	۳۰۶
	ہے		۲	سفر سے آنے کے بعد معانقہ	۳۰۶

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ
۳	اللہ والوں سے معانقہ	۳۰۷
۴	حج سے واپسی پر مصافحہ اور معانقہ	۳۰۸
۵	عید کے موقعہ پر معانقہ کرنا سنت ہے	۳۰۸
	بوسہ کے شرعی آداب	۳۰۸
۱	بوسہ رحمت	۳۰۹
۲	اولاد کا اپنے والدین کو بوسہ دینا	۳۱۰
۳	بوسۂ تحیت	۳۱۰
۴	بوسہ محبت	۳۱۱
۵	حجرِ اسود کا بوسہ	۳۱۱
۶	قرآن مجید کو چومنا	۳۱۲
۷	بوسہ نفسانی محبت	۳۱۲
	گفتگو کی سنتیں	۳۱۲
۱	سچی اور معقول بات کرنا	۳۱۳
۲	نرم لہجے سے بات کریں	۳۱۳
۳	عام فہم بات کرنا سنت ہے	۳۱۴
۴	اچھی بات کی ترغیب	۳۱۵
۵	ضرورت کے مطابق بات کریں	۳۱۵
۶	مذاق کی گفتگو سے بچنے کی کوشش کریں	۳۱۶
۷	گفتگو میں رضائے الٰہی کو مدنظر رکھیں	۳۱۶
۸	مختصر گفتگو کرنا سنت ہے	۳۱۶
۹	دل آزاری دینے والی گفتگو کی ممانعت	۳۱۷
۱۰	فضول بات چیت کی ممانعت	۳۱۸
۱۱	لطیفہ بازی کی ممانعت	۳۱۹
۱۲	گندی باتوں سے زبان کی حفاظت کرنا	۳۲۰

شمار	عنوان	صفحہ
	سنت ہے	
	چلنے پھرنے کی سُنتیں	۳۲۲
۱	متانت اور عاجزی سے چلنے کا حکم	۳۲۲
۲	اکڑ کر چلنے کی ممانعت	۳۲۳
۳	جماعت کے ساتھ چلنے کا طریقہ	۳۲۴
۴	مردوں اور عورتوں کو علیحدہ چلنا چاہئے	۳۲۵
۵	مرد کو دو عورتوں کے درمیان چلنے کی ممانعت	۳۲۶
۶	راستے کا حق	۳۲۶
۷	تکلیف دہ چیز کو ساتھ رکھنے کی ممانعت	۳۲۷
۸	گھر سے باہر نکلنے کی دعا	۳۲۷
۹	بازار کی دعا	۳۲۸
۱۰	جوتا پہن کر چلنا چاہئے	۳۲۸
۱۱	فصل یا کھیت میں چلنے کی ممانعت	۳۲۹
	احکام اجازت	۳۳۰
۱	اجازت کے لئے تین مرتبہ سلام کرنا	۳۳۱
۲	پوچھنے پر نام بتانا چاہئے	۳۳۲
۳	اجازت طلب کرنے کا طریقہ	۳۳۳
۴	ماں بہن سے بھی اجازت طلب کرنا	۳۳۳
۵	اجازت طلب کرنا ضروری ہے	۳۳۴
۶	دروازے کے دائیں یا بائیں کھڑا ہونا	۳۳۴
۷	کسی کے ساتھ جانے میں اجازت ضروری نہیں	۳۳۵
۸	اجازت سے پہلے سلام کہنا ضروری ہے	۳۳۵

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ
۹	اجازت کی مستثنیٰ صورت	۳۳۶
۱۰	کسی کے گھر میں جھانکنا خلاف سنت ہے	۳۳۶
۱۱	کھنکارنا سنت ہے	۳۳۷
۱۲	گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لینا	۳۳۷
	چھینک و جمائی کی سنتیں	۳۳۸
۱	چھینک کے وقت اللہ کا شکر ادا کرنا سنت ہے	۳۳۸
۲	چھینک کا جواب دینا سنت ہے	۳۳۹
۳	اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نہ کہنے والے کا جواب نہ دو	۳۴۰
۴	چھینک کے وقت حضورؐ کا طریقہ کار	۳۴۱
۵	چھینک کا جواب زیادہ سے زیادہ تین مرتبہ ہے	۳۴۲
۶	غیر مسلم کی چھینک کے جواب کا طریقہ	۳۴۲
۷	عورت کی چھینک کا جواب	۳۴۳
۸	بات سچی ہونے کی دلیل	۳۴۳
۹	زور سے نہ چھینکیں	۳۴۳
۱۰	چھینک یا جمائی میں منہ پر ہاتھ رکھیں	۳۴۴
	جوتا پہننے کی سنتیں	۳۴۵
۱	جوتا پہننے کا حکم	۳۴۵
۲	جوتا پہننے اور اتارنے کا سنت طریقہ	۳۴۶
۳	کھڑے ہو کر جوتا پہننا منع ہے	۳۴۷
۴	ایک جوتا پہن کر چلنے کی ممانعت	۳۴۷
۵	موزے پہننے کا جواز	۳۴۸
۶	جوتے اُتار کر حفاظت سے رکھنا سنت ہے	۳۴۸

شمار	عنوان	صفحہ
۷	ننگے پاؤں چلنا پھرنا	۳۴۹
۸	کسی کا جوتا اٹھانا یا استعمال کرنا درست نہیں	۳۵۰
۹	حضورؐ کی نعلین مبارک	۳۵۱
	کھانے پینے کی سنتیں	۳۵۲
	کھانے کا سنت طریقہ	۳۵۳
۱	ہاتھ دھونا	۳۵۳
۲	کھانا دسترخوان پر کھانا چاہیے	۳۵۵
۳	کھانا بیٹھ کر کھانا چاہیے	۳۵۵
۴	کھاتے وقت ٹیک لگانے کی ممانعت	۳۵۶
۵	جوتے اُتارنے کا حکم	۳۵۶
۶	نیک نیتی سے کھانا	۳۵۷
۷	جو حاضر ہو وہ کھائے	۳۵۷
۸	آغاز میں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا	۳۵۷
۹	دائیں ہاتھ سے کھائے	۳۵۹
۱۰	نمکین کھانے سے شروع کرنا	۳۶۰
۱۱	گرم کھانے کو ٹھنڈا کر کے کھائیں	۳۶۱
۱۲	مناسب لقمہ لینا	۳۶۱
۱۳	کھانے میں عیب نکالنے کی ممانعت	۳۶۲
۱۴	اپنے سامنے سے کھانا	۳۶۲
۱۵	تین انگلیوں سے کھانے کی تاکید	۳۶۳
۱۶	سالن کو کناروں سے کھایئے	۳۶۳
۱۷	گری ہوئی روٹی یا خوراک کا حکم	۳۶۴

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ	شمار	عنوان	صفحہ
۱۸	دوسروں کو کھلانے کا حکم	۳۶۵	۱۶	ثرید	۳۹۰
۱۹	مل کر کھانے کا حکم	۳۶۵	۱۷	سرکہ	۳۹۱
۲۰	انگلیاں اور برتن چاٹنا	۳۶۷	۱۸	کھجور	۳۹۳
۲۱	کھانے سے فارغ ہونے پر ہاتھ دھونا	۳۶۷	۱۹	شہد	۳۹۵
۲۲	مجلس میں کھانے کا ادب	۳۶۸	۲۰	ککڑی کا استعمال	۳۹۷
۲۳	بھوک اور جھوٹ کو اکٹھا نہ کرو	۳۷۰	۲۱	خربوزہ	۳۹۸
۲۴	اکٹھے کھانا کا ایک ادب	۳۷۱	۲۲	تربوز	۳۹۹
۲۵	کھانے کی مسنون دعائیں	۳۷۱	۲۳	انجیر	۳۹۹
	مسنون خوراک	۳۷۳	۲۴	انگور و کشمش	۴۰۰
۱	گندم اور جو کی روٹی	۳۷۴	۲۵	پیلو	۴۰۱
۲	چاول	۳۷۷	۲۶	چقندر	۴۰۲
۳	بکرے کا گوشت	۳۷۷	۲۷	کھمبی	۴۰۳
۴	مرغ کا گوشت	۳۸۱	۲۸	میتھی	۴۰۳
۵	حباری کا گوشت	۳۸۱		**پینے کی سنتیں**	۴۰۴
۶	خرگوش کا گوشت	۳۸۲	۱	دائیں ہاتھ سے پینے کا حکم	۴۰۴
۷	فصل کا پرندہ مکڑی	۳۸۳	۲	بیٹھ کر پینا	۴۰۵
۸	مچھلی	۳۸۳	۳	پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا	۴۰۶
۹	گھی	۳۸۴	۴	پیتے وقت تین بار سانس لینا	۴۰۶
۱۰	مکھن	۳۸۵	۵	پھونک مارنے کی ممانعت	۴۰۷
۱۱	پنیر	۳۸۵	۶	مشکیزے سے منہ لگانے کی ممانعت	۴۰۸
۱۲	حریرہ	۳۸۶	۷	آب زمزم کھڑے ہو کر پینا	۴۰۸
۱۳	روغن زیتون	۳۸۶	۸	سونے چاندی کے برتن میں پینے کی	۴۰۹
۱۴	کدو	۳۸۸		ممانعت	
۱۵	قدید	۳۸۹	۹	مجلس میں مشروب تقسیم کرنے کا طریقہ	۴۰۹

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ
۱۰	پینے کے بعد کی دُعا	۴۱۰
۱۱	برتن کے اندر سانس نہ لیں	۴۱۰
۱۲	پیالے میں پینا سنت ہے	۴۱۰
۱۳	گلاس میں پینا بھی سنت ہے	۴۱۲
	مسنون مشروبات	۴۱۳
۱	پانی	۴۱۳
۲	آبِ زمزم	۴۱۴
۳	دُودھ	۴۱۵
۴	ستّو	۴۱۷
۵	لسّی	۴۱۸
۶	نبیذ	۴۲۰
۷	میٹھی اور ٹھنڈی اشیاء	۴۲۱
	مہمان نوازی کی سنتیں	۴۲۲
۱	مہمان کی عزت واحترام کرنا	۴۲۴
۲	مہمان کی خیروعافیت دریافت کرنا	۴۲۴
۳	مہمان ٹھہرانے کا بہتر بندوبست کرنا	۴۲۵
۴	حیثیت کے مطابق کھانے کا انتظام کرنا	۴۲۶
۵	مہمان اللہ کی رحمت ہے	۴۲۷
۶	مہمان سے دعا کروانا سنت ہے	۴۲۷
۷	مہمان کی فرمائش کا خیال کرنا	۴۲۸
۸	ہاتھ دُھلانا اور دسترخوان پر کھانا لگانا	۴۲۸
۹	مہمان نوازی سے محروم رہنے والے	۴۲۹
۱۰	مہمان کا حق	۴۲۹
۱۱	مہمان کے ساتھ مل کر کھانا	۴۳۰
۱۲	بے مروت مہمان کے ساتھ اچھے سلوک کی تاکید	۴۳۰
۱۳	مہمان کو اپنی ذات پر ترجیح دینا	۴۳۰
۱۴	مہمان کو الوداع کرنے کا سنت طریقہ	۴۳۱
۱۵	مہمان کے لئے پرتکلف کھانا تیار کروانا	۴۳۲
۱۶	مہمان کے سامنے غصے کے اظہار کی ممانعت	۴۳۳
	سونے کی سنتیں	۴۳۵
۱	نبی اکرمؐ کے سونے کا طریقہ	۴۳۶
۲	سونے سے پہلے وضو کرنا	۴۳۸
۳	چراغ بجھانے کی تاکید	۴۳۸
۴	جلتی آگ کو بُجھا دیں	۴۳۹
۵	بلا چاردیواری چھت پر سونے کی ممانعت	۴۴۰
۶	سونے سے پہلے بستر کو جھاڑنا	۴۴۰
۷	گھر کا دروازہ بند کرنا	۴۴۱
۸	سونے سے پہلے اللہ کا ذکر کرنا سنت ہے	۴۴۲
۹	سوتے وقت کی دعا	۴۴۳
۱۰	سوتے وقت تینوں قل پڑھنا	۴۴۳
۱۱	رات میں تہجد کیلئے اٹھنے کا مسنون طریقہ	۴۴۴
۱۲	تہجد کے وقت کی دعا	۴۴۵
۱۳	رات کے وقت اللہ کی صدا	۴۴۶
۱۴	پیٹ کے بل سونے کی ممانعت	۴۴۷
۱۵	ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹنے سے بچنے کی تاکید	۴۴۷

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ
۱۶	مہمان کے لئے الگ بستر رکھنا	۴۴۸
۱۷	سنت قیلولہ	۴۴۸
۱۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک	۴۵۰
	خواب	۴۵۳
۱	اچھا اور برا خواب	۴۵۳
۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت	۴۵۶
۳	اچھے خواب مبشرات ہیں	۴۵۸
۴	اچھے خواب روحانی نعمت کا حصہ ہیں	۴۵۹
۵	نماز صبح کے بعد تعبیر کرنا سنت ہے	۴۶۰
۶	ورقہ بن نوفل کے بارے میں ایک خواب	۴۶۳
۷	جھوٹا خواب بنانے کی مذمت	۴۶۴
۸	سحری کے وقت کا خواب عموماً سچا ہوتا ہے	۴۶۴
۹	خواب میں گائے دیکھنا	۴۶۴
۱۰	بال بکھرے والی کالی عورت دیکھنا	۴۶۵
۱۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب	۴۶۶
۱۲	خواب میں بہتا ہوا چشمہ دیکھنا	۴۶۷
۱۳	خواب میں کعبہ کا طواف کرنا	۴۶۸
۱۴	خواب میں محل دیکھنا	۴۶۹
۱۵	خواب میں قمیص دیکھنے کی تعبیر	۴۶۹
۱۶	خواب میں دودھ دیکھنا	۴۷۰
۱۷	خواب میں ریشمی کپڑے دیکھنا	۴۷۰
۱۸	ہاتھ میں کنجیاں دیکھنا	۴۷۱
	سُنت لباس	۴۷۲

شمار	عنوان	صفحہ
۱	کپڑا سیدھی جانب سے پہننا سنت ہے	۴۷۴
۲	کپڑا پہننے سے پہلے جھاڑنا	۴۷۴
۳	شلوار یا تہ بند ٹخنوں کے اوپر رکھنا سنت ہے	۴۷۵
۴	شلوار یا تہ بند کو لٹکانے کی ممانعت	۴۷۶
۵	مردوں کے لئے ریشمی کپڑے کی ممانعت	۴۷۷
۶	نیا کپڑا پہننے کا ادب	۴۷۹
۷	لباس شہرت کی مذمت	۴۸۱
۸	تصویروں والے لباس کی ممانعت	۴۸۲
۹	زیر کفالت لوگوں کا لباس بنانا	۴۸۳
۱۰	کپڑے بنانے میں اسراف کی مذمت	۴۸۳
۱۱	لباس میں غیر کی مشابہت کرنا اچھا نہیں	۴۸۴
۱۲	پرانے کپڑے کے استعمال کا حکم	۴۸۴
۱۳	کپڑے کو پیوند لگانا	۴۸۵
۱۴	لباس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ رنگ	۴۸۵
۱۵	لباس میں تواضع	۴۸۶
۱۶	سرخ اور شوخ رنگ کے کپڑوں کی ممانعت	۴۸۷
۱۷	لباس کو پاک صاف رکھنے کی تاکید	۴۸۹
۱۸	لباس میں میانہ روی	۴۸۹
۱۹	ایک کپڑا پہننے کی ممانعت	۴۹۱
۲۰	لباس میں مشابہت کی ممانعت	۴۹۲
۲۱	عورتوں کا لباس	۴۹۳

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ
	مسنون لباس	۴۹۶
۱	قمیص	۴۹۷
۲	تہبند	۴۹۹
۳	شلوار	۵۰۱
۴	کمبل	۵۰۲
۵	جُبّہ	۵۰۳
۶	چادر	۵۰۴
۷	چادر کے ایثار کا ایک واقعہ	۵۰۶
۸	عمامہ	۵۰۷
۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ	۵۰۷
۱۰	عمامہ باندھنے کا حکم	۵۰۸
۱۱	شملے کو کندھے کے درمیان رکھنا	۵۰۸
۱۲	شملہ باندھنے کا ادب	۵۰۹
	سنت داڑھی	۵۰۹
۱	داڑھی رکھنا سنت ہے	۵۰۹
۲	سنت کے مطابق داڑھی کی مقدار	۵۱۱
۳	مونچھیں کتروانا سنت ہے	۵۱۱
۴	داڑھی کو صاف ستھرا رکھنا سنت ہے	۵۱۲
۵	داڑھی منڈوانا خلاف سنت ہے	۵۱۲
۶	داڑھی کے متعلق مکروہ اعمال کی مذمت	۵۱۳
	سر کے بال رکھنے اور کٹوانے کی سنتیں	۵۱۵
۱	حضورؐ کے بال بے مثل تھے	۵۱۵
۲	نصف کانوں کی لو تک	۵۱۶
۳	تا بگوش سے زیادہ	۵۱۶
۴	تا بگوش بالوں کی تعریف	۵۱۶
۵	کندھوں تک بال رکھنا سُنت ہے	۵۱۷
۶	سر منڈوانے کی اجازت	۵۱۸
۷	بعض بال چھوڑنے ممانعت	۵۱۸
۸	رکھے ہوئے بالوں کی حجامت کروانا	۵۱۹
	فُضلاتِ بدن دور کرنے کے آداب	۵۲۰
۱	زیر ناف بالوں کی صفائی	۵۲۰
۲	بغل کے بالوں کا اکھاڑنا	۵۲۱
۳	ناخن تراشنے کا سنت طریقہ	۵۲۲
	سنت خوشبو و سُرمہ	۵۲۴
۱	خوشبو کا استعمال	۵۲۴
۲	مشک وعنبر کی خوشبو	۵۲۵
۳	بہترین خوشبو	۵۲۵
۴	حضرت عائشہؓ کا حضورؐ کو خوشبو لگانا	۵۲۵
۵	مرد اور عورت کی خوشبو میں فرق	۵۲۶
۶	عورت کا خوشبو لگا کر مسجد میں جانا منع ہے	۵۲۶
۷	عورت کے لئے خوشبو کے اظہار کی ممانعت	۵۲۷
۸	عورت خوشبو دھو کر مسجد میں جائے	۵۲۷
۹	خوشبو کا تحفہ لینے کی ترغیب	۵۲۸
۱۰	سرمہ لگانا	۵۲۸
	سنت تیل اور کنگھی کرنا	۵۳۰
	انگوٹھی پہننے کے احکام	۵۳۳
۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی	۵۳۳
۲	حضورؐ کی انگوٹھی کی خصوصیات	۵۳۴

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ
۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نگینہ	۵۳۵
۴	ایک سے زائد انگوٹھیاں پہننا منع ہے	۵۳۵
۵	انگوٹھی دائیں یا بائیں ہاتھ میں پہنیں	۵۳۵
۶	انگوٹھی کس انگلی میں پہنی جائے	۵۳۶
۷	شہادت اور بڑی انگلی میں انگوٹھی نہ پہنیں	۵۳۶
۸	چاندی کے علاوہ ہر دھات کی انگوٹھی حرام ہے	۵۳۷
	بیٹھنے اور اُٹھنے کی سنتیں	۵۳۸
۱	بیٹھنے کا ایک سنت طریقہ	۵۳۸
۲	چارزانو بیٹھنے کا سنت طریقہ	۵۳۹
۳	بیٹھے ہوئے تکیے پر ٹیک لگانا سنت ہے	۵۴۰
۴	چٹائی پر بیٹھنا سنت ہے	۵۴۱
۵	بُرے انداز میں بیٹھنا خلاف سنت ہے	۵۴۲
۶	جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا سنت ہے	۵۴۲
۷	دوسرے کو اٹھانے کی ممانعت	۵۴۳
۸	سرکنا سنت ہے	۵۴۴
۹	مقرر جگہ کا مستحق	۵۴۴
۱۰	کسی کو جدا کرنے کی ممانعت	۵۴۵
۱۱	حلقے کے وسط میں بیٹھنے کی ممانعت	۵۴۵
۱۲	مجلس میں سرگوشی کی ممانعت	۵۴۶
۱۳	مجلس کو پھلانگنے کی ممانعت	۵۴۶
۱۴	محفل میں ساتھ ساتھ بیٹھنے کی تاکید	۵۴۷
۱۵	سائے اور دھوپ میں بیٹھنے کا اصول	۵۴۷
۱۶	بازار اور راستے میں بیٹھنے کی ممانعت	۵۴۷

شمار	عنوان	صفحہ
۱۷	اچھے لوگوں کی صحبت میں بیٹھئے	۵۴۸
۱۸	مجلس میں اللہ اور اس کے رسول کا ذکر کرنا	۵۴۹
۱۹	مجلس میں کشادگی کرنے کا حکم	۵۴۹
۲۰	مجلس سے اٹھنے کی دعا	۵۵۰
۲۱	مجلس کے ختم ہونے پر یہ دعا پڑھیں	۵۵۰
۲۲	حضرت حاتم بن اصم کا واقعہ	۵۵۱
	آدابِ سفر	۵۵۳
۱	سفر کا دن	۵۵۴
۲	آغاز سفر کا بہتر وقت	۵۵۵
۳	مل جل کر سفر کرنا	۵۵۵
۴	سفر میں امیر بنانا	۵۵۶
	حکایت	۵۵۶
۵	سواری کے جانور کے آرام کا خیال رکھنا	۵۵۷
۶	طویل سفر سے واپسی پر استقبال کرنا	۵۵۸
۷	عورت کو تنہا سفر کرنے کی ممانعت	۵۵۸
۸	سفر میں دوسروں کی مدد کرنا	۵۵۹
۹	آغاز سفر کی دعا	۵۶۰
۱۰	سفر سے واپسی کی دعا	۵۶۱
۱۱	اونچے اور نیچے مقام کی دعا	۵۶۱
۱۲	منزل پر پہنچتے وقت کی دعا	۵۶۲
۱۳	خوف کی دعا	۵۶۲
۱۴	رات کی دعا	۵۶۲
۱۵	سفر سے جلدی واپس آنا	۵۶۳
۱۶	سفر سے واپسی کا ممنوع وقت	۵۶۳

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ
۱۷	واپسی پر نوافل پڑھنا سنت ہے	۵۶۴
۱۸	سفر تجارت میں مسنون عمل	۵۶۴
	سنتِ نکاح	۵۶۵
۱	صاحب استطاعت کیلئے نکاح کرنا سنت ہے	۵۶۷
۲	نیک عورت سے نکاح کرنا سنت ہے	۵۶۹
۳	بالغ ہونے پر فوراً نکاح کرنا سنت ہے	۵۷۱
۴	نکاح کا پیغام بھیجنا سنت ہے	۵۷۲
۵	شوال میں نکاح کرنا سنت ہے	۵۷۴
۶	اجازتِ نکاح سنت ہے	۵۷۴
۷	نکاح میں ولی سے اجازت لینا سنت ہے	۵۷۶
۸	سنت گواہی	۵۷۶
۹	مہر مقرر کرنا سنت ہے	۵۷۷
۱۰	اعلان نکاح سنت ہے	۵۷۸
۱۱	مسجد میں نکاح کرنا سنت ہے	۵۷۹
۱۲	نکاح کے وقت خطبہ پڑھنا سنت ہے	۵۷۹
۱۳	دلہا اور دلہن کیلئے دعا کرنا سنت ہے	۵۸۱
	دعوت ولیمہ	۵۸۱
۱	ولیمہ حیثیت کے مطابق کیا جائے	۵۸۳
۲	دعوت ولیمہ قبول کرنا سنت ہے	۵۸۴
۳	دعوت قبول کرنے کا اصول	۵۸۵
۴	زیادہ دنوں تک دعوت ولیمہ کا طریقہ	۵۸۵
۵	دعوت ولیمہ میں بغیر بلائے جانا منع ہے	۵۸۶
۶	دعوت ولیمہ میں بچوں اور عورتوں کو ساتھ لے جانا	۵۸۶

شمار	عنوان	صفحہ
۷	غریبوں کو دعوت میں بلانے کی تاکید	۵۸۷
۸	ولیمہ میں اظہارِ فخر کی ممانعت	۵۸۸
۹	سات باتوں پر عمل کی تاکید	۵۸۸
	عقیقہ	۵۸۹
۱	عقیقہ کرنے کا حکم	۵۸۹
۲	عقیقے کا مقصد	۵۹۰
۳	عقیقہ کے جانوروں کی تعداد	۵۹۱
۴	عقیقہ کا دن	۵۹۱
۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسنِ عمل	۵۹۲
۶	عقیقے کے گوشت کا استعمال	۵۹۲
	احکام ختنہ	۵۹۳
	اسلامی نام	۵۹۴
۱	اچھا نام رکھنا سنت ہے	۵۹۶
۲	عبداللہ اور عبدالرحمٰن پسندیدہ نام ہیں	۵۹۶
۳	حضورؐ کے نام پر نام رکھنا	۵۹۷
۴	پیغمبروں کے نام پہ نام رکھنا درست ہے	۵۹۸
۵	سب سے برا نام	۵۹۹
۶	ممنوع نام	۵۹۹
۷	مُنذِر نام رکھنا سنت ہے	۶۰۰
۸	میرا بندہ یا بندی کہنا خلاف سنت ہے	۶۰۰
۹	اجدع نام رکھنا خلاف سنت ہے	۶۰۲
۱۰	نفس کی تعریف والا نام نہ رکھو	۶۰۲
۱۱	بُرے نام کو اچھے نام سے تبدیل کرنا سنت	۶۰۳

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ
	ہے	
١٢	ابوالحکم کنیت کی ناپسندیدگی	٦٠٤
	آدابِ خوشی	٦٠٥
١	خوشی حاصل ہونے پر اللہ کا شکر کرنا	٦٠٦
٢	اسلامی تہواروں پر خوشی منانا سنت ہے	٦٠٧
٣	شادی پر اظہار خوشی	٦٠٨
٤	سفر سے واپسی پر اظہار مسرت	٦١٠
٥	کسی کام کے ہونے پر اظہار مسرت	٦١١
٦	اظہار خوشی بذریعہ تحائف	٦١١
	آدابِ تبسم	٦١٢
١	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکرانا	٦١٢
٢	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز تبسم	٦١٢
٣	عادتِ تبسم	٦١٣
٤	باتیں سننے پر تبسم فرمانا	٦١٣
٥	اصحاب رسولؐ کا تبسم	٦١٣
	مریض کی عیادت کی سُنتیں	٦١٤
١	بیمار پُرسی حضورؐ کی سنت ہے	٦١٥
٢	عیادت کا ثمرہ	٦١٥
٣	عیادت کا اجر	٦١٦
٤	عیادت کی اہمیت	٦١٧
٥	عیادت کرنے والے پر اللہ کی رحمت	٦١٨
٦	عیادت جہنم سے دوری کا باعث بنتی ہے	٦١٨
٧	عیادت بہشت کی نعمتوں کی مستحق بناتی ہے	٦١٨

شمار	عنوان	صفحہ
٨	کسی کو مریض کا حال بتانے کا سنت طریقہ	٦١٩
٩	بیمار کو اللہ کی طرف رغبت دلانا سنت ہے	٦٢٠
١٠	مریض اور متعلقین سے اظہار ہمدردی	٦٢١
١١	مریض کی خواہش پوری کرنا سنت ہے	٦٢١
١٢	مسلمان کے مسلمان پر حقوق	٦٢٢
١٣	عیادت کا سنت طریقہ	٦٢٣
١٤	عیادت کے وقت مریض کیلئے دعا کرنا	٦٢٤
١٥	سات مرتبہ دعائے شفا پڑھنے کی تلقین	٦٢٥
١٦	مریض کے قریب شور کرنے کی ممانعت	٦٢٥
١٧	مریض سے اپنے لئے دعا کروانے کی تاکید	٦٢٦
	فضائل کسب حلال	٦٢٧
	کسبِ حلال اور حکمِ الٰہی	٦٢٨
	احادیث فضائل	٦٣١
١	رزق کا حلال ذریعہ تلاش کرنا فرض ہے	٦٣٢
٢	رزقِ حلال سے سکون قلبی حاصل ہوتا ہے	٦٣٢
٣	جھوٹ اور مشکوک رزقِ حلال	٦٣٣
٤	بہترین کسبِ معاش ہاتھ کی کمائی ہے	٦٣٤
٥	رزقِ حلال کی برکات	٦٣٦
٦	رزقِ حلال کے بغیر تقویٰ نہیں	٦٣٧
	١۔ روایت	٦٣٨
	٢۔ حکایت	٦٣٩

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ
	۳۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول	۶۳۹
	۴۔امام احمد بن حنبلؒ کا فرمان	۶۳۹
	۵۔حکایت	۶۴۰
۷	رسولِ پاکؐ کا کسبِ معاش	۶۴۰
۸	انبیائے حق کا کسبِ معاش	۶۴۱
۹	صحابہ کرامؓ کا کسبِ معاش	۶۴۲
	۱۔حضرت ابوبکرؓ کا کسبِ معاش	۶۴۳
	۲۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۴۴
	۳۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۴۴
	۴۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۴۵
۱۰	روحانیت اور کسبِ حلال	۶۴۶
	ممانعت اکلِ حرام	۶۴۸
۱	ممانعت حرام	۶۴۹

شمار	عنوان	صفحہ
	حکایت	۶۴۹
۲	اشیاء کو حلال یا حرام قرار دینے کا ضابطہ	۶۵۰
۳	مالِ حرام کو اللہ کی راہ میں دینے کی ممانعت	۶۵۲
۴	حرام کھانے والے کی عبادت قبول نہیں ہوتی	۶۵۴
۵	جنت سے محرومی	۶۵۵
۶	دعاؤں کی عدم قبولیت	۶۵۷
۷	حرام سے بچنے کے لیے مشتبہ رزق سے بچنا	۶۵۸
۸	حلال و حرام کی تمیز	۶۶۰
	سنت صدقہ	۶۶۱
	التجائے اخلاص	۶۶۴

Marfat.com

سُنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

لفظ سنت لغت کے اعتبار سے صورت سیرت اور طریقہ کے معانی میں استعمال ہوتا ہے مگر سنت اصل میں اس طریقہ اور سیرت کا نام ہے جو رسول اکرم ﷺ نے اطاعت الٰہی کے لئے اختیار کیا اس لئے اصلاحاً سنت کا اطلاق رسول اکرم ﷺ کے تمام اقوال افعال اور تقریرات پر ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنت تین قسم کی ہے۔ پہلی قسم سنت قولی ہے جس کا ماخذ رسول اکرم ﷺ کے اقوال یعنی احادیث ہیں۔ دوسری سنت فعلی ہے جس کا ماخذ رسول اکرم ﷺ کے افعال ہیں جو روایات کی صورت میں ہے۔ سنت کی تیسری قسم تقریری ہے یعنی رسول اکرم ﷺ کے سامنے کسی صحابی نے کوئی کام کیا یا اس کام کی اطلاع رسول اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے اس پر سکوت فرمایا تو ایسا کام مباح ہو گیا اگر رضامندی کا اظہار فرمایا تو بھی وہ سنت ہو گیا۔

سُنت کا مفہوم

سُنت سے مراد یہ ہے کہ ہر کام کو اس طریقے اور سلیقے سے کیا جائے جس طرح کہ نبی پاک ﷺ نے کیا ہے اور کرنے کا حکم دیا ہے۔ غرضیکہ جس طرح آپ ﷺ چلتے تھے اسی طرح چلا جائے جس طرح آپؐ سلام کہتے تھے اسی طرح سلام کہا جائے۔ جس طرح آپ مصافحہ کرتے تھے اسی طرح مصافحہ کیا جائے۔ جس طرح آپ ﷺ گلے ملتے تھے اسی طرح گلے ملا جائے جس طرح آپ ﷺ کھانا تناول فرماتے تھے اسی طرح کھانا کھایا جائے۔ جس طرح آپ ﷺ لباس پہنتے تھے ویسا ہی لباس پہنا جائے۔ جس طرح آپ ﷺ سفر میں جاتے اور پھر واپس تشریف لاتے تھے ویسے ہی سفر اختیار کیا جائے اور واپس آیا جائے۔ جس طرح آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے اسی طرح نماز پڑھی جائے۔ رکوع سجود، قیام قعود آپؐ کی اتباع میں کیا جائے۔ جس طرح حضو ﷺ اللہ کے حضور رات کو سجدہ ریز ہو کر گریہ وزار ہوتے تھے اسی طرح گریہ وزاری کی جائے۔

جس طرح حضور ﷺ نے حقوق العباد ادا کیے اسی طرح حقوق العباد ادا کیے جائیں۔ گویا کہ زندگی

Marfat.com

کے ہر شعبے کو اسی طرح اپنایا جائے جس طرح حضور ﷺ نے اپنایا، اس طرح ہمارا کھانا پینا، سونا، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، سفر کرنا، روزی کمانا، لباس پہننا، خوشبو لگانا، تیل اور کنگھی کرنا۔ غرضیکہ ہر کام جو بھی اتباع سنت کے طریقے پر کریں گے وہ نیکی بن جائے گا۔ گو پیٹ ہم نے اپنی غرض کے لئے بھرا پانی اپنے جسم کی بقا کے لئے پیا، آرام اپنے سکھ کے لئے کیا، لباس اپنے جسم کو ڈھانپنے کے لئے پہنا اور جوتا اپنے پاؤں کی حفاظت کے لئے استعمال کیا۔ کسی کی مہمان نوازی اپنے تعلقات اور دوستی کی بنا پر کی مگر اللہ کے حضور میں وہ نیکیاں بن گئیں۔ کیونکہ انھیں حضور ﷺ کی اتباع میں سرانجام دیا۔ اس لئے میرے دوست یاد رکھ کہ جو کام بھی حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کریں گے وہ اللہ کے ہاں قبول ہوگا۔ اور روز قیامت کو اس کا بہت اجر ملے گا۔

اتباع سُنت کا مطلب

سنت پر عمل کرنے کے سلسلے میں اطاعت اور اتباع کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ ان دونوں لفظوں کے معنوں میں تھوڑا سا فرق ہے۔ مگر مقصد ایک ہی ہے۔ اتباع کا مطلب کسی کے پیچھے پیچھے چلنا ہے مگر اصلاحاً فرمانبرداری کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اتباع سنت کا یہ مطلب ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے اقوال پر اس طرح عمل کریں جس طرح کہ ان اقوال کا تقاضا ہے اور رسول اکرم ﷺ کے افعال کو اس طرح ادا کریں جس طرح حضور ﷺ نے ادا فرمائے ہیں۔ اگر ہم رسول اکرم ﷺ کے ارشادات پر اس طرح عمل نہ کریں جیسا کہ ان کا تقاضا ہے یا ان کے اعمال کو اس طرح نہ کریں جس انھوں نے کیا تو یہ اتباع سنت نہ ہوگی۔

اطاعت رسول کا مطلب رسول اکرم ﷺ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے یعنی آپ ﷺ کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے جس طرح تعمیل کرنے کا حق ہے لہٰذا اطاعت و اتباع رسول ﷺ ایک طرح کے لفظ ہیں اور ان دونوں کا مقصد بھی یہی ہے کہ تمام حرکات و سکنات میں سرور کائناتؐ کی فرمانبرداری کی جائے۔ یعنی جس طرح حضور ﷺ نماز پڑھتے تھے ایسے ہی نماز پڑھی جائے جس طرح آپ کھانا تناول فرماتے تھے اسی طرح کھانا کھایا جائے۔ جس طرح حضور ﷺ پانی پیتے تھے ویسے ہی پانی پیا جائے۔ گویا کہ زندگی کے ہر شعبے میں نبی اکرم ﷺ کے طرز عمل پر عمل کیا جائے۔

انسان اشرف المخلوقات ہے اس کے افعال کو شریعت کا پابند کیا گیا ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ جو

۱۰۵۳۶۵

Marfat.com

کام کیا جائے سنت کے مطابق کیا جائے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب ایمان لانا واجب ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع بھی لازم ہوگئی اور اکثر اطاعت کا اطلاق فرائض، واجبات، عبادات اور امرونہی پر آتا ہے اور اتباع واقتداء کا اطلاق سُنن، آداب اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے۔

اتباع سنت سے دین ودنیا کی بیشمار برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ دل کو سکون ملتا ہے روح میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ ایمان میں استقامت آتی ہے۔ اسرار وزموز کی راہیں کھلتی ہیں رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔ درجات میں بلندی ہوتی ہے۔ نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ ذات حق کی قربت حاصل ہوتی ہے۔ اتباع سنت سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس لیے معلوم ہوا کہ اتباع میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو دل وجان سے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوشش میں رہنا چاہیے۔

یاد رہے کہ اتباع تین طرح یعنی خوف، لالچ اور محبت کی وجہ کی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اطاعت کسی فرد یا کسی حکومت یا کسی مالی وجانی نقصان کے ڈر سے کی جاتی ہے تو وہ اطاعت نہیں ہوتی بلکہ منافقت ہوتی ہے۔ ایسے ہی وہ اطاعت جو کسی مالی نفع یا دنیاوی بہتری کے لالچ میں کی جاتی ہے وہ اطاعت بھی اطاعت کی اصل روح سے خالی ہے کیونکہ اطاعت کی اصل روح تو محبت ہے اور محبت سے جو کام کیا جاتا ہے اللہ اسے قبول کرتا ہے۔ محبت کی اطاعت میں صرف رضائے الٰہی پیش نظر ہوتی ہے۔ اس لیے اس کا بہت درجہ ہے لہٰذا اتباع سنت میں ہمیشہ محبت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

ولایت اور اتباع سنت دونوں لازم وملزوم ہیں کیونکہ ہر ولی کو اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو کر ہی ولایت ملتی ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ علمِ تصوف کا سنت رسولؐ سے گہرا تعلق ہے۔ ایسے ہی ابوعثمان سعید عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے سنت رسول کو اپنے اوپر قولاً فعلاً جاری کرلیا تو اس کی زبان سے حکمت کی بات نکلی اور جس نے اپنے اوپر خواہشات نفس کو قولاً وعملاً حاکم بنالیا تو اس کی زبان سے بدعت کی بات نکلی۔

ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ انھوں نے موسیٰ بن عیسیٰ اور طیفور بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو کہ اس زاہد سے ملاقات کریں جو خود کو ولی کہلواتا ہے۔ یہ زاہد اپنے زُہد وعبادت کی وجہ سے بڑا مشہور تھا اور طیفور نے آپ کو اس کا نام ونسب سب کچھ بتادیا تھا۔ موسیٰ بن عیسیٰ کے والد کہتے ہیں کہ ہم اسے ملنے گئے تو وہ زاہد گھر سے نکل کر مسجد کی طرف جارہا تھا اور جب مسجد میں داخل ہوا تو قبلہ کی

Marfat.com

جانب تھوک دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آؤ واپس چلیں۔ کیونکہ جس شخص کو آدابِ رسول پر عمل نہیں وہ ولی اللہ کیسے بن سکتا ہے۔

حضرت ذالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اللہ کو کیسے پہچانا۔ جواب دیا کہ میں نے اللہ کو اللہ ہی کے ذریعے پہچانا اور اللہ کے سوا تمام باقی چیزوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پہچانا۔

اتباع سنت سے ولی اللہ اپنی ولایت کی حفاظت کرتے ہیں کیونکہ یہی وہ کسوٹی ہے جس سے ولی اللہ پہچانا جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آئمہ امت اور اکابرین نے قرآن کے ساتھ سنت کی پیروی کو اپنے لیے لازم سمجھا۔ سنت سے بے پروائی اور سنت کا انکار اس طریقہ کے بالکل خلاف ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل ایمان کو چھوڑ گئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ یہ تھا کہ انھیں ہر موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تلاش رہتی تھی۔ جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم نے جس مضبوطی کے ساتھ اتباع سنت پر عمل کیا اس کے چند واقعات مندرجہ ذیل ہیں:۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سُنت پر عمل کرنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق خاص ہونے کا شرف حاصل ہے آپ رضی اللہ عنہ نے زندگی کے اکثر شب و روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں گزارے غرضیکہ سفر و حضر، خلوت و جلوت، جنگ و صلح اور بہت سے اہم واقعات میں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ کتاب و سنت کے تمام احکامت کا نفاذ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے ہوا آپ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو روز روشن کی طرح واضح تھا۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کے ہر پہلو کو اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رنگ لیا تھا۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کی آپ نے بھی اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہر وہ عبادت کی جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ تقریباً سونے بیٹھنے، کھانے، پینے، چلنے پھرنے، کلام کرنے میں گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی سے چھوٹی سنت پر بھی عمل کیا۔

۱۔ ایک دفعہ آپ کے ایک غلام نے کھانے کی کوئی چیز لا کر پیش کی، آپ نے اسے کھایا کھانے کے بعد آپ کے ذہن میں خیال پیدا ہوا کہ میں اسے پوچھوں کہ تم یہ چیز کہاں سے لائے تھے۔ آخر آپ نے غلام سے دریافت کی کہ تمھیں یہ کھانے کی چیز کہاں سے حاصل ہوئی؟ اس نے کہا کہ میں زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کی فال کھولی تھی لیکن میں فال کھولنا نہیں جانتا تھا اور آج اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے

Marfat.com

اس کے صلے میں مجھے یہ چیز دے دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ میں انگلی ڈال کر جو کچھ کھایا تھا سب کچھ قے کر دیا اور فرمایا کہ جس حرام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں نہیں جاسکتی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہر عمل میں میرے لیے مقدم ہے۔

۲۔ حضرت رافع طائی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں، تو فرمایا کہ خدا تم پر رحمت اور برکت نازل فرمائے، نمازیں پڑھو، روزے رکھو، زکوٰۃ دو، حج کرو۔ غرضیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت پر عمل کرو۔

۳۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمانوں کے پہلے خلیفہ بنے تو انھوں نے اپنے پہلے ہی خطبہ میں فرمایا تھا۔ **اطیعونی ما اطعتُ الله ورسوله فان عصیت الله ورسوله فلا طاعة لی علیکم** 'میری اطاعت کرو جب تک کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر رہا ہوں لیکن اگر میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اختیار کروں تو میری کوئی اطاعت تم پر نہیں ہے''۔

۴۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ طرز عمل تھا کہ جب آپ کے سامنے معاملہ آتا تو وہ پہلے اس کا حکم کتاب اللہ اور سنت رسول ہی میں تلاش کرتے تھے۔ کسی معاملہ میں وہ اجتہاد سے اسی وقت کام لیتے جب کتاب اللہ اور سنت رسول میں کوئی حکم نہ پاتے۔

ایک عورت اپنے پوتے کی میراث کا مطالبہ کرتی ہے جس کی ماں مر چکی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ میں کوئی حکم نہیں جس کی رُو سے تجھے حق پہنچتا ہو اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رُو سے تیرا کوئی حق مجھے معلوم نہیں لہٰذا (اس وقت) واپس جا۔ تاآنکہ میں لوگوں سے دریافت کروں۔ اس کے بعد انھوں نے لوگوں سے پوچھا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر شہادت دی کہ ان کی موجودگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی کو چھٹا (یعنی مادری) دلوایا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اس عورت کو چھٹا حصہ دلوایا۔ (بخاری شریف)

۵۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے صرف چند گھنٹے پہلے اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن مبارک میں کتنے کپڑے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس دن ہوئی؟ اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی یہ انتہائی تمنا تھی کہ زندگی کے ہر لمحات میں تو میں نے اپنے تمام

Marfat.com

معاملات میں حضور اکرم ﷺ کی مبارک سنتوں کی مکمل طور پر اتباع کی ہے، مرنے کے بعد کفن اور وفات کے دن میں بھی مجھے آپ ﷺ کی اتباع سنت نصیب ہو جائے۔ (بخاری شریف)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سُنت پر عمل کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دستور عمل کا سب سے زریں صفحہ اتباع سنت تھا۔ وہ خورد و نوش لباس و وضع، نشست و برخاست، غرض ہر چیز میں اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ فقر و فاقہ سے بسر کی تھی۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روم و ایران کی شہنشاہی ملنے کے بعد بھی فقر و فاقہ کی زندگی کا ساتھ نہ چھوڑا۔ ایک دفعہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اب خدا نے خوشحالی عطا فرمائی ہے اس لیے آپ کو نرم لباس اور نفیس غذا سے پرہیز نہ کرنا چاہیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جان پدر! تم رسول اللہ ﷺ کی عُسرت اور تنگ حالی کو بھول گئیں۔ خدا کی قسم! میں اپنے آقا کے نقش قدم پر چلوں گا کہ آخرت کی فراغت اور خوشحالی نصیب ہو۔ اس کے بعد دیر تک رسول اللہ ﷺ کی عسرت کا تذکرہ کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بے تاب ہو کر رونے لگیں۔

ایک دفعہ یزید بن ابی سفیان کے ساتھ شریک طعام ہوئے۔ معمولی کھانے کے بعد دستر خوان پر جب عمدہ کھانے لائے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر رضی اللہ عنہ کی جان ہے۔ اگر تم رسول اللہ ﷺ کی روش سے ہٹ جاؤ گے تو خدا تم کو جادۂ مستقیم سے منحرف کر دے گا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کہ وہ حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر میں نے آنحضرت ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں ہرگز بوسہ نہ دیتا۔

مجوس کا ملک اسلامی مقبوضات میں شامل ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تردد ہوا کہ مجوس سے جزیہ لیا جائے یا نہ لیا جائے۔ قرآن مجید میں صرف اہل کتاب سے جزیہ لینے کا ذکر ہے اور قرآن کی زبان میں اہل کتاب سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس بات کی شہادت دی کہ حضور ﷺ نے ہجر میں مجوس سے جزیہ لیا ہے اس شہادت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان سے جزیہ لینے میں کوئی تامل نہ ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کے نام اپنے ایک خط میں لکھا تھا کہ اگر کوئی معاملہ ایسا سامنے آئے

Marfat.com

جس کے بارے میں کتاب اللہ میں کوئی حکم نہ ہوتو اس کا فیصلہ اس حکم کے مطابق کریں جو انھیں اس کے بارے سنت رسول میں ملتا ہو اور اگر کوئی ایسا معاملہ ہو کہ اس میں کتاب اللہ اور سنت رسول دونوں خاموش ہیں تو پھر وہ اس قانون کی پیروی کریں جس پر اجماع ہو چکا ہو۔ اگر اس کے متعلق کوئی اجماعی فیصلہ بھی نہ ہوا تو پھر اجتہاد سے کام لینے کا اختیار ہے یا پھر انتظار کریں کہ اس معاملے میں کوئی اجتماعی فیصلہ ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں یہ بھی لکھا کہ میرے نزدیک انتظار کرنا زیادہ بہتر ہے۔

ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو جو کام جس طرح کرتے دیکھا اسی طرح وہ بھی عمل پیرا ہوں۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اس طرف سے گزرتے تو اس جگہ دو رکعت نماز ادا کر لیتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا یہ نماز کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہاں نماز پڑھتے دیکھا تھا۔''

یہ کوشش صرف اپنی ذات تک محدود نہ تھی۔ بلکہ وہ چاہتے تھے کہ ہر شخص کا دل اتباع سنت کے جذبہ سے معمور ہو جائے۔ ایک دفعہ وہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عین خطبہ کی حالت میں اس کی طرف دیکھا اور کہا آنے کا یہ کیا وقت ہے؟ انھوں نے کہا کہ بازار سے آ رہا تھا کہ اذان سنی۔ وضو کر کے فوراً حاضر ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ وضو پر کیوں اکتفا کیا۔ رسول اللہ ﷺ (جمعہ کو) غسل کا حکم دیا کرتے تھے۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (کسی سفر سے) مدینہ تشریف لائے تو کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ اللہ کی تعریف اور اس کی ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کا طریقہ جاری کر دیا گیا ہے۔ اور تمھارے لیے فرائض مقرر کر دیئے گئے ہیں اور تم ایک کشادہ راستہ پر چھوڑ دیئے گئے ہو خبردار لوگوں کو اس راستہ سے دائیں اور بائیں نہ بھٹکانا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سُنت پر عمل کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے کردار اور سیرت کے اعتبار سے بے مثل اوصاف کے مالک تھے آپ کی رگ رگ میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور اتباع سنت کا جذبہ موجزن تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ فطرتاً دیانتدار اور راست باز تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بے پناہ اوصاف عطا فرمائے۔ سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ ہر وقت خوف الٰہی سے لرزاں رہتے تھے کہ کہیں کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف نہ ہو جائے۔ آپ اکثر خوف خدا

Marfat.com

کے تحت روتے۔ موت، قبر اور عاقبت کا خیال ہمیشہ دامنگیر رہتا اور تصور آخرت میں اکثر اوقات آپ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آتے۔ آپ کو حضور ﷺ کی ذات گرامی اور آپ ﷺ کے ہر فعل سے بے پناہ محبت تھی آپ کو حضور ﷺ کا احترام وادب اس حد تک ملحوظ تھا کہ جس ہاتھ سے آپ نے حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اسے نجاست سے مس نہ ہونے دیا۔

سرور کائنات ﷺ کی ذات پاک ہے اس محبت وارادت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ اپنے ہر قول وفعل یہاں تک کہ حرکات وسکنات اور اتفاق باتوں میں بھی محبوب آقا ﷺ کی اتباع کو پیش نظر رکھتے تھے۔ ایک دفعہ وضو کر کے متبسم ہوئے۔ لوگوں نے اس بے موقع تبسم کی وجہ پوچھی۔ فرمایا کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ دروحی فداہ کو اسی طرح وضو کر کے ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔

ایک دفعہ سامنے سے جنازہ گزرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ حضور ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ ایک بار مسجد کے دوسرے دروازے پر بیٹھ کر بکری کا پٹھا منگوایا اور کھایا اور بغیر تازہ وضو کیے ہوئے نماز کو کھڑے ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے بھی اسی جگہ بیٹھ کر کھایا تھا اور اسی طرح کیا تھا۔

حج کے موقع پر آپ اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ طواف کر رہے تھے۔ طواف میں انھوں نے رکن یمانی کا بھی بوسہ لیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا تو انھوں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اس کا استلام کرانا چاہا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیا کرتے ہو۔ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ انھوں نے کہا ہاں! کیا تم نے آپ کو اس کا استلام کرتے دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں فرمایا پھر کیا رسول اللہ ﷺ کی اقتداء مناسب نہیں؟ انھوں نے جواب دیا بیشک۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام عمر حضور ﷺ کی چھوٹی سے چھوٹی سنت پر بھی عمل کیا اور دوسروں کو بھی ہمیشہ اتباع سنت کی دعوت دی کیونکہ ہر مسلمان کے نزدیک نجات کا واحد ذریعہ اتباع سنت ہی ہے۔ آپ جب خلیفہ بنے تو لوگوں سے بیعت لینے کے بعد آپ نے اعلان کیا کہ جب تک میں کتاب اللہ اور سنت مصطفیٰ ﷺ پر چلتا رہوں تو اس وقت تک میری اطاعت کرنا۔ اگر اتباع سنت کی راہ سے ذرا بھی ہٹوں تو مجھے حضور ﷺ کی سنت کی راہ بتا دینا۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں سے بیعت لے لی تو پھر خطبہ دیا اور فرمایا۔ امّا بعد! بیشک میں نے یہ بوجھ اٹھا لیا اور قبول کر لیا اور بیشک میں متبع ہوں اور موجد نہیں سن لو! تمھارے لیے میرے اوپر اللہ عزوجل کی کتاب کے بعد اور نبی ﷺ کی سنت کے بعد تین باتیں ہیں۔

Marfat.com

۱۔ان لوگوں کا اتباع کرنا جو مجھ سے پہلے تھے ان باتوں پر جن پر تمھارا اتفاق ہو گیا ہے اور تم نے ایک طریقہ جاری کر دیا ہے۔

۲۔اور اس جماعت میں سے اہل غیر کے اس طریقہ پر عمل کرنا ہے جس کے لیے کوئی طریقہ تم نے مقرر نہیں کیا ہے۔

۳۔اور تم سے میرے لیے رُکنا ہے مگر اس معاملے میں جس کو تم واجب کر لو۔

اور بیشک دنیا سرسبز ہے، لوگوں کی طرف مرغوب ہے اور بہت سے لوگ دنیا کی طرف مائل ہوئے ہیں۔تم دنیا کی طرف مائل نہ ہونا نہ اس پر اعتماد کرنا۔یہ اعتماد کی چیز نہیں اور تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ دنیا چھوڑنے والی نہیں مگر یہ کہ کوئی خود سے اسے چھوڑ دے۔

۵۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سُنت پر عمل

حضرت علی رضی اللہ عنہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباع سنت میں یگانہ روزگار تھے۔آپ رضی اللہ عنہ صبر وقناعت، زہدو تقویٰ، عبادت وریاضت میں بے مثل ولاجواب تھے۔آپ رضی اللہ عنہ کی سخاوت اور شجاعت مشہور زمانہ ہے۔ آپ نے آغوش نبوت میں تربیت پائی۔چھوٹی عمر میں اسلام قبول کر کے کفار اور مشرکین کی بے پناہ مخالفت برداشت کی۔فروغ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہر قسم کی مشکلات برداشت کیں۔ بے پناہ مصائب اور دکھ اٹھائے۔غرضیکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بچپن سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک آپ کی رفاقت ہی میں رہے۔اس کے علاوہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا بھی شرف حاصل ہوا۔اسلام کے تمام احکامات کی تکمیل آپ کی حیات ہی میں ہوئی۔آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں شب وروز بسر کرنے کی وجہ سے آپ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر گوشہ بالکل عیاں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام معمولات آپ کے سامنے ہی تھے اس لئے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ فیض حاصل ہوا کہ آپ اُسوۂ رسول کا چلتا پھرتا نمونہ بنے۔آپ کا کھانا پینا، سونا اٹھنا بیٹھنا۔کسب معاش۔ازدواجی زندگی، ریاضت وعبادت، صبر وضبط، شکر واحسان۔غرضیکہ زندگی کا ہر کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ہی تھا۔حتیٰ کہ آپ کی سیرت طیبہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ آپ نے زندگی کے ہر لمحے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت کی اتباع کی اور دوسروں کو اتباع سنت کا درس دیا۔

عبداللہ بن رضی اللہ عنہ ابورافع کا بیان ہے کہ میں عید کے دن آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔آپ

Marfat.com

نے میرے سامنے ایک چمڑے کا تھیلا رکھ دیا۔ میں نے اس کو کھولا تو اس میں جو کی روٹیاں تھیں پس آپ اسے کھانے لگے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیرالمومنین! عید کے دن جو کی روٹیاں؟ تو اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جو کی روٹی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا تو میں اسے کیوں نہ پسند کروں۔

اگر کسی کو اتباع سنت کے سلسلے میں کوئی مسئلہ یا دقت پیش آتی تو وہ بھی آپ سے دریافت کرتا۔ ایک دفعہ حج کے موقعہ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی نے شکار کا گوشت پکا کر پیش کیا۔ لوگوں نے احرام کی حالت میں اس کو کھانے کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کے جواز کے قائل تھے لہٰذا انھوں نے کہا کہ حالت احرام میں خود شکار کر کے کھانا منع ہے لیکن جس کسی دوسرے غیر محرم نے شکار کیا ہو تو اس کے کھانے میں کچھ حرج نہیں۔ دوسروں نے اس سے اختلاف کیا کہ ایسا کرنا سنت نہیں۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے کے بارے میں کیوں نہ دریافت کیا۔ تو اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جن لوگوں کو یہ واقعہ یاد ہو وہ شہادت دیں کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں تھے تو ایک گورخر کا شکار کر کے اس کا گوشت آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لوگ تو احرام کی حالت میں ہیں یہ ان کو کھلا دو جو حالت احرام میں نہیں ہیں۔ حاضرین میں سے بارہ آدمیوں نے اس واقعہ کی گواہی دی تو اس پر حالت احرام میں شکار کے گوشت کو نہ کھایا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جس طرح خود سنت پر کاربند تھے اسی طرح آپ نے دوسروں کو سنت کے اتباع کا درس دیا۔ آپ جب خلیفہ بنے تو آپ نے جب قیس بن سعد کو مصر کا گورنر بنا کر بھیجا تو اسے تاکید فرمائی کہ میرا یہ پیغام اہل مصر کے مجمع میں پڑھ کر سنا دینا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ہمیشہ عمل کرنا اور جب تک تم کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو اللہ تمھارا مددگار رہے گا، اور جونہی اتباع سنت سے منہ موڑو گے تو ذلت کی گھاٹیوں میں گر جاؤ گے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جس طرح رسالت پر ایمان کے بغیر صرف توحید کو تسلیم کر لینے سے ایمان حاصل نہیں ہوتا اسی طرح اتباع سنت کے بغیر صرف کتاب اللہ سے رہنمائی حاصل نہیں ہو سکتی۔

ایک موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ خیر نہیں کہ تیرا مال اور اولاد کثیر ہو جائے لیکن خیر کی بات یہ ہے کہ تیرا علم کثیر ہو اور تیری بُردباری زیادہ ہو۔ اور لوگ تیرے اوپر اللہ کی عبادت کرنے سے فخر کریں۔ پس اگر تو نے عبادت اچھی طرح کی ہو تو اللہ کی تعریف کر اور تو نے کچھ کمی کی ہو تو اللہ سے استغفار کر اور دنیا

Marfat.com

میں سوائے دو آمیوں کے اور کسی کے لئے بھلائی نہیں۔ ایک وہ آدمی جس نے کوئی گناہ کیا اور اس کے بعد توبہ کر کے اس کا تدارک کر لیا۔ یا وہ آدمی ہے جو بھلائیوں کی طرف سبقت کرتا ہے اور تقویٰ کے ساتھ کوئی عمل قلیل نہیں اور وہ چیز کیسے قلیل ہو سکتی ہے جو قبول کی جائے۔

عقبہ بن ابو صہبا سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ جب ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا تو آپ کے پاس حضرت حسن رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے میرے بیٹے! تجھے کس چیز نے رُلایا؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ مجھے کیا ہوا کہ نہ روؤں حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ آخرت کے پہلے دن میں دنیا کے آخری دن میں ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! چار باتوں کو یاد کر لے اور یہ چار اور ہیں جو تجھے نقصان نہ پہنچائیں گی جب تک تو ان پر عمل کرتا رہے گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اے ابا جان! وہ کیا ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تمام دولت میں سے زیادہ بے پروا کرنے والی دولت عقل ہے۔ اور سب میں بڑی محتاجی حماقت ہے اور سب سے زیادہ وحشت کی چیز خود بینی ہے اور سب سے بڑی کرم کی چیز اچھے اخلاق ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا ابا جان! وہ دوسری چار بھی بتا دیجئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے آپ کو احمق کی دوستی سے بچانا۔ وہ تیرے ساتھ نفع کا ارادہ کریگا اور تجھے نقصان پہنچا دے گا۔ اور تو اپنے آپ کو جھوٹوں کی دوستی سے بچانا۔ جھوٹا بعید لوگوں کو تجھ سے قریب کر دے گا اور قریب لوگوں کو تجھ سے بعید کر دے گا۔ اور اپنے آپ کو بخیل کی دوستی سے بچانا اس لئے کہ بخیل ہاتھ سے اس چیز کو دور کرے گا جس کا تو زیادہ محتاج ہے۔ اور اپنے آپ کو فاسق و فاجر کی صحبت سے بچانا اس لئے کہ وہ تجھے معمولی چیز کے بدلے بیچ کھائے گا۔

القصہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی کے ہر پہلو سے اتباع سنت کی روشن مثالیں بکھرتی ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سُنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جس کے سامنے کھانے کے لئے بھنی ہوئی مسلم بکری رکھی ہوئی تھی۔ لوگوں نے آپ کو کھانے کے لئے بلایا تو آپ نے یہ کہہ کر کھانے سے انکار کر دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے۔ اور کبھی جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔ میں بھلا ان لذیذ اور پُر تکلف کھانوں کو کھانا کیونکر گوارا کر سکتا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

منقول ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مکان مسجد نبوی سے ملا ہوا تھا اور اس مکان کا پرنالہ بارش میں آنے جانے والے نمازیوں کو اوپر گرا کرتا تھا۔ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس پرنالہ کو اکھاڑ دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا آپ کے پاس آئے اور کہا کہ خدا کی قسم! اس پرنالہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گردن پر سوار ہو کر اپنے مقدس ہاتھوں سے لگایا تھا۔ یہ سن کر امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عباس رضی اللہ عنہ! مجھے اس کا علم نہ تھا اب میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ میری گردن پر سوار ہو کر اس پرنالہ کو پھر اسی جگہ لگا دیجئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (وفاء الوفاء)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے یہ نذر کی ہے کہ وہ ہمیشہ روزہ رکھے گا۔ اتفاق سے اس کے بعد ہی عید الضحیٰ یا عید الفطر آ گئی۔ کیا وہ ان دنوں میں بھی روزہ رکھے؟ انھوں نے فرمایا نہیں۔ اور یہ آیت تلاوت کی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں نہ خود روزہ رکھتے تھے نہ روزہ رکھنا پسند فرماتے تھے۔ (بخاری شریف)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما جمعرات کے دن کھڑے ہوتے اور فرماتے وہ دو باتیں ہیں عادت اور کلام پس افضل یا یوں کہا زیادہ سچا کلام۔ کلام اللہ ہے۔ اور اچھی عادت، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت ہے۔ اور تمام کاموں سے بدترین میں سے بدعادت ہیں۔ سن لو اور ہر نیا طریقہ بدعت ہے سن لو! تمھیں دین کے آنے کے مدت دراز نہ دکھائی دے اس لئے کہ تمھارے دل سخت ہو جائیں گے۔ تمھیں امیدیں کھیل میں نہ ڈالیں اس لئے کہ جو چیز آنے والی ہے قریب ہے اور سن لو جو چیز نہ آنے والی ہے وہ قریب ہے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مسجد نبوی میں معتکف تھے کہ ان کے پاس ایک آدمی نے آ کر سلام کہا اور بیٹھ گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سلام کا جواب دینے کے بعد پوچھا کیسے آئے۔ تمھارے چہرے پر غم کے آثار ہیں بتاؤ کیا بات ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! مجھ پر فلاں آدمی کا کچھ قرضہ ہے۔ پھر اس نے روضہ رسول کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ مجھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے کہ میں اس کی ادائیگی پر قادر نہیں ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا میں تمھارے لئے کچھ کروں۔ اس نے کہا ہاں! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جوتے پہنے اور مسجد نبوی سے باہر نکل پڑے۔ اس آدمی نے کہا کہ کیا آپ بھول گئے ہیں کہ آپ اعتکاف میں ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نہیں لیکن میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لئے چل پڑے اور اس کا

Marfat.com

دکھ دور کرنے کی کوشش کرے اس کے لئے یہ بات دس سال کے نفلی اعتکاف سے بہتر ہے۔ حضور ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی غرض سے میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ کیونکہ حضور ﷺ بذاتِ خود مسلمانوں کی مدد کے لئے ہروقت تیار رہتے تھے اس لئے آج میں بھی حضور ﷺ کی اس سنت کی اتباع میں آپ کے ساتھ مسجد سے نکل آیا۔ آخر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس شخص کی مدد فرمائی اور اس سائل کے قرضہ اترنے کی تدبیر پیدا ہوئی۔ (طبرانی شریف)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تم حضور ﷺ کی سنت اور راستہ کو پکڑ لو اس لئے کہ بات یہ ہے جو بندہ روئے زمین پر آپ کے راستہ اور سنت پر ہے اور وہ اللہ کا ذکر کرے اور اللہ کے ڈر سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہ جائیں۔ ایسا نہیں ہے کہ اللہ اسے سزا دے۔ اور جو بندہ روئے زمین پر آپ کے راستہ اور سنت پر ہے اور وہ اللہ کا ذکر اپنے جی میں کرے اور اس کے بدن کے رونگٹے اللہ کے ڈر سے کھڑے ہو جائیں اس کیلئے بھی اسی جیسا ثواب ہے اس کی مثال سوکھے درخت جیسی ہے جس کے پتے خشک ہو گئے ہوں۔ پس یہ درخت بھی اس مومن کی طرح پر ہے جب اسے تیز ہوا لگتی ہے تو اس سے اسکے پتے جھڑتے ہیں اس طرح اللہ تعالیٰ مومن کی خطاؤں کو معاف کرے گا۔ جیسا کہ اس درخت کے پتے جھڑتے ہیں اور اللہ کے راستے اور سنت میں متوسط طریقہ بہتر ہے اللہ کے راستے اور سنت کے خلاف کوشش کرنے سے۔ تو تم غور کرلو کہ تمھارا عمل اگر انتہائی مجاہدہ کے ساتھ ہو رہا ہے یا متوسط طریقہ پر تو انبیاء علیہم السلام اور ان کی سنتوں کے مطابق ہونا چاہیئے۔

ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر عرض کی کہ آپ فرمایئے کہ لوگوں کو جو یہ کشمش کا نبیذ آپ پلاتے ہیں کیا یہ سنت ہے جس کا اتباع کرتے ہو یا دودھ اور شہد کی بہ نسبت اس کو اپنے لئے آسان سمجھتے ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ میرے والد گرامی کے پاس تشریف لائے اور آپ نے آ کر پانی طلب کیا تو میرے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبیذ کے چند پیالے منگوائے اور ان میں سے ایک پیالہ حضور ﷺ کی خدمت پیش کیا آپ نے وہ پی لیا اور اس کے بعد فرمایا کہ تم نے یہ بہت اچھا کیا، اسی طرح کیا کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم لوگوں کو یہ بات پسند نہیں کہ ہمارے لئے شہد اور دودھ کی سبیل لگائی جائے جو ہمارے مقابلے میں ہو۔ ہم نے تو حضور ﷺ کے یہ کہنے کی کہ اس طرح کیا کرو، کی اتباع میں سبیل جاری رکھیں گے۔

انس بن سیرین کا قول ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات میں تھا۔ جب

Marfat.com

وہاں چلنے کا وقت آیا تو میں بھی ان کے ساتھ ہی چل دیا۔ وہ امام صاحب کے قریب آئے اور اس کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد ٹھہرے رہے میں اور میرے ساتھی بھی ان کے ساتھ ہی رہے۔ جب امام صاحب وہاں سے چل دیئے تو ہم بھی ان کے ساتھ ہی چل پڑے۔ یہاں تک کہ ہم سب ایک تنگ راستے پر پہنچے جو دو پہاڑوں کے درمیان تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا اونٹ وہاں بٹھایا اور ہم نے بھی اپنا اونٹ بٹھا دیا۔ ہمارا خیال تھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھنے کا ارادہ کر رہے ہیں مگر ان کے غلام نے جوان کی اونٹنی کو پکڑے ہوئے کھڑا تھا، بتایا کہ آپ نماز کا ارادہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس مقام پر پہنچے تو آپ نے یہاں قضائے حاجت کی تھی لہٰذا انھیں بھی یہ بات پسند ہے کہ یہاں قضائے حاجت کریں۔ (ترغیب)

بزاز کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما جب مدینہ سے مکہ تشریف لے جاتے تو راستے میں ایک درخت کے نیچے تھوڑی دیر ٹھہرتے اور اس کے نیچے قیلولہ فرماتے۔ ایک مرتبہ ساتھیوں نے دریافت کیا کہ آپ یہاں ہی ٹھہرتے ہیں؟ تو اس پر آپ نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ نے یہاں آرام فرمایا تھا۔ اس لئے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کے لئے یہاں قیلولہ کرتا ہوں۔

مجاہد کی روایت میں ہے کہ ہم ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ جب وہ ایک مقام سے گزرے تو وہاں سے ذرا سا ہٹ گئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ ایسے ہی کرتے دیکھا تھا۔ لہٰذا میں نے آپ کی سنت کو پورا کرنے کیلئے ایسا کیا ہے۔ (ترغیب)

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازحد اتباع کرتے تھے۔ جس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہوتی وہیں نماز پڑھتے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے تھے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما اس درخت کی بڑی نگہداشت کیا کرتے تھے اور اسے پانی دیا کرتے تھے تاکہ وہ خشک نہ ہو جائے۔ (کنز العمال)

Marfat.com

بزرگان دین اور اتباع سنت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد دوسرے بزرگان دین اور آئمہ دین نے بھی سنت رسول کو دین میں وہی مقام دیا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیا تھا

ا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ایک شخص کو اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں ''میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اللہ کا ڈر رکھنے کی۔ اور اس کے حکم پر چلنے کی اور اس کے نبی کی سنت کے اتباع کی اور جو باتیں اہل بدعت نے نکالی ہیں انھیں ترک کرنے کی۔ اہل بدعت نے یہ باتیں اس وقت نکالی ہیں جبکہ سنت کا اجز عمل میں آ چکا تھا۔ یہ لوگ سنت کو پیچھے ڈال کر اس کی پیروی سے مستغنی ہو گئے۔ تجھ پر سنت کی پیروی لازم ہے کیونکہ یہی چیز تجھے بحکم خدا گمراہیوں سے بچانے والی ہے''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک مومن کے لئے سنت کی پیروی لازم اور ضروری ہے اور یہی وہ محفوظ راہ ہے جس کے ذریعہ آدمی اپنے کو ہر طرح کے فتنوں اور گمراہیوں سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ وہ خود بھی سنت کے متبع تھے اور دوسروں کو بھی سنت کی پیروی کی تلقین کرتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک غلام فروخت ہوا۔ بعد میں اس میں کوئی عیب ثابت ہوا تو مشتری نے اس کی واپسی کا دعویٰ کر دیا۔ غلام کے ذریعہ جو آمدنی اس درمیان میں ہوئی تھی اس کے بارے میں جھگڑا پیدا ہوا کہ وہ کس کو ملے گی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی رائے تھی کہ آمدنی کی رقم بائع کو دی جائے لیکن جب ان تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت پہنچی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ یہ ہے کہ آمدنی مشتری کو ملنی چاہئے کیونکہ اس درمیان میں اگر غلام فوت ہو جاتا، تو نقصان مشتری ہی کا ہوتا لہٰذا جس کا نقصان ہوتا نفع بھی اس کو ملنا چاہئے۔ اس کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے سنت پر اتباع کی غرض سے اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔

Marfat.com

۲۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے جب کوئی حکم کتاب اللہ میں مل جاتا ہے تو اسی کو تھام لیتا ہوں۔ جب اس میں نہیں ملتا تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ان آثار کو لیتا ہوں جو ثقہ لوگوں کو یہاں ثقہ لوگوں کے واسطہ سے معروف ہیں۔ پھر جب نہ خدا کی کتاب میں حکم ملتا ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تو میں اصحاب رسول (یعنی ان کے اجماع) کا اتباع کرتا ہوں اور ان کے اختلاف کی صورت میں جس صحابی کا قول چاہتا ہوں قبول کرتا ہوں اور جس کا چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں لیکن ان سب کے اقوال سے باہر جا کر کسی کا قول اختیار نہیں کرتا۔ رہے دوسرے لوگ تو جیسے انھوں نے اجتہاد کیا میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

ایک دن کسی نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف ورزی کرتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے اس کے جواب میں کہا:۔

خدا اس پر لعنت کرے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالف کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے خدا نے ہمیں عزت عطا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ہم نے نجات حاصل کی ہے۔

۳۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے ارادہ کیا کہ اللہ سے کھانے کی طرف رغبت اور عورتوں کی جانب خواہش کو ختم کرنے کا سوال کروں۔ مگر یہ سوچ کر خاموش رہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہ کیا تو میں کیوں خلاف سنت کروں۔ لیکن اللہ نے میرے دل کی بات پوری کردی۔ اور اللہ یہ حالت ہے کہ عورت سامنے آئے تو اتنی پرواہ بھی نہیں کرتا کہ یہ دیوار ہے یا عورت۔

۴۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

ابوطیب احمد بن مقاتل مکی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے روز میں جعفر خلدی کے ہاں بیٹھا تھا کہ بغدار دینوری آ گئے جو کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے خادم تھے اور ان کی وفات کے وقت پاس موجود تھے۔ ان سے جعفر خلدی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا۔ آپ نے شبلی کی موت کے وقت کیا دیکھا؟

Marfat.com

بغدار نے کہا، جب ان کی زبان بند ہوگئی اور ماتھے پر پسینہ آگیا تو اشارے سے مجھے وضو کرانے کو کہا، میں نے وضو کرادیا مگر داڑھی کا خلال بھول گیا اس پر انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر میری انگلیاں اپنی داڑھی میں داخل کر کے خلال کیا۔ یہ سن کر جعفر رو پڑے اور کہنے لگے کہ ایسے شخص کا کیا کہنا جس سے عالم نزع میں جبکہ زبان بند تھی اور جبین عرق آلود، وضو میں خلال تک نہ چھوٹا۔

۵۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اتباع سنت میں بہت ہی زیادہ متبع تھے۔ وہ ہر کام کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھتے کہ جو فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سرزد ہوتے رہے تو اسے ضرور کریں۔ اور ہر اس کام کو بالکل نہ کرتے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ اس معاملہ میں ان کی شدت یہاں تک پہنچی ہوئی تھی کہ جب وہ پچھنا لگواتے تو حجام کو ایک دینار دیتے اس لیے کہ وہ اس عمل پر یہ بات اپنے ذہن میں رکھتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پچھنا لگوایا تو انھوں نے ابوطیبہ حجام کو ایک دینار عطا فرمایا تھا۔ غرضیکہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی سے چھوٹی سنت پر عمل کر جاتے۔

سنت پر عمل کا صلہ جنت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنا ہے۔ ایک شخص نے ضرورت مند عورت کی مدد کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کی بدولت جنت دے دی۔ اس کا واقعہ دراصل یوں ہے کہ سمرقند میں ایک بیوہ سیدزادی رہتی تھی۔ اس کے چند بچے تھے۔ حالات سے مجبور ہو کر اپنے بھوکے بچوں کو ساتھ لے کر ایک مالدار شخص کے پاس پہنچی اور اس سے سوال کیا کہ میں سید زادی ہوں، میرے بچے بھوکے ہیں ان کو کھانا کھلاؤ۔ وہ رئیس آدمی جو دولت کے نشہ میں مخمور اور برائے نام مسلمان تھا۔ کہنے لگا "تم اگر واقعی سیدزادی ہو تو کوئی دلیل پیش کرو"۔ سیدزادی بولی میں ایک غریب بیوہ ہوں۔ زبان پر اعتبار کرو کہ سیدزادی ہوں۔ اور دلیل کیا پیش کروں؟ وہ بولا میں زبانی جمع خرچ کا قائل نہیں۔ اگر کوئی دلیل ہے تو پیش کرو ورنہ جاؤ۔ وہ سیدزادی دل برداشتہ ہو کر اپنے بچوں کو لے کر رنجیدہ واپس چلی آئی۔ پھر ہمت کر کے وہ ایک مجوسی رئیس کے پاس پہنچی اور اپنا قصہ بیان کیا۔ وہ مجوسی بولا "محترمہ! اگرچہ میں مسلمان نہیں ہوں مگر تمھاری سیادت کی تعظیم وقدر کرتا ہوں۔ آؤ اور میرے یہاں

Marfat.com

ہی قیام فرماؤ۔ میں تمھاری روٹی اور کپڑے کا ضامن ہوں''۔ یہ کہا اور اسے اپنے ہاں ٹھہرا کر اسے اور اس کے بچوں کو کھانا کھلایا اور ان کی بڑی خدمت کی۔

رات ہوئی تو وہ نادان مسلمان رئیس سویا تو اس نے خواب میں حضور سرورِ عالم ﷺ کو دیکھا جو ایک بہت بڑے نورانی محل کے پاس تشریف فرما تھے۔ اس رئیس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ نورانی محل کس کے لئے ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا۔ مسلمان کے لئے۔ وہ بولا حضور ﷺ! میں بھی تو مسلمان ہوں یہ مجھے عطا فرما دیجئے۔ حضور سراپا نور ﷺ نے فرمایا اگر تو مسلمان ہے تو اپنے اسلام کی کوئی دلیل پیش کر۔ وہ رئیس یہ سن کر گھبرایا سرکار ﷺ نے اس کے بعد اس سے فرمایا۔ ''میری دکھیاری بیٹی حالات سے مجبور ہو کر تیرے پاس آئی تو تو اس سے سیادت کی دلیل طلب کرے اور خود بغیر دلیل پیش کئے اس محل میں چلا جائے۔ ناممکن ہے''۔ یہ سن کر اس کی آنکھ کھل گئی۔ اور بڑا رویا۔ پھر اس سیدزادی کی تلاش میں نکلا تو اسے پتہ چلا کہ وہ فلاں مجوسی کے گھر قیام پذیر ہے۔ چنانچہ اس مجوسی کے پاس پہنچا اور کہا کہ ایک ہزار روپیہ لے لو اور وہ سیدزادی میرے سپرد کر دو۔ مجوسی بولا۔ کیا میں وہ نورانی محل ایک ہزار روپیہ پر بیچ دوں؟ ناممکن ہے۔ سن لو سرکارِ رسالت، مالکِ جنت، قاسمِ نعمت محمد رسول اللہ ﷺ جو تمھیں خواب میں آ کر اس محل سے دور کر گئے ہیں وہ میرے خواب میں تشریف لا کر اور کلمہ پڑھا کر مجھے اس محل میں داخل فرما گئے ہیں۔ الحمد للہ! اب میں بیوی بچوں سمیت مسلمان ہو چکا ہوں اور مجھے سرکار بشارت دے گئے ہیں کہ تو اہل و عیال سمیت جنتی ہے۔ (نزہۃ المجالس)

۶۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے جلیل القدر اولیاء سے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص آپ کے ہاں تقریباً دو ماہ رہا۔ آخر کار ایک دن جب وہ آپ سے رخصت ہونے لگا تو حسبِ عادت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اسے رخصت کرنے کے لئے بنفسِ نفیس اس کے کمرے میں تشریف لائے اور ہر چند کہ مہمان بار بار منع کر رہا تھا۔ سامان باندھنے اور اس کی سواری کے لئے چارہ پانی کا بندوبست کرنے میں اس کی مدد فرمانے لگے۔ مہمان حیران تھا کہ آخر یہ لوگ کس مزاج اور کس طبیعت کے لوگ ہیں۔ سید الطائفہ کہتے جاتے ہیں۔ شرق و غرب میں ان کی شہرت ہے۔ لاکھوں انسان ان کے مرید و معتقد ہیں کہ چشم و ابرو کے معمولی سے اشارے پر اپنی قیمتی سے قیمتی متاع لٹا دیں۔ اور یہ خاکساری اور انکساری کے

Marfat.com

ایسے پیکر کہ میرے جیسے معمولی انسان کی حاجت براری اور خدمت گزاری کو باعث فخر اور فرض اولین تصور کر رہے ہیں۔ سامان تیار ہو گیا اور سواری بھی۔ اب وقت رخصت آن پہنچا۔ مصافحے اور معانقے کی باری آئی تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے مہمان سے دریافت فرمایا کہ آپ اتنے دن یہاں رہے لیکن آپ نے کچھ نہیں بتلایا کہ آپ کس غرض سے یہاں آئے تھے اور اب کیوں واپس جا رہے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سوال سُن کر مہمان بہت سٹپٹایا کہ اگر حقیقت بتلا دے تو اندیشہ تھا کہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ملول و دلگیر ہوں گے اور نہ بتلائے تو کتمانِ حق ہوگا جو اہل حق کے نزدیک روا نہیں ہے۔ گہری سوچ میں پڑ گیا۔ اس کی دلی کیفیت کو بھانپ کر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میرے عزیز گھبرانے یا شرمانے کی ضرورت نہیں جو کچھ تمھیں کہنا ہو صاف صاف کہو۔ ہم لوگ جس طبقے سے تعلق رکھتے ہیں کسی ایسی ویسی بات کا بُرا نہیں مناتے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمت دلانے سے رخصت ہونے والے مہمان میں کسی قدر جرأت پیدا ہوئی اور شرماتے شرماتے وہ کہنے لگا۔ حضرت گستاخی معاف میں دور دراز علاقے کا رہنے والا ہوں۔ دراصل میں یہ سن کر آیا تھا کہ آپ بڑے صاحب کرامت و ولایت بزرگ ہیں مگر میں افسوس کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اتنے دن میں آپ کے پاس رہا لیکن میں نے تو کوئی کرامت دیکھی نہ ولایت۔ اس لئے نا امید ہو کر اب واپس جا رہا ہوں۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا۔ میرے دوست! ایک بات بتلاؤ۔ تم اتنے دن میرے ساتھ رہے۔ اتنے دنوں میں تم نے میرا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف دیکھا ہے۔ مہمان نے کمال سادگی سے جواب دیا۔ حضرت! یہ تو آپ درست فرما رہے ہیں۔ ایسی کوئی چیز تو میں نے نہیں دیکھی ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بھائی! یہی میری ولایت اور یہی میری کرامت ہے۔ میرے طریق کی روح، منتہائے مقصود اور سب کچھ یہی ہے کہ بندے کا کوئی قدم مولا کے حکم کے خلاف نہ اٹھے۔ اور زندگی کا ہر لمحہ اس کی یاد میں بسر ہو جائے۔ ہوا میں اڑنا اور پانی پر چلنا کوئی اتنی بڑی کرامت نہیں۔ بلکہ اصل کرامت اور ولایت تو یہی ہے کہ کوئی عمل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف نہ ہو۔ سنت ہی اصل مضبوط راستہ ہے جس پر انسان چل کر راہ نجات حاصل کرتا ہے۔

Marfat.com

نماز

اسلام کے نظام عبادت میں نماز ایک بنیادی اور اہم رکن ہے جو شاہ و گدا، مرد و عورت بوڑھے اور جوان پر یکساں فرض ہے، یہی وہ عبادت ہے جو کسی حال میں بھی کسی شخص سے ساقط نہیں ہوتی۔ درحقیقت تخلیق انسان کا مقصد ہی عبادت ہے۔ نماز سب سے اعلیٰ عبادت ہے۔ کیونکہ انسان خدا کا بندہ ہے اور اللہ ہی اس کا خالق، رب اور معبود ہے لہٰذا خدا کو اپنا معبود ماننے کا تقاضہ ہی یہ ہے کہ اس کی بندگی کی جائے بلکہ بندہ کو چاہیئے کہ اپنی تمام زندگی اللہ کی بندگی میں گزارے اور بندگی کا مطلب یہ ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کے آگے نہ جھکا جائے اور نہ کسی اور کی پرستش کی جائے۔ اس لئے نماز حقیقت میں خدا کی عبادت اور پرستش کا کامل طریقہ ہے۔ نماز میں بندہ بار بار اللہ کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ اور اس کے آگے اپنی عاجزی اور بندگی کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے بتلائے ہوئے راستے یعنی صراط مستقیم پر چلنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اس لئے اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگتا ہے۔ اور نماز کے ذریعے ہی انسان خدا اور بندوں کے حقوق پہچانتا ہے۔

عبادت کے معنی بندگی اور غلامی کے ہیں انسان پیدائشی طور پر اللہ کا غلام ہے۔ جو انسانوں میں سے اللہ کو اپنا آقا مانتے ہیں اور اس کی غلامی کرتے ہیں، وہ اللہ کے بندے کہلاتے ہیں اور جو غلامی نہیں کرتے وہ نافرمان، سرکش اور باغی کہلاتے ہیں۔

غلام کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے آقا کو دل و جان سے اپنا مالک اور حاکم مانے۔ چنانچہ اس نظریے کی رو سے انسان پر لازم ہے کہ وہ اللہ کی توحید پر یقین رکھے۔ اس کے علاوہ کسی کو اپنا معبود، خالق، رزاق نہ ماننے اور اللہ کی غلامی میں پورا پورا وفادار ہو۔

غلام کا دوسرا فرض یہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی اطاعت کرے۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل کرے۔ اسکی مرضی کے خلاف کوئی قدم نہ اُٹھائے اور یہ نہ کہے کہ میں اللہ کی فلاں بات کی اطاعت تو کرتا ہوں اور فلاں کی اطاعت نہیں کرتا۔ اللہ کی اطاعت ہی دراصل عبادت ہے۔ انسانی فطرت کا ایک خاصا یہ ہے کہ وہ کسی

Marfat.com

نہ کسی صورت میں اپنے ارفع و اعلیٰ ذات کے سامنے جھکتا ہے۔اس کی مدح کرتا ہے اس کے احسانات کے گُن گاتا ہے۔اس کی خوبیوں کی حمد وثناء کرتا ہے' مصائب اور مشکلات میں اپنی عاجزی اور درماندگی کا اظہار اسی ذات سے کرتا ہے۔اور ایسی عظیم ہستی کی فرمانبرداری کو فخر سمجھتا ہے۔حتیٰ کہ اسی اطاعت کو عبادت کے نام سے مسوم کیا جاتا ہے۔

عبادت کئی قسم کی ہے۔ جو ہر حال میں فرض ہے اور ان فرض عبادات میں سے نماز بھی ایک فرض عبادت ہے جو مفہوم کے اعتبار سے اپنے اندر بے پناہ وسعت رکھتی ہے۔

اللہ کی عبادت کرنے والے کو عبد کہتے ہیں اور اللہ کو معبود کیوں کہ جس کی عبادت کی جائے اس کو معبود کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس عبد کو پیدا کیا پھر ایک مدت تک اسے حیات بخشی۔اس کی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے اسباب پیدا فرمائے' ان اسباب سے انسان کو رزق مہیا کیا بے شمار نعمتوں سے نوازا' محدود اختیارات دیئے۔اور ان کو استعمال کا حق دیا۔ پیدائش سے موت تک کی پرورش کا ذمہ لیا۔پھر آخر کار اللہ انسان کو اپنی طرف بلالیتا ہے جسے موت کہتے ہیں۔اس لیے ہم اللہ کو اپنا معبود' مالک' خالق' رب' رحمٰن' رحیم اور حاکم تسلیم کرتے ہیں۔

دنیوی لحاظ سے ایک چیز جسے انسان بناتا ہے وہ اس کا مالک ہوتا ہے اس کی حفاظت، اس کے حقوق' اس کی تباہی' حتیٰ کہ اس کی حیات کا سارا دارو مدار اس کی مرضی سے وابستہ ہے۔ وہ چیز ہر طرح سے انسان کے تابع ہوتی ہے اور اس متابعت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس انسان اور چیز میں گہرا تعلق ہے۔ بعینہ اللہ اور بندے کی زندگی میں ایک گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ انسان قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی ذات کا محتاج ہے۔اگر اللہ تعالیٰ انسانی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے اسباب پیدا نہ کرے تو یہ حیات چشم زدن میں فنا ہو جائے گی۔ چنانچہ بندے کو اپنے رزق کے اسباب اللہ ہی سے مانگنے پڑتے ہیں مصائب میں اسی سے رحم کی امید کی جاتی ہے۔گویا اللہ حاکم ہے اور بندہ محکوم' وہ بادشاہ ہے اور یہ رعایا ہے' وہ مالک ہے اور یہ غلام ہے' وہ رحمان ہے اور یہ محتاج ہے' وہ خالق ہے اور یہ مخلوق ہے یعنی انسان کی زندگی کا دارو مدار اللہ کی نظر کرم سے وابستہ ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی توجہ کے بغیر ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔

اس گہرے تعلق کی بنا پر انسان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ انسان اپنے معبود کی تعریف اور پاکی بیان کرے اور اسے ہی ہر وقت یاد رکھے اور اس یاد کو ہم عبادت کہتے ہیں جو اللہ اور بندے کے درمیان تعلق کی بنیاد ہے۔

Marfat.com

اللہ اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے اور جن بندوں سے اللہ نے پیار کیا ان کو ولایت' نبوت اور رسالت سے نواز۔ اللہ کے ان پیارے لوگوں میں اللہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو سب سے اعلیٰ محبوب بنایا اور کامل عبد کا درجہ بھی آپ ہی کو عطا کیا ہے۔ اور اللہ نے لوگوں کو برملا کہہ دیا کہ اگر مجھے پانا چاہتے ہو تو میرے محبوب سے محبت کرو جو تمہیں مجھ تک پہنچادے گی چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات معبود اکمل ایک ہے تو کامل عبد بھی ایک ہی ہے۔ جو نبی کریم ﷺ کی ذات ہے۔ جن کی اطاعت ہی اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے بھی عبد و معبود کے درمیان گہرے تعلق کی علامت ہے۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر میں نے اپنے محبوب کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں یہ جہان ہی نہ بناتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کی بہترین صورت نماز ہی ہے۔

نماز دین کا ستون ہے

دین اسلام کے پانچ رکن ہیں اور ان میں سے سب سے بڑا رکن نماز ہے لہٰذا اس رکن کو پورا کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس کے رکن ہونے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ذیل فرمایا:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَ الْحَجِّ وَ صَوْمِ رَمَضَانَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تحقیق محمد ﷺ س کے بندے اور رسول ہیں اور نماز کا اچھی طرح پڑھنا اور زکوٰۃ ادا کرنا' حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(صحیح بخاری)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ پانچ چیزیں دین اسلام کی بنیاد ہیں۔ اگر اسلام کو ایک خیمے سے تشبیہ دی جائے جو پانچ ستونوں پر قائم کیا جاتا ہے تو ان پانچ ستونوں میں کلمہ شہادت درمیان والا ستون ہوگا اور باقی چاروں ارکان یعنی نماز' روزہ زکوٰۃ اور حج ان چار ستونوں کی مانند ہیں جو خیمہ کے چاروں کونوں پر ہوتے ہیں۔ اگر خیمہ کے درمیان والا ستون گر جائے تو خیمہ کھڑا نہیں ہوسکتا اور اگر درمیان کا

Marfat.com

ستون تو موجود ہو مگر چاروں کونوں کے ستون گر پڑیں تو خیمہ کھڑا تو رہے گا مگر اس کے چار کنارے قائم نہیں رہیں گے اور اگر ان ستونوں میں کوئی ایک ستون گر جائے تو خیمے کا اس جانب والا حصہ گر جائے گا اور پورا خیمہ اپنی استقامت اور خوبصورتی کے ساتھ قائم نہیں رہے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز دین کا ستون ہے۔ اس کے متعلق ایک اور مقام پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمار ہے تھے۔ ''پانچوں نمازیں دین کا ستون ہیں اللہ تعالیٰ بغیر نماز کے دین کو قبول نہیں فرمائے گا۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؛ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں! اس شخص نے عرض کیا' کیا ان سے اول یا بعد کچھ اور بھی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جن سے پہلے یا بعد کو اور کچھ نہیں ہے۔'' اس شخص نے اللہ کی قسم کھا کہا کہ میں اس سے کم نہ کروں گا نہ زیادہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس شخص نے سچ کہا ہے تو یہ جنت میں جائے گا۔

نماز کو دین کا ستون اس لئے بھی کہا گیا ہے کہ اس کی ادائیگی میں وہ تمام حکمتیں موجود ہیں جس سے زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں سب سے زیادہ زور اور توجہ نماز پر ہی دی گئی ہے، نماز کی اہمیت کے پیش نظر ہی نماز کو اسلام میں سب سے اعلیٰ مرتبہ حاصل ہے۔

نماز میں انسان اللہ کی حمد وثناء کرتا ہے۔ دل دماغ کی توجہ اللہ کی طرف لگا تا ہے۔ ظاہراً انسان بارگاہ رب العزت میں اُٹھنا جھکنا اور بیٹھنا ہے، اپنی پیشانی کو اللہ کے حضور میں سجدہ ریز کرتا ہے۔ ان اعمال سے اللہ کی ذات انسانی توجہ کا مرکز بنی رہتی ہے۔ اگر انسان باقاعدہ نماز نہیں پڑھے گا تو لامحالا اس کے دل سے اللہ کا خوف جاتا رہے گا اور اس میں وہ خوبیاں پیدا نہیں ہوں گی جو معاشرہ کے ایک اچھے فرد میں ہونی چاہئیں۔ جس کا نقصان یہ ہوگا کہ ایک صالح اور نیک معاشرہ کی تشکیل مشکل ہو جائے گی۔

نماز بلند مرتبہ اور اعلیٰ مقام کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پر از حد زور دیا ہے۔ کیونکہ نماز چھوڑنے سے انسان کی توجہ دنیا کے دوسرے کاموں کی طرف لگ جائے گی اور ایسی حالت میں انسان کا کفر وشرک میں مبتلا ہونا آسان ہو جائے گا اور کفر میں مبتلا ہونے سے انسان اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

Marfat.com

لفظ صلوٰۃ کے معنی اور مفہوم

نماز کے لئے قرآن مجید میں صلوٰۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے عربی اور عبرانی میں دعا کے معنی ہیں۔ اس لئے نماز کی لفظی حقیقت اللہ تعالیٰ سے درخواست التجا کی ہے۔ اس لفظی حیثیت کے متعلق حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ کے لغوی معنی دعا کے ہیں اور نمازی جب نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے تمام اعضاء اور جوارح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے۔ گویا اس کے تمام اعضاء زبان بن جاتے ہیں۔ جن کے ساتھ بندہ ظاہر اور باطن میں اس کو پکارتا ہے۔ اس کی ظاہری حالت بھی گریہ وزاری اور خضوع میں اور نیازمند سائلوں کی طرح گڑگڑا کر مانگنے میں اپنے باطن کی شریک ہے پس جب وہ سراپا دعا بن کر رب جلیل کو پکارے گا تو وہ اپنے بندے کی دعاؤں کو ضرور سنے گا۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا ہے

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

ترجمہ: تم مجھے پکارو میں ضرور تمہاری دعا کو قبول کروں گا۔ (مومن: ۶۰)

حضرت خالد الربعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے مذکورہ بالا آیت بہت ہی پسند ہے۔ کیونکہ اس میں بندوں کو دعا کرنے کا حکم دے کر اس نے ان کے قبول کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے اور اس کے ساتھ کوئی شرط نہیں رکھی۔ استجابت اور اجابت کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ بندے کی دعا اثر کرے۔ (قبول ہو) کیونکہ وہ مخلص دعا مانگنے والے کی دعا جو اپنے نور یقین کے باعث پکارے جانے والے سے واقف ہے۔ تمام حجابات کو پھاڑتی ہوئی اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچتی ہے اور اس کی ضرورت کو (پورا کرنے) کا تقاضہ کرتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث پاک میں صلوٰۃ کی اس طرح وضاحت کی ہے جو سنن ابوداؤد میں درج ہے۔

معاویہ بن حکم سلمی ایک نومسلم صحابی تھے' انہیں جو اسلام کے آداب بتائے گئے' ان میں ایک چیز یہ بھی تھی کہ جب کبھی کسی مسلمان کو چھینک آئے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اس کے جواب میں تم یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہو۔ اتفاق سے ایک دفعہ جماعت ہو رہی تھی، معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس میں شریک تھے ان کے پاس کسی مسلمان کو چھینک آئی' انہوں نے نماز کی حالت میں یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہہ دیا۔ صحابہ رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ نے ان کو گھورنا شروع کر دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز ہی میں کہا تم سب مجھے نماز میں کیوں گھور رہے ہو؟ صحابہ نے زانوں پر ہاتھ مارے اور سُبحَانَ اللّٰہ کہا اب وہ سمجھے کہ بولنے سے منع کیا جارہا ہے۔ نماز ہو چکی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ نماز میں کون باتیں کرتا تھا، لوگوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے ان کو پاس بلا کر نہایت نرمی سے سمجھایا کہ ''نماز قرآن پڑھنے اور اللہ سے دعا کرنے اور اس کی پاکی اور بڑائی بیان کرنے کا نام ہے اس میں انسانوں کی باتیں کرنا مناسب نہیں''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ الدعا مخ العبادۃ'' (دعا عبادت کا مغز ہے) اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ انصاری روایت کرتے ہیں کہ آپ نے'' الدعاء ھو العبادۃ (دعا ہی عبادت ہے)۔ اس کے بعد آپ نے یہ کہہ کر تمہارا پروردگار فرماتا ہے۔ اس تفسیر کی تائید میں یہ آیت پڑھی جس میں دعا ہی کا نام عبادت بتایا گیا ہے۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ط اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ○ (مومن ۶۰)

مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل و خوار ہو کر جائیں گے۔

اسی لفظ کے متعلق صوفیاء کا کہنا ہے کہ صلوۃ کا لفظ ''صلی'' سے مشتق ہے۔ اور وہ آگ ہے۔ چنانچہ جب ہم کسی ٹیڑھی لکڑی کو سیدھا کرنا کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کو آگ دکھاتے ہیں (آگ کے قریب لے جاتے ہیں) اور وہ اس کی تپش سے سیدھی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انسان میں اس کے نفس کے سبب سے کجی ہے جو برائی کا حکم دیتا ہے۔ اور ذات الٰہی کے انوار ایسے ہیں کہ اگر اس پر سے پردے ہٹا دیئے جائیں تو جو چیز بھی وہاں موجود ہوگی اس کو جلا ڈالیں گے۔ پس جب مومن سطوت الٰہی اور عظمت ربانی کے شعلہ سے سینک جاتا ہے تو اس سے (نفس کی برائی) کجی دور ہو جاتی ہے بلکہ اس کو دولت معراج حاصل ہو جاتی ہے۔ مصفی بھی اسی طرح ہوا جیسے کوئی آگ سینکتا ہے لہٰذا جس شخص نے صلوٰۃ کی آگ سے سینک پائی اور اس کے سبب سے اس کی کجی دور ہوگئی تو ایسا شخص جہنم کی آگ سے محفوظ ہو گیا۔

فرضیّت نماز

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب منصب نبوت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلا حکم

Marfat.com

لوگوں میں خدائے واحد کی دعوت دینے کا ہوا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اہل عرب میں سب سے پہلے توحید کا پیغام پہنچانا شروع کر دیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ کو اپنے رب کی بڑائی بیان کرنے کا حکم ہوا اور یہ بڑائی بیان کرنے کی بہترین صورت نماز تھی۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

یَآیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ ۝

اے کمبلی اوڑھنے والے کھڑے ہو جایئے پھر اللہ سے ڈرایئے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔ (مدثر: ۱۔۳)

اس حکم کے بعد نبی اکرم ﷺ نے نماز پڑھنا شروع کی اور خاص کر رات کے وقت تہجد کی نماز ادا فرماتے اور دیر تک نماز میں مشغول رہتے۔ کیونکہ رات کو دیر تک نماز پڑھنے کا حکم تھا۔ اور یہ حکم سورت مزمل کی ابتدائی آیات سے عیاں ہے۔

یَآیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ نِّصْفَہٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ۝ اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطْئًا وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا ۝ اِنَّ لَکَ فِی النَّھَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا ۝ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ۝

ترجمہ: اے کمبلی اوڑھ کر سونے والے! رات کو اُٹھ کر نماز پڑھا کرو مگر تھوڑا آرام بھی کر لیا کرو یعنی آدھی رات قیام کیا کرو یا اس میں بھی کمی کر لیا کرو اور قرآن کو نماز میں خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ ہم عنقریب تم پر ایک بھاری بات کا بوجھ ڈالنے والے ہیں۔ رات کا اُٹھنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے اور یہ وقت دعا کے لئے بھی زیادہ مناسب ہے۔ دن میں تم کو زیادہ مشغولیت رہتی ہے اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب سے بے تعلق ہو کر اسی کے ہو رہو۔ (مزمل: ۱۔۸)

رات کو دیر تک نماز پڑھنے کا یہ حکم ایک سال تک قائم رہا اس کے بعد صبح شام کی دو دو رکعتیں بھی فرض ہو گئیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۝ وَمِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَہٗ وَ سَبِّحْہُ لَیْلًا طَوِیْلًا ۝

ترجمہ: صبح شام اپنے پروردگار کو یاد کیجئے اور رات کے وقت دیر تک اسے سجدہ کریں اور اس کی تسبیح بیان کریں۔ (الدھر: ۲۵۔۲۶)

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ سے پہلے تشریف لانے والے پیغمبروں کی تعلیمات میں بھی نماز کا درس تھا لیکن نبی اکرم ﷺ اور آپ کی اُمت کو جب نماز قائم کرنے کا حکم ہوا تو اس کے پڑھنے کا

Marfat.com

مکمل طریقہ اور اس کی کیفیت بھی اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا اور وہ صورت یہی تھی کہ جس طرح آج مسلمان نماز پڑھتے ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز مسلسل ایک سال تک فرضیت کے طور پر پڑھتے رہے یہاں تک کہ نماز پڑھتے پڑھتے ان کے پاؤں سوج جاتے تھے لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اور حکم ہوا جس سے نماز تہجد نفل ہوگئی۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَ اللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ

بے شک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی رات قیام کرتے ہو اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی۔ اور اللہ رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ اے مسلمانو! تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا تو اس نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمایا اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔ (مزمل: ۲۰)

نماز تہجد کے نفل ہو جانے کے بعد فجر، مغرب اور عشاء تین اوقات کی نمازیں فرض ہوئیں۔ اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝

دن کے دونوں کناروں یعنی صبح و شام اور کچھ رات گزرنے کے بعد نماز قائم کریں۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت، نصیحت ماننے والوں کے لئے ہے۔ (ہود: ۱۱۴)

پانچ اوقات کی نماز باقاعدہ شب معراج میں فرض ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شب معراج میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ سے ملنے گئے تو آپ کو دن رات میں پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لا رہے تھے تو واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پچاس نمازوں کا بتایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے بنی اسرائیل کا خوب تجربہ ہے۔ آپ کی امت تو کہیں ان سے کمزور ہے وہ پچاس اوقات کی نمازیں ادا نہ کر سکے گی۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش پر تدریجاً کم ہوتے ہوتے پانچ اوقات کی نمازیں رہ گئیں۔ اس وقت سے لے کر

Marfat.com

قیامت تک امت مسلمہ پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ سورۃ اسراء جو معراج النبی ﷺ کے متعلق ہے اس میں نماز کے بارے میں یوں ارشاد ہوا ہے:۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۝

نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور صبح کا قرآن۔ بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے۔ تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (بنی اسرائیل ۷۸۔۷۹)

حضرت داتا گنج بخش علیہ رحمۃ اللہ فرضیت نماز کے متعلق لکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ شب معراج، قرب حق میں باریاب ہوئے تو آپ بندہ عالم کون فساد سے آزاد ہو گئے اور حضور حق ایسے مقام پر پہنچے گئے کہ نفس کو دل کا درجہ مل گیا۔ دل کو جان کا، جان کو باطن کا اور باطن درجات سے فانی اور مقامات سے محو ہو کر ''شانِ بے نشان'' ہو گیا۔ آپ عین مشاہدہ میں مشاہدہ سے غائب اور عین دید میں دید سے الگ تھے۔ انسانی خواص ختم ہو گئے، مادۂ نفسانی بھسم ہو گیا۔ طبعی رجحان نیست و نابود ہو گیا۔ شواہد حق اپنی سلطانی میں عیاں ہوئے۔ خود سے بے خود ہو گئے۔ حقیقت سے حقیقت مل گئی۔ مشاہدۂ لم یزلی میں محو ہو گئے۔ کمال شوق سے بے اختیار ہو کر عرض کی ''بار خدایا! اب مجھے اس مصیبت کدہ میں نہ ڈال اور طبعی ہوا و ہوس کی قید سے آزاد رکھ''، حکم ہوا ''ہمارا حکم یہی ہے کہ آپ دنیا میں قیام شریعت کے لئے واپس جائیں، جو کچھ ہم نے عالم ملکوت میں آپ کو مرحمت کیا ہے وہ دنیا کو عطا کریں۔'' چنانچہ جب حضور ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو جب کبھی دل میں معراج کا شوق ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اے بلال! ہمیں نماز سے راحت دے'' ہر نماز آپ کے لئے معراج تھی اور ایک نئے تقرب کا باعث تھی۔ لوگ آپ ﷺ کو مصروف نماز دیکھتے تھے، آپ کی جان نماز میں ہوتی تھی، دل محو نیاز، باطن سرگرم راز اور نفس مبتلائے گداز ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ نماز آنکھوں کا نور ہو جاتی تھی۔ آپ کا جسم دنیا میں، مگر جان عالم ملکوت میں ہوتی تھی۔ آپ کا بدن بظاہر انسانوں کی معیت میں ہوتا تھا مگر روح مبارک اُنس حق کے مقام پر ہوتی تھی۔

فرضیت نماز کے وقت مغرب کی نماز کے علاوہ ہر نماز کی دو رکعتیں ہی فرض ہوئیں لیکن ہجرت کے بعد مدینہ شریف میں ظہر، عصر اور عشاء کی نماز میں دو رکعتوں کی بجائے چار رکعتیں ہو گئیں۔

مکہ معظّمہ میں شروع شروع میں جب مسلمانوں نے نمازیں ادا کرنا شروع کیں تو اہل مکہ نے بہت

Marfat.com

تنگ کیا۔ اور نماز پڑھتے وقت ہر ممکن رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی ○ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ○

ترجمہ: کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو ایک بندہ کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔ (علق: ۹۔۱۰)

ایک بندہ سے مراد آنحضرت ﷺ کی ذات ہے آپ جب صحن حرم میں نماز پڑھتے تو قریش جو بے فکری کے ساتھ ادھر اُدھر بیٹھے رہتے۔ کبھی آپ کی ہنسی اڑاتے اور کبھی دِق کرتے تھے کبھی آپ کی گردن میں پھندا ڈال دیتے اور کبھی جب آپ سجدہ میں جاتے، پشت مبارک پر نجاست لاکر ڈال دیتے تھے اور جب آنحضرت ﷺ کو اس بار نجاست سے اُٹھنے میں تکلیف ہوتی تو ہنستے اور قہقہہ لگاتے تھے اسی لئے آنحضرت ﷺ کے آغاز میں تو اخفاء کے خیال سے اور اس کے بعد ان کی حرکات کی وجہ سے عموماً رات کو اور دن کو کسی غار یا درہ میں چھپ کر نماز پڑھا کرتے تھے اور مسلمان بھی عموماً اِدھر اُدھر چھپ کر ہی نماز پڑھتے تھے۔ یا پھر رات کے سُناٹے میں اس فرض کو ادا کرتے تھے۔ مشرکین اگر کبھی اس حالت میں ان کو دیکھ پاتے تو مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے تھے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جب نماز پڑھنا چاہتے تو گھاٹیوں میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے، ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کے ساتھ مکہ کی ایک گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مشرکین کی ایک جماعت آ گئی، اس نے اس نماز کو نیا کام سمجھا اور مسلمانوں کو بُرا بھلا کہا اور ان سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔

تو ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع شروع میں نماز قائم کرنے میں بہت تکالیف آئیں۔

قرآن اور حکم نماز

جاننا چاہئے کہ بندہ جب خدا پر ایمان لا کر اقرار بندگی میں داخل ہو گیا تو اس کے لئے لازم ہے کہ اسکی بندگی میں رہے۔ اور نماز اس کی بندگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور اسے عبادت میں اول درجہ حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں جا بجا نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۱) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور اپنے لئے جو نیکی تم آخرت کے لئے کرو گے اسے اللہ

Marfat.com

کے ہاں پاؤ گے۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (البقرہ:۱۱۰)

(۲) وَ اَقِیْمُو الصَّلٰوةَ وَاٰتُو الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ○

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو (بقرہ:۴۳)

(۳) وَاَنْ اَقِیْمُو الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَ هُوَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ○

ترجمہ: اور یہ کہ نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو۔ اور اسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔ (الانعام۷۲)

(۴) فَاَقِیْمُو الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْ بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ ○

ترجمہ: پس تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دیتے رہو اور اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ وہ تمہارا آقا ہے پس کتنا اچھا آقا ہے اور کتنا اچھا مددگار ہے۔ (حج:۷۸)

(۵) قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خِلٰلٌ ○

ترجمہ: میرے بندوں میں سے جو ایمان لائے ہیں انہیں کہہ دیجئے کہ نماز قائم کریں اور اس رزق سے خرچ کریں جو ہم نے انہیں دیا ہے۔ چھپا کر یا ظاہر کر کے، اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جس میں خرید و فروخت اور دوستی نہ ہوگی (ابراہیم:۳۱)

(۶) وَ اَقِیْمُو الصَّلٰوةَ وَاٰتُو الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور اللہ کو قرض حسنہ قرضہ میں دو۔ (مزمل ۲۰)

(۷) ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَاَقِیْمُو الصَّلٰوةَ وَاٰتُو الزَّكٰوةَ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

ترجمہ: کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ اپنی سرگوشیوں سے پہلے خیرات کیا کرو۔ پس جب تم نے یہ کام نہیں کیا اور اللہ تم پر مہربان ہو گیا۔ تو نماز کو قائم کرو اور زکوۃ دیتے رہو۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اللہ تمہارے اعمال کو جاننے والا ہے۔ (المجادلہ:۱۳)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ نماز ہر مسلمان پر فرض ہے' یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سات سال کے بچے کو نماز پڑھانے کی سختی سے تاکید کی ہے۔ کیونکہ سات سال کی عمر تک بچے کا شعور کھرے کھوٹے

Marfat.com

کی پہچان کرنے کے قابل ہوتا ہے۔اس لئے شرعاً یہ حکم دیا گیا ہے کہ سات سال کے بچے کو نماز پڑھنے کی ترغیب دی جائے ۔ بڑے اپنے ساتھ اس عمر کے بچوں کو نماز پڑھنے کی تربیت دیں تا کہ بچپن ہی سے انسان نماز کا عادی بن جائے اور بچے بڑے ہو کر نماز کے پابند بنیں ۔اس کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ۔

(۸) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَآءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ الْمَضَاجِعِ

حضرت عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جبکہ وہ سات برس کے ہوں اور نماز نہ پڑھنے پر ان کو مارو اور وہ دس برس کے ہوں اور خواب گاہوں میں ان کو الگ الگ کردو۔(سنن ابوداؤد)

نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد گرامی میں بتایا گیا ہے کہ اگر بچے نماز نہ پڑھیں تو انہیں تنبیہ کے طور پر پیٹا جائے تا کہ ان کے دل میں خوف خدا پیدا ہو جائے اور وہ نماز کی طرف راغب ہو جائیں۔ایسے ہی دس سال کی عمر تک بھی اگر بچے نماز کی طرف متوجہ نہ ہوں تو انہیں رغبت دلانے کے لئے گھر سے باہر نکال دینے کا خوف ڈالا جائے۔مطلب یہ ہے کہ بچوں کو جس طرح بھی ہو سکے بچوں کو نماز کا عادی بنایا جائے اور اسی میں بچوں اور والدین کی فلاح اور نجات ہے۔

نماز قائم کرنے کا مطلب شریعت اسلامیہ کے مطابق پڑھنا ہے اور نماز پڑھتے وقت نماز کے تمام قوائد وضوابط کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

Marfat.com

فضائل نماز

فضائل فضیلت کی جمع ہے جس کا مطلب مہربانی رحمت مغفرت برتری اور فیوض و برکات کا حصول ہے۔ کیوں کہ نماز پڑھنے سے یہ سب چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ اس لیے نماز کے فضائل بے شمار ہیں۔

اہل ایمان کے لیے سب سے اہم ترین فریضہ پنجگانہ نماز ہے۔ اسلامی عبادات میں سب سے اہم اور افضل عبادت ہے اور اللہ کو بہت پسند ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نمازیوں کو اپنی خاص نعمتوں اور رحمتوں سے مالا مال کر دیتا ہے قرآن و حدیث میں اس کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔ فضائل نماز کی احادیث حسب ذیل ہیں۔

پانچ نمازوں کے ذریعے گناہوں کا مٹ جانا

پانچوں نمازوں کے ذریعے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اس کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوتُ الْخَمْسُ مُکَفِّرَاتٌ لِمَا بَیْنَھُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَائِرُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پانچوں نمازیں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں جو ان کے درمیان کیے ہوں جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا ہو۔

(مسلم شریف)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ پانچوں نمازوں کے درمیان میں نادانستہ کیے ہوئے گناہ نماز کی بدولت معاف ہو جاتے ہیں۔ یعنی نماز فجر کے بعد جب ظہر ادا کی جائے گی تو دونوں نمازوں کے درمیانی وقت میں ہونے والی خطاؤں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ ایسے ہی دوسری نمازیں گناہوں کی معافی کا سبب بنتی ہیں۔

Marfat.com

بخشش کا وعدہ

نماز پڑھنے والوں کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ انہیں ضرور بخشے گا۔اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوٰتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ.

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرض کیا ہے جو ان کا وضو اچھی طرح کرے اور وقت پر انہیں پڑھے ان کا رکوع اور خشوع مکمل کرے اس کے لیے اللہ پر عہد ہے کہ اسے بخش دے اور جو کوئی نہ کرے اس کا اللہ پر عہد نہیں ہے اگر چاہے اس کو بخش دے اور اگر چاہے اسے عذاب کرے۔ (سنن ابوداؤد)

خلوص دل کے ساتھ پانچوں نمازوں کو اچھی طرح وضو کر کے خشوع وخضوع کرنے والوں کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ ان کے گناہ معاف کر کے انہیں بخش دے گا اور جو نمازیں ادا نہ کرے انہیں چاہے اللہ بخشے یا عذاب دے یہ اس کی مرضی پر مبنی ہے۔

وضو اور نماز وجوب جنت کی دلیل ہے

جو شخص خلوص دل سے وضو کرتا ہو اور پھر نماز پڑھتا ہو تو جنت اس پر واجب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ نماز ایک ایسا عمل ہے جس میں جتنا بھی خلوص ہو کم ہے اور یہی خلوص انسان کو منزل تک پہنچا دیتا ہے۔اس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے حسب ذیل فرمایا۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں کوئی مسلمان جو وضو کرے پس

Marfat.com

اچھا وضو کرے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھے متوجہ ہو ان دونوں پر اپنے دل کے ساتھ اور اپنے چہرہ کے ساتھ مگر اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مسلم شریف)

نمازیں گناہوں کا کفارہ ہیں

ایسا عمل جس کے عوض میں کوئی کوتاہی یا گناہ معاف ہو جائے کفارہ کہلاتا ہے۔ باقاعدگی سے نماز کی ادائیگی ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے دوران ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن کر انہیں ختم کر دیتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَوٰتُ الْخُمُسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَی الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَیْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں اور جمعہ سے لے کر جمعہ تک اور رمضان تا رمضان ان گناہوں کا کفارہ ہیں جو ان کے درمیان ہوتے ہیں۔ جب کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔ (صحیح مسلم)

یہ انسانوں پر اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ انسان نماز ادا کریں جو ان کے ذمے فرض ہے مگر اس کے عوض اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کرتا چلا جائے لہٰذا ہمیں ہر وقت اللہ کے اس احسان عظیم کا شکر کرنا چاہیے۔ اسی نفس مضمون کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فرمان یہ ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ تَحْضُرُهٗ صَلٰوةٌ مَّكْتُوْبَةٌ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَهَا وَخُشُوْعَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَالَمْ یُؤْتِ كَبِیْرَةً وَّذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص مسلمان نہیں کہ اس کو فرض نماز آوے پس اچھا وضو کرے اور اس کا حضور اور اس کا رکوع مگر یہ نماز اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے اور یہ ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ (مسلم شریف)

اس حدیث میں بھی پہلی بات کو دہرایا گیا ہے کہ ہماری عبادت اور نیکیاں کیے ہوئے گناہوں کا

Marfat.com

کفارہ بنتی ہیں اور نیکیوں کی کثرت کے باعث گناہوں کو نامہ اعمال سے مٹا دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اگر تم ان بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں روکا جارہا ہے بچو تو چھوٹے گناہوں کو ہم تم سے دور کر دیں گے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ اس سے گناہوں کو دور کر دیتا ہے۔ ایسے ہی ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ دن کے دونوں اطراف میں اور رات کے وقت نماز کو قائم کرو بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا ڈالتی ہیں یعنی نماز انسان کے گناہوں کو ختم کرنے کا ذریعہ بنتی ہے اسی لیے نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ نماز گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔

ایک اور حدیث میں یہی بات یوں بیان کی گئی ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ لَّقِيَ اللّٰهَ لَايُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّيُصَلِّي الْخَمْسَ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ غُفِرَلَهٗ قُلْتُ اَفَلَا اُبَشِّرُهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ دَعْهُمْ يَعْمَلُوْا.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے جو شخص اللہ سے ملاقات کرے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو۔ پانچوں نمازیں پڑھتا ہو رمضان کے روزے رکھتا ہو اسے بخش دیا جائے گا۔ میں نے کہا میں اس کی بشارت ان کو نہ دوں۔ فرمایا چھوڑ دے ان کو وہ عمل کریں۔ (مسند امام احمد)

نماز سے گناہوں کے ختم ہونے کی مثال

گناہ انسان کی دنیا اور آخرت میں تباہی کا سامان ہے لہٰذا انسان کے نامہ اعمال کا گناہوں سے مبرا ہونا بہت ضروری ہے عبادت الٰہی اور نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ عبادت میں نماز کو ایک بلند مقام حاصل ہے لہٰذا فرض نماز گناہوں کا کفارہ ہے بلکہ نمازیں پڑھنے سے انسان کے گناہ اس کے نامہ اعمال سے ختم کر دیئے جاتے ہیں اور انسان کے گناہ اس طرح ختم ہو جاتے ہیں جس طرح سردیوں میں درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَآءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذَالِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ يَا اَبَاذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّي الصَّلٰوةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ

Marfat.com

فَتَهَافَتَ عَنْهُ ذُنُوبُهٗ كَمَا تَهَافَتَ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم موسم سرما میں باہر نکلے اور درختوں کے پتے جھڑتے تھے آپ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر انہیں ہلایا پتے ان سے جھڑنے لگے کہ آپ نے فرمایا اے ابوذر رضی اللہ عنہ میں نے کہا میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول۔ فرمایا مسلمان بندہ البتہ نماز پڑھتا ہے ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا اس سے گناہ گر جاتے ہیں جیسے یہ پتے درخت سے گر رہے ہیں۔ (مسند امام احمد)

نماز پڑھنے کا ایک اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ نمازی کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس حدیث پاک میں یہ بتایا گیا ہے کہ سردی کے موسم میں درختوں کے پتے اتنی کثرت سے گرتے ہیں کہ موسم خزاں کے آخیر میں درختوں پر ایک پتہ تک نہیں رہتا۔ تو ایسے ہی جو شخص اخلاص اور توجہ سے نماز پڑھتا ہے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

نماز پڑھنے سے گناہ کی معافی کا ایک واقعہ

نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ گناہوں کی معافی کے لیے توبہ بھی بہت ضروری ہے کیونکہ علماء کا کہنا ہے کہ گناہ کبیرہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ البتہ صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک آدمی سے ایک گناہ ہو گیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سارا معاملہ بتا دیا آپ نے اسے حکم دیا کہ نماز پڑھا کرو کیوں نماز پڑھنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ عَالَجْتُ امْرَاَةً فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَاِنِّيْ اَصَبْتُ مِنْهَا مَادُوْنَ اَنْ اَمَسَّهَا فَاَنَا هٰذَا فَاقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَكَ اللّٰهُ لَوْ سَتَرْتَ عَلٰى نَفْسِكَ قَالَ وَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا وَّقَامَ الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ فَاَتْبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَدَعَاهُ وَ تَلَا عَلَيْهِ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذَا لَهٗ خَاصَّةً فَقَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَآفَّةً.

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بولا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے مدینہ کے کنارے میں ایک عورت کو گلے لگا لیا اور صحبت کی حد تک نہ پہنچا تو میں یہ ہوں میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ کریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ نے تیری پردہ پوشی کی تھی کاش کہ تو بھی اپنے پردہ پوشی کرتا فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا وہ شخص کھڑا ہو کر چل دیا اس کے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا اسے بلایا اس پر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ نماز قائم کرو دن کے کناروں اور رات کی ساعتوں میں یقیناً نیکیاں گناہ مٹا دیتی ہیں یہ ماننے والے کے لیے نصیحت ہے قوم میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ اسی کے لیے ہے فرمایا سارے لوگوں کے لیے۔ (مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر وہ خفیہ گناہ کی توبہ بھی خفیہ کر لیتا تو اچھا تھا' کیونکہ چھپے گناہ پر اعلان کرنا برا ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ چھپے گناہ کی توبہ چھپ کر کرنے اور علانیہ کی توبہ علانیہ کرے' دوسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے گناہ ظاہر کرنا گناہ نہیں' بیمار اپنی بیماری طبیب پر ظاہر کرتا ہے علاج کے لیے' اس لیے حضور نے ان پر ملامت نہ فرمائی کہ تو نے اپنا گناہ کیوں ظاہر کیا صحابی کا چل دینا بھاگنے کے لیے نہ تھا بلکہ وہ سمجھے کہ شاید میرے بارے میں کوئی آیت کریمہ آئے گی تب مجھے بلا کر فیصلہ کر دیا جائے گا اگر معافی ہوگی شکر کروں گا سزا تجویز ہوگی تو برداشت کروں گا لہٰذا ان صاحب پر یہ اعتراض نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر پوچھے کیوں چل دیئے کیونکہ یہ کام منع جب ہے جب لوٹنے کا ارادہ نہ ہو جیسے اذان کے بعد مسجد سے نکلنا اس وقت ممنوع ہے جب لوٹنے کا قصد نہ ہو لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ حضور کی مجلس سے بغیر پوچھے نہ جاؤ۔ مقصد یہ ہے کہ اس گناہ پر سزا کوئی نہیں کیونکہ یہ صغیرہ ہے جو تجھ سے اتفاقاً سرزد ہو گیا خیال رہے کہ حضور نے پہلے ہی اسے یہ آیت نہ سنا دی بلکہ چلے جانے کے بعد اسے واپس بلا کر سنائی کیونکہ غالباً حضور کو امید تھی کہ شاید اس کے بارے میں کوئی اور آیت اترے (مرات)

نماز اور گناہوں کی مغفرت

جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا ہے کہ نماز گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے کیونکہ گناہ کا سرزد ہونا ہماری فطرت کا خاصا ہے مگر اللہ تعالیٰ معاف کرنے کے بھی اسباب پیدا فرماتا ہے۔ چنانچہ نماز پڑھنے

Marfat.com

سے انسان کے اکثر گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔اس کے متعلق نبی اکرم ﷺ کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُسْلِمِ التَّغْلَبِیِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اَبِیْ اُمَامَةَ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ یَا اَبَا اُمَامَةَ اِنَّ رَجُلًا حَدَّثَنِیْ مِنْكَ اَنَّكَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ غَسَلَ یَدَیْهِ وَوَجْهَهٗ وَمَسَحَ عَلٰی رَأْسِهٖ وَاُذُنَیْهِ ثُمَّ قَامَ اِلٰی صَلٰوةٍ مَفْرُوْضَةٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ فِیْ ذٰلِكَ الْیَوْمِ مَا مَشَتْ اِلَیْهِ رِجْلَاهُ وَ قَبَضَتْ عَلَیْهِ یَدَاهُ وَسَمِعَتْ اِلَیْهِ اُذُنَاهُ وَ نَظَرَتْ اِلَیْهِ عَیْنَاهُ وَحَدَّثَ بِهٖ نَفْسَهٗ مِنْ سُوْءٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُهٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِرَارًا.

ابو مسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مسجد میں تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا کہ مجھ سے ایک صاحب نے آپ کی طرف سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز پڑھے تو حق تعالیٰ جل شانہ اس دن وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس کے ہاتھوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے کانوں سے صادر ہوئے ہیں اور وہ گناہ جن کو اس نے آنکھوں سے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس دل میں پیدا ہوئے ہوں سب کو معاف فرما دیتے ہیں۔حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ مضمون نبی اکرم ﷺ سے کئی دفعہ سنا ہے۔(مسند امام احمد)

اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ انسان جان بوجھ کر خطائیں کرے اور پھر خیال کرے کہ نماز تو میں نے پڑھ ہی لینی ہے جس سے میرے گناہ معاف ہو جائیں گے۔نمازوں میں نیت کا عمل دخل ہے اس لیے گھمنڈ اور فخر سے کیے جانے والے گناہوں سے بچنا چاہیے۔کیونکہ انسان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ میری عبادت قبول ہوئی ہے یا نہیں۔ہماری عبادت جیسی ہوتی ہے وہ ہر شخص کو معلوم ہے۔اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالیں تو یہ اللہ کی خاص کرم نوازی ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ یُبْعَثُ مُنَادٍ عِنْدَ حَضْرَةِ كُلِّ صَلٰوةٍ فَیَقُوْلُ یَا بَنِیْ اٰدَمَ قُوْمُوْا فَاَطْفِئُوْا مَا اَوْقَدْتُمْ عَلٰی اَنْفُسِكُمْ فَیَقُوْمُوْنَ فَیَتَطَهَّرُوْنَ وَ یُصَلُّوْنَ الظُّهْرَ فَیُغْفَرُلَهُمْ مَا بَیْنَهُمَا فَاِذَا حَضَرَتِ الْعَصْرُ فَمِثْلُ ذَالِكَ فَاِذَا حَضَرَتِ الْمَغْرِبُ فَمِثْلُ ذَالِكَ فَاِذَا حَضَرَتِ الْعَتَمَةُ فَمِثْلُ ذَالِكَ فَیَنَامُوْنَ فَمُدْلِجٌ فِیْ خَیْرٍ وَّ مُدْلِجٌ فِیْ شَرٍّ.

Marfat.com

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے آدم کی اولاد اٹھو اور جہنم کی اس آگ کو جسے تم نے (گناہوں کی بدولت) اپنے اوپر جلانا شروع کر دیا ہے بجھاؤ چنانچہ (دیندار لوگ) اٹھتے ہیں وضو کرتے ہیں فجر کی نماز پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے گناہوں کی (صبح سے ظہر تک کی) مغفرت کر دی جاتی ہے اسی طرح پھر عصر کے وقت پھر مغرب کے وقت پھر عشاء کے وقت (غرض ہر نماز کے وقت یہی صورت ہوتی ہے) عشاء کے بعد لوگ سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں اس کے بعد اندھیرے میں بعض لوگ برائیوں (زنا کاری بدکاری چوری وغیرہ) کی طرف چل دیتے ہیں اور بعض لوگ بھلائیوں (نماز وظیفہ ذکر وغیرہ) کی طرف چلنے لگتے ہیں۔ (طبرانی)

اس طرح بے شمار احادیث میں بتایا گیا ہے کہ نماز کے ذریعہ سے انسان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں نماز پڑھنے کے بعد اپنے گناہوں پر اللہ سے توبہ مانگنی چاہیے' کیونکہ توبہ ایک ایسا راستہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرما دیتے ہیں کیونکہ انسان سے دن رات ایسے افعال سرزد ہو جاتے ہیں جن کے بارے میں انسان کو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ گناہ بھی ہے یا نہیں۔ یہ انسان اتنا بھولا بھالا ہے کہ گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتا اور بے خوف و خطر گناہ پر گناہ کرتا چلا جاتا ہے لہٰذا گناہوں کی تخفیف کے لیے ساتھ ساتھ انسان کو نماز کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایک بڑے مشہور صحابی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب عشاء کی نماز ہو جاتی ہے تو تمام آدمی تین جماعتوں میں منقسم ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ جماعت ہے جس کے لئے یہ رات نعمت ہے اور کمائی ہے اور بھلائی ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں جو رات کی فرصت کو غنیمت سمجھتے ہیں اور جب لوگ اپنے اپنے راحت و آرام اور سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں تو یہ لوگ نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ان کی رات ان کے لئے اجر و ثواب بن جاتی ہے۔ دوسری وہ جماعت ہے جس کے لئے رات وبال اور عذاب ہے یہ وہ جماعت ہے جو رات کی تنہائی اور فرصت کی غنیمت سمجھتی ہے اور گناہوں میں مشغول ہو جاتی ہے ان کی رات ان پر وبال بن جاتی ہے۔ تیسری وہ جماعت ہے جو عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتی ہے اس کے لئے نہ وبال ہے نہ کمائی نہ کچھ گیا نہ آیا۔ (درمنثور)

دن میں پانچ مرتبہ نہر میں نہانے کی مثال

نماز ظاہری اور باطنی غلاظت سے پاکیزگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ جس طرح پانی انسانی جسم کی

Marfat.com

ظاہری گندگی کو دھوڈالتا ہے ایسے ہی نماز انسان کے ظاہر اور باطن کو پاکیزہ کر دیتی ہے اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حسب ذیل ہے۔

عَنْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتُمْ لَوْاَنَّ نَهَرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ فَذَالِكَ مَثَلُ الصَّلَوٰاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار اگر تم میں سے کسی ایک کے دروازے کے سامنے سے جاری نہر گذرتی ہو اور وہ ہر روز پانچ مرتبہ اس میں غسل کرے کیا اس کی میل باقی رہ جائے گی صحابہ نے عرض کیا اس کی میل باقی نہ رہے گی۔ فرمایا یہ پانچوں نمازوں کی مثال ہے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث میں مثال بیان کر کے نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص روزانہ پانچ مرتبہ نہر میں غسل کرے تو اس کے نہانے سے اس کے جسم سے میل کچیل اتر جائے گی اور اس کا جسم بالکل صاف ہو جائے گا۔ یعنی اگر گرد اڑ کر پڑے بھی تو نہانے سے وہ دور ہو جائے گی۔ پھر جب گرد پڑے تو پھر نہانے سے وہ دور ہو جائے گی اس طرح جب بار بار نہانے سے گرد دور ہو جائے گی تو جسم بالکل صاف رہے گا۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص ایک نماز پڑھتا ہے پھر دوسری نماز تک اس سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو دوسری نماز پڑھنے سے اس کا وہ گناہ معاف ہو جائے گا۔ تو دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنے سے درمیانی اوقات کی خطائیں اور لغزشیں معاف ہو جاتی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس قسم کی مثالوں سے لوگوں کو یہ سمجھانا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کو گناہوں کا کفارہ بننے میں بڑی قوی تاثیر عطا کر رکھی ہے۔ چونکہ مثال سے بات اچھی طرح سمجھ آ جاتی ہے۔ اس لئے مندرجہ بالا حدیث میں مثال کے ذریعے سمجھایا گیا ہے انسان بار بار گناہ کرتا ہے حکم عدولی کرتا ہے عمل میں کوتاہیاں کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی تلافی کے لئے ہمیں نماز جیسا عظیم نسخہ بتا دیا ہے۔

نماز اور نجات عذاب

انسان جب اس دور فانی سے چلا جاتا ہے تو اس کی روح اس عالم سے منتقل ہو کر عالم برزخ میں پہنچ

Marfat.com

جاتی ہے عالم برزخ کا عرصہ قیامت تک ہے اور اس عرصہ کو قبر سے تعبیر کیا گیا ہے خواہ مردے کو دفن کیا جائے یا کسی اور طرح سے مردے کے جسم کو مٹی کے حوالے کر دیا جائے عالم برزخ میں نیک لوگوں کے لیے راحت اور گنہگاروں کے لیے عذاب ہے۔ عذاب قبر بڑا دردناک ہے۔ نماز انسان کو عذاب قبر سے بچائے گی۔ اس کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت یہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ یَهُوْدِیَّةً دَخَلَتْ عَلَیْهَا فَذَکَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَآئِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَآئِشَةُ فَمَا رَءَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلّٰی صَلٰوةً اِلَّا تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی عذاب قبر کا اس نے ذکر کیا اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا اللہ تجھے قبر کے عذاب سے بچائے۔ عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا ہاں قبر کا عذاب حق ہے۔ عائشہ کہتی ہیں اس کے بعد میں نے نہیں دیکھا کہ آپ سے کبھی کوئی نماز چھوٹی ہو مگر اس میں اللہ تعالیٰ سے عذاب قبر سے پناہ مانگتے۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ نماز عذاب قبر سے نجات دلانے کا ایک ذریعہ ہے۔ لہٰذا اسے ہمیشہ کے لئے قائم کرنا چاہیے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔

عالم برزخ کے بعد قیامت آئے گی قیامت کے روز جزا یا سزا کا اعلان کیا جائے گا اور جن لوگوں کے لئے سزا کا اعلان ہوگا انہیں دوزخ میں داخل کر دیا جائے جہاں آگ کا عذاب دیا جائے گا۔ لیکن اس مرحلے پر بھی نماز ہمیں عالم دوزخ میں جانے سے نجات دلائے گی۔ اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔

عَنْ عُمَارَةَ رضی اللہ عنہ بْنِ رُوَیْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَنْ یَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰی قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا یَعْنِی الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ.

حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ بن رویبہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے وہ شخص ہرگز آگ میں داخل نہ ہوگا جس نے سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھی یعنی فجر اور عصر کی نماز۔ (مسلم شریف)

Marfat.com

اس حدیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جو شخص نماز قائم کرے گا۔اس کو ہرگز عذاب نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس حدیث میں دو نمازوں کا ذکر ہے لیکن اس سے مراد یہی ہے کہ نماز کسی حالت میں بھی نہ چھوڑی جائے۔

نماز اور حصول جنت

جنت مقام خیر ہے۔اور جلوہ گاہ رب جلیل ہے یہ ازل سے بنی ہے اور ابد تک رہے گی یہ ساتویں آسمان کے بعد ہے۔یہ اتنی بڑی ہے کہ انسانی عقل سے بالا ہے بلکہ لامحدود ہے یہ ایسا مقام ہے جو ایمان والوں کے لئے بنایا گیا ہے۔اس کی بناوٹ دنیا کی بناوٹ سے بالکل مختلف ہے یہ دنیا جس میں ہم رہتے ہیں اس میں راحت اور دکھ ساتھ ساتھ ہیں۔لیکن جنت ایسا ٹھکانا ہے جہاں راحت ہی راحت ہے وہاں غم اور دکھ بالکل نہیں وہاں کی زندگی دنیا کے مصائب اور آلام سے پاک ہے۔یہاں موسم کے تغیر وتبدیل کا اثر انسانی زندگی پر اثر پذیر ہے یہاں کبھی سخت گرمی ہے اور کبھی شدید سردی کبھی شدید بارش ہے اور کبھی بارش کا نام ونشان نہیں۔یہاں کبھی شدید ہوا چلتی ہے اور کبھی بالکل ہوا بند ہوتی ہے تو اس شدت کے تغیر و تبدیل سے انسان تلخی محسوس کرتا ہے طبیعت میں پریشانی اور رنج والم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔لیکن جنت کی فضا ان سب شدتوں اور تلخیوں سے پاک ہے وہاں کی فضا سہانی ہے جہاں گرمی اور سردی معتدل ہے۔

اس دنیا میں انسان کو کھانے کمانے کی مشقت اور تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے لیکن وہاں کی زندگی دنیا کے دھندوں سے آزاد ہے بلکہ آسانی اور راحت کی ہر وہ چیز ملے گی جس کی انسان خواہش کرے گا بلکہ دنیا کی زندگی سے اس قدر زیادہ نعمتیں اور سہولتیں ہیں کہ انسان اندازہ نہیں کرسکتا۔رہنے کے محلات آسائش سے مزین ہیں۔وہاں کا لباس بڑا فاخرانہ خوبصورت اور من پسند ہوگا۔وہاں کے پھلوں میں وہ لذت ہے جو دنیا کے پھلوں میں نہیں پھر انسان جتنا پھل کھانے کی خواہش کرے گا۔اتنا ہی مل جائے گا۔ وہاں کے پینے میں وہ کیف وسرور ہے جو دنیا کے مشروبات میں نہیں۔یہاں اگر کسی شخص کے پاس نوکر ہو تو اسے بڑی سہولت ہوتی ہے۔وہاں ہر جنتی کے پاس کئی کئی خادم ہوں گے اور پھر وہ خادم ایسے ہوں گے جو خوبصورتی اور شکل میں بے مثل تابعداری میں اطاعت گذار عمریں ان کی نوخیز پرکشش ہوں گی ایسے ہی جنتی کو تسکین کے لئے وہاں جنتی عورتیں جنہیں حوریں کہا جاتا ہے وہ ملیں گی۔وہ اپنی خوبصورتی میں بے

Marfat.com

مثل ہوں گی ان کا حسن سدا بہار ہے ان کے نین نقش پرکشش ہوں گے۔ گویا کہ وہ انسانی فرحت مہیا کرنے کے ہر لحاظ سے ایسی کامل عورتیں ہیں۔ جن کا دنیا میں بدل نہیں، وہ ہر لحاظ سے بے نظیر ہیں ان حوروں سے انسان کو حسب خواہش لذت حاصل ہوگی۔

یہاں انسان سبزے باغات اور نہروں سے بڑی فرحت حاصل کرتا ہے اور خوشی محسوس کرتا ہے جنت میں بے نظیر قسم کی نہریں ہیں۔ وہاں پانی دودھ شہد اور شراب کی نہریں ہیں۔ جن کا مزہ یہاں کے مزے سے کئی گنا بہتر ہے۔ وہاں کی زندگی عیش و نشاط کی زندگی ہے۔ لڑائی جھگڑے اور دنیا کے دکھوں سے بالکل پاک ہے۔ وہاں تندرستی اور صحت ہے نہ بچپن ہے نہ بڑھاپا بلکہ جوانی ہی جوانی ہے۔ گویا کہ جنت میں وہ نعمتیں ہیں جو آنکھوں نے دیکھی نہیں۔ اور نہ ہی کانوں نے سنی ہیں یعنی جنت وہ غیر فانی گلستان ہے جہاں لذت جاودانی ہے اور زندگی غیر فانی ہے غم نہیں مسرت ہے جنت کے ۹ درجے ہیں۔ اور آٹھ دروازے ہیں اور سب سے بلند درجہ جنت الفردوس ہے جس کے دو حصے ہیں ایک حصے میں سابق انبیاء کے محلات ہیں اور بقایا آدھے میں نبی پاک ﷺ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور جلیل القدر اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کے عالی شان محلات ہیں الغرض جنت وہ مقام ہے جہاں ہم کو سب کچھ ملے گا۔ اور اس مقام کو پانے کا بہترین ذریعہ نماز ہے جس کے متعلق قرآن مجید کے ارشادات باری تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی احادیث حسب ذیل ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار موقعوں پر فرمایا ہے کہ جو لوگ نماز قائم کریں گے ان کو جنت دی جائے گی اور یہ لوگ رحمٰن کے خاص بندے ہیں جو زمین میں عاجزی سے رہتے ہیں اور لوگوں سے سلامتی کی بات کرتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے لیے سجدہ کرتے ہیں اور کھڑے رہتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت کے سب سے بلند مقام میں جگہ دیں گے اور جنت میں فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ ایک اور جگہ پر ارشاد ہے کہ انسان غیر مستقل مزاج پیدا ہوا ہے۔ جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ بہت زیادہ گھبراتا ہے اور جب کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے کہ دوسروں کو یہ بھلائی نہ پہنچے مگر ان کے علاوہ جو ہمیشہ نماز کی پابندی کرتے ہیں ان کا جنتوں میں اکرام کیا جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ انہیں جنت میں عزت کے مقام سے نوازا

Marfat.com

جائے گا۔ (معارج: ۳۴-۳۵)۔

ایک اور جگہ پر ہے کہ بے شک مومنین فلاح پائیں گے وہ مومنین جو نماز میں خشوع کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں بجز اپنی بیبیوں اور باندیوں کے ان میں کوئی حرج نہیں البتہ جو لوگ ان کے علاوہ اور جگہ اپنی شہوت پوری کرنا چاہیں وہ حد سے گزرنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا خیال کرنے والے ہیں اور اپنی نمازوں کا اہتمام کرنے والے ہیں یہی لوک جنت کے وارث ہیں جو فردوس کے وارث بنیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُونَ ○ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ○ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ○

ترجمہ: اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (مومنون: آیت ۹-۱۱)

یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ نماز کی حفاظت کرتے ہیں تو وہ جنت میں داخل ہوں گے نماز کی حفاظت کا یہ مطلب ہے کہ نماز وقت پر ادا کی جائے اس کے پہلے طہارت قائم کی جائے آداب نماز کو ملحوظ خاطر رکھا جائے ایسے ہی نماز پڑھ کر برائیوں میں ملوث نہ ہونا حفاظت صلواۃ میں شامل ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ نے فرمایا کہ ہم نیک عمل کرنے والے یعنی نمازی پرہیزگار متقیوں کو ان باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (نساء۔ ۸) جنت کا میوہ دائمی ہوگا اور جتنا میوہ چاہو اتنا کھاؤ اور وہاں کوئی روکنے والا نہیں ہوگا۔ اور ان نعمتوں تک پہنچنے کا بنیادی وسیلہ نماز ہی ہے۔ اور فرمان نبوی ہے اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کیں، جو شخص انہیں باعظمت سمجھتے ہوئے مکمل شرائط کے ساتھ ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا اس کے لئے وعدہ ہے کہ وہ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا اور جو انہیں ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کا اس کے لئے کوئی وعدہ نہیں ہے چاہے تو اسے عذاب دے اور اگر چاہے تو جنت میں داخل فرما دے۔

نماز جنت کی کنجی ہے

اگر کسی مقام پر تالا لگا ہو لیکن اس تالے کی کنجی آپ کے پاس ہو تو آپ بلا رکاوٹ کنجی سے تالا کھول

Marfat.com

کر اس مقام پر داخل ہو جائیں گے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ داخل ہونے کا ذریعہ آپ کے ہاتھ میں تھا اگر آپ کے پاس چابی نہ ہو تو آپ داخل نہیں ہو سکیں گے۔ایسے جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ نماز ہے اور رسول اکرم ﷺ نے اسے جنت کی کنجی قرار دیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔

جنتی ہونے کی خبر

ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ جنت میں لے جانے والا عمل بتا دیجیے تو آپ نے عقائد اور عبادت پر عمل پیرا ہونے کی تاکید فرمائی کیونکہ یہ دونوں چیزیں انسان کو جنتی بنا دیتی ہیں جس شخص نے یہ سوال کیا تھا آپ نے اسے جنتی ہونے کی بشارت دی۔اس کے متعلق آپ کی حدیث یہ ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَتٰی اَعْرَابِیٌّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا وَّتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ وَتُؤَدِّی الزَّکٰوۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ وَ تَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا شَیْئًا وَّلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک اعرابی (گنوار) آیا اس نے کہا مجھے ایک ایسا عمل بتلاؤ جب میں اسے کرلوں جنت میں داخل ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔فرض نماز پڑھ اور فرض زکوۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھ۔اس نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے نہ میں اس پر کچھ زیادتی کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا۔جب وہ پھر آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ ایک جنتی آدمی کو دیکھے وہ اس کی طرف دیکھ لے۔(بخاری شریف)

Marfat.com

نماز اور نیک اعمال

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَاَدُّوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ وَاَطِیْعُوْا اِذَا اَمَرَكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی پانچ نمازیں پڑھو اپنے مہینے کے روزے رکھو اپنے مال کی زکوۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی تابعداری کرو۔ اپنے رب کی جنت میں تم داخل ہو جاؤ گے۔ (جامع ترمذی)

اس حدیث میں چند اعمال کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا گیا ہے جو انسان کو جنت میں لے جاتے ہیں۔ ان میں پہلا عمل پانچ وقت کی نماز ہے پھر رمضان المبارک کے روزے ہیں۔ تیسرا عمل زکوۃ کی ادائیگی ہے اور چوتھا عمل حکام کی اطاعت ہے جس کا مطلب احکام کی فرمانبرداری ہے لیکن جو حکم خلاف شرع ہو اس پر حاکم کی اطاعت لازم نہیں۔ المختصر حدیث کا مفہوم یہی ہے کہ نماز پابندی سے پڑھنی چاہیے تاکہ آخرت میں انسان جنت میں داخل ہو سکے۔

نماز انسان کو جنت میں لے جائے گی

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُّدْخِلُنِی الْجَنَّةَ وَیُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ عَظِیْمٍ وَاِنَّهٗ لَیَسِیْرٌ عَلٰی مَنْ یَّسَّرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا وَّتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِی الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَیْتَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَیْرِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِیْئَةَ كَمَا یُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ ثُمَّ تَلٰی تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰی بَلَغَ یَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ عَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ بَلٰی یَا نَبِیَّ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ وَقَالَ كُفَّ عَلَیْكَ هٰذَا فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ قَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ یَا مُعَاذُ وَهَلْ یَكُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اَوْ عَلٰی مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ۔

Marfat.com

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھ کو ایک ایسے عمل کی خبر دیں جو مجھ کو جنت میں داخل کر دے اور آگ سے دور رکھے فرمایا تحقیق تو نے ایک بڑے کام سے پوچھا ہے اور تحقیق البتہ یہ آسان ہے جس پر اللہ آسان کر دے۔ وہ یہ ہے تو اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر۔ نماز قائم کر اور زکوٰۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔ پھر فرمایا کیا میں تجھ کو خیر کے دروازے نہ بتلاؤں روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہ بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا آدھی رات کے وقت نماز پڑھنا۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ **تتجا فی جنوبھم عن المضاجع** یہاں تک کہ **یعملون** تک پہنچے پھر فرمایا کیا بتلاؤں تجھ کو سر امر کا ستون اس کا اور اس کی کوہان کی بلندی میں نے کہا بتلائیے آپ نے فرمایا سر کام کا اسلام ہے اس کا ستون نماز ہے اور بلندی کوہان اس کی جہاد ہے۔ فرمایا کیا نہ خبر دوں میں تجھ کو ایک ایسے کام کی جس پر اس کا مدار ہے میں نے کہا کیوں نہیں' بتلائیے اے نبی خدا آپ نے اپنی زبان پکڑ لی اور فرمایا اس کو تو بند کر لے۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی کیا ہم اس چیز کے ساتھ پکڑے جائیں گے جو بولتے ہیں فرمایا گم کرے تجھ کو تیرا ماں اے معاذ لوگوں کو آگ میں ان کے منہ کے بل یا ناک کے بل ان کی زبان کی باتیں ہی گرائیں گی۔ (سنن ابن ماجہ)

اس حدیث میں بھی اچھے اعمال کی ترغیب دی گئی ہے کہ اچھے اعمال ہی انسان کو جنت کا حق دار ٹھہراتے ہیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ کے سوال کے جواب میں انہیں یہ تاکید کی اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ اس امر کو ضروری قرار دیا کہ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ پھر عبادت کے امور کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ ارکان اسلام یعنی نماز روزہ حج زکوٰۃ کو پابندی سے قائم کرو۔ پھر اس کے ساتھ ہی نفلی نماز اور نفلی صدقہ کا بھی ذکر فرمایا کہ ان عبادات پر عمل پیرا ہونے سے انسان کا بیڑا پار ہو جاتا ہے اور یہ امور انسان کو جنت میں لے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس حدیث میں سچ بولنے کی بھی تاکید کی گئی ہے۔

مسلم وغیر مسلم میں نشان امتیاز

شب و روز میں مسلمانوں کا کوئی نہ کوئی ظاہر عمل ایسا ہونا چاہیے تھا۔ جو مسلمانوں کو غیر مسلموں سے جدا کرتا ہے۔ نماز کی ادائیگی میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے اور نماز ہی اسلام کا امتیازی نشان ہے چنانچہ

Marfat.com

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کفر اور اسلام کے درمیان فرق کرنے والا عمل صرف نماز ہی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهٗ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلٰوةِ.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن شقیق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کسی چیز کے اعمال میں چھوڑنے کو کفر نہیں خیال کرتے تھے سوائے نماز کے۔ (جامع ترمذی)

اسلام میں کچھ اعمال ایسے ہیں جو علامت مسلمانی ہیں اور ظاہری طور پر سرانجام دیئے جاتے ہیں تا کہ ان سے دوسروں کے سامنے مسلمان کا مسلمان ہونا واضح رہے۔ نماز بھی انہیں ظاہری اعمال سے ہے جس کے قائم کرنے سے انسان کی مسلمانی ظاہر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندے اور کافر کے درمیان نماز ہی ایک واضح فرق ہے جس سے مسلمان کا مسلمان ہونا ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ مسلمان نماز پڑھتا ہے اور کافر نماز نہیں پڑھتا۔ اسی لیے یہ فرمایا گیا ہے کہ بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے کا فرق ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور کفر کے درمیان نماز کا چھوڑ دینا ہے۔ (مسلم شریف)

شروع شروع مکہ میں جب اسلام پھیلا تو اس وقت مسلمانوں، مشرکین اور منافقین کے درمیان جو حد فاصل قائم کی گئی وہ صرف نماز ہی تھی حج اسلام کے ارکین میں سے ہے مگر حج وہ لوگ بھی کرتے تھے اور اہل عرب حج کرنے کے عادی تھے۔ ایسے زکوٰۃ کو اگر امتیازی نشان اور حد فاصل ٹھہرایا جائے تو منافقین لوگ بھی یہ ادا کر سکتے تھے۔ کیوں کہ عرب فیاض طبع ہونے کی وجہ سے ایسا کرنے کو مشکل خیال نہ کرتے فقراء اور غریبوں و مسکینوں کے درمیان بھی فیاضی کا ان میں فطری جذبہ تھا۔ لیکن زکوٰۃ کا اظہار سال میں ایک مرتبہ ہے۔ روزہ میں بھی چھپ چھپا کر آسانی سے کھایا جا سکتا تھا۔ چنانچہ ان تمام امور کے پیش نظر اہل مکہ اور مسلمانوں میں نماز ہی دین کی ایک ایسی بنیاد تھی جسے ہر شخص مسلمانوں کو دن میں کسی نہ کسی موقعہ پر ادا کرتا دیکھ سکتا تھا۔ اس لئے نماز مسلمانوں کی امتیازی علامت ہے۔

Marfat.com

نماز چھوڑنے پر عتاب

نماز کے فضائل سے معلوم ہوا کہ نماز تمام اعمال میں افضل ہے لہٰذا ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ اس کا چھوڑنا ہر لحاظ سے نقصان دہ ہے اور نماز کا ترک کرنا حد درجہ تک ناپسندیدہ فعل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آخرت میں بے نمازیوں کو دوزخ میں پھینکا جائے گا۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ ؓ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّاِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلٰوةً مَّكْتُوْبَةً مُّتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِءَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ.

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا میرے دوست نے مجھ کو وصیت کی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا اگرچہ تو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے اور جلایا جائے اور فرض نماز نہ چھوڑ جان بوجھ کر جس نے جان بوجھ کر فرض نماز ترک کردی اس سے ذمہ بری ہوا اور شراب نہ پی کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

اس حدیث پاک میں تین باتوں سے بچنے کی وصیت کی گئی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور دوسری بات جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ نماز کو کسی حال میں بھی ترک نہ کیا جائے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ شراب نہ پی جائے کیونکہ وہ ہر برائی کی جڑ ہے۔

Marfat.com

طہارت کی سُنتیں

ایمان کے بعد طالبان حق وصداقت کا سب سے پہلا فرض عبادت الٰہی ہے اور عبادت کے لئے طہارت ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ دنیاوی آلائشوں سے پاکیزہ اور منزہ ہے لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ جب اس کے بندے اس کی عبادت کریں تو وہ بھی پاک وصاف ہوں۔ ان کا ظاہر اور باطن پاکیزہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ نماز کی ادائیگی کے لئے ہر شخص پر طہارت فرض ہے۔

طہارت کا مطلب اپنے آپ کو نجاست اور کثافت سے پاک صاف رکھنا ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حدث یا خبث سے پاک ہونا طہارت ہے۔ ان کے نزدیک حدث اس کیفیت کا نام ہے جو کسی حصہ بدن یا تمام جسم پر طاری ہو۔ اور عمل طہارت سے زائل ہو جائے اور اسی حدث کو نجاست کہا جاتا ہے۔

قرآن پاک میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو پاک صاف رہنے کی تاکید فرمائی ہے تاکہ انسان غلاظت سے پاکیزہ رہنے میں کوشاں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اصحاب صُفہ کی تعریف میں فرمایا:۔

فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ○

ترجمہ: ان میں ایسے لوگ ہیں جو پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (توبہ: ۱۰۸)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے اہل قبل سے فرمایا کہ تم لوگوں میں وہ کونسی بات ہے؟ انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم پانی سے استنجا کرتے ہیں اور پاکیزگی کو قائم رکھتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ○

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

(البقرہ: ۲۲۲)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی انھیں قربت

Marfat.com

حاصل ہو اور انھیں اللہ کی دوستی نصیب ہو تو انھیں چاہئے کہ توبہ کر کے پاکیزگی کی راہ اختیار کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ طاہر اور قدوس ہے اس لئے پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ.

یعنی وہ آسمان سے تم پر پانی اتارتا ہے کہ تمھیں اس سے پاک کرے اور شیطان کی پلیدی تم سے دور کردے۔ (انفال:۱۱)

یہاں بھی وہی فرمان خداوندی ہے کہ اے انسان جب تیرے جسم سے گندہ مادہ جس کی تو پیدائش ہے خارج ہو تو تُو اس وقت تک اس کے حضور میں حاضر نہ ہو جب تک کہ تو اپنے جسم کو خوب پاک صاف نہ کر لے کیونکہ وہ طاہر ہے تو طاہر نہیں۔ وہ قدوس ہے تو قدوس نہیں اور جب انسان پاک صاف ہو جائے تو اس وقت نماز اور دوسرے دینی فرائض سرانجام دینے چاہئیں۔ ایسے ہی ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○

ترجمہ: اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھ۔ (مدثر:۴)

اسلام ایسے ملک (یعنی عرب) میں ظاہر ہوا جہاں پانی نسبتاً بہت کم تھا۔ پھر بھی اس نے بعض حالات میں غسل کرنا فرض قرار دیا۔ میاں بیوی ملاپ کے بعد جب تک غسل نہ کرلیں، نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ○

ترجمہ: اگر تم جنب ہو تو خوب پاک ہو جاؤ۔ (المائدہ:۶)

اولیائے کاملین نے بھی یہی راستہ اختیار کیا۔ پہلے شرعی طہارت کی راہ پر چلے اور اسی سے روح کو طہارت نصیب ہوئی کیونکہ ظاہری طہارت باطنی طہارت کی آئینہ دار ہے۔ اس لئے میرے دوست تو بھی پاکیزگی کی راہ اختیار کر۔ تاکہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی نگاہ التفات ہو اور طہارت قائم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل سنت طریقے اور آداب پر عمل کر، جو حضور ﷺ نے اپنی امت کو سکھائے ہیں۔

۱۔ سو کر اُٹھنے کی سنت

سو کر اٹھنے کے بعد ہاتھ دھونا سنت ہے۔ اور ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے کسی برتن میں ہاتھ نہیں ڈالنا

Marfat.com

چاہئے کیونکہ معلوم نہیں سوتے میں ہاتھ پاک رہا ہے کہ نہیں لہٰذا سوتے جاگتے اپنے جسم کے ہر عضو کی طہارت کا خیال رکھیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص سوکر اٹھے تو جب تک تین بار ہاتھ نہ دھولے اس کو پانی کے کسی برتن میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہئے کیونکہ سونے میں کیا معلوم کہ اس کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا ہے۔ (مسلم شریف) سونے کے بعد ہاتھ کی طہارت اس لئے ضروری ہے کہ پہلے ہاتھ صاف ہوگا تو اسی سے طہارت ہو سکے گی۔

۲۔ باپردہ رفع حاجت کا انتظام

رفع حاجت یعنی پیشاب یا پاخانہ سے فارغ ہونے کے لئے باپردہ انتظام کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے رفع حاجت کسی چار دیواری کے اندر کریں تو بہت بہتر ہے گھر، مساجد، دفاتر اور دیگر مقامات پر اس مقصد کے لئے بیت الخلاء بنے ہوتے ہیں اس لئے رفع حاجت کے لئے انہیں استعمال میں لانا زیادہ اچھا ہے۔ اگر باہر کسی جگہ پر رفع حاجت کے لئے جائیں تو وہاں بھی آڑ وغیرہ تلاش کریں اس مقصد کے لئے کسی فصل یا کسی پودے یا کسی دیوار وغیرہ کی آڑ مل جائے تو زیادہ مناسب ہے کیونکہ حضور ﷺ نے رفع حاجت کے لئے آڑ کی اوٹ میں جانے کی تاکید فرمائی ہے اس لئے باپردہ مقام پر رفع حاجت سے فارغ ہونا سنت ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اكْتَحَلَ فَلْیُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْیُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ وَمَنْ اَكَلَ فَمَا تَخَلَّلَ فَلْیَلْفِظْ وَمَا لَاكَ بِلِسَانِهٖ فَلْیَبْتَلِعْ فَلْیُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ وَمَنْ اَتَی الْغَائِطَ فَلْیَسْتَتِرْ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ اِلَّا اَنْ یَّجْمَعَ كَثِیْبًا مِّنْ رَمْلٍ فَلْیَسْتَدْبِرْهُ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِیْ اٰدَمَ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو سرمہ لگائے اس کو چاہئے کہ طاق سلائیاں لگائے اور جو ایسا کرے تو بہتر ہے اگر نہ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں اور جو استنجے کے لئے جائے اسکو چاہئے کہ طاق تعداد میں ڈھیلے استعمال کرے۔ اگر ایسا کیا تو بہتر ہے ورنہ کوئی مضائقہ نہیں اور جس نے کھانا کھانے کے بعد خلال سے کچھ دانتوں سے نکالا تو اس کو

Marfat.com

پھینک دے لیکن اگر اس نے زبان سے کچھ علیحدہ کیا ہے تو اس کو نگل لے اور جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا اور اگر ایسا نہ کیا تو کوئی مضائقہ نہیں اور جو شخص قضائے حاجت کیلئے بیٹھے اس کو چاہئے کہ وہ جگہ پردہ دار ہو اور ایسی جگہ نہ ملے تو اس کو چاہئے کہ ریت کا ایک چھوٹا ٹیلہ بنا کر اس کی طرف پشت کرے کیونکہ شیطان انسانوں کی شرمگاہوں سے کھیلتا ہے اور جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا اور اگر نہ کیا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (سنن ابوداؤد)

۳۔ جنگل میں رفع حاجت

جنگل میں رفع حاجت کرنے کا ادب یہ ہے کہ جہاں دوسرے نہ دیکھتے ہوں کیونکہ اسلام نے ستر کو ضروری قرار دیا ہے اس لئے جنگل میں بھی اپنے ستر کو دوسروں پر ظاہر نہ ہونے دیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْبَرَازَ انْطَلَقَ حَتّٰى لَا يَرَاهُ اَحَدٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو اتنی دور تشریف لے جاتے جہاں ان کو کوئی نہ دیکھتا تھا۔ (سنن ابوداؤد)

۴۔ قبلہ کی طرف منہ کرنے کی ممانعت

قبلہ ہمارے لئے ایک مقدس مقام ہے لہٰذا اس کی تعظیم واحترام کے پیش نظر رفع حاجت کے وقت اس کی طرف منہ نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا جنگل میں تو حرام ہے لیکن آبادی میں نہیں کیونکہ بیچ میں دیوار حائل ہو جاتی ہے لیکن حضرت امام اعظمؒ کا یہ کہنا ہے کہ قبلہ کی طرف منہ اور پشت کرنے کی ممانعت کا حکم مطلقاً ہے۔ اس میں جنگل اور آبادی کی کوئی تمیز نہیں۔ اس لئے سنت طریقہ یہی ہے کہ رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کریں۔

۵۔ قبلہ رخ پیٹھ کرنے کی بھی ممانعت

رفع حاجت کے وقت جس طرح قبلہ کی طرف منہ کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ایسے ہی رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پشت کرنا بھی منع ہے۔ مدینہ شریف میں قبلہ جنوب کی جانب ہے اس لئے وہاں جنوب کی جانب رفع حاجت کے وقت نہ منہ کریں اور نہ پیٹھ کریں اس لئے اپنے مکانوں میں

Marfat.com

جب بیت الخلاء بنائیں تو اس امر کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ بیت الخلاء کے پاٹ کا منہ قبلہ کی طرف نہ رکھیں اور اس کے ساتھ ہی چھوٹے بچوں کو رفع حاجت کے وقت یہ تلقین فرمائیں کہ وہ قبلہ کی طرف نہ منہ کریں اور نہ پشت۔

۶۔ شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے چھونے کی ممانعت

دایاں ہاتھ اچھے کاموں کے لئے ہے کھانے پینے اور وضو کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اس لئے رفع حاجت اور استنجا کے وقت اس سے اپنی شرمگاہ کو چھونا منع ہے بلکہ استنجا اور ناک صاف کرنے کے لئے بائیں ہاتھ کو استعمال کرنا چاہیے۔ دائیں ہاتھ سے چونکہ کھانا کھایا جاتا ہے اور اسی ہاتھ سے ایسے اعضاء کو چھوا جائے جس سے گندگی اور غلاظت لگتی ہو۔ یہ بات صفائی اور پاکیزگی کے اصولوں کے خلاف ہے اس لئے حضور ﷺ نے دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو چھونے سے منع فرمایا ہے۔ اس بارے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک یہ ہے:۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَاشَرِبَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ وَاِذَااَتَی الْخَلَاءِ فَلَا یَمَسَّ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ وَلَا یَتَمَسَّحْ بِیَمِیْنِہٖ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے اسی طرح جب بیت الخلاء جائے تو شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوئے۔

(بخاری شریف)

۷۔ پیشاب بیٹھ کر کرنے کی تاکید

بیٹھ کر پیشاب کرنا سنت ہے بیٹھ کر پیشاب نہ کرنے سے چھینٹے پڑتے ہیں جس سے کپڑے عموماً ناپاک ہو جاتے ہیں۔ ویسے بھی اخلاقی نقطہ نظر سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا شائستگی کے خلاف ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَکُمْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَبُوْلُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْہُ مَا کَانَ یَبُوْلُ اِلَّا قَاعِدًا.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ اگر تم سے کوئی یہ کہے کہ سرکار ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو اس کو سچا نہ جانو۔ آپ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔ (ترمذی شریف)

Marfat.com

۸۔سوراخ میں پیشاب کرنے کی ممانعت

حضور ﷺ نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ سوراخ میں کوئی نہ کوئی جانور ہوتا ہے جسے پیشاب کی وجہ سے تکلیف ہوگی۔ ہوسکتا ہے کہ وہ سوراخ سے باہر نکل آئے۔ خدانخواستہ اگر وہ موذی جانور ہو اور اچانک ڈس دے تو اس طرح ایسی تکلیف برداشت کرنا پڑے گی جس کا ازالہ بمشکل ہوگا۔ اس طرح انسانی حفاظت اور جانوروں کے حقوق کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور ﷺ نے یہ تاکید فرمائی ہے کہ سوراخ میں کبھی بھول کر بھی پیشاب نہ کریں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُ كُمْ فِیْ حُجْرٍ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سرجس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سوراخ میں پیشاب کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (سنن نسائی)

۹۔نرم جگہ پر پیشاب کرنے کا حکم

نرم جگہ پر پیشاب کرنا سنت ہے کیونکہ نرم جگہ سے پیشاب کے چھینٹے نہیں اڑتے جس کے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے اس لئے حضور ﷺ نے نرم جگہ پر پیشاب کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ زمین کچی ہوتی تھی اب جبکہ شہروں میں نرم جگہ نہیں رہی بلکہ اس کی بجائے پختہ بیت الخلاء ہیں جہاں پیشاب کرنے کی جگہ پختہ ہوتی ہے۔ لہٰذا وہاں پیشاب اس طرح کریں کہ پیشاب کے چھینٹے نہ پڑیں۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَاَرَادَاَنْ يَبُوْلَ فَاَتٰی دَمِثًا فِیْ اَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ ثُمَّ قَالَ اِذَااَرَادَاَحَدُكُمْ اَنْ يَبُوْلَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهٖ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اس وقت آپ کو پیشاب کی حاجت ہوئی۔ تو آپ نے دیوار کی آڑ میں نرم جگہ تلاش کر کے فراغت حاصل کی اس کے بعد فرمایا جب تم میں سے کسی کو پیشاب کی حاجت ہو تو اس کے لئے نرم جگہ تلاش کرے۔ (سنن ابوداؤد)

Marfat.com

۱۰۔ استنجے کے لئے لوٹے کا استعمال

پیشاب اور پاخانے کی طہارت کے لئے لوٹے کا استعمال سنت ہے۔ لوٹا ایک ایسا برتن ہے جس سے طہارت کرنے میں آسانی اور پاکیزگی رہتی ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ لوٹے سے استنجاء کریں۔ لوٹے کو سفر میں اپنے ساتھ لے جانا بھی سنت ہے اور بیشتر صوفیاء کا معمول رہا ہے کہ وہ اپنے ساتھ لوٹا ضرور رکھتے۔ لوٹا استعمال کرتے ہوئے لوٹے کی پاکیزگی کا بھی خیال رکھیں اسے اس طرح استعمال کریں کہ اس پر پیشاب کے چھینٹے نہ لگیں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْخَلَآءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ اِدَاوَۃً مِّنْ مَّآءٍ وَّ عَنَزَۃً یَّسْتَنْجِیْ بِالْمَآءِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قضاء حاجت کو جاتے تو میں اور ایک بچہ ساتھ میں پانی کا چھوٹا ڈول اور ایک کدال لئے ہوتے تھے۔ فراغت کے بعد آپ پانی سے استنجاء کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

۱۱۔ بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا

پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت اللہ سے پناہ حاصل کرنا سنت ہے۔ بیت الخلاء میں شیطان بڑے عجیب قسم کے وسوسے ڈالتا ہے اور طرح طرح کے گندے خیالات پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا ان سے بچنے کے لئے بیت الخلاء میں داخل ہو کر اللہ کی پناہ میں آنے کے لئے یہ دعا پڑھنا ضروری ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ خود بھی یہی دعا پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم شریف)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ

اے اللہ! میں خبیث جنیوں اور جنات سے پناہ مانگتا ہوں۔

۱۲۔ رفع حاجت سے فارغ ہونے کی دعا

بیت الخلاء سے فارغ ہونے کے بعد جب باہر آئیں تو یہ دعا پڑھنا سنت ہے۔ کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ

Marfat.com

سے روایت ہے کہ حضور ﷺ یہی دعا پڑھا کرتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ

حمد اس رب کریم کے لئے جس نے ہمیں اذیت سے محفوظ کر کے عافیت عطا فرمائی۔

۱۳۔ طاق ڈھیلوں سے استنجاء کرنا

استنجے میں پانی استعمال کرنے سے پیشاب کے قطروں کو مٹی کے ڈھیلوں سے خشک کرنا سنت ہے اور حضوصاً طاق ڈھیلے استعمال کرنا حضور ﷺ کی اتباع ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْیَسْتَنْثِرْ وَمَنْ اِسْتَجْمَرَ فَلْیُوْتِرْ (متفق علیه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے اس کو چاہئے کہ ناک صاف کرے اور جو کوئی بیت الخلاء جائے اس کو چاہئے کہ طاق ڈھیلوں سے استنجاء کرے۔

۱۴۔ بائیں ہاتھ سے طہارت کریں

استنجاء کرتے وقت اپنے پوشیدہ مقام کو بائیں ہاتھ سے دھوئیں کیونکہ حضور ﷺ بذات خود کھانا کھانے اور کوئی پاک کام کرنے کے لئے دایاں ہاتھ استعمال فرماتے البتہ طہارت اور گھٹیا کام کے لئے بایاں ہاتھ استعمال فرماتے اگر کوئی معذوری یا مجبوری ہو تو پھر دایاں ہاتھ بھی استعمال کر سکتے ہیں مگر عذر ختم ہونے کے ساتھ ہی اس کا جواز ختم ہو جائے گا۔

عَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ کَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْیُمْنٰی لِطُھُوْرِہٖ وَطَعَامِہٖ وَکَانَتْ یَدُہُ الْیُسْرٰی لِخَلَائِہٖ وَمَا کَانَ مِنْ اَذًی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہی کہ رسول اللہ ﷺ کھانا اور پاک کاموں کو داہنے ہاتھ سے کرتے۔ البتہ طہارت اور گھٹیا کام بائیں ہاتھ سے کرتے تھے۔ (سنن ابوداؤد)

۱۵۔ انگوٹھی اتارنے کی تاکید

پیشاب یا پاخانہ کرتے ہوئے بات کرنا، کلمہ کلام پڑھنا۔ انگوٹھی یا کوئی متبرک چیز اپنے ساتھ رکھنا منع

Marfat.com

ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَہٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار لیا کرتے تھے۔ (سنن ابوداؤد)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے وقت انگوٹھی اتار دیا کرتے تھے کیونکہ اس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کندہ تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ بیت الخلاء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام، اللہ کا نام لکھا ہوا یا قرآن لے کر داخل نہیں ہونا چاہیے۔

۱۶۔ اکھٹے رفع حاجت کرنے کی ممانعت

اسلام میں ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھنا منع ہے اس لئے رفع حاجت کے وقت دو یا زائد مردوں کو اکھٹے پاخانہ کرنے سے منع کیا گیا ہے عموماً دیکھا گیا ہے کہ دیہاتی عورتیں پاخانہ کے لئے مل کر اکٹھی کھیتوں میں بیٹھتی ہیں اور باتیں بھی کرتی ہیں ایسا کرنا درست نہیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَخْرُجُ الرَّجُلَانِ یَضْرِبَانِ الْغَائِطَ کَاشِفَیْنِ عَنْ عَوْرَتِھِمَا یَتَحَدَّثَانِ فَاِنَّ اللّٰہَ یَمْقُتُ عَلٰی ذٰلِکَ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمی اس حالت میں قضائے حاجت کیلئے نہ نکلیں کہ ان کے ستر کھلے ہوں اور باتیں کرتے ہوں۔ بیشک اللہ تعالیٰ اس عمل سے ناراض ہوتا ہے۔ (مسند امام احمد، سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

۱۷۔ راستے میں پاخانہ کرنے کی مذمت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے میں پاخانہ کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ اس سے دوسرے لوگوں کو تکلیف ہوگی اور کپڑے بھی ناپاک ہوں گے۔ نہر، ندی، دریا، گھاٹ اور پارک کے کنارے پر بھی پاخانہ نہ کریں۔ مسجد میں یا مسجد کی چھت پر پاخانہ کرنا حرام ہے بلکہ ایسا کرنے والا بہت ہی گنہگار ہوگا۔ ایسے ہی قبرستان میں پاخانہ کرنا حرام ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا اللَّاعِنَیْنِ قَالُوْا وَمَا

Marfat.com

اللَّاعِنَانِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ؟قَالَ الَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْفِیْ ظِلِّھِمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لعنت ونفرت کی دو باتوں سے بچو۔ لوگوں نے معلوم کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ دو باتیں کونسی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ راستہ اور سایہ دار درخت کے نیچے پیشاب اور پاخانہ کرنا۔ (مسلم شریف)

۱۸۔ سایہ میں پاخانہ کرنے کی ممانعت

سایہ دار جگہ چونکہ لوگوں کے آرام کے لئے ہوتی ہے۔ بسا اوقات سایہ میں ناری مخلوق بھی ڈیرہ جمائے ہوتی ہے لہٰذا سایہ دار جگہ پر پیشاب یا پاخانہ نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن مقامات پر پیشاب یا پاخانہ کرنے سے منع فرمایا ہے ان میں سایہ دار جگہ بھی ہے۔

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا الْعَلَاعِنَ الثَّلَاثَۃَ الْبَرَازَ فِی الْمَوَارِدِ وَ قَارِعَۃِ الطَّرِیْقِ وَ الظِّلِّ.

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین بری باتوں سے بچو کیونکہ یہ لعنت کا سبب ہیں۔ دریا کے گھاٹ، راستہ میں اور سایہ دار جگہ (جہاں لوگ بیٹھتے ہوں) پر پاخانہ کرنا۔ (سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

Marfat.com

سُنّت مسواک

مسواک حضور ﷺ کی محبوب سنتوں میں سے ایک بہت ہی پیاری سنت ہے اور فقہ کے چاروں ائمہ کا اس سنت پر اتفاق ہے۔ احناف نے خاص طور پر وضو اور نماز کے وقت مسواک کرنا مسنون قرار دیا ہے۔ ایسے ہی نماز فجر اور نماز ظہر سے بھی پہلے مسواک کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ مسواک میں بڑی خیر و برکت ہے۔ مسواک کرنے سے نہ صرف ثواب ہی ملتا ہے بلکہ اس سے جسمانی طور پر بھی بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ مسواک سے منہ کی بدبو دور رہتی ہے۔ بلغم کو دور کرتی ہے۔ نظر کو تیز رکھتی ہے۔ معدہ کو درست رکھتی ہے۔ عقل کو بڑھاتی ہے دل کو پاک کرتی ہے۔ دانت سفید اور چمک دار رہتے ہیں۔ مسوڑھوں میں قوت پیدا کرتی ہے اور دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔ یوں تو ہر حال میں مسواک کرنا بہتر ہے۔ مگر بعض حالتوں میں اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ مثلاً وضو کرنے کے وقت۔ قرآن مجید پڑھنے کے لئے دانتوں پر جب میل جمی ہو تو اسے صاف کرنے کے لئے، سونے، چپ رہنے، بدبودار چیز کھانے کے وقت مسواک کرنا زیادہ بہتر ہے۔

مسواک کرنا سنت انبیاء علیہم السلام ہے

مسواک کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے یعنی جو باتیں پہلے انبیاء کرام کیا کرتے تھے ان میں سے ایک کام مسواک بھی ہے۔ اس لئے اسے انبیاء علیہم السلام کی سنت کہا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ الْحَیَآءُ وَیُرٰی الْخِتَانِ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاکُ وَالنِّکَاحُ۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار چیزیں رسولوں کی سنت ہیں۔ حیاء کرنا اور روایت کیا گیا کہ ختنہ کرنا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا، نکاح کرنا۔ (جامع ترمذی)

ایک اور حدیث میں یہی بات حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تین چیزیں رسولوں کی سنتوں میں سے ہیں۔ (۱) جلدی افطار کرنا۔ (۲) سحری کھانے میں دیر

Marfat.com

کرنا۔(۳) مسواک کرنا۔ (طبرانی)

مسواک کرنے سے حصول رضا

پاکیزگی میں رضائے الٰہی کا راز مضمر ہے اور مسواک پاکیزگی کا ایک ذریعہ ہے یعنی یہ اس منہ کو صاف اور پاک رکھتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ذکر کیا جاتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّوَاكُ مُطَهَّرَةٌ لِّلْفَمِ وَ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک منہ کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب ہے۔ (سنن نسائی)

جامع صغیر کی ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے کپڑوں کو دھوؤ اور اپنے بالوں کی اصلاح کرو اور مسواک کر کے زینت اور پاکی حاصل کرو کیونکہ بنی اسرائیل ان چیزوں کا اہتمام نہیں کرتے۔ اس لئے بنی اسرائیل کی عورتیں بدکاری کی طرف مائل ہو گئیں۔

مسواک کرنا فطرت میں شامل ہے

دس باتیں فطرت میں شامل ہیں ان میں سے ایک مسواک بھی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَ غَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَ نَتْفُ الْاِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الْاِسْتِنْجَاءَ قَالَ الرَّاوِيْ وَ نَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت میں شامل ہیں (۱) لبوں کا کم کرنا (۲) داڑھی کا بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں پانی دینا (۵) ناخن ترشوانا (۶) جوڑوں کی جگہ دھونا (۷) بغلوں کے بال صاف کرنا (۸) زیر ناف بال مونڈنا۔ پانی احتیاط سے استعمال کرنا۔ یعنی استنجاء کرنا۔ روای کہتے ہیں کہ دسویں بات مجھے یاد نہیں رہی غالباً وہ کلی کرنا تھا۔ (مسلم شریف)

Marfat.com

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مسواک کو لازم کر لو اور اس سے غفلت نہ کرو۔ کیونکہ اس سے چوبیس قسم کے فائدے حاصل ہوتے ہیں ان میں سب سے زیادہ فائدہ یہ ہے کہ مسواک کرنے سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ دولت میں برکت حاصل ہوتی ہے منہ سے خوشبو آجاتی ہے مسوڑھے مضبوط ہو جاتے ہیں اگر سر میں درد ہو تو اس سے سکون ملتا ہے اگر دانت میں درد ہو تو وہ بھی دور ہو جاتا ہے چہرے کے نور اور دانتوں کی چمک کی وجہ سے فرشتے مصافحہ کرتے ہیں۔

جمعہ کے دن مسواک کرنا سنت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن جہاں طہارت، غسل اور اچھے کپڑے پہننے کی تاکید فرمائی۔ وہاں مسواک کرنے کی بھی ترغیب دی ہے کیونکہ اس سے نیکیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمَعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طِيْبٌ فَلَا يَضُرُّهُ اَنْ يَّمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ.

حضرت عبید رضی اللہ عنہ بن سباق مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جمعہ کے خطبہ میں فرمایا اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے اس جمعہ کے دن کو عید مقرر کیا ہے اس دن غسل کرو اور اگر کسی کے پاس خوشبو ہو تو اس کے لگانے میں کوئی ضرر نہیں لیکن تم پر مسواک کرنا لازم ہے۔

(مسند امام مالک)

ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا اور مسواک کی خوشبو لگائی، عمدہ کپڑے پہنے پھر مسجد میں آیا اور لوگوں کی گردنوں کو نہیں پھلانگا۔ بلکہ نماز پڑھی اور امام کے آنے کے بعد یعنی خطبہ میں خاموش رہا۔ تو اللہ اس کے تمام گناہوں کو جو اس سے پورے ہفتے میں ہوئے تھے، معاف فرما دیتا ہے۔ (شرح معانی الآثار)

جاگنے پر مسواک کرنا سنت ہے

سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا سنت ہے۔ کیونکہ سوتے وقت منہ میں بدبو پیدا ہوتی ہے اور اس

Marfat.com

سنت کی برکت سے منہ صاف ہوجاتا ہے اور بدبو زائل ہوجاتی ہے اس لئے حضور ﷺ سو کر اٹھنے کے بعد سب سے پہلے مسواک ہی کرتے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَامَ لِيَتَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ.

جناب حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو پہلے اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے تھے۔ (مسلم شریف)

ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب بھی رات یا دن میں سو کر بیدار ہوتے تو وضو سے پہلے مسواک کرتے۔ (سنن ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رات کو حضور ﷺ کے قریب وضو کا پانی اور مسواک رکھ دی جاتی تو جب حضور ﷺ رات کے وقت اٹھتے تو پہلے قضائے حاجت کرتے اور پھر مسواک کرتے۔ (سنن ابوداؤد)

مسواک کرنے کا حکم

حضور ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسواک کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ حدیث پاک یہ ہے:۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں نے تمھیں مسواک کی بہت زیادہ تاکید کی ہے (بخاری شریف)

اس حدیث پر عمل کرنے کا ایک عملی واقعہ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور وہ یوں ہے کہ ایک بار حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو وضو کرتے وقت مسواک کی ضرورت ہوئی تو آپ نے مسواک تلاش کی مگر نہ ملی۔ پھر آپ نے ایک دینار (سونے کی اشرفی) میں مسواک خرید کر استعمال فرمائی۔ بعض لوگوں نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ یہ تو آپ نے بہت زیادہ خرچ کر ڈالا۔ اتنی مہنگی بھی مسواک لی جاتی ہے۔ فرمایا یہ دنیا اور اس کی تمام چیزیں اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتیں قیامت کے روز کیا جواب دوں گا جبکہ اللہ تعالیٰ مجھ سے دریافت فرمائے گا کہ تو نے میرے پیارے حبیب ﷺ کی سنت

Marfat.com

(مسواک) کو کیوں ترک کیا۔ جو مال و دولت میں نے تجھے دیا تھا جس کی حقیقت میرے نزدیک مچھر کے برابر بھی نہیں تھی اس کو اس سنت (مسواک) کے حاصل کرنے میں کیوں خرچ نہیں کیا۔ پھر انہوں نے فرمایا۔ میرے بھائی! میرا خیال تو یہ ہے کہ اگر تجھ سے کوئی مسواک بیچنے والا آدھا دینار بھی مسواک کی قیمت مانگے تو تو ہرگز نہ دے گا۔ اور مسواک چھوڑ دے گا۔ سنت سے اس قدر غفلت کے باوجود تو اپنے آپ کو ''اولیاء اللہ'' اور سرکار مدینہ ﷺ کے ''عاشقین'' میں شمار کرتا ہے۔ خدا کی قسم! یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ (لواقع الانوار)

مسواک اور حصول ثواب

اگر کوئی شخص وضو سے پہلے مسواک کر لے اور پھر اچھی طرح وضو کرے اور اس کے بعد نماز پڑھے تو اس طرح کرنے سے نماز کے ثواب میں اضافہ ہو جائے گا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفْضُلُ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلٰوةِ الَّتِيْ لَا يُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِيْنَ ضِعْفًا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نماز کے لئے مسواک کی جاتی ہے وہ اس نماز سے ستر درجہ زیادہ افضل ہوتی ہے جس کیلئے مسواک نہ کی گئی ہو۔

(سنن بیہقی)

اس حدیث کے سلسلے میں مراقی الفلاح شرح نور الایضاع میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسواک کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز کی فضیلت بغیر مسواک والی نماز پر ننانوے گنا یا چار سو گنا تک بڑھ جاتی ہے۔ علماء نے اس کی شرح یوں فرمائی ہے کہ اس قدر ثواب اور اجر میں اضافہ ہونا اخلاص کے سبب ہوتا ہے۔

مسواک کے متعلق فرمان

مسواک کے چونکہ بہت سے فوائد ہیں ان کے پیش نظر حضور ﷺ نے اس بات کا اظہار فرمایا کہ اگر مسواک کرنے میں قوم کی دقت پیش نظر نہ ہوتی تو مسواک ہر نماز سے قبل لازم قرار دی جاتی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ

Marfat.com

لَا مَرْتُهُمْ بِتَاخِيرِ الْعِشَآءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر مجھے اپنی امت کی مشکل کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنے کا حکم دیتا۔ اور ہر نماز میں مسواک کرنے کو کہتا۔ (بخاری شریف)

حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مسواک نصف ایمان ہے اور وضو بھی نصف ایمان ہے۔ (ابن ابی شیبہ)

مسواک کی افادیت کے بارے میں ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسواک کیا کرو کیونکہ یہ قوت حافظہ میں اضافہ کرتی ہے اور بلغم دور کرتی ہے۔

ایسے ہی ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسواک انسانی فصاحت میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔

مسواک کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کے متعلق ایک خواب دیکھا جس سے مسواک کی فضیلت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ اَرَانِىْ فِى الْمَنَامِ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَآءَنِىْ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخِرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيْلَ لِىْ كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ اِلَى الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خواب میں یہ دکھایا گیا کہ میں مسواک کروں۔ میرے پاس دو اشخاص آئے ان میں ایک بڑا تھا دوسرا چھوٹا۔ میں نے چھوٹے کو مسواک دینا چاہی تو اس وقت مجھ سے کہا گیا کہ میں بڑے کو مسواک دوں لہٰذا میں نے ان میں سے بڑے کو مسواک دے دی۔ (بخاری شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہی بات مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے تھے، اور آپ کے پاس دو آدمی تھے جن میں سے ایک بڑا تھا۔ چنانچہ مسواک کی فضیلت میں آپ کی طرف وحی کی گئی کہ بڑے کو مقدم رکھو اور ان دونوں میں سے بڑے کو مسواک دے دو۔ (سنن ابوداؤد)

Marfat.com

ان احادیث سے مسواک کی اہمیت کا اظہار ہوتا ہے، اسی لئے تو مسواک بڑے کو دینے کا حکم دیا گیا کہ بڑا چھوٹے سے افضل تھا۔

گھر میں داخل ہو کر مسواک کرنا سنت ہے

گھر میں جب دنیوی کام کاج سے فارغ ہو کر آئیں تو اس وقت سب سے پہلے مسواک کرنی چاہئے۔ حضور ﷺ گھر میں آنے پر سب سے پہلے مسواک ہی کیا کرتے تھے۔

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ قَالَتْ بِالسِّوَاكِ.

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم کیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے کام کیا کرتے تھے آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ سب سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔ (مسلم شریف)

مسواک سے صحت برقرار رہتی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مسواک میں دس خصلتیں ہیں۔ دانتوں کی زردی دور کرتی ہے۔ آنکھوں کی بینائی کو تیز اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتی ہے۔ منہ کو صاف کرتی ہے۔ ملائکہ خوش ہوتے ہیں۔ اللہ کی رضا۔ سنت کی اتباع، نماز کے ثواب میں اضافہ، جسم کی تندرستی، یہ سب امور حاصل ہوتے ہیں۔

مسواک کے بعد اسے دھونا سنت ہے

مسواک کرنے کے بعد اسے دھونا سنت ہے اس لئے حضور ﷺ اسے دھو ڈالتے کیونکہ دھونے سے اس کی میل کچیل دور ہو جاتی ہے اور دوبارہ کرنے کے قابل ہو جاتی ہے اس لئے یاد رکھیے کہ جس مسواک کو دوبارہ استعمال کرنے کا ارادہ ہو اسے ہر حال میں پاک صاف رکھنا چاہیے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَيُعْطِيْنِي السِّوَاكَ لِأَغْسِلَهٗ فَأَبْدَأُ بِهٖ فَأَسْتَاكُ ثُمَّ أَغْسِلُهٗ وَأَدْفَعُهٗ إِلَيْهِ.

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسواک کرنے کے بعد مجھے دھونے کے لئے دیتے تو میں دھوکر اس مسواک کو استعمال کرتی اور دھو کر سرکار کو واپس کر دیتی۔ (سنن ابوداؤد)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے مسواک لے کر دھونے سے پہلے اپنے منہ میں اس لئے پھیر لیتی تھیں کہ سرکار ﷺ کے لعاب مبارک کی برکت حاصل ہو اور پھر اسے دھوکر صاف کرلیتیں۔ لعاب دہن سے برکت حاصل کرنے کا ایک واقعہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک انعام یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کا وصال میرے گھر میں میری باری کے دن ہوا اور یہ بھی اللہ کا انعام ہے کہ آپ ﷺ کے مبارک لعاب دہن کو تھوک کے ساتھ آپ ﷺ کی وفات ظاہری سے پہلے اکٹھا کر دیا اور (وہ اس طرح کہ) میرے پاس عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے ہاتھ میں ایک مسواک تھی۔ میں حضور ﷺ کو سہارا دے رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ ان کی مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ آپؐ مسواک پسند فرماتے ہیں۔ اس لئے میں نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کے لئے مسواک لوں۔ آپ ﷺ نے سر اقدس کے اشارے سے فرمایا۔ ''ہاں'' چنانچہ میں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مسواک لے کر آپ ﷺ کو پیش کی۔ آپ ﷺ نے استعمال کرنا چاہا لیکن مسواک سخت تھی۔ اس لئے میں نے عرض کیا کہ نرم کردوں؟ آپ ﷺ نے سر مبارک کے اشارے سے فرمایا۔ ''ہاں'' چنانچہ میں نے دانتوں سے چبا کر نرم کر کے سرکار مدینہ ﷺ کو پیش کردی۔ آپ ﷺ نے اس کو دانتوں پر پھیرنا شروع کیا۔ آپ ﷺ کے سامنے ایک برتن رکھا تھا جس میں پانی تھا آپؐ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے اور چہرہ انور پر پھیر لیتے اور فرماتے لا الہ الا اللہ ۔ بیشک موت کے لئے سختیاں ہیں۔ پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ، مجھے رفیق اعلیٰ (انبیاءؑ) میں شامل کر اور اس طرح کہتے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی روح مبارک قبض کرلی گئی اور آپؐ کے دونوں ہاتھ مبارک نیچے تشریف لائے۔

(مدارج النبوت)

حضور ﷺ کا کثرت سے مسواک کرنا

حضرت جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے اور انھوں نے حضور ﷺ سے

Marfat.com

مسواک کرنے کو کہا تو حضور ﷺ نے مسواک کی اتنی کثرت کی کہ آپ نے فرمایا کہ میں مسواک اتنی کثرت سے کرتا ہوں کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ مسواک کی زیادتی سے کہیں میرا منہ نہ چھل جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ مسواک کے استعمال میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاجَآءَنِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامِ قَطُّ اِلَّا اَمَرَنِیْ بِالسِّوَاكِ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ اُحْفِیَ مُقَدَّمَ فِیَّ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب بھی جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تو انھوں نے مجھے مسواک کرنے کو کہا اور مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ کثرت مسواک سے منہ کا ظاہری حصہ نہ چھل جائے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے اور انھوں نے حضور ﷺ سے مسواک کرنے کو کہا تو حضور ﷺ نے مسواک کی اتنی کثرت کی کہ آپ نے فرمایا کہ میں مسواک اتنی کثرت سے کرتا ہوں کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ مسواک کی زیادتی سے کہیں میرا منہ نہ چھل جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ مسواک کے استعمال میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب بھی جبریلؑ میرے پاس آئے تو انھوں نے مجھے مسواک کرنے کو کہا اور مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ کثرت مسواک سے منہ کا ظاہری حصہ نہ چھل جائے۔

مسواک کرنے کے مسائل

مسواک کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ مسواک دائیں ہاتھ میں لیں اور اس کی ابتدا منہ کے اندر دائیں طرف سے کریں۔ مسواک ہاتھ میں پکڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ چھنگلیاں مسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں مسواک کے اوپر اور انگوٹھہ سرے پر ہو۔ دائیں طرف کے دانتوں پر اوپر نیچے اور پھر بائیں طرف کے دانتوں پر اوپر نیچے مسواک کریں۔ کم از کم تین مرتبہ مسواک پھیریں کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے اور ہر بار مسواک دھونا چاہئے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ مسواک کرتے وقت یہ نیت ہونی چاہئے کہ مسواک کر کے ذکر الٰہی کی راہ صاف کر رہا ہوں۔ مسواک کے متعلق چند مسائل اور سنت حسب ذیل ہیں:۔

Marfat.com

(۱) مسواک کسی نرم شاخ کی ہونی چاہئے اور سخت بالکل نہ ہو اس سے دانتوں اور مسوڑھوں کو تکلیف ہوگی۔

(۲) مسواک کڑوے درخت مثلاً نیم، پیلو یا زیتون وغیرہ کی ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

(۳) مسواک موٹائی میں زیادہ موٹی نہیں ہونی چاہئے بلکہ چھنگلی یعنی چھوٹی انگلی کے برابر ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

(۴) مسواک زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو۔ اگر اس سے کم ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۵) مسواک دانتوں کی چوڑائی پر کی جائے، لمبائی پر نہ کی جائے۔

(۶) چت لیٹ کر مسواک نہ کریں اس سے تلی بڑھنے کا خطرہ ہے۔

(۷) بیت الخلاء میں مسواک کرنا مکروہ ہے۔

(۸) مسواک کے ریشے ایک ہی طرف بنائیں، دونوں طرف نہ بنائیں۔

(۹) نماز کے وضو کے لئے سنت ہے۔

(۱۰) جب بھی منہ کی بدبو پیدا ہو جائے تو اس کو دور کرنے کے لئے مسواک کرنا سنت ہے۔

(۱۱) مسواک جب قابل استعمال نہ رہے تو پھینک نہ دیں بلکہ اسے کسی محفوظ جگہ پر رکھ دیں یا کسی کنویں یا چلتے پانی میں بہا دیں۔

Marfat.com

وضو

جسم کے چند اعضاء کو نبی اکرم ﷺ کے فرمان اور سنت کے مطابق دھونے کو وضو کہا جاتا ہے۔ وضو نماز کے لئے ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلوٰةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۝

ترجمہ: یعنی اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرلو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔ (المائدہ:٦)

احادیث:

وضو کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کے چند ارشادات گرامی حسب ذیل ہیں۔

وضو کے ذریعے گناہوں کا معاف ہونا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں جس کے سبب اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی ہاں یارسول اللہ ﷺ! فرمایا جس وقت وضو کرنا مشکل ہو اس وقت کامل وضو کرنے اور مسجدوں کی طرف کثرت سے جانے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کا ثواب ایسا ہے جیسا کفار کی سرحد پر اسلام کے لئے گھوڑا باندھنے کا ہے۔ (مسلم شریف)

وضو کے باعث اعضاء کا چمکنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن میری امت اس حالت میں بلائی جائے گی کہ ان کے چہرے ہاتھ اور پاؤں وضو کے باعث چمکتے ہوں گے تو جس سے

Marfat.com

ہو سکے چمک زیادہ کرے یعنی وضو اچھی طرح کرے۔ (بخاری شریف)

کامل وضو کا اجر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام حمران سے وضو کے لئے پانی مانگا اور سردی کی رات میں باہر جانا چاہتے تھے۔ حمران کہتے ہیں کہ میں پانی لایا انہوں نے منہ ہاتھ دھوئے تو میں نے کہا اللہ آپ کو کفایت کرے رات تو بہت ٹھنڈی ہے۔ اس پر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو بندہ وضوئے کامل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

وضو کے بغیر نماز قبول نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ وضو کر لے۔ (بخاری شریف)

وضو نماز کی کنجی ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔ (مسند امام احمد)

نماز پڑھنے کے لئے وضو ضروری ہے

حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے منہ کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا تو ناک کے گناہ نکل گئے اور جب منہ دھویا تو اس کے چہرے کے گناہ نکلے یہاں تک کہ پلکوں کے نکلے اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں سے نکلے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے گناہ نکلے یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں یہاں تک کہ ناخنوں سے، پھر اس کا مسجد کو جانا اور اس کا نماز پڑھنا اس کے لئے زیادہ ثواب کا باعث ہوگا۔

(نسائی شریف)

Marfat.com

سردیوں میں وضو کرنے کا دوگنا ثواب

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سخت سردی میں کامل وضو کرے اس کے لئے دوگنا ثواب ہے (طبرانی شریف)

قیامت کے بعد وضو کا صلہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا زیور اس حد تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔ (مسلم شریف)

وضو کا سنت طریقہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق وضو کا مسنون طریقہ حسب ذیل ہے۔

وضو کرنے والے کو چاہئے کہ اپنے دل میں وضو کا ارادہ کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر پہلے دونوں ہاتھ تین مرتبہ گٹوں تک دھوئے۔ پھر مسواک کرے اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے اپنے دانتوں اور مسوڑھوں کو مل کر صاف کرے اور اگر دانتوں یا تالو میں کوئی چیز اٹکی یا چپکی ہو تو اس کو انگلی سے نکالے اور چھڑائے۔ پھر تین مرتبہ کلی کرے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ بھی کرے لیکن اگر روزہ دار ہو تو غرغرہ نہ کرے کہ حلق کے اندر پانی چلے جانے کا خطرہ ہے، پھر داہنے ہاتھ سے تین دفعہ ناک میں پانی چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے۔ پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر تین مرتبہ اس طرح چہرہ دھوئے کہ ماتھے پر بال نکلنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور داہنے کان کی لو سے بائیں کان کی لو تک سب جگہ پانی بہ جائے اور کہیں ذرا بھی پانی بہنے سے نہ رہ جائے۔ اگر داڑھی ہو تو اسے بھی دھوئے اور داڑھی میں انگلیوں سے خلال بھی کرے لیکن اگر احرام باندھا ہو تو خلال نہ کرے۔ پھر تین مرتبہ کہنی سمیت یعنی کہنی سے کچھ اوپر داہنا ہاتھ دھوئے پھر اسی طرح تین مرتبہ بایاں ہاتھ دھوئے۔ اگر انگلی میں تنگ انگوٹھی یا چھلہ ہو یا کلائیوں میں تنگ چوڑیاں ہوں تو ان سبھوں کو ہلا پھرا کر دھوئے تاکہ سب جگہ پانی بہ جائے۔ پھر ایک بار پورے سر کا مسح کرے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیوں

Marfat.com

کی نوک کو ایک دوسرے سے ملائے اوران چھٹوں انگلیوں کو اپنے ماتھے پر رکھ کر پیچھے کی طرف سر کے آخری حصہ تک لے جائے۔ اس طرح کہ کلمہ کی دونوں انگلیاں اور دونوں انگوٹھے اور دونوں ہتھیلیاں سر سے نہ لگنے پائیں۔ پھر سر کے پچھلے حصہ سے ہاتھ ماتھے کی طرف اس طرح لائے کہ دونوں ہتھیلیاں سر کے دائیں بائیں حصہ پر ہوتی ہوئی ماتھے تک واپس آ جائیں۔ پھر کلمہ کی انگلی کے پیٹ سے کانوں کے اندر کے حصوں کا اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے اوپر کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے۔ پھر تین بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت یعنی ٹخنے سے کچھ اوپر تک دھوئے پھر بایاں پاؤں اسی طرح تین دفعہ دھوئے۔ پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے دونوں پیروں کی انگلیوں کا اس طرح خلال کرے کہ پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے۔ وضو ختم کر لینے کے بعد ایک مرتبہ یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ اور کھڑے ہو کر وضو کا بچا ہوا پانی تھوڑا سا پی لے کہ یہ بیماریوں سے شفا ہے اور بہتر یہ ہے کہ وضو میں ہر عضو کو دھوتے ہوئے بسم اللہ پڑھ لیا کرے اور درود شریف وکلمہ شہادت بھی پڑھتا رہے اور یہ بھی بہت بہتر ہے کہ وضو پورا کر لینے کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ اور سورۃ قدر پڑھے مگر ان دعاؤں کا پڑھنا ضروری نہیں، پڑھ لے تو اچھا اور ثواب ہے، نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اوپر جو کچھ بیان ہوا یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے لیکن یاد رکھو کہ وضو میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو فرض ہیں کہ جن کے چھوٹنے یا ان میں کچھ کمی ہو جانے سے وضو نہ ہوگا اور کچھ باتیں سنت ہیں کہ جن کو اگر چھوڑ دیا جائے تو گناہ ہوگا اور کچھ چیزیں مستحب ہیں کہ ان کے چھوڑ دینے سے وضو کا ثواب کم ہو جاتا ہے۔

وضو کے فرائض:

وضو میں چار چیزیں فرض ہیں۔ (۱) پورے چہرے کا ایک بار دھونا۔ (۲) ایک ایک بار دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا۔ (۳) ایک ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا یعنی گیلا ہاتھ سر پر پھیر لینا۔ (۴) ایک بار ٹخنوں سمیت دونوں پیروں کو دھونا۔

Marfat.com

۱: منہ دھونا:

شروع پیشانی سے یعنی جہاں تک عموماً سر کے بال ہوتے ہیں۔ ٹھوڑی کے نیچے تک لمبائی میں اور ایک کان سے دوسرے کان کی لو تک چوڑائی میں اس حد کے اندر جلد کے ہر حصے پر پانی بہانا فرض ہے۔ لبوں کا وہ حصہ جو عموماً اور عادتاً لب بند کرنے کے بعد ظاہر رہتا ہے اس کا دھونا فرض ہے یونہی رخسار اور کان کے بیچ میں جو جگہ ہے جسے کنپٹی کہتے ہیں۔ اس کا دھونا بھی فرض ہے۔ نتھ کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی بہانا فرض ہے اگر تنگ ہو تو پانی ڈالنے میں نتھ کو حرکت دے ورنہ حرکت دینا ضروری نہیں۔

(درمختار)

۲: ہاتھ دھونا:

اس حکم میں کہنیاں بھی داخل ہیں۔ اگر کہنیوں سے ناخنوں تک کوئی جگہ ذرا برابر دھلنے سے رہ جائے گی۔ وضو نہ ہوگا۔

ہر قسم کے جائز و ناجائز گہنے، چھلے، انگوٹھیاں، پہنچیاں، کنگن، کانچ لاکھ وغیرہ کی چوڑیاں، ریشم کے لچھے وغیرہ اگر اتنے تنگ ہوں کہ نیچے پانی نہ بہے تو اتار کر دھونا فرض ہے اور اگر صرف ہلا کر دھونے سے پانی بہ جاتا ہو تو حرکت دینا ضروری ہے اور اگر ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی نیچے پانی بہ جائے گا تو کچھ ضروری نہیں۔ (ردالمحتار)

ہاتھوں کی آٹھوں گھائیاں، انگلیوں کی کروٹیں، ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہے، کلائی کے بال جڑ سے نوک تک، ان سب پر پانی بہ جانا ضروری ہے۔ اگر کچھ بھی رہ گیا یا بالوں کی جڑوں پر پانی بہ گیا مگر کسی ایک بال کی نوک پر نہ بہا تو وضو نہ ہوا مگر ناخنوں کے اندر کا میل معاف ہے۔ (درمختار)

عورتوں کو فینسی چوڑیوں کا شوق ہوتا ہے۔ انہیں ہٹا ہٹا کر پانی بہائیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

۳: سر کا مسح:

سر پر بال نہ ہوں تو جلد کی چوتھائی اور جو بال ہوں تو خاص سر کے بالوں کی چوتھائی کا مسح فرض ہے، سر سے نیچے جو بال لٹکتے ہیں ان کا مسح کافی نہیں۔

Marfat.com

مسح کرنے کے لئے ہاتھ تر ہونا چاہئے۔ خواہ کسی عضو کو دھونے کے بعد ہاتھ میں تری رہ گئی ہو یا نئے پانی سے تر کرلیا ہو۔ ہاں کسی عضو کے مسح کے بعد ہاتھ میں جو تری رہ جائے گی وہ دوسرے عضو کے مسح کے لئے کافی نہ ہوگی۔ (ردالمختار)

دوپٹہ پر مسح ہرگز کافی نہیں مگر جبکہ دوپٹہ اتنا باریک، اور تری اتنی زیادہ ہو کہ کپڑے سے پھوٹ کر چوتھائی سر یا بالوں کو تر کردے تو مسح ہو جائے گا (بحر وغیرہ)

۴: پاؤں دھونا:

اس حکم میں گٹے بھی داخل ہیں۔ گھائیاں، انگلیوں کی کروٹیں، تلوے، ایڑیاں اور کونچیں سب کا دھونا فرض ہے۔ (عامہ کتب) چھلے اور سب گہنے کہ گٹوں پر یا ان سے نیچے ہوں ان کا حکم وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

وضو کی سنتیں:

۱- نیت کرنا۔ ۲- بسم اللہ سے شروع کرنا۔ ۳- پہلے ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھونا۔ ۴- مسواک کرنا۔ ۵- تین چلو پانی سے تین کلیاں کرنا۔ ۶- تین چلو سے تین بار ناک میں پانی چڑھانا۔ ۷- بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ ۸- ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ ۹- ہر عضو کو تین تین بار دھونا۔ ۱۰- پورے سر کا ایک بار مسح کرنا۔ ۱۱- کانوں کا مسح کرنا اور گردن کا مسح کرنا۔ ۱۲- ترتیب سے وضو کرنا۔ ۱۳- ڈاڑھی میں خلال کرنا۔ ۱۴- اعضاء کو لگاتار دھونا۔

وضو کے مستحبات:

۱- جو اعضاء جوڑے ہیں مثلاً دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں تو ان میں سے داہنے سے دھونے کی ابتداء کریں مگر دونوں رخسارے کہ ان دونوں کو ایک ہی ساتھ دھونا چاہئے۔ یوں ہی دونوں کانوں کا مسح ایک ہی ساتھ ہونا چاہئے۔ ۲- انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرنا۔ ۳- اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا۔ ۴- وضو کا پانی پاک جگہ گرانا۔ ۵- اپنے ہاتھ سے وضو کا پانی بھرنا۔ ۶- دوسرے وقت کے لئے پانی بھر کر رکھ لینا۔ ۷- بلاضرورت وضو کرنے میں دوسرے سے مدد نہ لینا۔ ۸- ڈھیلی انگوٹھی کو بھی پھرا لینا۔ ۹- صاحب

Marfat.com

عذر نہ ہو تو وقت سے پہلے وضو کر لینا۔۱۰- اطمینان سے وضو کرنا۔۱۱- کانوں کے مسح کے وقت چھنگلیاں کان کے سوراخ میں داخل کرنا۔۱۲- کپڑوں کو ٹپکتے ہوئے قطرات سے بچانا۔۱۳- وضو کا برتن مٹی کا ہو۔۱۴- اگر تانبے وغیرہ کا ہو تو قلعی کیا ہوا ہو۔۱۵- اگر وضو کا برتن لوٹا ہو تو بائیں طرف رکھیں۔۱۶- اگر وضو کا برتن طشت یا لگن ہو تو داہنی طرف رکھیں۔۱۷- اگر لوٹے میں دستہ لگا ہوا ہو تو دستہ کو تین بار دھولیں۔۱۸- اور ہاتھ دستہ پر رکھیں، لوٹے کے منہ پر ہاتھ نہ رکھیں۔۱۹- ہر عضو کو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا تاکہ قطرے بدن یا کپڑے پر نہ ٹپکیں۔۲۰- ہر عضو کے دھوتے وقت دل میں وضو کی نیت کا حاضر رہنا۔۲۱- ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ اور درود شریف وکلمہ شہادت پڑھنا۔۲۲- ہر عضو کو دھوتے وقت الگ الگ عضو کے دھونے کی دعاؤں کو پڑھتے رہنا۔۲۳- اعضاء وضو کو بلاضرورت پونچھ کر خشک نہ کرے اور اگر پونچھے تو کچھ نمی باقی رہنے دے۔۲۴- وضو کر کے ہاتھ نہ جھٹکے کہ یہ شیطان کا پنکھا ہے۔۲۵- وضو کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھ لے۔ اس کو تحیۃ الوضوء کہتے ہیں۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۹، بہار شریعت وغیرہ)

مکروہات وضو:

۱- عورت کے غسل یا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا۔۲- وضو کے لئے نجس جگہ بیٹھنا۔۳- نجس جگہ وضو کا پانی گرانا،۴- مسجد کے اندر وضو کرنا،۵- اعضائے وضو سے لوٹے وغیرہ میں قطرہ ٹپکانا،۶- پانی میں رینٹھ یا کھنکار ڈالنا۔۷- قبلہ کی طرف تھوک یا کھنکار ڈالنا یا کلی کرنا،۸- بے ضرورت دنیا کی بات کرنا۔ ۹- زیادہ پانی خرچ کرنا،۱۰- اتنا کم خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو۔۱۱- منہ پر پانی مارنا:۱۲- یا منہ پر پانی ڈالتے وقت پھونکنا،۱۳- ایک ہاتھ سے منہ دھونا کہ رفاض وہنود کا شعار ہے۔۱۴- گلے کا مسح کرنا،۱۵- بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا،۱۶- داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا،۱۷- اپنے لئے کوئی لوٹا وغیرہ خاص کر لینا۔۱۸- تین جدید پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا۔۱۹- جس کپڑے سے استنجے کا پانی خشک کیا ہو اس سے اعضائے وضو پونچھنا،۲۰- دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا،۲۱- ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کرنا اور اگر کچھ سوکھا رہ جائے تو وضو ہی نہ ہوگا۔ ہر سنت کا ترک مکروہ ہے۔ یونہی ہر مکروہ کا ترک سنت۔

Marfat.com

وضو کرنے کی صورتیں:

اگر وضو نہ ہو تو نماز اور سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ اور قرآن عظیم چھونے کے لئے وضو کرنا فرض ہے۔طواف کے لئے وضو واجب ہے۔غسل جنابت سے پہلے اور جب کو کھانے پینے، سونے اور اذان و اقامت اور خطبہ جمعہ وعیدین اور روضہ مبارک رسول اللہ ﷺ کی زیارت اور وقوف عرفہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لئے وضو کر لینا سنت ہے۔

سونے کے لئے اور سونے کے بعد اور میت کے نہلانے یا اٹھانے کے بعد اور جماع سے پہلے اور جب غصہ آ جائے اس وقت اور زبانی قرآن عظیم پڑھنے کے لئے اور حدیث اور علم دین پڑھنے پڑھانے اور علاوہ جمعہ وعیدین باقی خطبوں کے لئے اور کتب دینیہ چھونے کے لئے اور بعد ستر غلیظ چھونے اور جھوٹ بولنے، گالی دینے، فحش لفظ نکالنے، کافر سے بدن چھو جانے، صلیب یا بت چھونے، کوڑھی یا سپید داغ والے سے مس کرنے، بغل کھجانے سے جبکہ اس میں بدبو ہو، غیبت کرنے، قہقہہ لگانے، لغو اشیاء پڑھنے اور اونٹ کا گوشت کھانے، کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بے حائل مس ہو جانے سے اور باوضو شخص کے نماز پڑھنے کے لئے، ان سب صورتوں میں وضو مستحب ہے۔

جب وضو جاتا رہے وضو کر لینا مستحب ہے۔نابالغ پر وضو فرض نہیں مگر ان سے وضو کرانا چاہئے تاکہ عادت ہو اور وضو کرنا آ جائے اور مسائل وضو سے آگاہ ہو جائے۔

وضو توڑنے والی چیزیں:

کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ انہیں شریعت مطہرہ نے نواقص وضو قرار دیا ہے یعنی ان میں سے اگر ایک بھی پائی جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ان میں بعض یہ ہیں۔

۱- آگے یا پیچھے کے مقام سے پیشاب پاخانہ وغیرہ کسی نجاست یا کیڑے یا پتھری کا نکلنا یا پیچھے سے ہوا کا خارج ہونا۔۲-خون، پیپ یا زرد پانی جبکہ کہیں سے نکل کر ایسی جگہ بہ کر چلا جائے کہ جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے۔۳-آنکھ، کان، ناف، پستان وغیرہ میں دانہ یا ناسور یا کوئی بیماری ہو اور اس وجہ سے جو آنسو یا پانی بہے گا، وضو توڑ دے گا۔دکھتی ہوئی آنکھ سے جو پانی بہتا ہے اس کا یہی حکم ہے بلکہ یہ پانی خود بھی نجس ہے۔۴-کھانے یا پانی یا صفرا کی منہ بھر قے، یونہی جمے ہوئے خون کی منہ بھر قے اور بہتے

Marfat.com

ہوئے خون کی قے جبکہ تھوک اس پر غالب نہ ہو، وضو توڑ دیتی ہے۔ ۵- بے ہوشی، غشی، پاگل پن اور اتنا نشہ کہ چلنے میں پاؤں لڑکھڑائیں، وضو توڑ دیتا ہے۔ ۶- بالغ کا قہقہہ، یعنی اتنی آواز سے ہنسی کہ آس پاس والے سنیں جبکہ جاگتے میں اور رکوع و سجود والی نماز میں ہو، وضو توڑ دیتا ہے۔ ۷- سو جانے سے بھی وضو جاتا رہتا ہے۔ مثلاً لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز کے سہارے بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی کہ اگر وہ چیز نہ ہوتی تو گر پڑتا تو وضو جاتا رہا اور اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا سجدے میں قصداً سو گیا تو بھی وضو گیا اور نماز بھی گئی۔ ۸- منہ سے خون کا نکلنا بھی جبکہ تھوک پر غالب ہو، ناقصِ وضو ہے۔

وضو نہ ٹوٹنے والی صورتیں:

جن صورتوں میں وضو نہیں ٹوٹتا، وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- خون یا پیپ یا زرد پانی ابھرا اور بہا نہیں۔ جیسے سوئی کی نوک یا چاقو کا کنارہ لگ جاتا ہے اور خون ابھر آتا ہے۔ ۲- اپنی یا پرائی شرمگاہ (پیشاب یا پاخانہ کی جگہ) پر ہاتھ لگایا۔ ۳- خلال کیا یا مسواک یا انگلی سے دانت مانجھے یا دانت سے کوئی چیز کاٹی، اس پر خون کا اثر پایا۔ یا ناک میں انگلی ڈالی۔ اس پر خون کی سرخی آ گئی مگر وہ خون بہنے کے قابل نہیں۔ ۴- ناک صاف کی اس میں سے جما ہوا خون نکلا۔ ۵- کان میں تیل ڈالا تھا اور ایک دن بعد کان یا ناک سے نکلا۔ ۶- جوں، کھٹمل، مچھر یا پسو نے خون چوسا۔ ۷- بلغم کی قے جتنی بھی ہو۔ ۸- بیٹھے بیٹھے جھونکا آ گیا یا اونگھ آ گئی مگر نیند نہ آئی تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

Marfat.com

نماز کی سُنتیں

اسلام کے نظام عبادت میں نماز ایک بنیادی رکن ہے جو شاہ وگدا، مرد وعورت بوڑھے اور جوان پر یکساں فرض ہے۔ یہی وہ عبادت ہے جو کسی حال میں بھی کسی شخص سے ساقط نہیں ہوتی۔ درحقیقت تخلیق انسان کا مقصد ہی عبادت ہے۔ نماز سب سے اعلیٰ عبادت ہے کیونکہ انسان خدا کا بندہ ہے اور اللہ ہی اس کا خالق، رب اور معبود ہے لہٰذا خدا کو اپنا معبود ماننے کا تقاضا ہی یہ ہے کہ اسکی بندگی کی جائے بلکہ بندہ کو چاہئے کہ اپنی تمام زندگی اللہ کی بندگی میں گزارے اور بندگی کا مطلب یہ ہے کہ اس کے علاوہ نہ کسی اور کے آگے جھکا جائے اور نہ کسی اور کی پرستش کی جائے اس لئے نماز حقیقت میں خدا کی عبادت اور پرستش کا کامل طریقہ ہے۔ نماز کے چند آداب اور سنتیں حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ خشوع اور خضوع سے نماز پڑھنا سنت ہے

حضور ﷺ نماز بڑے خشوع اور خضوع کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے۔ اس لئے خشوع اور خضوع حضور ﷺ کی سنت ہے۔ خشوع کا مطلب خوف خدا کا طاری ہونا ہے یعنی نماز پڑھتے وقت اللہ کی ہیبت اور برتری کا احساس دل پر طاری ہونا چاہئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص نمازوں کو اپنے وقت میں پڑھے، اچھی طرح وضو کرے خشوع اور خضوع سے نماز ادا کرے۔ پوری طرح کھڑا ہووے۔ اچھی طرح رکوع کرے غرضیکہ ہر چیز کو اچھی طرح ادا کرے تو ایسی نماز نہایت ہی روشن اور چمکدار بن جاتی ہے اور نمازی کے لئے پراثر دعا بن جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی اور جو شخص نماز کو بری طرح پڑھے وقت کی بھی ٹالے، وضو بھی اچھی طرح نہ کرے، رکوع سجدہ بھی اچھی طرح نہ کرے تو ایسی نماز سیاہ رنگ میں بددعا دیتی ہوئی اوپر جاتی ہے اور کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ اچھا نہ کرے جیسا تو نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا اس کے بعد وہ نماز پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔ (طبرانی)

Marfat.com

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا۔ اگر وہ اچھی اور پوری نکل آئی تو باقی اعمال بھی پورے اتریں گے اور اگر وہ خراب ہوگئی تو باقی اعمال بھی خراب نکلیں گے۔ (طبرانی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ جو قیامت کے دن پانچوں نمازیں اس صورت میں لے کر حاضر ہو کہ ان کے اوقات کی بھی حفاظت بھی کرتا رہا اور وضو کا بھی اہتمام کرتا رہا اور ان نمازوں کو خشوع وخضوع سے پڑھتا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اسکے لئے یہ حکم دے رکھا ہے کہ اس کو عذاب نہیں کیا جائے گا اور جو ایسی نمازیں نہ لے کر حاضر ہوا اسکے لئے کوئی وعدہ نہیں۔ چاہے اپنی رحمت سے معاف کرے یا عذاب دے۔ (جامع الصغیر)

خشوع اور خضوع پیدا کرنے کے لئے نماز پڑھتے وقت یہ خیال دل میں لانا چاہئے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اس لئے اپنے دل سے ہر قسم کے دوسرے خیالات کو نکال دینے سے نمازی کا دل اللہ کی طرف مائل ہوگا اور اخلاص کے ساتھ نماز کے اذکار ادا ہوں گے۔

۲۔ اول وقت میں نماز پڑھنا سنت ہے

نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد اول وقت میں نماز پڑھنا سنت ہے کیونکہ حضور ﷺ نے اس کی بہت تاکید فرمائی ہے کہ اول وقت میں نماز پڑھ لینا بہت اچھا ہے۔ اگر کوئی جان بوجھ کر نماز میں مقررہ وقت سے تاخیر کرتا ہے تو اس کا یہ فعل خلاف سنت ہوگا۔ اس لئے نماز کو وقت پر ادا کر لینا ہی بہتر ہے کیونکہ دنیا کے کام کاج میں مصروف رہنے سے نماز کے قضا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ الْوَقْتُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّلٰوۃِ رِضْوَانُ اللّٰہِ وَالْوَقْتُ الْاٰخِرُ عَفْوُ اللّٰہِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کو ابتداء وقت میں ادا کرنے میں اللہ کی خوشنودی ہے اور تاخیر میں معافی کی امید۔ (مسلم شریف)

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے بعد ایسے حاکم اور امام آئیں گے جو نماز کے اوقات میں تاخیر کریں گے۔

عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا عَلِیُّ ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْھَا الصَّلٰوۃُ

Marfat.com

اِذَااَتَتْ وَالْجَنَازَةُ اِذَحَضَرَتْ وَالْاَ یِّمُ اِذَاوَجَدَتَّ لَهَا کُفُوًا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ! تین کاموں میں تاخیر نہ کرو۔ (۱) نماز میں جب اس کا وقت شروع ہو (۲) نماز جنازہ میں جب وہ تیار ہو اور (۳) بیوہ عورت کے نکاح میں جب بہتر جوڑا موجود ہو۔ (جامع ترمذی)

۳۔ تکبیر تحریمہ کے وقت انگوٹھوں کو کانوں تک لگانا سنت ہے

نماز پڑھنے کے ارادے سے کھڑے ہو کر سب سے پہلے جو اللہ اکبر کہا جاتا ہے اسے تکبیر تحریمہ کہا جاتا ہے۔ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو اٹھا کر انگوٹھوں کو کانوں کی لو سے لگانا سنت ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

عَنْ وَآئِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّہٗ اَبْصَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی کَانَتَا بِحِیَالِ مَنْکِبَیْہِ وَحَاذٰی اِبْھَامَیْہِ اُذُنَیْہِ ثُمَّ کَبَّرَ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا کرتے وقت دیکھا ہے جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو اتنا اونچا اٹھاتے کہ وہ دونوں کندھوں کے مقابل ہوتے اور ہاتھ کے انگوٹھے کانوں سے لگ جاتے پھر تکبیر تحریمہ کہتے۔ (سنن ابوداؤد)

۴۔ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑنا سنت ہے

تکبیر تحریمہ کہہ کر زیر ناف ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ کیونکہ حضرت حجر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر زیر ناف باندھا اور ہاتھ باندھتے وقت بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑنا سنت ہے۔

عَنْ قَبِیْصَۃَ بْنِ ھُلْبٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّنَا فَیَاْخُذُ شِمَالَہٗ بِیَمِیْنِہٖ۔ (جامع ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت قبیصہ بن ھلب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جماعت کی امامت فرماتے تو بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑتے۔

Marfat.com

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے اس طرح باندھے کہ بائیں ہاتھ کی کلائی کو داہنی چھنگلی اور انگوٹھے سے پکڑے یعنی چھنگلی اور انگوٹھے کا حلقہ کر کے بائیں ہاتھ کی کلائی کو پکڑے اور باقی تین انگلیاں اس پر پھیلا دے اور عورت اپنی دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی پر رکھ کر سینے پر باندھے۔

۵۔ اطمینان کے ساتھ رکوع اور سجود کرنا

رکوع اور سجود نماز کے فرائض میں سے ہیں لیکن انھیں سکون سے ادا کرنا سنت ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِيْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے رکوع و سجود مکمل طور پر ادا کیا کرو۔ خدا کی قسم! میں تمھیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

رکوع کے بعد سیدھے صحیح طرح کھڑے ہو کر پھر سجدہ کرنا سنت ہے۔

عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ صَلٰوةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ.

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز قبول نہیں جو رکوع اور سجدہ میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا۔

(سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، نسائی، دارمی، ابن ماجہ)

۶۔ سجدہ کرنے کا سنت طریقہ

سجدہ کرتے ہوئے ہاتھوں کو زمین پر رکھنا اور کہنیوں کو اٹھائے رکھنا سنت ہے۔ مرد کے لئے سجدے میں سنت ہے کہ بازو کروٹوں سے جدا ہوں اور پیٹ رانوں سے اور کلائیاں زمین پر نہ بچھائے مگر جب صف میں ہو تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں گے کہ اس سے دوسرے نمازیوں کو تکلیف پہنچے گی۔ عورت سمٹ کر سجدہ کرے یعنی بازو کروٹوں سے ملا دے اور پیٹ ران سے اور ران پنڈلیوں سے پنڈلیاں زمین سے ملا دے۔

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْھَۃِ وَالْیَدَیْنِ وَ الرُّکْبَتَیْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَیْنِ وَلَاتَکْفِتَ الثِّیَابَ وَلَاالشَّعْرَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہوں۔ پیشانی اور دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں پر اور پاؤں کے پنجوں پر اور یہ کہ ہم اپنے کپڑوں اور بالوں کو اکٹھا نہ کریں۔ (بخاری شریف)

۷۔ مسنون قرأت

نماز کے آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ جن سورتوں کی قرأت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے انھی سورتوں کی قرأت کو سنت کے طور پر اپنایا جائے اس کے متعلق چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَاءُ فِی الْفَجْرِ بِقٓ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَ نَحْوِ ھَا وَ کَانَتْ صَلٰوتُہٗ بَعْدُ تَخْفِیْفًا.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں ق والقرآن المجید اور اس کی مثل سورتوں کی تلاوت فرماتے تھے۔ اور آپ کی نماز طویل نہ ہوتی تھی۔

(مسلم شریف)

۲۔ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَاءُ فِی الظُّھْرِ بِالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَفِی رِوَایَۃٍ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الْعَصْرِ نَحْوَذٰلِکَ وَفِی الصُّبْحِ اَطْوَلَ مِنْ ذٰلِکَ . (مسلم شریف)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر میں واللیل اذا یغشی تلاوت فرماتے اور ایک روایت کے مطابق سبح اسم ربک الاعلیٰ اور نماز عصر میں بھی اتنی ہی تلاوت فرماتے البتہ نماز فجر میں اس سے زیادہ طویل قرأت فرماتے تھے۔

۳۔ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَاءُ فِی الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب میں

Marfat.com

سورۂ طور کی تلاوت فرماتے تھے۔ (بخاری شریف)

۴۔ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَاءُ فِی الْعِشَآءِ وَالتِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ وَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْہُ

حضرت براء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز عشاء میں والتین والزیتون پڑھتے سنا ہے اور میں نے نہیں سنا کہ کوئی آپ ؐ سے بہتر پڑھنے والا ہو۔

(بخاری شریف)

عَنْ عُبَیْدِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا ھُرَیْرَۃَ عَلَی الْمَدِیْنَۃِ وَخَرَجَ اِلٰی مَکَّۃَ فَصَلّٰی لَنَا اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ الْجُمُعَۃَ فَقَرَاءَ سُوْرَۃَ الْجُمُعَۃِ فِی السَّجْدَۃِ الْاُوْلٰی وَفِی الْاٰخِرَۃِ اِذَا جَآءَکَ الْمُنَافِقُوْنَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَاءُ بِھِمَا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ۔

حضرت عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا اور خود مکہ چلا گیا۔ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز نماز فجر پڑھائی تو پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ منافقون پڑھی اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کے دن انھیں سورتوں کو پڑھتے سنا ہے۔ (مسلم شریف)

۸۔ نماز کے بعد استغفار پڑھنا سنت ہے

نماز سے فارغ ہونے کے بعد اللہ اکبر کہنا سنت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی کیا کرتے تھے اس کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے پھر حسب ذیل دعا پڑھیں کیونکہ اس کا پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِہٖ اسْتَغْفَرَ ثَلٰثًا وَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اس کے بعد یہ دعا پڑھتے۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ۔ (مسلم شریف)

۹۔نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا سنت ہے

نماز مکمل کرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت ہے کیونکہ حضور ﷺ کا یہی طریقہ کار تھا۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت سے ثابت نہیں، یہ بات درست نہیں۔ حضور ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ہمیشہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے۔ اور دعا ختم کرنے پر انھیں منہ پر پھیر لیتے۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ فِی الدُّعَآءِ لَمْ یَحُطَّھُمَا حَتّٰی یَمْسَحَ بِھِمَا وَجْھَہٗ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو ان کو منہ پر پھیرنے سے پہلے نیچے نہ رکھتے۔ (ترمذی شریف)

۱۰۔ایک مسنون دعا

حضور ﷺ فرض نماز کے بعد عموماً یہ دعا پڑھا کرتے تھے اس لئے اس دعا کا پڑھنا سنت ہے۔

عَنِ الْمُغِیْرَۃَ بْنِ شُعْبَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَّکْتُوْبَۃٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز فرض کے بعد یہ دعا پڑھتے۔ (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اس کے لئے ملک ہے اور وہی مزاوار حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ خداوند جسے تو عطا فرمائے اس کو کوئی روکنے والا نہیں۔ اور جس کے لئے تو منع فرمائے اس کو کوئی دینے والا نہیں اور نفع نہیں دیتی دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے بچنے میں۔

Marfat.com

فضائل جماعت

نماز باجماعت کے بے شمار فضائل اور ثمرات ہیں لہٰذا جو کچھ جان بوجھ کر تارکِ جماعت بنے تو وہ ان ثمرات سے محروم رہے گا۔ فضائل جماعت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی احادیث حسب ذیل ہیں۔

ستائیس درجے ثواب

اکیلے نماز پڑھنے کی بجائے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے لہٰذا رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے ۲۷ درجے زیادہ ثواب ہوتا ہے تاکہ حصول ثواب کی خاطر مسلمان نماز باجماعت کو زیادہ ترجیح دیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی اکیلے کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ افضل ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بازار میں تشریف رکھتے تھے کہ جماعت کا وقت ہو گیا۔ دیکھا کہ فوراً سب کے سب اپنی اپنی دکانیں بند کر کے مسجد میں داخل ہو گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہی لوگوں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ (سورۂ نور: ۳۷) خلاصہ پوری آیت شریفہ کا یہ ہے کہ ان مسجدوں میں ایسے لوگ صبح اور شام اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جن کو اللہ کی یاد سے اور بالخصوص نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خریدنا غفلت میں ڈالتا ہے نہ بیچنا۔ وہ ایسے دن کی پکڑ سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ تجارت وغیرہ اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوتے تھے

Marfat.com

لیکن جب اذان کی آواز سنتے تو سب کچھ چھوڑ کر فوراً مسجد میں چلے جاتے۔ ایک جگہ کہتے ہیں خدا کی قسم یہ لوگ تاجر تھے مگر ان کی تجارت ان کو اللہ کے ذکر سے نہیں روکتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بازار میں تشریف رکھتے تھے کہ اذان ہوگئی۔ انہوں نے دیکھا کہ لوگ اپنے اپنے سامان چھوڑ کر نماز کی طرف چل دیئے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہی لوگ ہیں جن کو اللہ جل شانہ نے لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور: ۳۷) سے یاد فرمایا۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جب حق تعالیٰ تمام دنیا کو ایک جگہ جمع فرمائیں گے تو ارشاد ہوگا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو خوشی اور رنج دونوں حالتوں میں اللہ کی حمد کرنے والے تھے تو ایک مختصر جماعت اٹھے گی اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوجائے گی۔ پھر ارشاد ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جو راتوں میں اپنی خواب گاہ سے دور رہتے اور اپنے رب کو خوف اور رغبت کے ساتھ یاد کرتے تھے تو ایک دوسری مختصر جماعت اٹھے گی اور وہ بھی جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوجائے گی۔ پھر ارشاد ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تجارت یا بیچنا اللہ کے ذکر سے نہیں روکتا تھا تو ایک تیسری جماعت مختصر سی کھڑی ہوگی۔ اور جنت میں بغیر حساب داخل ہوگی۔ اس کے بعد بقیہ لوگوں کا حساب شروع ہوجائے گا۔ (درمنثور)

جماعت سنت ہدایت ہے

جماعت ایسی سنتوں میں سے ہے جو ہر لحاظ سے ہدایت کا راستہ ہے اس لیے اس پر عمل کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَّجُلٍ يَّتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ يَعْمِدُ اِلٰى مَسْجِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا حَسَنَةً وَّيَرْفَعُهٗ بِهَا دَرَجَةً وَّيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَّا

Marfat.com

مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهٗ اَوْمَرِيْضٌ اِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَمْشِيْ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يَاْتِيَ الصَّلٰوةَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ کل قیامت کے دن اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں مسلمان بن کر حاضر ہو وہ ان نمازوں کو ایسی جگہ ادا کرنے کا اہتمام کرے جہاں اذان ہوتی ہے یعنی مسجد میں' اس لیے کہ حق تعالیٰ شانہ نے تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ایسی سنتیں جاری فرمائی ہیں جو سراسر ہدایت ہیں انہیں میں سے یہ جماعت کی نمازیں بھی ہیں۔ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ فلاں شخص پڑھتا ہے تو تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑنے والے ہو گے اور یہ سمجھ لو کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور جو شخص اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد مسجد کی طرف جائے تو ہر ہر قدم پر ایک ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک ایک خطا معاف ہو گی اور ہم تو اپنا یہ حال دیکھتے تھے کہ جو شخص کھلم کھلا منافق ہو وہ تو جماعت سے رہ جاتا تھا ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عام منافقوں کی بھی جماعت چھوڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ یا کوئی سخت بیمار' ورنہ جو شخص دو آدمیوں کے سہارے سے گھسٹتا ہوا جا سکتا تھا وہ بھی صف میں کھڑا کر دیا جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے یہاں جماعت کا اس قدر اہتمام تھا کہ اگر بیمار بھی کسی طرح جماعت میں جا سکتا تھا تو وہ بھی جا کر شریک ہو جاتا تھا چاہے دو آدمیوں کو کھینچ کر لے جانے کی نوبت آتی اور یہ اہتمام کیوں نہ ہوتا جب کہ ان کے اور ہمارے آقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کا اہتمام تھا۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات میں یہی صورت پیش آئی کہ مرض کی شدت کی وجہ سے بار بار غشی ہوتی تھی اور کئی دفعہ وضو کا پانی طلب فرماتے تھے آخر ایک مرتبہ وضو فرمایا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابیؓ کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے کہ زمین پر پاؤں مبارک اچھی طرح جمتا بھی نہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تعمیل ارشاد میں نماز پڑھانا شروع کر دی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جا کر نماز میں شریک ہوئے (صحیحین)۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا وہ بالکل سامنے ہے اور اس کو دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مردوں کی فہرست میں شمار کیا کر (زندوں میں اپنے کو سمجھ ہی نہیں کہ پھر نہ کسی بات کی خوشی نہ کسی بات سے رنج) اور مظلوم کی بددعا سے اپنے کو بچا اور جو تو اتنی بھی طاقت رکھتا ہو کہ زمین پر گھسٹ کر عشاء اور صبح کی جماعت

Marfat.com

میں شریک ہو سکے تو دریغ نہ کر۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ منافقوں پر عشاء اور صبح کی نماز بہت بھاری ہے اگر ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ جماعت میں کتنا ثواب ہے تو زمین پر گھسٹ کر جاتے اور جماعت سے ان کو پڑھتے۔ (ترغیب)

چالیس دن باجماعت نماز کا اجر

مسلمانوں میں باجماعت نماز کو فروغ دینے کے لیے ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے چالیس دن نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید کی اور اس کے اثرات یہ بیان کیے کہ دوزخ اور نفاق سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے۔ مراد اس سے یہ ہے کہ جو شخص چالیس دن تک توجہ سے نماز باجماعت قائم کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کی عادت میں جماعت سے نماز پڑھنا داخل ہو جائے گا تا کہ مسلمانوں میں ہمیشہ نماز باجماعت کی عادت راسخ ہو جائے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يُّدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى كُتِبَ لَهٗ بَرَآءَتَانِ بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَآءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے لیے نماز پڑھی چالیس دن جماعت میں اس طرح کہ پاوے تکبیر اولیٰ لکھی جاتی ہیں اس کے لیے دو خلاصیاں۔ ایک دوزخ کی آگ سے اور دوسری خلاصی نفاق سے۔ (جامع ترمذی)

جو اس طرح چالیس دن اخلاص سے نماز پڑھے کہ شروع سے امام کے ساتھ شریک ہو اور نماز شروع کرنے کی تکبیر جب امام کہے تو اسی وقت یہ بھی نماز میں شریک ہو جائے تو وہ شخص نہ جہنم میں داخل ہوگا نہ منافقوں میں داخل ہوگا۔ منافق وہ لوگ کہلاتے ہیں جو اپنے کو مسلمان ظاہر کریں لیکن دل میں کفر رکھتے ہوں اور چالیس دن کی خصوصیت بظاہر اس وجہ سے ہے کہ حالات کے تغیر میں چالیس دن کو خاص دخل ہے چنانچہ آدمی کی پیدائش کی ترتیب جس حدیث میں آئی ہے اس میں بھی چالیس دن تک نطفہ رہنا پھر گوشت کا ٹکڑا چالیس دن تک' اسی طرح چالیس چالیس دن میں اس کا تغیر ذکر فرمایا ہے اسی وجہ سے صوفیا کے یہاں چلہ بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کی برسوں بھی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوتی۔

Marfat.com

جماعت میں شامل ہونے کی تاکید

اگر کوئی شخص مسجد میں موجود ہو اور اسی دوران اذان ہو جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھے۔

عَنْ اَبُوْھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کُنْتُمْ فِی الْمَسْجِدِ فَنُوْدِیَ بِالصَّلٰوۃِ فَلَا یَخْرُجْ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُصَلِّیَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ جس وقت کہ ہو تم مسجد میں اذان دی جاوے نماز کی، نہ نکلے ایک تمہارا یہاں تک کہ نماز پڑھے (مسند امام احمد)

نمازوں کی جماعت میں شامل ہونے کا اجر

نماز فجر اور عشاء کی جماعت میں شامل ہونے کے لیے خصوصی تاکید کی گئی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں وقت لوگوں کے آرام اور سونے کے ہوتے ہیں اور ان اوقات میں نماز باجماعت طبیعت پر گراں معلوم ہوتی ہے اس لیے ان نمازوں کو باجماعت ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور ان کا اجر بہت زیادہ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ جس شخص نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی تو اس نے گویا آدھی رات عبادت کی اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے ادا کی تو اس نے گویا ساری رات عبادت کی۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا صَلٰوۃَ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کھڑی کی جاوے نماز، کوئی نماز نہیں مگر فرضی ہی۔ (صحیح مسلم)

ایک سے زائد آدمیوں کی جماعت

ایک سے زائد آدمیوں کو نماز باجماعت قائم کرنی چاہیے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب دو آدمی ہوں تو انہیں جماعت قائم کرنی چاہیے اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

Marfat.com

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ثَلٰثَۃٍ فِیْ قَرْیَۃٍ وَّلَا بَدْوٍ لَّا تُقَامُ فِیْھِمُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطَانُ فَعَلَیْکَ بِالْجَمَاعَۃِ فَاِنَّمَا یَاْکُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِیَۃَ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں تین شخص بستی میں اور نہ جنگل میں کہ نہ جماعت کی جاوے ان میں نماز مگر تحقیق غالب ہوتا ہے ان پر شیطان۔ پس لازم کر اپنے پر جماعت کو سوائے اس کے نہیں کہ کھاتا ہے بھیڑیا اس بکری کو جو ریوڑ سے دور رہے۔ (سنن ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں بیان ہوا ہے کہ جب دو آدمی ہوں تو انہیں جماعت ہی سے نماز ادا کرنی چاہیے اور وہ حدیث یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اثْنَانِ فَمَا فَوْقَھُمَا جَمَاعَۃٌ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو (۲) یا دو (۲) سے زیادہ جماعت ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

تو ان دونوں حدیثوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب بھی ایک آدمی سے زائد آدمی ہوں تو جماعت سے نماز ادا کرنی چاہیے۔

جماعت میں شامل ہونے کا صلہ

قیامت میں جماعت میں شامل ہونے کا اجر نور کی صورت میں ملے گا اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں مسجدوں میں بکثرت جاتے رہتے ہیں۔ ان کو قیامت کے دن کے پورے پورے نور کی خوشخبری سنا دے۔

ایک حدیث میں ہے کہ وہ قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے اور بے فکر ہوں گے اور لوگ

Marfat.com

گھبراہٹ میں ہوں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن ارشاد فرمائیں گے کہ میرے پڑوسی کہاں ہیں۔ فرشتے عرض کریں گے کہ آپ کے پڑوسی کون ہیں؟ ارشاد ہوگا کہ مسجدوں کو آباد کرنے والے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں اور سب میں زیادہ ناپسند بازار ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ مسجدیں جنت کے باغ ہیں (جامع الصغیر) ایک صحیح حدیث میں وارد ہے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جس شخص کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے تو اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دو (جامع الصغیر) اس کے بعد اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ (توبہ: ۱۸) یہ آیت تلاوت فرمائی یعنی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ مشقت کے وقت وضو کرنا اور مسجد کی طرف قدم اٹھانا اور نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنا گناہوں کو دھو دیتا ہے۔ (جامع الصغیر) ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص جتنا مسجد سے دور ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب ہوگا۔ (جامع الصغیر) اس کی وجہ یہی ہے کہ ہر ہر قدم پر اجر و ثواب ہے اور جتنی دور مسجد ہوگی اتنے ہی قدم زیادہ ہوں گے اسی وجہ سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے تھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر لوگوں کو ان کا ثواب معلوم ہو جائے تو لڑائیوں سے ان کو حاصل کیا جائے۔ ایک اذان کہنا' دوسری جماعت کی نمازوں کے لیے دوپہر کے وقت جانا' تیسری پہلی صف میں نماز پڑھنا (جامع الصغیر) ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جب ہر شخص پریشان حال ہوگا اور آفتاب نہایت تیزی پر ہوگا۔ سات آدمی ایسے ہوں گے جو اللہ کی رحمت کے سایہ میں ہوں گے ان میں ایک شخص وہ بھی ہوگا جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے کہ جب کسی ضرورت سے باہر آئے تو پھر مسجد میں جانے کی خواہش ہو۔ ایک حدیث میں وارد ہے' جو شخص مسجد سے الفت رکھتا ہے اللہ جل شانہ' اس سے الفت فرماتے ہیں۔ (جامع الصغیر)

جماعت کی نیت سے مسجد میں جانے کا ثواب

جو شخص جماعت میں شامل ہونے کی نیت سے مسجد میں جائے اور اس کے جانے سے پہلے جماعت ہوگئی ہو تو اسے جماعت کا ثواب ملے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلُّوْا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مِثْلَ اَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا لَا یَنْقُصُ

Marfat.com

ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ (سنن نسائی)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کے لیے جائے اور وہاں پہنچ کر معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی تو بھی اس کو جماعت کی نماز کا ثواب ہوگا اور اس ثواب کی وجہ ان لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی جنہوں نے جماعت سے نماز پڑھی ہے۔

دو آدمیوں کی جماعت کی قبولیت

دو آدمی اگر مل کر جماعت کی صورت میں نماز پڑھیں تو انہیں پوری طرح جماعت میں شامل ہونے کا ثواب ملے گا۔

عَنْ قُبَاثِ بْنِ اَشْیَمَ اللَّیْثِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الرَّجُلَیْنِ یَؤُمُّ اَحَدُھُمَا صَاحِبَہٗ اَزْکٰی عِنْدَاللّٰہِ مِنْ صَلٰوۃِ اَرْبَعَۃٍ تَتْرٰی وَصَلٰوۃُ اَرْبَعَۃٍ اَزْکٰی عِنْدَاللّٰہِ مِنْ صَلٰوۃِ ثَمَانِیَۃٍ تَتْرٰی وَصَلٰوۃُ ثَمَانِیَۃٍ یَؤُمُّھُمْ اَحَدُھُمْ اَزْکٰی عِنْدَاللّٰہِ مِنْ صَلٰوۃِ مِائَۃٍ تَتْرٰی۔

نبی اکرم ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ دو آدمیوں کی جماعت کی نماز کہ ایک امام ہو ایک مقتدی اللہ کے نزدیک چار آدمیوں کی علیحدہ علیحدہ نماز سے زیادہ پسندیدہ ہے اس طرح چار آدمیوں کی جماعت آٹھ آدمیوں کی متفرق نماز سے زیادہ محبوب ہے اور آٹھ آدمیوں کی جماعت کی نماز سو آدمیوں کی متفرق نمازوں سے بڑھی ہوئی ہے ایک دوسری حدیث میں ہے اس طرح جتنی بڑی جماعت میں نماز پڑھی جائے گی وہ اللہ کو زیادہ محبوب ہے مختصر جماعت سے۔ (طبرانی شریف)

جان بوجھ کر مسجد کی جماعت ترک کر کے یہ خیال کرنا کہ دو چار آدمی مل کر گھر دوکان وغیرہ پر جماعت کرلیں وہ کافی ہے اول تو اس میں مسجد کا ثواب شروع ہی سے نہیں ہوتا دوسرے کثرت جماعت کے ثواب سے بھی محرومی ہوتی ہے مجمع جتنا زیادہ گا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے واسطے ایک کام کرنا ہے تو پھر جس طریقہ میں اس کی خوشنودی زیادہ ہو اسی طریقہ سے کرنا چاہیے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ تین چیزوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں ایک جماعت کی صف کو، ایک شخص کو جو آدھی رات (تہجد) کی نماز پڑھ رہا ہو، تیسرے اس شخص کو جو کسی لشکر کے ساتھ لڑ رہا ہو۔ (جامع الصغیر)

Marfat.com

نماز باجماعت بہترین سنتوں سے ہے

جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا حضور ﷺ کی بہترین سنتوں سے ہے البتہ سنتیں وغیرہ گھر پر پڑھ لینا بھی سنت ہے اس لئے باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُنَا وَمَا یَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوۃِ اِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُہٗ اَوْ مَرِیْضٌ اِنْ کَانَ الْمَرِیْضُ لَیَمْشِیْ بَیْنَ رَجُلَیْنِ حَتّٰی یَاْتِیَ الصَّلٰوۃَ وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْھُدٰی وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْھُدٰی الصَّلٰوۃُ فِی الْمَسَاجِدِ الَّذِیْ یُؤَذَّنُ فِیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّلْقَی اللّٰہَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْیُحَافِظْ عَلٰی ھٰذِہِ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ حَیْثُ یُنَادٰی بِھِنَّ فَاِنَّ اللّٰہَ شَرَعَ لِنَبِیِّکُمْ سُنَنَ الْھُدٰی وَلَوْ اَنَّکُمْ صَلَّیْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ کَمَا یُصَلِّیْ ھٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِیْ بَیْتِہٖ لَتَرَکْتُمْ سُنَّۃَ نَبِیِّکُمْ وَلَوْ تَرَکْتُمْ سُنَّۃَ نَبِیِّکُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ یَتَطَھَّرُ فَیُحْسِنُ الطُّھُوْرَ ثُمَّ یَعْمِدُ اِلٰی مَسْجِدٍ مِّنْ ھٰذِہِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ خَطْوَۃٍ حَسَنَۃً وَرَفَعَہٗ بِھَا دَرَجَۃً وَحَطَّ عَنْہُ بِھَا سَیِّئَۃً وَلَقَدْ رَاَیْتُنَا وَمَا یَتَخَلَّفُ مِنْھَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَّعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ کَانَ الرَّجُلُ یُؤْتٰی بِہٖ یُھَادٰی بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ حَتّٰی یُقَامَ فِی الصَّفِّ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں بیشک ہم نے یہ جان لیا کہ نماز باجماعت سے سوائے منافق کے اور کوئی روگردانی نہیں کرتا جس کا نفاق ظاہر ہوگیا ہو یا مرض کی وجہ سے حالانکہ ہم میں سے بیمار بھی دو آدمیوں کے سہارے نماز کے لئے آتا تھا۔ راوی فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے ہمیں ہدایت کے طریقے تعلیم فرمائے اور ان میں سے ایک طریقہ ان مساجد میں نماز باجماعت ہے جہاں اذان پڑھی جاتی ہے اور ایک روایت کے مطابق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ کل وہ اللہ سے اس طرح ملاقات کرے کہ اس کا ایمان کامل ہو تو وہ پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کرے جبکہ اس کو اس (نماز) کے لئے بلایا جائے۔ کیونکہ اللہ نے نبی کریم ﷺ کو ہدایت کرنے کے لئے راستہ متعین فرمادیا ہے اور یہ باجماعت نمازیں تمھارے لئے ہدایت کا راستہ ہیں۔ اگر تم اپنے گھروں میں اس پیچھے رہنے والے کی طرح نماز پڑھو گے تو اپنی نبی کی سنت کو ترک کرو گے اور نبی کی سنت کے ترک سے گمراہی اختیار کرو گے اور نہیں کوئی

Marfat.com

شخص جو اچھی طرح طہارت حاصل کر کے مساجد میں سے کسی مسجد کا قصد کرے تو اس کے ہر قدم پر اللہ کی نیکی لکھواتا ہے ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور ایک گناہ اس کے نامہ اعمال سے مٹایا جاتا ہے اور بیشک ہمیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ نماز باجماعت سے سوائے منافق کے اور کوئی پیچھے نہیں رہتا ہے جس کا نفاق ظاہر ہوتا ہے اور ایسا شخص بھی نماز باجماعت کے لئے حاضر ہوتا ہے جو دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں آتا ہے اور صف میں کھڑا ہوتا ہے۔ (مسلم شریف)

ترک جماعت پر رسول اکرم ﷺ کا اظہار ناراضگی

رسول اکرم ﷺ کو اپنی امت کے حال پر بہت شفقت ہے ہر معاملے میں آپ ﷺ اپنے صحابہ سے بڑی نرمی اور پیار کا رویہ اختیار کرتے لیکن جماعت چھوڑنے والوں کو آپ ﷺ نے قطعاً ناپسند کیا ہے۔ بلکہ بعض اوقات آپ نے جماعت میں شامل نہ ہونے والوں سے شدید ناراضگی کا اظہار کیا ہے کیونکہ اس کے قائم نہ ہونے سے اسلام کی اجتماعیت مجروح ہوتی ہے اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ جو لوگ جماعت میں آ کر شامل نہیں ہوتے' ان کے گھروں کو جلا دوں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَیُؤَذَّنُ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَیَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ وَّفِیْ رِوَایَةٍ لَّا یَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ یَجِدُ عَرْقًا سَمِیْنًا اَوْ مِرْمَاتَیْنِ حَسَنَتَیْنِ لَشَهِدَ الْعِشَآءَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تحقیق قصد کیا میں نے یہ کہ حکم کروں لکڑیوں کو جمع کرنے کا' لکڑیاں جمع کی جائیں پھر حکم کروں میں اذان کہنے کا' اذان دی جائے پھر حکم کروں میں ایک شخص کو کہ امامت کرے لوگوں کی پھر جاؤں میں لوگوں کی طرف۔ ایک روایت میں ہے کہ ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے' جلا دوں میں ان پر ان کے گھر' اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایک ان کا جانے کا پاوے گا ہڈی گوشت کی موٹی بلکہ دو کھر گائے یا بکری کے اچھے البتہ حاضر ہوں وہ نماز عشاء میں۔ (بخاری شریف۔ مسلم شریف)۔

Marfat.com

ذرا مقام غور ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو اپنی امت سے حد درجے کا پیار ہوتے ہوئے بھی اپنی امت کا یہ فعل پسند نہیں کہ کوئی مسجد کو چھوڑ کر گھر میں نماز پڑھے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ منافقانہ روش اختیار کی اور ان کی یہ روش ان کے جماعت میں حاضر نہ ہونے سے پہچانی جاتی۔ کیونکہ منافقین صبح اور عشاء کی جماعت میں حاضر نہ ہوتے تھے اور ان کا یہ فعل رسول اکرم ﷺ کو ناپسند تھا' تو رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو تاکید کی کہ جماعت میں شامل نہ ہونے سے منافقانہ روش کی پیروی ہوتی ہے لہٰذا اس سستی کو چھوڑ دیا جائے اور جماعت میں وقت پر پہنچا جائے۔

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الصُّبْحَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اَشَاهِدٌ فُلَانٌ قَالُوْا لَا قَالَ اَشَاهِدٌ فُلَانٌ قَالُوْا لَا قَالَ اِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلٰوتَيْنِ اَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَيْتُمُوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ وَاِنَّ الصَّفَّ الْاَوَّلَ عَلٰى مِثْلِ صَفِّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيْلَتُهٗ لَابْتَدَرْتُمُوْهُ وَاِنَّ صَلٰوةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ اَزْكٰى مِنْ صَلٰوتِهٖ وَحْدَهٗ وَصَلٰوتُهٗ مَعَ الرَّجُلَيْنِ اَزْكٰى مِنْ صَلٰوتِهٖ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا كَثُرَ فَهُوَ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی ایک دن صبح کی پس جب سلام پھیرا کہا فلاں حاضر ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ نہیں' فرمایا کیا فلاں حاضر ہے عرض کی صحابہ نے کہ نہیں۔ فرمایا تحقیق یہ دونوں نمازیں منافقوں پر بہت گراں ہوتی ہیں اگر تم جانتے کیا ثواب ہے ان دونوں کا تو آتے تم اگرچہ گھٹنوں پر' تحقیق پہلی صف فرشتوں کی مانند ہے اگر جانتے تم کیا ثواب ہے اس کا البتہ جلدی کرتے تم اس میں پہنچنے کے لیے۔ تحقیق ایک آدمی کی نماز ساتھ ایک آدمی کے' زیادہ ثواب رکھتی ہے اکیلے کی نماز سے اور اس کی دو شخصوں کے ساتھ نماز زیادہ ثواب رکھتی ہے ایک شخص کے ساتھ نماز پڑھنے سے اور جس قدر زیادہ ہوں پس وہ زیادہ محبوب ہے اللہ کی طرف۔ (سنن ابوداؤد۔ سنن نسائی)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے قصداً جماعت کو ترک نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایسا کرنے کو نبی کریم ﷺ نے پسند نہیں کیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ

Marfat.com

يَمْنَعُهُ مِنْ اِتِّبَاعِهٖ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ اَوْمَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلٰوةُ الَّتِیْ صَلّٰی۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اذان کی آواز سنے اور بلا کسی عذر کے نماز کو نہ جائے (وہیں پڑھ لے) تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ عذر سے کیا مراد ہے۔ ارشاد ہوا کہ مرض ہو یا کوئی خوف ہو۔ (سنن ابوداؤد)

قبول نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس نماز پر جو ثواب اور انعام حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ہوتا وہ نہ ہوگا۔ گو فرض ذمہ سے اتر جائے گا اور یہی مراد ہے ان حدیثوں سے جن میں آیا ہے کہ اس کی نماز نہیں ہوتی اس لیے کہ ایسا ہونا بھی کچھ ہونا ہوا جس پر انعام واکرام نہ ہوا۔ یہ ہمارے امام کے نزدیک ہے ورنہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی ایک جماعت کے نزدیک ان احادیث کی بنا پر بلا عذر جماعت کا چھوڑنا حرام ہے اور جماعت سے پڑھنا فرض ہے حتیٰ کہ بہت سے علماء کے نزدیک نماز ہوتی ہی نہیں حنفیہ کے نزدیک اگرچہ نماز ہو جاتی ہے مگر نماز کے چھوڑنے کا مجرم تو ہو ہی جائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں یہ بھی نقل کیا گیا کہ اس شخص نے اللہ کی نافرمانی کی اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو شخص اذان کی آواز سنے اور جماعت سے نماز نہ پڑھے نہ اس نے بھلائی کا ارادہ کیا نہ اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اذان کی آواز سنے اور جماعت میں حاضر نہیں ہو اس کے کان پگھلے ہوئے سیسے سے بھر دیئے جاویں یہ بہتر ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الْجَفَاءُ كُلَّ الْجَفَاءِ وَالْكُفْرِ وَالنِّفَاقِ مَنْ سَمِعَ مُنَادِیَ اللّٰهِ يُنَادِیْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَلَا يُجِيْبُهٗ۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ سراسر ظلم ہے اور کفر ہے اور نفاق ہے اس شخص کا فعل جو اللہ کے منادی (یعنی موذن) کی آواز سنے اور نماز کو نہ جائے۔ (مسند امام احمد۔ طبرانی شریف)

کتنی سخت وعید اور ڈانٹ ہے اس حدیث پاک میں کہ اس کی حرکت کو کافروں کا فعل اور منافقوں کی حرکت بتایا ہے کہ گویا مسلمان سے یہ بات ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ آدمی کی بدبختی اور بدنصیبی کے لیے یہ کافی ہے کہ موذن کی آواز سنے اور نماز کو نہ جائے۔ سلیمان رضی اللہ عنہ بن ابی حثمہ جلیل القدر لوگوں میں تھے۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر حضور ﷺ سے روایت سننے کی نوبت

Marfat.com

کم عمری کی وجہ سے نہیں آئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بازار کا نگران بنا رکھا تھا۔ ایک دن اتفاق سے صبح کی نماز میں نہیں تھے۔ والدہ نے کہا رات بھر نفلوں میں مشغول رہا نیند کے غلبہ سے آنکھ لگ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں صبح کی جماعت میں شریک ہوں یہ مجھے اس سے پسندیدہ ہے کہ رات بھر نفل پڑھوں۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَامِنْ ثَلٰثَةٍ فِيْ قَرْيَةٍ وَّلَابَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلٰوةُ اِلَّا اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَاِنَّمَا يَاكُلُ الذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ الْقَاصِيَةَ.

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں باجماعت نماز نہ ہوتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے اس لئے جماعت کو ضروری سمجھو۔ بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے اور آدمیوں کا بھیڑیا شیطان ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کھیتی باڑی میں مشغول رہتے ہیں اگر تین آدمی ہوں تو ان کو جماعت سے نماز پڑھنا چاہیے بلکہ دو کو بھی جماعت سے پڑھنا اولیٰ ہے۔ کسان عام طور سے اوّل تو نماز پڑھتے ہی نہیں کہ ان کے لئے کھیتی کی مشغولی اپنے نزدیک کافی عذر ہے اور جو بہت دیندار سمجھے جاتے ہیں وہ بھی اکیلے ہی پڑھ لیتے ہیں حالانکہ اگر چند کھیت والے بھی ایک جگہ جمع ہو کر پڑھیں تو کتنی بڑی جماعت ہو جائے اور کتنا بڑا ثواب حاصل کریں۔ چار پیسے کے واسطے سردی، گرمی، دھوپ، بارش سب سے بے نیاز ہو کر دن بھر مشغول رہتے ہیں لیکن اتنا بڑا ثواب ضائع کرتے ہیں اور اس کی کچھ بھی پراوہ نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ لوگ اگر جنگل میں جماعت سے نماز پڑھیں تو اور بھی ثواب کا سبب ہوتا ہے حتیٰ کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ پچاس نمازوں کا ثواب ہو جاتا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی بکریاں چرانے والا کسی پہاڑ کی جڑ میں (یا جنگل میں) اذان کہتا ہے اور نماز پڑھنے لگتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس سے بے حد خوش ہوتے ہیں اور تعجب و تفاخر سے فرشتوں سے فرماتے ہیں۔ دیکھو جی میرا بندہ اذان کہہ کر نماز پڑھنے لگا۔ یہ سب میرے ڈر کی وجہ سے کر رہا ہے میں نے اس کی مغفرت کر دی اور جنت کا داخلہ طے کر دیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

فضائل مسجد

اسلام میں مساجد کو بہت زیادہ عظمت اور احترام حاصل ہے۔ کیونکہ مساجد کو بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر ہونے کی وجہ سے ایسی فضیلت اور برتری حاصل ہے جو دوسرے مقامات کو حاصل نہیں۔ مساجد کے فضائل کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

(۱) اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ○

اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔

(توبہ:۱۸)

(۲) يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ○

اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ، اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔ (اعراف:۳۱)

(۳) قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ط كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ○

تم فرماؤ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور اپنے منہ سیدھے کرو ہر نماز کے وقت اور اسکی عبادت کرو، نرے اس کے بندے ہوکر، جیسے اس نے تمہارا آغاز کیا ویسے ہی پلٹو گے۔

(اعراف:۲۹)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ مساجد کی تکریم و تعظیم کرنا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔

احادیث میں مساجد کے بیشمار فضائل بیان ہوئے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

Marfat.com

۱۔ مساجد بہترین جگہوں میں سے ہیں

مساجد بہترین جگہ ہیں۔ کیونکہ غلاموں کے لیے بہترین جگہ وہی ہوتی ہے جسے مالک پسند کرے لہٰذا ہم اپنے مالک کے غلام ہیں اور ہمیں بھی مساجد کو اتنا اچھا اور بہترین جاننا چاہیئے جتنا کہ اللہ نے حکم دیا ہے یاد رہے کہ آقا کے نزدیک بہترین جگہ وہی ہوتی ہے جہاں اس کا تذکرہ ہو، لہٰذا مساجد میں ہر وقت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اس لیے مساجد بہترین جگہوں میں سے ہیں۔

عَنْ اَبِی اُمَامَةَ قَالَ اِنَّ حِبْرًا مِّنَ الْيَهُوْدِ سَالَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْبِقَاعِ خَيْرٌ فَسَكَتَ عَنْهُ وَقَالَ اَسْكُتُ حَتّٰى يَجِیْءَ جِبْرَئِيْلُ فَسَكَتَ وَجَآءَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَاَلَ فَقَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ اَسْاَلُ رَبِّیْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ثُمَّ قَالَ جِبْرَئِيْلُ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ دَنَوْتُ مِنَ اللّٰهِ دُنُوًّا مَّا دَنَوْتُ مِنْهُ قَطُّ قَالَ وَكَيْفَ كَانَ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ كَانَ بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُّوْرٍ فَقَالَ شَرُّ الْبِقَاعِ اَسْوَاقُهَا وَخَيْرُ الْبِقَاعِ مَسَاجِدُهَا . رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِيْحِهٖ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کونسی جگہ بہتر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جواب دینے سے چپ رہے اور اپنے دل میں کہا کہ میں چپ رہوں گا یہاں تک کہ جبرائیل علیہ السلام آئے آپ چپ رہے اور جبرائیل علیہ السلام آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، اس نے کہا جس سے پوچھا گیا ہے اس کو پوچھنے والے سے زیادہ علم نہیں لیکن میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے سوال کروں گا پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ کے اس قدر نزدیک ہوں کہ آج تک کبھی اتنا نزدیک نہیں ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے جبریل علیہ السلام! کہا میرے اور اس کے درمیان ستر ہزار نور کے پردے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بدترین جگہیں بازار ہیں، اور بہترین جگہیں مسجدیں ہیں۔ روایت کیا اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔

۲۔ مساجد جنت کے باغ ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کو جنت کے باغوں سے کہا ہے۔ کیونکہ جنت کے باغوں میں سکون

Marfat.com

راحت، سکھ چین ہوگا اور اس راحت کے سبب انسان اللہ کا شکر گزار ہوگا تو ایسے ہی انسان اگر سچے دل سے مساجد میں جا کر نماز پڑھے تو وہ سکون حاصل ہوتا ہے جو دولت میں نہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَامَرَرْتُم بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَارِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قِیْلَ وَمَاالرَّتْعُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اللّٰهُ اَکْبَرُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں کے پاس سے گزرو پس میوہ کھاؤ، کہا گیا اللہ کے رسول! جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا مساجد، کہا گیا اور میوہ کھانا کیا ہے اے اللہ کے رسول! فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ۔ (جامع ترمذی)

۳۔ مساجد اللہ کا پسندیدہ مقام ہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مکانوں میں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب مساجد ہیں جیسا کہ بندوں میں جو شخص اللہ کو زیادہ یاد کرتا ہے۔ وہ اس کا محبوب بندہ بن جاتا ہے ویسے ہی وہ جگہ جس جگہ پر اللہ کا بندہ بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتا ہے وہ جگہ بھی اللہ کے نزدیک محبوب بن جاتی ہے، مساجد چونکہ لوگ اللہ کی عبادت اور ذکر کرتے ہیں اس لیے اللہ کو مساجد بہت محبوب ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَ اَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکانوں میں سے سب سے زیادہ محبوب اللہ کی طرف مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ برے مکانوں میں سے اللہ کے نزدیک بازار ہیں (مسلم شریف)

۴۔ مساجد کی طرف لگاؤ رکھنے کا اجر

مسجد سے لگاؤ اور دلچسپی رکھنا بھی اللہ کے ہاں ایک مقبول فعل ہے یعنی بندوں نے نماز بہر حال مسجد میں پڑھنی ہی ہے لیکن ان میں وہ شخص جو مسجد سے زیادہ محبت اور الفت رکھتا ہو اس کا دل ہر وقت مسجد کے

Marfat.com

کاموں کی طرف ہو تو ایسا شخص اللہ کو بہت اچھا لگتا ہے اور قیامت کے روز ایسے شخص کو اللہ کی خاص قربت حاصل ہوگی اور یہ قربت اللہ کے سایے کی صورت میں حاصل ہوگی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَّ شَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّ جَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات شخص ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے سایہ میں رکھے گا کہ اس دن اس کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہوگا۔ امام عدل کرنے والا اور جوان آدمی کہ اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں خرچ کرے اور وہ شخص کہ اس کا دل مسجد کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ جب اس سے نکل جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی طرف پھر آئے۔ اور دو شخص کہ محبت رکھتے ہیں اللہ کے لیے اس پر اکٹھے ہوں اور اس پر جدا ہوتے ہوں اور ایک وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ کی یاد کرتا ہے پس اس کی آنکھیں بہہ پڑتی ہیں اور ایک وہ آدمی کہ اس کو ایک صاحب حسب و جمال عورت اپنی طرف بلاتی ہے وہ کہتا ہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور ایک وہ آدمی جو اللہ کے لیے صدقہ کرتا ہے اس کو چھپاتا ہے یہاں تک کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔ (بخاری شریف)

۵۔ دور سے مسجد میں آنے کا ثواب

وہ لوگ جو دور سے چل کر مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے آتے ہیں، ان کو نزدیک والوں سے زیادہ ثواب ملے گا۔ کیونکہ یہ بھی احترام مسجد میں شامل ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ فَاَبْعَدُهُمْ مَمْشًی وَّالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَنَامُ.

Marfat.com

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں بڑا، از روئے ثواب کے وہ شخص ہے جوان کا دور کا ہے پس دور کا ہے از روئے چلنے کے اور جو شخص انتظار کرتا ہے نماز کی یہاں تک کہ امام کے ساتھ پڑھتا ہے اس کو زیادہ ثواب ہے بہ نسبت اس شخص کے جو نماز پڑھے اور سورہے۔ (بخاری شریف)

۶۔ خدمت مسجد دلیل ایمان ہے

مسجد کی دیکھ بھال کرنا، اس کی خبر گیر کرنا، اس کی مرمت کروانا اس میں نماز ادا کرنا، اس میں ذکر الٰہی میں مصروف رہنا انسان کی صاحب ایمان ہونے کی دلیل ہے کیونکہ جس کے ایمان میں جتنی زیادہ استقامت ہوگی وہ ہر وہ کام کرنے کی کوشش کرے گا جس سے اللہ راضی ہو تو مساجد کی خدمت سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، اللہ ہر مسلمان کو مسجد کی خدمت کی توفیق دے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَتَعَاھَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْھَدُوْا لَہٗ بِالْاِیْمَانِ فَاِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ مسجد کی خبر گیر کرتا ہے اس کے ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن کے ساتھ ایمان لایا۔
(جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی)

۷۔ مسجد میں جانا مثل مہمانی جنت ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ جو شخص دن کے پہلے حصے میں یا پچھلے حصے میں خلوص دل کے ساتھ مسجد میں جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے مہمانی تیار کرتا ہے یعنی مسجد میں جانا گویا ضیافت خانے میں جانا ہے اور اللہ تعالیٰ وہاں آنے والوں کو اپنی عطا سے محروم نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ اللہ کریم کی شان کے خلاف ہے کہ اس کے گھر آنے والے محروم رہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ

Marfat.com

اَوْ رَاحَ اَعَدَّاللّٰہُ لَہٗ نُزُلَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ کُلَّمَا غَدَآ اَوْ رَاحَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اول روز یا آخر روز مسجد کی طرف گیا اللہ تعالیٰ اس کی مہمانی جنت میں تیار کرتا ہے۔ جب بھی صبح صبح جاتا ہے یا پچھلے پہر۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

آدابِ مسجد

مسجد اللہ کا گھر ہے اور مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے اسے اللہ کے ہاں دوسرے مقامات کی نسبت برتری حاصل ہے جو عام جگہوں کو حاصل نہیں۔ اس لئے اسلام میں مساجد کو بہت زیادہ اہمیت اور عظمت حاصل ہے۔ مساجد کی تکریم و تعظیم کرنا اہل ایمان کا شیوہ ہے شریعت کی رو سے آدابِ مسجد مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ مسجد میں داخل ہونے کا سنت طریقہ

مساجد میں داخل ہونے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ مسجد کے دروازے پر جوتے اتاریں اور اس کے بعد پہلے دایاں قدم اندر رکھیں اور پھر بایاں قدم رکھیں اور داخلہ کے وقت حضور ﷺ کی بتائی ہوئی دعا پڑھیں۔ ایسے ہی مسجد سے نکلتے وقت نکلنے کی دعا پڑھیں اور پہلے بایاں قدم باہر رکھیں۔ اور پھر دایاں قدم۔ حضور ﷺ کے اس طریقہ سے مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے پر از حد ثواب اور اجر ملے گا۔ مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی مسنون دعا یہ ہے:۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت ایک تمھارا مسجد میں داخل ہو پس چاہئے کہ کہے:۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

ترجمہ: اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے

اور جس وقت نکلے پس چاہئے کہ کہے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

ترجمہ: اے اللہ بیشک میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔ (مسلم شریف)

Marfat.com

۲۔ مساجد میں مؤدب رہنا

مؤدب ہو کر مساجد میں جانا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ گھر سے جب مسجد کی طرف جائیں تو نگاہوں کو نیچا رکھیں۔ کسی قسم کی غیر اخلاقی حرکت نہ کریں اور دل میں عاجزی اور گریہ زاری کے ساتھ اللہ کے گھر میں جائیں تا کہ اللہ راضی ہو، اکثر بزرگان دین کا یہی معمول رہا ہے کہ وہ بڑے ادب کے ساتھ مساجد میں جایا کرتے تھے۔ مساجد میں جانے کا بہت اجر ہے۔ مسجد میں داخل ہو کر پہلے سے موجود لوگوں کو سلام کرنا چاہئے۔ حضور ﷺ نے مساجد میں جانے کی فضیلت یوں بیان فرمائی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ کُلَّمَا غَدَا اَوْرَاحَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو صبح کو اول دن میں آیا آخر دن میں مسجد میں گیا اللہ تعالیٰ اس کی مہمانی جنت میں کرے گا صبح کے وقت یا آخر دن میں (یعنی جس وقت بھی وہ مسجد میں گیا ہو)۔ (بخاری شریف)

ناپاک لباس پہن کر یا کوئی ناپاک چیز لے کر مسجد میں جانا منع ہے۔ ایسے ہی ناپاک جسم کے ساتھ بھی مسجد میں جانا اچھا نہیں۔ ضرورت کے بغیر مسجد کی چھت پر نہیں چڑھنا چاہیے۔ مسجد میں چھوٹے بچوں کو ساتھ نہ لے جائیں جو مسجد کے احترام کا شعور نہ رکھتے ہوں۔ جن کے پیشاب یا پاخانہ کرنے کا ڈر ہو۔

۳۔ مسجد کے مقصد کا مدنظر رکھنا

مسجد کا سب سے اہم اور بنیادی ادب یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہو کر ثواب کی نیت سے دو رکعت نفل تحیۃ المسجد پڑھیں۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا اکثر معمول تھا کہ آپ مسجد میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے تحیۃ المسجد کے دو نفل ادا کرتے۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ تحیۃ المسجد کے نوافل کی ادائیگی دل میں خلوص اور لگن پیدا کرتی ہے لہٰذا جو شخص تحیۃ المسجد کے نوافل کو اپنے معمول میں شامل کرے اس کا دل عبادت کی طرف مائل رہنے لگے گا۔

حضور ﷺ کا طریقہ کار بھی یہی تھا کہ آپ جب مسجد میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے تحیۃ المسجد

Marfat.com

کے دو رکعت نوافل ادا فرماتے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ نفل ادا کرے۔(بخاری شریف)

۴۔ مسجد کی صفائی کا انتظام کرنا

مسجد کو صاف ستھرا رکھنا چاہئے اور اس میں اگر کوئی کوڑا کرکٹ وغیرہ ہو تو جھاڑو دے کر اسے باہر نکال دینا چاہئے صفوں کے تنکوں سے مسجد میں گند پڑتا ہے اس لئے مسجد میں روزانہ یا گاہے بگاہے جھاڑو دیتے رہنا چاہئے اور جو شخص مسجد کا خادم ہو تو اس کا فرض ہے کہ مسجد کی صفائی کرے اور ہفتہ میں ایک بار دھوئے۔ ویسے بھی اگر کوئی شخص شوق سے مسجد میں جھاڑو دے تو اسے بہت اجر ملے گا۔ مسجد کی ظاہری صفائی سے انسان کی قلبی صفائی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ صفائی کرنے کے بعد مسجد میں خوشبو پھیلانا سنت ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مسجد میں جھاڑو دینا، مسجد کو پاک صاف رکھنا، مسجد کا کوڑا کرکٹ باہر پھینکنا، مسجد میں خوشبو سلگانا، بالخصوص جمعہ کے دن مسجد کو خوشبو میں بسانا، جنت میں لے جانے والے کام ہیں۔(سنن ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مسجد کا کوڑا کرکٹ صاف کرنا حسین آنکھوں والی حور کا مہر ہے(طبرانی شریف)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ اُجُوْرُ اُمَّتِیْ حَتّٰى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اَعْظَمَ مِنْ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اَوْ اٰيَةٍ اُوْتِيْهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے میری امت کے اعمال پیش کئے گئے یہاں تک کہ اس کے بارے بھی جو کہ کوڑا یا مٹی مسجد سے کوئی نکالتا ہے اور میرے سامنے میرے امتیوں کے گناہ پیش کئے گئے لیکن اس سے بڑا گناہ میں نے نہیں دیکھا کہ

Marfat.com

کسی شخص نے ایک سورۃ یا آیت کو یاد کر کے اس کو بھلا دیا ہو۔ (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد)

۵۔ مسجد میں خرید وفروخت کی ممانعت

مسجد میں خرید وفروخت نہ کی جائے کیونکہ دنیاوی امور انسان کو یاد الٰہی اور توجہ سے ہٹاتے ہیں اس لئے مسجد میں کاروبار کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ مسجد کے اندر لین دین کرنا، خرید وفروخت کے معاملات کا طے کرنا مکروہ ہے لیکن ہبہ مکروہ نہیں ہے البتہ معتکف کے لئے بحالت مجبوری ایسا کرنا جائز ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں تجارت کو اچھا نہیں تصور کیا۔ بعض لوگ مسجد میں ٹوپیاں تسبیحاں یا کتابیں وغیرہ رکھ کر بیچتے ہیں اگر کوئی ایسا کرتا ہو تو اسے منع کریں۔ اور اسے سمجھائیں کہ مسجد کے دروازے کے باہر فروخت کرے کیونکہ فروخت کرنا مسجد میں منع ہے۔ کیونکہ خرید وفروخت سے مسجد کا تقدس پامال ہوتا ہے اس لئے حضور ﷺ نے مسجد میں خرید وفروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَّبِيْعُ اَوْ يَبْتَاعُ فِى الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ وَاِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَّنْشُدُ فِيْهِ ضَالَّةً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت تم دیکھو کسی شخص کو کہ وہ بیچتا ہے یا خریدتا ہے مسجد میں، کہو اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور اگر تم دیکھو کہ کوئی شخص اپنی گمشدہ چیز مسجد میں تلاش کر رہا ہے۔ کہو اللہ تجھ پر نہ لوٹائے۔ (ترمذی شریف)

۶۔ مسجد میں ہنسی مذاق کرنا منع ہے

مسجد میں صرف خدا کی عبادت کی جائے لہٰذا وہاں کوئی لغو بات نہ کی جائے نہ کسی کی برائی بیان کی جائے اور نہ ہی وہاں دنیا کی باتیں کی جائیں کیونکہ دنیاوی باتوں میں حسد، بغض، غیبت وغیرہ جیسی باتیں آجاتی ہیں جو آداب مسجد کے خلاف ہے۔ ایسے ہی مسجد میں شور مچانا، مذاق کرنا، دنیا کے حالات وغیرہ پر تبصرہ کرنا سب منع ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَّكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِىْ مَسَاجِدِهِمْ فِىْ اَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ

Marfat.com

فِيهِمْ حَاجَةٌ.

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کی باتیں مسجدوں میں ہوں گی دنیا کے متعلق۔ ان کے پاس نہ بیٹھو ان میں اللہ کو کچھ حاجت نہیں۔ (بیہقی، شعب الایمان)

۷۔ مسجد میں بلند آواز کسنے کی ممانعت

مسجد میں خاموشی سے بیٹھا جائے آہستہ بات کی جائے زیادہ وقت ذکر واذکار میں گزارا جائے۔ مسجد میں کسی مجبوری کے بغیر مباح گفتگو بھی درست نہیں۔ اگر کوئی ضروری بات کرنے کی ضرورت درپیش ہو تو وہ کرلیں۔ اس کے علاوہ مسجد میں بلند آوازیں کسنے کی بھی ممانعت کی گئی ہے۔ اس کے متعلق نبی اکرم ﷺ کی حدیث یہ ہے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَا وَجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد سویا ہوا تھا۔ مجھے ایک شخص نے کنکری ماری میں نے دیکھا کہ اچانک وہ عمر بن خطاب تھے۔ کہا جاؤ ان دو شخصوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں ان دونوں کو لایا پس کہا تم کن لوگوں میں سے ہو یا فرمایا تم دونوں کہاں کے ہو؟ ان دونوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ فرمایا اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔ (بخاری شریف)

۸۔ مسجد میں تھوکنے کی ممانعت

مسجد میں تھوکنا مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا مسجد کو تھوک اور رینٹ سے پاک رکھنا واجب ہے۔ اگر تھوک یا بلغم مسجد کے فرش، دیوار، یا چٹائی کے اوپر یا نیچے لگ جائے تو اسے صاف کرنا ضروری ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں تھوکنے سے منع کیا ہے بلکہ آپ ؐ نے فرمایا ہے کہ مسجد میں تھوکنا برے اعمال میں سے

Marfat.com

ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ حَسَنُھَا وَ سَیِّئُھَا فَوَجَدْتُّ فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِھَا الْاَذٰی یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ وَوَجَدْتُّ فِیْ مَسَاوِیْ اَعْمَالِھَا النُّخَاعَۃَ تَکُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر میری امت کے اعمال نیک اور برے اعمال پیش کئے گئے تو میں نے راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا نیک عملوں میں پایا ہے اور ایسے تھوکنے کو برے اعمال میں پایا جسے تھوکنے کے بعد دفن نہیں کیا جاتا۔ (مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں تھوکنا اسلامی آداب کے خلاف ہے بلکہ برے اعمال میں سے ہے۔ اس کے متعلق ایک اور حدیث ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبُصَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَۃٌ وَ کَفَّارَتُھَا دَفْنُھَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفار اسے دفن کر دینا ہے۔ (بخاری شریف)

دفن کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر مٹی یا ریت وغیرہ ہو تو اس کے نیچے چھپا دیا جائے ابوالمحاس رویانی نے اپنی کتاب ''البحر'' میں فرمایا کہ دفن کرنے سے مراد مسجد سے نکال دینا ہے لیکن مسجد کے پختہ ہونے کی صورت میں جھاڑو وغیرہ کے ساتھ اسے وہیں مل دینا جیسا کہ بعض جاہل کرتے ہیں، دفن کرنا نہیں ہے بلکہ یہ زیادہ گناہ ہے اور مسجد میں گندگی کو مزید پھیلانا ہے جو آدمی ایسا کرے اس پر لازم ہے کہ وہ اس کے بعد کپڑے یا ہاتھ وغیرہ سے صاف کر دے یا دھوڈالے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُخَامَۃً فِی الْقِبْلَۃِ فَشَقَّ ذٰلِکَ عَلَیْہِ حَتّٰی رُئِیَ فِیْ وَجْھِہٖ فَقَامَ فَحَکَّہٗ بِیَدِہٖ فَقَالَ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَامَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّمَا یُنَاجِیْ رَبَّہٗ وَ اِنَّ رَبَّہٗ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ فَلَا یَبْزُقَنَّ اَحَدُکُمْ قِبَلَ قِبْلَتِہٖ وَلٰکِنْ عَنْ یَّسَارِہٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِہٖ ثُمَّ اَخَذَ طَرَفَ رِدَآئِہٖ فَبَصَقَ فِیْہِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَہٗ عَلٰی بَعْضٍ فَقَالَ اَوْ یَفْعَلُ ھٰکَذَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار قبلہ پر رینٹھ دیکھی تو یہ

Marfat.com

بات آپ کو نا گوار معلوم ہوئی جس کا اثر چہرہ مبارک سے ظاہر ہوا آپ اٹھے اور اس کو اپنے دست مبارک سے صاف کر کے فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتو وہ اس حال سے خالی نہیں کہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور بلاشک اس کا رب اس کے اور سمت قبلہ کے درمیان ہوتا ہے لہٰذا تم میں سے کوئی سمت قبلہ کو نہ تھوکے اور یہ عمل صرف بائیں جانب یا پیروں کے نیچے کرے اس کے بعد آپؑ نے اپنی چادر میں تھوکا اور اس کو مل کر فرمایا، اس طرح کرے۔(بخاری شریف)

اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مسجد میں اگر کسی نے تھوک وغیرہ لگا دیا ہوتو اسے فوراً صاف کر دیا جائے۔ چونکہ ایسا کرنا اچھے اعمال سے ہے۔

۹۔ پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں جانے کی ممانعت

کچا پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں آنا منع ہے ایسے ہی کوئی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہیں آنا چاہئے اسی طرح حقہ سگریٹ وغیرہ پی کر بغیر منہ صاف کئے مسجد میں آنا اچھا نہیں۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ يَعْنِى الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَقَالَ مَنْ اَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ اِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ اٰكِلِيْهِمَا فَاَمِيْتُوْهُمَا طَبْخًا.

حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں درختوں کے کھانے سے منع کیا۔ یعنی لہسن اور پیاز۔ اور فرمایا جو شخص ان دونوں کو کھائے ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اور فرمایا اگر تم نے ضروری طور پر ان کو کھانا ہے تو پکا کر کھاؤ۔

(سنن ابوداؤد)

کچے لہسن اور پیاز کی چونکہ بو ہوتی ہے جو مسجد میں نازل ہونے والے رحمت کے فرشتوں کے لئے ناگوار ہوتی ہے اس لئے اسے کھا کر مسجد میں آنے سے روکا گیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس بدبودار درخت سے

Marfat.com

کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ کیونکہ فرشتے ایذا پاتے ہیں اس چیز سے جس سے انسان ایذا پاتے ہیں۔ (بخاری شریف و مسلم)

پیاز اور لہسن جب کسی سالن کے ساتھ پک جاتا ہے تو اس کی بو ختم ہو جاتی ہے لہٰذا ایسا سالن جس میں پیاز اور لہسن پڑا ہوا اور اس کی بو ظاہر نہ ہو تو کھا کر مسجد میں آنے میں کوئی حرج نہیں۔

۱۰۔ مسجد میں حلقے بنانا یعنی گروہ بندی کی ممانعت

مساجد میں گروہ بندی کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ ایک دوسرے کے خلاف گروہ بندی لڑائی جھگڑے کا پیش خیمہ بنتی ہے اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔ مسجد میں جھگڑا بری بات ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ آپس میں اختلاف نہ کرو۔ تم سے پہلے لوگ باہم اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ مسجد میں حلقہ بندی کر کے بیٹھنا منع ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِى الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَيْعِ وَالْاِشْتِرَاءِ فِيْهِ وَاَنْ يَّتَحَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فِى الْمَسْجِدِ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں شعر پڑھنے خرید و فروخت کرنے اور جمعہ کے دن مسجد میں نماز سے پہلے حلقہ باندھ کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابوداؤد)

۱۱۔ مسجد میں شعر گوئی کی ممانعت

مسجد میں دنیاوی قسم کے شعر پڑھنا جس میں محبوب مجازی کے حسن و جمال کا ذکر ہو، سخت منع ہے۔ ایسے ہی مسجد میں گانا وغیرہ بالکل نہ گایا جائے۔ گانا تو ویسے ہی خلاف اسلام ہے تو پھر اسے مسجد میں گانے سے زیادہ گناہ ہوگا۔ لہٰذا ریڈیو، ٹی وی مسجد میں رکھنا آداب مسجد کے خلاف ہے۔ البتہ مسجد میں حمد و ثناء اور نعت خوانی کی اجازت ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تعریف ہوتی ہے۔

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّسْتَقَادَ فِى الْمَسْجِدِ وَاَنْ تُقَامَ فِيْهِ الْحُدُوْدُ.

Marfat.com

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ مسجد میں قصاص لیا جائے اور یہ کہ اس میں اشعار پڑھے جائیں اور یہ کہ اس میں حدیں قائم کی جائیں۔
(سنن ابوداؤد)

۱۲۔ مسجد میں غسل اور وضو کی ممانعت

مسجد میں غسل یا وضو کرنا درست نہیں مسجد کے ساتھ جو جگہ وضو یا غسل کے لئے بنائی گئی ہو وہاں وضو کرنا چاہئے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسجد کے صحن یا مسجد کے اندر کسی جگہ پر وضو کرنا مکروہ ہے۔

ایک دفعہ میں حرم شریف میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک کالے رنگ کا بدو آیا اس کے ہاتھ میں ایک پانی کی بوتل تھی۔ اور وہ حرم شریف کے اندر ہی تہ خانے کے ایک دروازے کے قریب وضو کرنے لگ گیا۔ یہ جہالت کا نتیجہ ہے کہ لوگ مسائل نہیں سیکھتے اور وہ کام مسجد میں کر لیتے ہیں جس کا کرنا جائز نہیں۔

۱۳۔ مسجد میں کھانا اور سونا

مسجد میں کھانے پینے سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ مسجد میں کھانے پینے سے گند پڑتا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ مسجد میں کوئی چیز نہ کھائی جائے۔ بلکہ فقہاء نے مسجد میں کھانے کو مکروہ تنزیہی کہا ہے اور بدبودار چیز جیسے پیاز وغیرہ کا کھانا تو مکروہ تحریمی ہے، ایسے ہی مسجد میں سونا بھی اچھا نہیں لیکن بوقت ضرورت سونے میں کوئی حرج نہیں۔ حالت اعتکاف میں مسجد میں سونے اور کھانے پینے کی اجازت ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی مسافر ہو تو اس کے لئے مسجد میں سونا جائز ہے۔ عام لوگوں کے لئے بھی قیلولے کے طور پر دن کے وقت تھوڑا آرام کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ ہمیشہ کے لئے مسجد کو ٹھکانا بنا لینا جائز نہیں۔

۱۴۔ نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں مسجد کو بند کرنا

چونکہ مسجد خانہ خدا ہے اس لئے اس کا کھلا رہنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ جب نماز کا وقت نہ بھی ہو تو اس وقت بھی مسجد کو بند رکھنا مکروہ ہے۔ اگر سامان کے چلے جانے کا اندیشہ ہے تو مکروہ نہیں۔ اگر ایسا انتظام ہو

Marfat.com

جس سے مسجد کھلی رکھنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو تو پھر مسجد کو کھلا رکھنا بہت بہتر ہے۔

۱۵۔ مسجد میں فخر کرنے کی ممانعت

مساجد میں فخر کرنا منع ہے۔ فخر کرنے سے انسان کی عاقبت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ بلکہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ لوگ مسجدوں میں فخر کی باتیں کریں گے اس لئے فخر کرنے سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ یَّتَبَاھَی النَّاسُ فِی الْمَسَاجِدِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کی علامتوں میں سے ہے کہ لوگ مسجدوں میں فخر کریں گے۔ (نسائی شریف)

۱۶۔ مسجد میں اپنے لئے جگہ متعین کرنا

مسجد میں کسی جگہ کو اپنے لئے مخصوص کر لینا اور وہاں دوسرے کے بیٹھنے سے ناگواری محسوس کرنا منع ہے کیونکہ مسجد اللہ کا گھر ہے اس میں جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جانا چاہئے۔ بعض لوگ کپڑا رکھ کر دوسروں کے لئے جگہ رکھ لیتے ہیں۔ ایسا کرنا درست نہیں۔ ایسے ہی مسجد میں جگہ کے متعلق جھگڑا نہیں کرنا چاہئے بلکہ جہاں خالی جگہ مل جائے نماز پڑھ لینی چاہئے۔ اگر کچھ حضرات صف میں پہلے سے بیٹھے ہوں، تو بعد میں آ کر ان میں گھس کر نہ بیٹھیں کیونکہ ایسا کرنے سے جگہ تنگ ہو جائے گی اور نہ ہی کسی نمازی کے آگے سے گزریں۔

۱۷۔ مسجد میں راستہ بنا لینا درست نہیں

بغیر کسی عذر کے مسجد میں سے راستہ بنا لینا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر کوئی خاص مجبوری ہو تو مسجد میں سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مسجد کے اندر سے گزرنا کثرت سے نہ ہو تو جائز ہے۔ مگر مسجد کو راستہ بنانا یعنی اس میں سے ہو کر گزرنا جائز نہیں۔ اگر کوئی نیتاً اسے عادت بنا لے تو وہ اچھا مسلمان اور انسان نہیں۔ اگر کوئی گزرنے کی نیت سے مسجد میں چلا گیا پھر شرمندہ ہوا تو اس

Marfat.com

کو چاہئے کہ جس دروزاے سے وہ نکلنے کا ارادہ کر کے آیا تھا اسکے علاوہ کسی اور دروازے سے نکلے یاد ہیں نماز پڑھے پھر نکلے اور اگر وضو نہ ہو تو جس دروازے سے آیا تھا اسی دروازے سے واپس جائے۔
(درمختار)

۱۸۔ مسجد میں دینی علوم پڑھنا اور پڑھانا

مسجد کے اندر علوم کی تعلیم دینا، قرآن پاک پڑھنا یا پڑھانا جائز ہے۔ ایسے ہی وعظ و نصیحت کرنا اور شرعی احکامات کو جاری کرنا درست ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ جَآءَ مَسْجِدِیْ هٰذَا لَمْ يَأْتِ اِلَّا لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهٗ اَوْيُعَلِّمُهٗ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَنْ جَآءَ لِغَيْرِ ذٰلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَنْظُرُ اِلٰى مَتَاعِ غَيْرِهٖ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص میری اس مسجد میں خیر سیکھنے یا سکھانے کے لئے آئے وہ اس مجاہد کی مانند ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور جو اس کے علاوہ کسی اور کام کے لئے آئے اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو غیر کے اسباب کی طرف دیکھتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

اچھائی سیکھنے یا سکھانے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آنے کا بہت اجر ہے بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کی مانند قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد نبوی اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبر کی مسجد ہے اس لئے اس مسجد میں جانا اللہ کے ہاں بڑا درجہ رکھتا ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ ہر مسجد میں دین سیکھنے اور سکھانے کا اہتمام کرنا بہت بہتر ہے۔

۱۹۔ مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا

مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا جس سے دوسرے نمازی پریشان ہوں یا سونے والوں کی نیند اچاٹ ہو جائے اچھا نہیں ہے۔ عام حالات میں جبکہ کسی دوسرے کی عبادت میں خلل نہ پڑتا ہو تو اونچی آواز سے ذکر کرنا جائز ہے۔ بلکہ بعض اوقات بلند آواز سے عبادت کرنا افضل ہے جس سے ذاکرین کا قلب بیدار ہو۔

Marfat.com

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ ھٰذِہِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَیْءٍ مِنْ ھٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ اِنَّمَا ھِیَ لِذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ اَوْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک پیشاب اور گندگی مساجد کے مناسب نہیں مساجد تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرأت قرآن کے لیے ہیں یا جیسا کہ آپؐ نے فرمایا۔ (مسلم شریف)

۲۰۔ درجات مساجد

بعض مساجد کو عام مساجد پر ثواب کے لحاظ سے ترجیح حاصل ہے اور ان مساجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب عام مساجد سے زیادہ ہے۔ ثواب کے لحاظ سے اول نمبر خانہ کعبہ یعنی مسجد حرام، پھر مسجد نبوی، پھر مسجد قباء، پھر مسجد عائشہ، پھر جامع مسجد، پھر محلے کی مسجد، اس کے بعد شارع عام کی مسجد جہاں مؤذن اور امام نہ ہو۔ اور ان مساجد میں حدیث کے مطابق نماز با جماعت ادا کرنے کا ثواب حسب ذیل ملتا ہے:۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ فِیْ بَیْتِہٖ بِصَلٰوۃٍ وَصَلٰوتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُجَمَّعُ فِیْہِ بِخَمْسِ مِائَۃِ صَلٰوۃٍ وَصَلٰوتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ صَلٰوۃٍ وَصَلٰوتُہٗ فِی الْمَسْجِدِیْ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ صَلٰوۃٍ وَصَلٰوتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَۃِ اَلْفَ صَلٰوۃٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی نماز گھر میں ایک نماز ہے اور اس کی نماز اس کی مسجد میں جس میں جمعہ ہوتا ہے پانچ سو نماز کے برابر ہے اور اس کی نماز مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اس کی نماز میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اس کی نماز مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

(سنن ابن ماجہ)

مسجد وہ ہے جو ایک یا چند آدمی اپنی کوئی مملوکہ زمین یا مکان مسجد کے نام سے اپنی مِلک سے جدا کر دیں اور اس کا راستہ شارع عام کی طرف کھول کر مسلمانوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں۔ جب ایک مرتبہ وہاں اذان اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی جائے تو یہ جگہ مسجد ہو جائے گی۔ اگر

Marfat.com

زمین مشترک ہوتو کسی ایک کے وقف کرنے اور مسجد بنادینے سے یہ جگہ مسجد نہ ہوگی۔ جب تک تمام شرکاء بالغ ہونے کے بعد برضاورغبت مسجد بنانے کی اجازت نہ دیں۔

۲۱۔تین مسجدوں کی طرف سفر کرنے کا حکم

تین مسجدوں کی طرف سفر کرنا بہت عمدہ ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر سفر کرنا ہوتو تین مسجدوں کی طرف کرنا چاہیۓ۔ وہ تین مسجدیں، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی ہیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ ھٰذَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری یہ مسجد۔ (صحیح بخاری)

۲۲۔تعمیر مسجد جنت میں گھر بنانا ہے

جوشخص رضائے الٰہی کے لئے مسجد تعمیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنادیتا ہے یعنی رضائے الٰہی کی خاطر مسجد بنانا جنت میں گھر بنانے کے مترادف ہے اس کے متعلق نبی اکرم ﷺ کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جوشخص اللہ کے لئے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بناتا ہے۔ (بخاری ومسلم شریف)

۲۳۔محلوں میں مساجد تعمیر کرنا

خطہ ارضی میں جہاں بھی مسلمان آباد ہوں انھیں چاہیۓ کہ وہاں عبادت الٰہی کے لئے مسجد تعمیر کریں یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ اپنے محلوں میں مساجد تعمیر کرواور انھیں پاکیزہ رکھو۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبِنَآءِ الْمَسْجِدِ فِی

Marfat.com

الدُّوْرِ وَاَنْ يُّنَظَّفَ وَيُطَيَّبَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا، انھیں پاک رکھا جائے اور ان میں خوشبو لگائی جائے۔ (سنن ابوداؤد، جامع ترمذی)

۲۴۔ سات جگہیں مسجد نہیں

عموماً جہاں با قاعدہ نماز پڑھی جاتی ہے وہ جگہ مسجد کا درجہ رکھتی ہے لہٰذا اس جگہ کا پاکیزہ ہونا اور عمدہ ہونا ضروری ہے۔ اس مناسبت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے ان میں پہلی جگہ نجاست والی جگہ ہے۔ دوسری جگہ جانوروں کے ذبح کرنے کی جگہ ہے۔ چونکہ یہ جگہ بھی نجاستوں سے آلودہ ہوتی ہے۔ اس لئے اس میں نماز پڑھنا منع ہے۔ تیسری جگہ قبرستان ہے۔ چوتھی جگہ گزرگاہ ہے۔ پانچویں جگہ حمام ہے۔ چھٹی جگہ اونٹوں کے باندھنے کی جگہ ہے۔ ساتویں جگہ بیت اللہ کی چھت ہے۔ اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلّٰى فِىْ سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِى الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَفِى الْحَمَّامِ وَفِىْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ. (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ نجاست کی جگہ پر، جانوروں کے ذبح ہونے کی جگہ پر مقبروں میں اور چوراہوں میں اور حمام میں اور اونٹوں کے بندھنے کی جگہ میں اور بیت اللہ کی چھت کے اوپر۔

۲۵۔ گھروں میں نماز پڑھنے کا ادب

یوں تو مساجد میں با جماعت نماز پڑھنا ضروری ہے البتہ اگر کوئی مسجد میں نماز پڑھنے سے رہ جائے یا سنت اور نوافل پڑھنے ہوں تو اسے چاہئے کہ گھر میں پڑھ لے۔ اور خاص کر عورتوں کو تو چاہئے کہ وہ گھر میں نماز پڑھیں۔ گھر میں نماز پڑھنے کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حسب ذیل ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْا فِىْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلٰوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا.

Marfat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھا کرو۔ اوران کو قبریں نہ بناؤ۔ (صحیح بخاری)

اپنے گھر میں کوئی خاص جگہ نماز کے لئے بنالی جائے۔ اسکو پاک صاف رکھا جائے ایسی جگہ پر عورتیں نماز پڑھنے کے علاوہ اعتکاف کرسکتی ہیں۔ اور مرد (مؤکدہ وغیر مؤکدہ) سنتیں اور نفلیں پڑھ سکتے ہیں۔

یہ تھے چند آداب جنھیں مساجد کے سلسلے میں ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے اوران پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کوان آداب پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

Marfat.com

فضائل نماز جمعہ

جمعہ کا دن بڑا افضل اور بابرکت ہے اللہ تعالیٰ نے اس دن میں کچھ خوبیاں ایسی جمع کر دی ہیں جو عام دنوں میں نہیں اور انھی خوبیوں کے جمع ہونے کی وجہ سے اسے جمعہ کہا جاتا ہے۔ یہ مسلمانوں کے لئے عبادت کا دن ہے اور مسلمانوں کے آپس میں اجتماع کا دن ہے اس دن نماز جمعہ کا پڑھنا فرض عین ہے۔ نماز جمعہ کی فرضیت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے جو شخص بغیر کسی شرعی عذر کے محض سستی اور لاپروائی کی بنا پر نماز جمعہ قائم نہ کرے وہ گنہگار ہے۔ قرآن مجید میں اس نماز کے پڑھنے کی سختی سے تاکید فرمائی گئی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن اذان دی جائے (تم کو پکارا جائے) تو نماز کی طرف جلدی چلو اور خرید و فروخت کو ترک کر دو۔ یہ تمھارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ (الجمعۃ: ۹)

یعنی اے ایمان والو! اے وہ لوگو جنھوں نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور اس کے واحد یکتا ہونے کی تصدیق کی۔ جب جمعہ کے دن اذان کے ذریعہ تم کو نماز کے لئے بلایا جائے تو نماز جمعہ کے لئے جلد چلو اور اذان کے بعد خرید و فروخت بند کر دو اگر تم سچ جانتے ہو تو کمائی اور تجارت سے نماز تمھارے لئے بہتر ہے۔

احادیث کی رو سے جمعہ کے حسب ذیل فضائل ہیں:۔

گناہوں کی بخشش کا ذریعہ

جمعہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے لہٰذا جو شخص نماز جمعہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیتا ہے اس طرح جمعہ پڑھنا ہماری مغفرت اور نجات کا ذریعہ

Marfat.com

ہے اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَةَ فَصَلّٰی مَاقُدِّرَلَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِہٖ ثُمَّ یُصَلِّیْ مَعَهٗ غُفِرَلَهٗ مَابَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی وَفَضْلُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو غسل کرے پھر جمعہ کو آئے پھر جو مقدر میں ہو نماز پڑھے، پھر خاموش بیٹھے حتی کہ امام خطبہ سے فارغ ہو جائے پھر اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان اور تین دن زیادہ کے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (صحیح مسلم)

عذاب قبر سے نجات

جمعہ کا دن ایسا بابرکت دن ہے کہ جو شخص اس روز فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کی سختیوں سے بچا دیتا ہے کیونکہ اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو دنیا سے رخصت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے جمعہ کی بدولت قبر کی سختیوں سے بچا لیتا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَامِنْ مُّسْلِمٍ یَّمُوْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْلَیْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰہُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان نہیں جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہوتا ہے مگر اللہ اسے فتنہ قبر سے بچا لیتا ہے۔

(ترمذی شریف)

قبر کی سختیاں بہت شدید ہیں، سختی کی ایک صورت قبر کا مردے کو بھینچنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو عذاب قبر سے بچائے۔ آمین

حصول جنت

جو شخص باقاعدگی سے جمعہ ادا کرتا ہے تو اللہ اس پر بے حد مہربان اور خوش ہوتا ہے اور آخرت میں اسے جنت میں داخل کیا جائے گا کیونکہ نماز جمعہ بار بار لوٹ کر آتی ہے۔ اس طرح نماز جمعہ انسان میں

Marfat.com

پانچوں وقت کی نماز کی بھی عادت پیدا کرتی ہے۔اور جو شخص صحیح نمازی بن جاتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن میں پانچ امور سرانجام دے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں داخل ہونا لکھ لیتا ہے۔ان پانچ چیزوں میں پہلی چیز مریض کی عیادت ہے، دوسری جنازے میں حاضری، تیسری روزہ رکھنا، چوتھی نماز جمعہ کا پابندی سے پڑھنا اور پانچویں غلام آزاد کرنا ہے۔(بہار شریعت)

نماز جمعہ کا اجر

جعف بن ثابتؒ نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے چاندی کی تختیاں اور سونے کے قلم لے کر ان لوگوں کے نام لکھتے ہیں جو جمعہ کی رات یا دن میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔شیخ ابونصر نے اپنے والد کے حوالہ سے ابوالزبیر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز فرض ہے البتہ بیمار، مسافر، عورت، بچہ اور غلام اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

مسلمانوں کے لیے فوقیت کا دن

جمعہ کے دن کی وجہ سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے مذاہب کے پیروکاروں پر فوقیت دی ہے اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگرچہ ہم دنیا میں تمام امتوں کے بعد آئے ہیں، لیکن قیامت کے دن ہم جمعہ کی وجہ سے سب سے آگے ہوں گے کیونکہ انھوں نے یوم جمعہ کو وہ اہمیت نہیں دی جو مسلمانوں نے دی ہے:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بَيْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ هٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَيْهِمْ يَعْنِیْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهٗ وَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ اَلْيَهُوْدُ غَدًا وَّالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (زمانہ اور پیدائش

Marfat.com

کے لحاظ سے) ہم سب سے پیچھے ہیں۔ مگر قیامت کے روز سب سے آگے ہوں گے ماسوائے اس کے کہ انھیں ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی۔ لوگ اس میں ہمارے تابع ہیں پھر یہ یعنی جمعہ کا دن ان کا دن بھی تھا جو ان پر فرض کیا گیا تھا وہ اس میں اختلاف کر بیٹھے ۔ہمیں اللہ نے اس کی ہدایت دیدی اس میں لوگ ہمارے تابع ہیں یہودی کل میں اور عیسائی پرسوں میں (صحیح بخاری)

جمعہ کو جمعہ کہنے کی وجہ تسمیہ

جمعہ کا لفظ جمع سے اخذ کردہ ہے کیونکہ اس دن تمام مخلوق کی پیدائش اور تکمیل کی گئی اور اس طرح مخلوق کے اجتماع سے اس کا نام جمعہ پڑ گیا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس لفظ کا ماخوذ لفظ اجتماع وے ہے اسی روز حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے لیے اجزاء کو جمع گیا گیا اور پھر اسی دن ان کی تکمیل ہوئی اس لیے اس کو جمعہ کہا جاتا ہے۔ اس دن کو جمعہ کہنے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس دن بڑے بڑے کام اکٹھے ہوئے یعنی حضرت آدم علیہ السلام کا پیدا ہونا، آپ کا زمین پر اترنا اور قیامت کا قائم ہونا کیونکہ حدیث پاک میں ایسے ہی بیان ہوا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قِیْلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَیِّ شَیْءٍ سُمِّیَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ قَالَ لِاَنَّ فِیْهَا طُبِعَتْ طِیْنَةُ اَبِیْكَ اٰدَمَ وَفِیْهَا الصَّعْقَةُ وَالْبَعْثَةُ وَفِیْهَا الْبَطْشَةُ وَفِیْ اٰخِرِ ثَلٰثِ سَاعَاتٍ مِّنْهَا سَاعَةٌ مَّنْ دَعَا اللّٰهَ فِیْهَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کس وجہ سے اس دن کا نام جمعہ رکھا گیا، فرمایا اس لیے کہ اس میں تمھارے والد حضرت آدم کی مٹی جمع کی گئی۔ اسی میں بے ہوشی اور اٹھنا ہے، اسی میں پکڑ ہے اور اسی کی آخری تین گھڑیوں میں ایسی گھڑی ہے جو اس میں اللہ سے دعا مانگے اس کی دعا قبول ہو۔ (مسند امام احمد)

ترک جمعہ پر وعیدیں

جان بوجھ کر نماز جمعہ چھوڑنا بہت برا ہے۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بالکل ناپسند کیا ہے بلکہ احادیث میں جمعہ چھوڑنے پر وعیدیں بھی بیان ہوئی ہیں کیونکہ جمعہ چھوڑ کر ایک طرف تو اللہ کا مجرم بنتا ہے

Marfat.com

کیونکہ فرض کو بلا عذر ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے، دوسری طرف اس کے ترک سے انسان کو وہ فوائد، اور فیوض وبرکات حاصل نہیں ہوتے جو جمعہ پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں تو اس طرح ترک جمعہ دین ودنیا کے لیے خسارہ ہی خسارہ ہے، لہٰذا ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ ازحد کوشش تک نماز جمعہ میں شامل ہو۔ ترک جمعہ کے انجام کے بارے میں احادیث حسب ذیل ہیں۔

۱۔ دل پر مہر لگنا

جو شخص سستی اور کوتاہی کی وجہ سے جمعہ چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے اور اسے نیکی کی توفیق حاصل ہوتی۔

عَنْ اَبِی الْجَعْدِ الضَّمِیْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ ثَلٰثَ جُمَعٍ تَھَاوُنًا بِھَا طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قَلْبِہٖ۔

حضرت ابوالجعد ضمیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تین جمعے سستی سے چھوڑ دے، اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔

(سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ترک جمعہ اللہ کی نظر میں نہایت ہی ناپسندیدہ فعل ہے لہٰذا کسی صورت میں جمعہ ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

۲۔ علامت منافقت

ترک جمعہ علامت منافقت بھی ہے کیونکہ جو شخص اسلام پر ایمان لاتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ احکامت الٰہیہ پر عمل بھی کرے لہٰذا کسی ضرورت کے بغیر جمعہ ترک کر دینا علامت منافقت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ مِنْ غَیْرِ ضُرُوْرَۃٍ کُتِبَ مُنَافِقًا فِیْ کِتَابٍ لَّا یُمْحٰی وَلَا یُبَدَّلُ وَفِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ ثَلٰثًا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بلاضرورت اور مجبوری جمعہ ترک کر دے وہ ایسی کتاب میں منافقوں کے اندر لکھا جاتا ہے جو نہ مٹائی جا سکتی ہے نہ اس میں کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے اور بعض روایات میں تین واقع ہوا۔ (مسند امام شافعی)

Marfat.com

۳۔ ترک جمعہ پر نبی کریم ﷺ کا اظہار ناراضگی

لوگوں کو جمعہ میں شامل نہ ہونا نبی پاک ﷺ کو بالکل پسند نہیں کیونکہ جمعہ میں شامل نہ ہونے سے مسلمانوں کی ظاہراً مرکزیت کمزور ہوتی نظر آتی ہے۔اس لیے ایک مرتبہ آپ نے جمعہ میں شامل نہ ہونے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ جولوگ جمعہ کی نماز کے وقت اپنے گھروں میں رہ جاتے ہیں، میں ان کے گھروں میں جاؤں اور انھیں جلا دوں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَۃِ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحْرِقَ عَلٰی رِجَالٍ یَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَۃِ بُیُوْتَھُمْ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا جو نماز جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کسی شخص کو حکم دوں۔وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں پر جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔

(مسلم شریف)

۴۔ ترک جمعہ پر صدقہ کرنا

اگر بلا وجہ کوئی آدمی جمعہ چھوڑ دے تو اسے چاہیئے کہ اللہ کے حضور توبہ کرے اور توبہ سے قبل ایک دینار صدقہ کرے تا کہ اس کے ترک جمعہ کی تلافی ہو اور دل میں احساس پیدا ہو۔

عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَلْیَتَصَدَّقْ بِدِیْنَارٍ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِنِصْفِ دِیْنَارٍ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ بغیر عذر کے ترک کیا، چاہیئے کہ وہ ایک دینار صدقہ کرے۔اگر ایک دینار نہ ملے، تو نصف دینار صدقہ کرے۔(مسند امام احمد، سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

Marfat.com

جمعہ کی سُنتیں

حضور ﷺ جمعہ کے روز غسل فرماتے کپڑے تبدیل فرماتے۔ جسم کے زائد بالوں کی تراش خراش کرتے، ناخن تراشتے، خوشبو لگاتے یعنی ہر لحاظ سے اپنے جسم اطہر کو درست فرماتے اور نماز جمعہ کا اہتمام فرماتے۔ آپ ﷺ کی اتباع میں جمعہ کے روز غسل کرنا، ناخن تراشنا، خوشبو لگانا اور گھر سے وضو کر کے مسجد میں جانا مسنون ہے۔ جمعہ کے روز مندرجہ ذیل امور کا سرانجام دینا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

ا۔ نمازِ جمعہ کی تیاری

نماز جمعہ کے لئے وقت سے پہلے تیاری کرنا حضور ﷺ کی سنت کی پیروی ہے لہٰذا نماز جمعہ سے پہلے اپنے لباس کو پاکیزہ کرلیں۔ اگر دھونے والا ہو تو دن کے پہلے وقت میں دھولیں۔ سفید لباس پہنیں۔ حجامت بنوانے والی ہو تو وہ بنوائیں۔ ناخن تراشیں، صاف ستھرا لباس پہنیں، خوشبو لگائیں، تیل لگائیں، القصہ پاکیزگی کیلئے ہر وہ کام کرنا چاہئے جو نماز میں شامل ہونے کے لئے مسنون اور ضروری ہے اس کے متعلق حضور ﷺ کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَغْتَسِلُ رَجُلٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَیَتَطَھَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُھْرٍ وَیَدَّھِنُ مِنْ دُھْنِہٖ اَوْ یَمَسُّ مِنْ طِیْبِ بَیْتِہٖ ثُمَّ یَخْرُجُ فَلَا یُفَرِّقُ بَیْنَ اثْنَیْنِ ثُمَّ یُصَلِّیْ مَا کُتِبَ لَہٗ ثُمَّ یُنْصِتُ اِذَا تَکَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَہٗ مَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غسل کرتا کوئی شخص جمعہ کے دن اور غسل کر کے حسب قدرت پاکیزگی حاصل کرتا ہے اور اپنے پاس موجود تیل میں سے تیل لگاتا ہے یا اپنے پاس موجود خوشبو سے معطر ہوتا ہے پھر نماز کے لئے نکلتا ہے اور دو نمازیوں کے درمیان گھسنے کی کوشش نہیں کرتا، پھر فرض نماز ادا کرتا ہے۔ اور دوران خطبہ خاموش رہتا ہے تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

۲۔ سنت غسل

جمعہکے دن غسل کرنا سنت ہے کیونکہ حضور ﷺ جمعہ کے دن غسل ضرور فرماتے اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ جمعہ کے دن غسل کرے کیونکہ اللہ کے حضور حاضر ہونے کے لئے اپنے جسم کو میل کچیل سے پاک صاف کرنا بہت ضروری ہے۔ چونکہ اللہ پاکیزہ ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جب اس کے بندے اس کے حضور میں آئیں تو وہ بھی پاک صاف ہوں۔ دراصل ظاہری پاکیزگی باطنی پاکیزگی کا ذریعہ بنتی ہے لہٰذا جب انسان جمعہ کے روز غسل کرے تو دل میں یہ نیت کرے کہ اے اللہ! جس طرح میں اپنے جسم پر پانی بہا کر گندگی کو صاف کرنے لگا ہوں ویسے ہی تو میرے دل سے آلودگیوں کو دور کر دے اور میرا باطن نور سے معمور کر دے۔ ایک صوفی کا قول ہے کہ جو شخص ہر جمعہ کو غسل کرتا ہے اور کبھی ناغہ نہ کرے اس کا دل ہمیشہ پاکیزہ رہے گا۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جُمُعَةٍ مِّنَ الْجُمَعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طِيْبٌ فَلَا يَضُرُّهٗ اَنْ يَّمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ.

حضرت عبید بن سباق رضی اللہ عنہ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی جمعہ کے خطبہ میں فرمایا اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے اس جمعہ کے دن کو عید مقرر کیا ہے۔ اس دن غسل کرو اور اگر کسی کے پاس خوشبو ہو تو اس کے لگانے میں کوئی ضرر نہیں لیکن تم پر مسواک کرنا لازم ہے۔
(مشکوٰۃ شریف)

ایک اور حدیث میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ جمعہ کے دن غسل کریں اور خوشبو لگائیں۔ اگر اپنے پاس نہ ہو تو کسی سے مانگ لیں۔ اگر خوشبو نہ ملے تو اس کے لئے پانی ہی خوشبو کی مانند ہے۔ (ترمذی شریف)

۳۔ آداب جمعہ کی بشارت

جمعہ کا تیسرا ادب یہ ہے کہ جمعہ پڑھنے کی نیت بالکل درست ہو یعنی جب جمعہ پڑھنے جائے تو صرف اللہ کی خاطر جائے۔ دل میں صرف رضائے الٰہی پیش نظر ہو اور کوئی مقصد سامنے نہ رکھے کیونکہ عمل کا اصل

Marfat.com

دارومدار اخلاص نیت پر ہی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ فَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِلَغْوٍ فَذٰلِكَ حَظُّهُ مِنْهَا وَرَجُلٌ دَعَا اللّٰهَ اِنْ شَآءَ اَعْطَاهُ وَاِنْ شَآءَ مَنَعَهُ وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِاِنْصَاتٍ وَسُكُوْتٍ وَّلَمْ يَتَخَطَّ رَقَبَةَ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُؤْذِ اَحَدًا فَهِيَ كَفَّارَةٌ اِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيْهَا وَزِيَادَةِ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز جمعہ میں تین قسم کے لوگ آتے ہیں ایک تو وہ بیکار کاموں کے لئے آیا ہے تو اس کو اس کے مطابق حصہ ملے گا اور ایک وہ جو دعا کے لئے اس نے اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا تو اسے دیگا۔ ورنہ نہیں۔ اور ایک وہ شخص جو جمعہ کی نماز کے لئے آتا ہے اور خاموشی سے بیٹھ جاتا ہے نہ تو کسی کی گردن پھلانگتا ہے اور کسی کو ایذا نہیں دیتا ہے۔ تو یہ عمل اس کے لئے متصل جمعہ تک کے لئے ہی نہیں بلکہ مزید تین دن تک کے لئے کفارہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ایک نیکی کرے اس کے لئے دس گنا اجر ہے۔ (سنن ابوداؤد)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ نیت کے اعتبار سے جمعہ پڑھنے والے تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ پہلے وہ لوگ ہیں جن کے نزدیک جمعہ بیکار سا فعل ہے ان کے حصہ میں جمعہ کے ثواب سے یہ لغو فعل ہی ہے۔ جمعہ میں آنے والے دوسرے وہ لوگ ہیں جن کے پیش نظر اپنی دعا کو مقبول بنانا ہے۔ ان دونوں کے علاوہ تیسرے وہ لوگ ہیں جو جمعہ کو رضائے الٰہی کا ذریعہ سمجھ کر آتے ہیں اور خلوص دل سے نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ کے ہاں جمعہ پڑھنے کا اجر دس گنا ہے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو جمعہ کو صحیح ادب کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

۴۔ کسی کو اس کی جگہ سے اُٹھانے کی ممانعت

اپنے بیٹھنے کے لئے کسی کو اس کی جگہ سے اٹھانا اسلامی ضابطہ اخلاق کے بالکل منافی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو بالکل پسند نہیں فرمایا جو بعد میں آئے اور کسی شخص کو اٹھا کر اس کی جگہ پر خود بیٹھ جائے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے دوسرے مسلمان بھائی کی ایک تو حق تلفی ہوتی ہے اور دوسرے تحقیر اس لئے

Marfat.com

حضور ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ نَّافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّقِيْمَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّقْعَدِهٖ وَيَجْلِسُ فِيْهِ قِيْلَ لِنَافِعٍ فِي الْجُمُعَةِ قَالَ فِي الْجُمُعَةِ وَغَيْرِهَا.

نافع سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ اس بات سے منع فرماتے تھے کہ کوئی شخص کسی کو اٹھا کر اسکی جگہ بیٹھے۔ جناب نافع سے سوال کیا گیا کہ صرف جمعہ کے لئے ہے تو انھوں نے کہا کہ نماز جمعہ میں بھی اور اس کے علاوہ بھی۔ (مسلم شریف)

۵۔ گردنیں پھلانگنے کی ممانعت

پانچواں ادب یہ ہے کہ اگر کوئی جمعہ پڑھنے کے لئے دیر سے آئے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ جہاں اسے جگہ ملے بیٹھ جائے اور جو لوگ پہلے بیٹھے ہوئے ہوں ان کے اوپر سے پھلانگ کر آگے جانے کی کوشش نہ کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے گردن پھلانگنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ مُّعَاذِبْنِ اَنَسٍ ان لُجُهَنِيّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّخَذَ جِسْرًا اِلٰى جَهَنَّمَ.

حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جمعہ کے دن جو شخص لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہے وہ جہنم کی طرف پل بنائے گا۔ (ترمذی شریف)

بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ بعد میں آکر صفوں کو چیرتے ہوئے صف اول میں آکر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس طرح دوسروں کو بے چین کرتے ہیں تو ایسا کرنے والوں کو چاہئے کہ اگر وہ صف اول میں جگہ کے امیدوار ہوں تو وہ پہلے آجائیں۔

نبی پاک ﷺ نے ایک مرتبہ کسی کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو نماز کے بعد اس سے پوچھا کہ تم نے جمعہ کی نماز کیوں نہیں پڑھی؟ اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں تو آپ ﷺ کے بالکل پاس ہی تھا تو نبی پاک ؐ نے فرمایا کہ میں نے تو یہی دیکھا ہے کہ تم لوگوں کی گردنیں پھلانگ رہے تھے۔ گویا جو ایسا کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے نماز نہ پڑھی ہو۔ (کیمیائے سعادت)

Marfat.com

۶۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت

نماز جمعہ کا چھٹا ادب یہ ہے کہ اس شخص کے آگے سے نہ گزرا جائے جو نماز پڑھ رہا ہو۔ کیونکہ نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ جس مساجد میں جمعہ کا اجتماع ہوتا ہے تو وہاں نماز جمعہ کے دو رکعت پڑھنے کے بعد جب لوگ سنت اور نوافل پڑھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں تو کچھ لوگ نمازیوں کے آگے سے گزر کر فوراً باہر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسا بالکل نہیں کرنا چاہئے بلکہ کچھ دیر انتظار کر لینا چاہئے۔ جب دوسرے لوگ فارغ ہو جائیں تو پھر گزرنا چاہئے۔

اہل تقویٰ اور اہل روحانیت کا یہی شیوہ ہے کہ وہ کسی نمازی کے آگے سے بالکل نہیں گزرتے بلکہ وہ کسی دیوار کے ستون کی آڑ میں بیٹھتے ہیں تا کہ دوسرا بھی ان کے آگے سے نہ گزرے اور نماز میں خلل واقع نہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُکُمْ مَّا لَهٗ فِیْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْ اَخِیْهِ مُعْتَرِضًا فِی الصَّلٰوةِ کَانَ لَاَنْ یُّقِیْمَ مِائَةَ عَامٍ خَیْرٌ لَّهٗ مِنَ الْخُطْوَةِ الَّتِیْ خَطَا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کو معلوم ہو جائے کہ نمازی بھائی کے آگے سے گزرنے میں کس قدر گناہ ہے اور نماز پر کس طرح یہ اثر انداز ہوتا ہے تو وہ ایک قدم اٹھانے سے سو سال کھڑا رہنے کو بہتر شمار کرے۔ (سنن ابن ماجہ)

۷۔ مسجد میں جلدی جانا

نماز جمعہ کے لئے مسجد میں اول وقت میں جانا بڑا افضل ہے۔ اللہ کے ہاں اس کا بڑا درجہ ہے۔ کیونکہ جو شخص نیکی کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے تو اللہ اس پر بہت مہربان ہوتا ہے بزرگان دین کا اس سلسلے میں یہ طرز عمل تھا کہ وہ مسجد میں جمعہ کے روز اول وقت میں جاتے تھے۔ تحیۃ المسجد اور پھر دو رکعت نفل تحیۃ الوضو ادا کرتے۔ اسکے بعد خاموشی سے ذکر و اذکار میں مشغول ہوتے۔ اذان ہونے پر سنتیں ادا کرتے۔ پھر غور سے خطبہ سماعت فرماتے اس کے بعد نماز جمعہ ادا کرتے، اگر ایسا نہ کر سکیں تو بہتر یہ ہے کہ گھر بار کے کام کاج سے فارغ ہو کر پہلی اذان پر مسجد میں پہنچ جائیں۔ بہر کیف پہلی ساعت میں نماز

Marfat.com

جمعہ جانے کا بہت ثواب ہے۔اس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ وَقَفَتِ الْمَلَائِکَۃُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُھَجِّرِ کَمَثَلِ الَّذِیْ یُھْدِیْ بَدَنَۃً ثُمَّ کَالَّذِیْ یُھْدِیْ بَقَرَۃً ثُمَّ کَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَۃً ثُمَّ بَیْضَۃً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَھُمْ وَیَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو ملائکہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں تو وہ مسجد میں پہلے آنے والوں کی فہرست مرتب کرتے ہیں اور مسجد میں اول آنے والے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی قربانی کے لئے اونٹ روانہ کرتا ہے اس کے بعد میں آنے والے کی مثال قربانی کے لئے گائے بھیجنے والی کی ہے اور جو اس کے بعد آتا ہے اس کی مثال دنبہ کی قربانی کرنے والے کی۔اور اس کے بعد میں آنے والے کی مثال مرغی اور پھر انڈا صدقہ کرنے والے کی ہے اور جب امام خطبہ کے لئے آتا ہے تو فرشتے اپنا دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہوتے ہیں۔(بخاری شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں پہلے جانے کا بہت اجر ہے لہٰذا مومنین پر لازم ہے کہ جونہی جمعہ کے دن کسی مسجد کی اذان گوش زد ہو۔فی الفور اسی پہلی اذان پر اپنے تمام کاروبار اور ہر قسم کی مصروفیتوں سے دستبردار ہو کر مسجد کو چل دے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ بعض بزرگ زیادہ اہتمام کی غرض سے شب جمعہ ہی مسجد میں جا ٹھہرتے تھے۔کرن اول میں صبح کے وقت اور نماز فجر کے بعد سڑکیں اور گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں کیونکہ نمازی بہت سویرے جامع کا رخ کرتے تھے اور جمعہ کے دن بھی روز عید کی طرح غیر معمولی اژدحام ہوتا تھا۔پھر جب یہ طریقہ جاتا رہا تو صلحاء نے یہ کہنا شروع کیا کہ یہ پہلی بدعت ہے جو اسلام میں پیدا ہوئی ہے۔اس کے بعد امام صاحب رقم فرمائیں کہ مسلمانوں کو اس بات پر کیوں شرم نہیں آتی کہ یہود و نصاریٰ اپنی عبادت کے دن اپنے معبدوں میں کیسے سویرے جاتے ہیں اور طالبان دنیا کتنے سویرے خرید و فروخت کے لئے بازاروں میں پہنچ جانے کے عادی ہیں۔پس طالبان حق کو پیش دستی سے کام لینا چاہیئے۔

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مسجد نبوی میں بعض لوگوں نے یہ عادت اختیار کی ہے کہ سویرے آ کر

Marfat.com

مصلیٰ بچھا دیتے ہیں اور جگہ روک کر چلے جاتے ہیں۔ بعض علماء نے اس پر اعتراض کیا کیونکہ مصلیٰ بچھا جانے کی بجائے بیٹھ کر ذکر وفکر میں مشغول رہیں تو بہتر ہے۔ یونہی پہلے سے جگہ روک لینا مناسب نہیں۔

۸۔ پیدل جا کر نماز جمعہ پڑھنے کا ثواب

آٹھواں ادب اور سنت یہ ہے کہ نماز جمعہ کے لئے پیدل جانا زیادہ بہتر ہے لیکن اگر مسجد زیادہ دور ہو تو سواری پر جانے میں کوئی حرج نہیں۔ نبی پاک ﷺ نے نماز جمعہ کے لئے پیدل جانے کو ترجیح دی ہے۔

عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَاغْتَسَلَ وَبَکَّرَ وَابْتَکَرَ وَمَشٰی وَلَمْ یَرْکَبْ وَدَنٰی مِنَ الْاِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ یَلْغُ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ عَمَلُ سَنَۃٍ اَجْرُ صِیَامِھَا وَقِیَامِھَا۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو جمعہ کے دن دوسروں کو غسل کی ترغیب دے کر خود بھی غسل کرے۔ خطبہ نماز سے پہلے مسجد میں حاضر ہو۔ سواری پر نہیں بلکہ پیدل مسجد جائے اور امام کے قریب بیٹھ کر خطبہ سنے اور کوئی لغو کام نہ کرے تو اسے ایک سال کے روزے رکھنے اور قیام کرنے کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی شریف)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جمعہ کے روز نہانا، خطبہ اور نماز کھڑی ہونے سے پہلے مسجد میں پیدل جانا اور امام کے قریب بیٹھ کر خاموشی سے خطبہ سننا اور کوئی فضول بات نہ کرنا ایسے اعمال ہیں جو نماز جمعہ کے ثواب میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔

۹۔ خطبہ کے وقت خاموشی اختیار کرنا

جمعہ کی نویں سنت اور ادب یہ ہے کہ جب خطیب منبر پر آ کر خطبہ شروع کر دے تو مودبانہ دوزانو ہو کر بیٹھ جائیں اور بالکل خاموشی اختیار کریں۔ اگر کوئی دوسرا بات کرے تو اسے خاموش کرانے کے لئے اشارہ سے کام لیں کیونکہ خطبہ کے دوران خاموشی ضروری ہے۔ حضور ﷺ کا خطبہ جامع اور مختصر ہوا کرتا تھا۔ آپ ﷺ خطبہ میں قرآن پاک کی آیات پڑھتے اور اللہ کی تعریف بیان کرتے اور صحابہ کو نیک اعمال کی ترغیب دیتے اس لئے جمعہ کا خطبہ مختصر اور جامع ہونا چاہئے۔ خطبہ کے دوران جن باتوں کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے ان کے متعلق چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں:۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَةَ فَصَلّٰی مَاقُدِّرَلَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ یُصَلِّیْ مَعَهٗ غُفِرَلَهٗ مَابَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی وَفَضْلُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو غسل کر کے نماز جمعہ کے لئے حاضر ہوا اور جتنی نماز (نفل اور سنتیں) اس کیلئے مقدر ہوئیں ادا کیں۔ پھر دوران خطبہ خاموش رہا۔ امام کے ساتھ نماز ادا کی تو اس کے جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیانی عرصہ کے علاوہ مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے معلوم ہوا۔ دوران خطبہ خاموش رہنا سنت ہے اور اس خاموشی کا اجرا اتنا زیادہ ہے کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بلکہ اس سے تین دن زائد تک کے درمیانی گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں یہی بات یوں بیان ہوئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَفَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ غُفِرَلَهٗ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ وَزِیَادَةُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کے لئے آ کر خاموشی کے ساتھ خطبہ سنا تو اس کے گناہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیانی دنوں کے علاوہ مزید تین دن کے معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جس نے کنکریوں کو بھی ہاتھ لگایا اس نے بیکار کام کیا۔ (مسلم شریف)

جو شخص جانتے ہوئے بھی دوران خطبہ خاموش نہ رہے اسکی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں مذمت کی ہے کہ وہ اس گدھے کی مانند ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں اور وہ پڑھ کر عمل نہ کرتا ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَکَلَّمَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَهُوَ کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًاوَالَّذِیْ یَقُوْلُ لَهٗ اَنْصِتْ لَیْسَ لَهُ الْجُمُعَةُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اس وقت

Marfat.com

گفتگو کی جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو وہ اس گدھے کی طرح ہے جس پر کتابیں لدی ہوں اور جو اس کو خاموش رہنے کے لئے کہے اس کے لئے جمعہ کا اجر و ثواب نہیں۔ (مسند امام احمد)

۱۰۔ نماز جمعہ کے بعد اذکار کا پڑھنا

نماز جمعہ سے فارغ ہو کر اللہ کی حمد و ثناء اور تسبیح پڑھیں اور یہ بھی آداب جمعہ میں سے ہے کیونکہ اذکار سے نیکیوں میں بے پناہ اضافہ ہوتا ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ نماز سے فارغ ہو کر سات مرتبہ الحمد، سات مرتبہ قل ہو اللہ، سات مرتبہ معوذتین پڑھے کہ حدیث میں آیا ہے کہ یہ ایک تعویذ ہے جو ایک جمعہ سے اگلے جمعہ تک شیطان سے پناہ کا کام دیتا ہے اور یہ دعا پڑھے۔ اللھم یا غنی یا حمید یا مبدی یا رحیم یا ودود اکفنی بحلالك عن حرامك و اغنی بفضلك عمن سواك اور کہا گیا ہے کہ جو شخص اس دعا کو ہمیشہ پڑھتا رہے گا وہ کسی روز ایسی جگہ پر پہنچ جائے گا۔ جس کا اسے پہلے سے کچھ علم نہ ہوگا۔ اور لوگوں سے یکسر بے نیاز ہو رہے گا اور پھر چھ ٦ رکعت نماز سنت ادا کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ (کیمیائے سعادت)

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ جمعہ کے دن یہ ذکر کرو

لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّايَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اس کے بعد سو بار سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ سو بار لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ سو مرتبہ اس کے یہ درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى كُلِّ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ. اس کے بعد سو مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْحَيَّ الْقَيُّوْمَ وَاَسْاَلُهُ التَّوْبَةَ پھر سو مرتبہ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام روزانہ بارہ ہزار مرتبہ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ بعض تابعین روزانہ تیس ہزار بار تسبیح پڑھتے تھے ان میں سے ہر ایک اپنی نماز اور اپنی تسبیح سے واقف تھے یعنی پابند تھا۔ تم اس بات سے ڈرو کہ کہیں تم محروم رہنے والوں میں شامل نہ ہو جاؤ۔ اگر تم اللہ کو یاد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا ذکر بھی نہ نہیں ہوگا۔ پہلے مومن خدا کو یاد کرتا ہے پھر اس کی یاد بارگاہ الٰہی میں ہوتی ہے۔

Marfat.com

۱۱۔ جمعہ کے دن کی مسنون قرأتیں

شیخ ابونصر نے بالا سناد حضرت عبداللہ کا قول نقل کیا ہے کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں رسول اللہ ﷺ سورہ حم السجدۃ اور سورہ ھل اتی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ایک روایت میں مغرب کی نماز کے سلسلہ میں آیا ہے کہ آپ سورہ قل یا یھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے۔ عشاء کی نماز میں سورۂ جمعہ اور المنافقون کی قرأت فرماتے تھے۔ روایت ہے کہ جمعہ کی نماز میں بھی حضور ﷺ یہی دو سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب جمعہ میں جس نے سورۂ یٰسین، حٰم اور الدخان پڑھی تو جب وہ صبح کو اٹھتا ہے تو اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔ (اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں) روایت ہے کہ جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھی وہ اس شخص کے برابر ہو گیا جس نے دس ہزار دینار خیرات کئے۔ شب جمعہ اور روز جمعہ میں چار رکعت نماز اس طرح پڑھنا مستحب ہے کہ چار رکعتوں میں یہ چار سورتیں پڑھے۔ سورۂ انعام، سورۂ کہف، سورۂ طٰہٰ اور سورۂ ملک۔ اگر تمام سورتوں کو اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا تو جتنا اچھی طرح پڑھ سکتا ہے اتنا ہی پڑھے کیونکہ کہا گیا ہے کہ ختم قرآن بقدر علم قرآن ہے۔ یعنی اگر کسی کو قرآن پورا اچھی طرح یاد نہ ہو تو جتنا یاد ہو اس کا اتنا ہی پڑھنا ختم قرآن ہوگا۔ اگر کسی کو پورا قرآن یاد ہے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ جمعہ کے دن پورا قرآن ختم کرے اگر دن میں مکمل نہ ہو سکے تو رات میں پڑھے اور ختم کرے۔ اگر فجر یا مغرب کی دو رکعتوں میں آخری حصہ کو ختم کیا جائے تو اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اگر دس بیس رکعتوں میں ہزار مرتبہ قل ہو اللہ احد (سورۂ اخلاص) پڑھے گا تو یہ بھی فضیلت میں ختم قرآن سے زیادہ ہوگا۔

۱۲۔ جمعہ کے لئے الگ لباس بنوا کر رکھنا

جمعہ کے آداب میں سے ایک احتیاط یہ بھی ہے کہ جمعہ کے لئے ایک علیحدہ صاف ستھرا لباس بنوا کر رکھ لیا جائے جو عام کاروبار کے ایام میں استعمال نہ کیا جائے بلکہ صرف نماز جمعہ کے لئے استعمال کیا جائے اس کے متعلق نبی کریم ﷺ کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاعَلٰی اَحَدِکُمْ اِنْ

Marfat.com

وَّجَدَ اَنْ یَّتَّخِذَ ثَوْ بَیْنِ لِیَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوٰی ثَوْ بَیْ مِهْنَتِهٖ.

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی ایک کے لئے کیا قباحت ہے کہ دو کپڑے بنالے، جمعہ کے دن کے لئے اپنے کاروبار کے کپڑوں کے علاوہ۔ (سنن ابن ماجہ)

۱۳۔ جمعہ کے روز دُرود شریف پڑھنا

جمعہ کے بابرکت دن میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ضروری ہے کیونکہ اس دن درود بھیجنے کا ثواب بہت ہے۔ کیونکہ جمعہ کا دن بہت افضل ہے اور اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن قیامت آئے گی۔ یعنی جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے اہم کام ہیں ان کے لئے جمعہ کا دن وقف ہے اس لئے اس روز نماز فجر کے بعد جتنا بھی کوئی شخص درود پڑھ سکے پڑھنا چاہئے

اہل تقویٰ اور صوفیاء کا عموماً معمول ہوتا ہے کہ وہ روزانہ بعد نماز فجر مقررہ تعداد میں درود شریف پڑھتے ہیں لیکن جمعہ کے روز خاص کر اللہ کے بندے درود شریف پڑھتے ہیں کیونکہ وہ وظیفہ ہے جسے اللہ خود بھی کرتا ہے اس کے بارے میں روایات حسب ذیل ہیں:۔

عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْهِ قُبِضَ وَفِیْهِ النَّفْخَةُ وَفِیْهِ الصَّعْقَةُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِیْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ.

اوسؓ بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اس میں آدم پیدا کئے گئے اس میں قبض کئے گئے اسی میں صور پھونکنا ہوگا اور اسی میں نفخہ ہے اس دن مجھ پر بہت زیادہ درود بھیجو اس لئے کہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ انھوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے پیش کیا جاتا ہے جبکہ آپ کی ہڈیاں پرانی ہو چکی ہوں گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اَرِمْتَ سے مراد بَلِیْتَ لیتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ (سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود

Marfat.com

بھیجا کرو کیونکہ اس روز اعمال کا ثواب دُگنا کر دیا جاتا ہے۔ اور میرے لئے اللہ سے درجہ وسیلہ کی دعا مانگا کرو۔ کسی نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ درجہ وسیلہ کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں یہ ایک ایسا مقام ہے جو صرف ایک نبی کو عطا ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ میں ہی وہ نبی ہوں جسے وہ مقام عطا ہوگا۔

حضرت عبدالعزیز بن حبیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں کھڑا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر جمعہ کو ۸۰ بار مجھ پر درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی ۸۰ برس کے گناہ معاف کر دے گا۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! حضورؐ پر درود کیسے پڑھا جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یوں پڑھو:۔ **اللھم صل علی محمد عبدك ورسولك النبی الامی** اور انگلیوں پر تعداد شمار کرو۔

جمعہ کے روز درود شریف پڑھنے کے بارے میں ایک روایت ہے جو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھو۔ کیونکہ میری امت کا درود ہر جمعہ کے دن میرے سامنے لایا جاتا ہے۔ پس جو زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا وہ قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین)

ایسے ہی بزرگان دین کا کہنا ہے کہ جمعہ کے روز ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا بہت اچھا ہے لہٰذا گن کر پڑھنا بہتر ہے۔ اسی طرح ہزار بار تسبیح پڑھنا بھی مستحب ہے۔ تسبیح کے چار کلمات یہ ہیں:۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.

Marfat.com

فضائل نوافل

اللہ کو اپنے بندوں کا سجدہ بہت پسند ہے۔اس لیے اس کے محبوب بندوں نے سجدہ کی راہ اختیار کی سجدہ کی بہترین صورت فرض نمازیں ہیں اس کے اختیار میں رکھا گیا ہے۔دن رات میں جتنے چاہے نوافل پڑھے۔لیکن دن رات میں کچھ نوافل نمازیں ایسی ہیں جن کا درجہ فرضوں کے بعد عام نوافل سے قدرے زیادہ ہے کیونکہ نبی پاک ﷺ کو نماز پڑھنے میں جس قدر مسرت اور فرحت ہوتی اس قدر کسی اور کام میں نہ ہوتی یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

ا۔نوافل کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا

نوافل کے ذریعے اللہ کا قرب بہت جلد حاصل ہوتا ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میرے کسی دوست سے عداوت کرے تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کروں گا اور میرا بندہ وہی ہے جو فرائض کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور پھر نوافل کے ذریعے حاصل شدہ قرب برقرار رکھتا ہے۔یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں۔اگر وہ مجھ سے کسی چیز کو سوال کرے تو اس کا سوال پورا کروں گا اور اگر پناہ مانگے تو پناہ دوں گا اس سے معلوم ہوا کہ نوافل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی قرب ملتا ہے اور اولیائے کاملین کے خواص میں سے ہے۔لہٰذا میرے دوست اگر تو اللہ کی راہ چاہتا ہے تو نوافل میں کثرت کر۔

۲۔نوافل پر اللہ کا راضی ہونا

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے کسی عمل پر اتنا مہربان نہیں ہوتا جتنا نوافل کی دو رکعتوں پر جنھیں بندہ پڑھتا ہے۔بیشک نیکی بندے کے سر پر چھڑکی جاتی ہے جب تک وہ نماز میں مشغول رہتا ہے اور خدا کا بندہ خدا سے نزدیکی حاصل کرنے کے لیے جس قدر قرآن سے فائدہ اٹھاتا ہے اور کسی چیز سے نہیں اٹھاتا۔

Marfat.com

۴۔نفل نماز میں آہستہ اور بلند آواز سے قرأت

جو نوافل دن کے وقت پڑھے جاتے ہیں ان میں آہستہ آواز سے قرأت کرنی چاہیئے اور جو نوافل رات کے وقت تنہائی میں پڑھے جائیں ان میں اختیار ہے کہ چاہے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے پڑھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَتْ قِرَآءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ يَرْفَعُ طَوْرًا وَّيَخْفِضُ طَوْرًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو نماز پڑھنا مختلف تھا کبھی بلند کبھی پست۔ (سنن ابوداؤد)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَتْ قِرَآءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَدْرِ مَا يُسْمِعُهُ مَنْ فِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ فِي الْبَيْتِ.

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھنا تھا مقدار اس چیز کے کہ سنتا اس کو وہ شخص کہ ہوتا صحن میں اور حجرے میں آنحضرت ہوتے۔ (سنن ابوداؤد)

۵۔نوافل میں رکعت کی اکٹھی نیت

دن کے وقت نوافل پڑھے تو چاہے دو دو رکعت کی نیت کرے اور چاہے چار چار رکعت کی۔ دن کو چار رکعت سے زیادہ کی نیت باندھنا مکروہ (تنزیہی) ہے اور رات کو اکٹھی چھ چھ یا آٹھ آٹھ رکعات کی نیت باندھ لے تو بھی درست ہے۔ البتہ آٹھ رکعات سے زیادہ کی نیت باندھنا رات کو بھی مکروہ (تنزیہی) ہے۔ (شرح البدایہ)

۶۔نماز نفل ٹوٹنے کی صورت میں قضا

اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور ابھی دو رکعتیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ نماز توڑ دی تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے۔ اور اگر دو رکعت پڑھ چکا تھا پھر تیسری یا چوتھی میں نیت توڑ دی تو اگر دو رکعت پر بیٹھ کر اس نے التحیات پڑھی ہے تو دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھا تو پوری

Marfat.com

چاروں رکعتوں کی قضا پڑھے۔ (شرح البدایہ)

۷۔ چار رکعت نوافل پڑھنے کا طریقہ

اگر چار رکعت نفل کی نیت باندھے تو جب دو رکعت پڑھ کے بیٹھے اس وقت اختیار ہے کہ التحیات کے بعد درود اور دعا بھی پڑھے پھر بغیر سلام پھیرے اٹھ کھڑا ہو، پھر تیسری رکعت پر سبحانك اللھم پڑھے اور چاہے التحیات پڑھ کے کھڑا ہو کر تیسری رکعت بسم اللہ اور الحمد سے شروع کرے پھر چوتھی رکعت پر بیٹھ کر التحیات وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اسی طرح رات کو چھ اور آٹھ رکعتیں اکٹھی پڑھنے میں التحیات کے بعد درود و دعا اور تیسری، پانچویں اور ساتویں رکعت کے شروع میں ثناء اور تعوذ بھی پڑھنے کا اختیار ہے۔

۸۔ بیٹھ کر نوافل پڑھنا

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اس لیے کھڑے ہو کر پڑھنا بہتر ہے۔ البتہ اگر کسی عذر سے بیٹھ کر پڑھے تو پھر پورا ثواب ملے گا۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں ہاتھ ویسے ہی ناف کے نیچے باندھے جائیں گے۔ نگاہ گود میں رکھے اور رکوع میں آنکھوں کے مقابل۔ رکوع میں پیچھے سے پیٹھ اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ کمر کو جھکائے اور سر گھٹنوں کے مقابل رہے، پھر کمر سیدھی کر کے قومہ کرے اور سجدہ وغیرہ کو حسب قاعدہ ادا کرے۔

اگر نفل نماز کر بیٹھ کر شروع کیا پھر بیٹھے بیٹھے پڑھ کر کھڑا ہو گیا تو یہ درست ہے۔ اسی طرح اگر نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی۔ پھر پہلی ہی رکعت یا دوسری رکعت میں بیٹھ گیا تو یہ بھی درست ہے۔

۹۔ نوافل کی نیت کر کے نوافل کو پورا کرنا واجب ہے

نفل نماز کی جب کسی نے نیت باندھ لی تو اب اس کا پورا کرنا واجب ہو گیا اور اگر بلا عذر توڑ دے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور جو نماز توڑی ہے اس کی قضا پڑھنی پڑے گی۔ لیکن نفل نماز کی ہر دو دو رکعت الگ ہیں اگر چار یا چھ کی نیت باندھے تو فقط دو ہی رکعت کا پورا کرنا واجب ہے۔ سب رکعتیں واجب نہیں ہیں۔ پس اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی پھر دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دیا تو کچھ گناہ نہیں۔

Marfat.com

سُنت تلاوت

قرآن مجید ایک عظیم کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر کو عطا فرمائی۔ یہ سراپا ہدایت ہے لہٰذا اس کی تلاوت افضل عبادت سے ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت پر ایک ایک حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں اور اس سے بڑھ کر اس کا یہ فائدہ بھی ہے کہ آخرت میں قرآن مجید کی تلاوت پڑھنے والے کے حق میں شفاعت کرے گی۔

حضور ﷺ نماز میں بھی قرآن پاک پڑھتے اور اس کے علاوہ عام اوقات میں بھی تلاوت فرماتے۔ آپ ﷺ نے آہستہ آواز سے بھی تلاوت فرمائی ہے اور بلند آواز سے بھی تلاوت کی ہے۔ آپ ﷺ کی آواز بڑی پر کشش اور خوش الحان تھی۔ آپ ﷺ کی تلاوت انتہائی اطمینان اور سکون سے ہوتی تھی۔ ہر حرف اپنے مخرج سے نہایت عمدگی اور درستگی سے ادا فرماتے تھے۔

یعلی بن مملک نے ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کی قرأت کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے نبی اکرم ﷺ کے طریقہ سے قرآن پاک کو پڑھا اور حروف کو الگ الگ واضح طریقے سے ادا کیا۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابی قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور ﷺ قرآن پاک کی تلاوت کس طرح کیا کرتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا مدّ سے۔

(جامع ترمذی)

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی قرأت کے بارے میں پوچھا کہ آیا وہ آہستہ تلاوت فرماتے تھے یا اونچی آواز سے تو انھوں نے فرمایا کہ دونوں طرح سے، یعنی کبھی کبھی آہستہ آواز سے کبھی بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے دین کے امور میں فراخی عطا فرمائی ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب رات کو قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو میں

Marfat.com

بستر پر سنتی تھی۔ (جامع ترمذی)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی کو خوش رُو، اور خوش آواز مبعوث فرمایا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسین صورت اور حسین آواز والے تھے اور خوبصورت انداز میں آواز نکالا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کمرے کے اندر تلاوت فرماتے تو ان کی آواز باہر صحن میں سنی جاتی تھی۔ (جامع ترمذی)

ان تمام احادیث سے واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت قرآن بڑے سلیقے سے فرماتے۔ کبھی آہستہ آواز سے اور کبھی بلند آواز سے۔ مگر اتنی زیادہ بلندی سے نہ پڑھتے جس سے طبیعت پر گراں گزرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کی ادائیگی بڑی واضح ہوتی تھی اور سننے والا بخوبی سمجھ لیتا تھا۔

طفیل بن عمرو دوسی اپنے قبیلے کا سردار اور شاعر تھا۔ ایک روز مکہ آیا تو قریش کے کچھ لوگ اس کے پاس گئے اور اسے خبردار کیا کہ دیکھئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہرگز نہ جائیے اور نہ ان کا کلام سنیے۔ کیونکہ ان کے کلام میں بلا کا جادو ہے انھیں سن کر آدمی اپنے حواس قابو میں نہیں رکھ پاتا۔ لیکن طفیل نے ایک روز جب خانہ کعبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے قرآن پاک کی تلاوت سنی تو فوراً ایمان لانے کا اعلان کر دیا۔ (بخاری شریف)

کتاب وسنت کی رو سے قرآن پاک کی تلاوت کے آداب مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ باوضو پڑھنا

قرآن پاک کی تلاوت باوضو ہو کر کی جائے۔ لباس بھی صاف ستھرا اور پاکیزہ ہونا چاہئے۔ تلاوت کرتے وقت قبلہ رخ ہو کر پڑھنا مستحب ہے۔ تلاوت شروع کرتے وقت اعوذ پڑھنا واجب ہے اور سورۃ کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ تلاوت کرتے ہوئے اگر کوئی بات چیت کرنی پڑے تو اعوذ اور بسم اللہ پھر پڑھ لینی چاہئے۔

۲۔ خوش کُن آواز سے تلاوت کرنا

تلاوت اچھی آواز سے کرنی چاہئے۔ کیونکہ اچھا انداز اور خوش کن آواز اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور سننے

Marfat.com

والوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو اپنی رحمت سے خوش الحانی عطا فرماتا ہے جو عوام الناس کے پاس نہیں ہوتی اور جب وہ اس خوش الحانی سے اس کا کلام پڑھتے ہیں تو وہ انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَیْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِیٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ یَجْهَرُبِهٖ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس قدر توجہ سے نہیں سنتا جس قدر اچھے آواز والے نبی کی طرف متوجہ ہوتا ہے کہ وہ آواز بلند خوش آوازی سے قرآن پڑھتا ہے۔ (صحیح مسلم)

قرآن پاک کو خوش آواز سے پڑھنے کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور مقام پر اس کی تاکید یوں فرمائی ہے:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّامَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قرآن کو خوش کن آواز سے تلاوت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (بخاری شریف)

ہر شخص کی آواز میں کچھ نہ کچھ قدرتی طور پر سریلا پن ہوتا ہے مگر جب تک اس سریلے پن کو مشق کے ذریعے سے اجاگر نہ کیا جائے خوش الحانی ظاہر نہیں ہوتی اس لئے قرآن پاک کو خوش الحانی سے پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پڑھتے ہوئے ایک تو اچھی سریلی آواز پیدا کرنے کی کوشش کریں اور دوسرے الفاظ کی ادائیگی میں انھیں تجوید و ترتیل کے طریقے سے ادا کریں اسی بات کی تاکید اور حدیث میں یوں آئی ہے۔

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی آوازوں کے ساتھ قرآن کو مزین کرو۔ (سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

زینت دینے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کو اچھی سریلی آواز اور تجوید کے مطابق پڑھو۔ کیونکہ اس

Marfat.com

طرح پڑھنے سے سرور اور اثر میں اضافہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ بذات خود بھی قرآن پاک کی تلاوت بڑے خوش کن انداز میں کیا کرتے تھے۔

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَفِی الْعِشَآءِ بِالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ فَمَاسَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًامِنْهُ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو عشاء کی نماز میں سورۂ والتین پڑھتے ہوئے سنا تو میں نے آپ سے اچھی آواز والا کسی کو نہیں سنا۔
(صحیح مسلم)

۳۔ تلاوت اس وقت تک کرو جب تک دل چاہے

تلاوت توجہ سے کرنی چاہئے اور اس وقت تک کرنی چاہئے جب تک کہ انسان کی طبیعت برداشت کرے۔ اگر مجبوری یا طبیعت کے نہ چاہنے کی صورت میں تلاوت کی جائے تو توجہ اور خلوص میں کمی پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا فرمایا گیا ہے کہ تلاوت اس وقت تک کی جائے جب تک طبیعت مائل بہ تلاوت رہے۔

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَیْهِ قُلُوْبُکُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْ اعَنْهُ.

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک تمھارے دل چاہیں۔ جس وقت آپس میں مختلف ہوں تو اس سے کھڑے ہو جاء۔
(بخاری شریف)

حضرت ابن مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت و قرأت میں اس وقت تک مصروف رہنا چاہئے کہ جب تک دل لگے۔ جب دل کی توجہ کم ہو جائے اور نہ لگے سو اس صورت میں قرآن کریم کی تلاوت ختم کر دیں۔ مگران کا کہنا ہے کہ یہ حدیث اس امر پر زور دیتی ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ تلاوت قرآن کا عادی بنے۔ اور اپنے نفس کو ریاضت میں ڈالے تاکہ زیادہ دیر تک تلاوت کرنے سے طبیعت میں ملال نہ ہو۔ بلکہ زیادہ خوشی اور فرحت محسوس ہو کیونکہ کاہل اور آسودہ حال دل جو ریاضت کا عادی نہ ہو۔ جلدی ملال میں آ جاتا ہے اس لئے اپنے نفس کو اپنی صحت کے مطابق تلاوت قرآن کا عادی بنانا چاہئے۔

Marfat.com

۴۔ قرآن پاک پڑھ کر بھلانے کی سزا

جو شخص قرآن پڑھ کر اس کی تلاوت نہ کرے تو لامحالہ وہ کچھ عرصہ کے بعد بھول جائے گا تو اس طرح بھلانا اللہ تعالیٰ کو بالکل ناپسند ہے لہٰذا نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک کو پڑھ کر بھلا دے اسے قیامت کے روز کٹے ہوئے ہاتھ سے ملاقات کرنا پڑے گی۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اِمْرِیٍٔ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ یَنْسَاہُ اِلَّا لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَجْذَمَ۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں جو قرآن کو پڑھتا ہو پھر اس کو بھول جائے مگر وہ قیامت کے دن کٹے ہوئے ہاتھ سے ملاقات کریگا۔ (سنن ابوداؤد، سنن دارمی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک نہ پڑھنے سے قرآن پاک بھول جاتا ہے اس لئے اسے پڑھتے رہنا ضروری ہے۔ ایک اور حدیث میں آپ نے اسی بات کی یوں تاکید فرمائی:۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِاَحَدِھِمْ اَنْ یَّقُوْلَ نَسِیْتُ اٰیَۃَ کَیْتَ وَکَیْتَ بَلْ نُسِّیَ وَاسْتَذْکِرُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّہٗ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بری چیز ہے واسطے ایک ان کے یہ کہ کہے میں فلاں آیت بھول گیا۔ بلکہ کہے بھلایا گیا۔ قرآن کو یاد کرتے رہا کرو۔ کیونکہ لوگوں کے سینہ سے اونٹوں کی نسبت جلدی چلا جاتا ہے۔ (بخاری شریف)

مراد یہ ہے کہ اگر اونٹوں کو باندھا نہ جائے تو وہ ادھر اُدھر چلے جائیں گے، ایسے ہی اگر قرآن مجید کو پڑھا نہ جائے تو وہ بھول جائے گا، یہی وجہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے قرآن پاک کی تلاوت کی تاکید کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم قرآن پڑھا کرو۔ تم کو ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملیں گی۔ سن لو! میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف کی دس نیکیاں لام کی دس نیکیاں اور میم کی دس نیکیاں۔ یہ تیس نیکیاں ہوئیں۔ حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قرآن کو سات حرفوں (قرأتوں) پر نازل کیا گیا ہے جن میں سے ہر ایک شفا عطا کرنے والا ہے۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَاھَدُوْ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَھُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًامِنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِھَا.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس قرآن سے تعلق قائم رکھو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ یہ قرآن، رسی سے نکل کر بھاگ جانے والی اونٹنی سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ نکل جاتا ہے (یعنی بھول جاتا ہے)۔

(صحیح بخاری)

اس حدیث میں بھی پہلے والی بات کو دہرایا گیا ہے کہ اگر اونٹ کا مالک اپنے اونٹ کی طرف سے غفلت برتتے تو اونٹ اس کے قبضے سے نکل بھاگتا ہے تو ایسے ہی اگر قرآن پاک کو دہرایا نہ جائے تو وہ بھی بھول جائے گا۔ اسی مفہوم کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یوں بیان کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَااَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَامَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ کَمَثَلِ الْاِبِلِ الْمُعَلَّقَۃِ اِنْ عَاھَدَ عَلَیْھَااَمْسَکَھَاوَاِنْ اَطْلَقَھَاذَھَبَتْ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حافظ قرآن کی مثال بندھی ہوئی اونٹنی جیسی ہے اگر اس کی حفاظت رکھے تو بندھی رہے گی، اور اگر کھول دے تو چلی جائے گی۔

(صحیح مسلم)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سعادت

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ دور رسالت میں سب سے عمدہ اور بڑے قاری تسلیم کئے جاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک مرتبہ تلاوت کے لئے کہا تو انھوں نے اپنی عاجزی کا اظہار کیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا اس لئے اس پر عمل کرتے ہوئے انھوں نے تلاوت فرمائی تو ان کے لئے یہ بڑا اعزاز تھا۔ اس واقعہ سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ صاحب علم کے سامنے اور اپنے سے زیادہ اچھی قرأت کرنے والے کے سامنے تلاوت کرنا جائز ہے۔

عَنْ اَنَس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ قَالَ اللّٰہُ سَمَّانِیْ لَکَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُکِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَیْنَاہُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَأَعَلَیْکَ لَمْ یَکُنِ

Marfat.com

الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا قَالَ وَسَمَّانِیۡ قَالَ نَعَمۡ فَبَكٰی.

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرمایا رب کریم نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمھارے سامنے تلاوت قرآن کروں۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے میرا تذکرہ ہوا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اس وقت فرط مسرت سے جناب ابی رونے لگے اور ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی سے فرمایا حکم ربی یہ ہے کہ میں تمھارے سامنے سورہ لم یکن الذین کفروا کی تلاوت کروں۔ جناب ابی نے کہا کیا رب العلمین نے میرا نام لیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ (صحیح مسلم)

۵۔ تین رات سے کم میں قرآن پاک ختم کرنے کی ممانعت

قرآن پاک کو مناسب وقت پر پڑھنا چاہیئے اگر بہت جلد پڑھیں گے تو صحیح طرح سے اعراب ادا نہیں کرسکیں گے اس لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین رات سے کم میں قرآن پاک نہیں پڑھنا چاہیئے۔

عَنۡ عَبۡدِاللّٰهِ بۡنِ عَمۡرٍو اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمۡ يَفۡقَهُ مَنۡ قَرَأَالۡقُرۡاٰنَ فِیۡ اَقَلَّ مِنۡ ثَلٰثٍ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا وہ اس کو سمجھا نہیں۔ (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد)

بعض بزرگان دین نے اس حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے تین دن میں قرآن پاک ختم کرنے کا معمول بنایا اور تین دن سے پہلے قرآن پاک کو ختم نہ کرتے۔ تین دن سے کم میں قرآن پاک ختم کرنے سے قرآن پاک کے معانی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ اگر ظاہری ترجمہ سمجھ میں آبھی جائے تو اس کے حقائق و معارف تک رسائی حاصل نہیں ہوسکتی کیونکہ ان چیزوں کو سمجھنے کے لئے تین دن تو بہت کم ہیں بلکہ طویل سے طویل عمر بھی ناکافی ہے بعض لوگ سال میں ایک قرآن پاک پڑھتے ہیں اور بعض ہر مہینے میں ایک قرآن پاک پڑھ لیتے ہیں۔ بعض حضرات دس دن میں پڑھ لیتے ہیں مگر بعض لوگ اس سے کم یعنی سات دن میں ایک قرآن ختم کرلیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی معمول تھا کہ وہ سات دن میں قرآن پاک ختم کرتے۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن سات دن میں ختم

Marfat.com

کرو۔(مسلم شریف)

٦۔گاکر قرآن پڑھنے کی ممانعت

گاکر قرآن پڑھنا درست نہیں البتہ اچھی آواز اور قرأت کے ساتھ قرآن پاک کو مزین کرنا بہتر ہے

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَ اَصْوَاتِهَا وَاِيَّاكُمْ وَلُحُوْنَ اَهْلِ الْعِشْقِ وَ لُحُوْنَ اَهْلِ الْكِتَابَيْنِ وَسَيَجِيْءُ بَعْدِيْ قَوْمٌ يُرَجِّعُوْنَ بِالْقُرْاٰنِ تَرْجِيْعَ الْغِنَاءِ وِالنَّوْحِ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ مَفْتُوْنَةٌ قُلُوْبُهُمْ وَقُلُوْبُ الَّذِيْنَ يُعْجِبُهُمْ شَانُهُمْ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کریم کو عربوں کے لہجہ اور انداز میں پڑھو، گویوں اور اہل کتاب یعنی تورات وانجیل کے ماننے والوں کے انداز میں نہ پڑھو اور میری حیات ظاہری کے بعد ایک ایسی قوم آئے گی، جو تلاوت قرآن گویوں اور نوحہ خوانوں کے انداز میں پڑھے گی اور ان کا یہ حال ہوگا کہ قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا اور ان کے دل فتنہ میں مبتلا ہونگے اس کے علاوہ جو لوگ ان کی تلاوت کو پسند کریں گے ان کے دل بھی مبتلائے فتنہ ہوں گے۔(بیہقی شعب الایمان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک کی تعظیم وتقدیس کے پیش نظر اس کو گویّوں کی طرح گاکر پڑھنا مکروہ ہے اسکی کراہت کی وجہ یہ ہے کہ گاکر پڑھنے سے کلام اپنی اصلی حالت سے تجاوز کرجاتا ہے یعنی مد اور ہمزہ ساقط ہوجاتے ہیں۔جن حروف کو لمبا کرکے پڑھنا ہوتا ہے گانے کی طرز میں وہ مختصر ہوجاتے ہیں اور جنھیں مختصر کرنا ہوتا ہے وہ طویل ہوجاتے ہیں۔اکثر حروف مدغم ہوجاتے ہیں اس لئے گانے کی طرز پر تلاوت کرنا بالکل خلاف شرع ہے۔

گاکر تلاوت کرنے کی کراہت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قرآن پاک پڑھنے کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ اس سے خوف خدا پیدا ہو۔نصیحت کی باتیں سن کر سامع کو نافرمانی سے ڈر لگے۔قرآنی دلائل وبراہین، قصص اور امثال سن کر عبرت حاصل ہو۔اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کا جو قرآن میں کئے گئے ہیں امیدوار بنے۔یہ تمام فوائد گاکر پڑھنے میں ختم ہوجاتے ہیں۔

Marfat.com

۷۔ بلند یا پست آواز سے قرآن پڑھنے کی اجازت

تلاوت خواہ اونچی آواز سے کرو یا پست آواز سے کرو اس کے متعلق نبی پاک ﷺ کا ارشاد یہ ہے:۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْاٰنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ.

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قرآن کو بلند آواز سے پڑھنے والا ظاہر صدقہ کرنے والے کی مانند ہے۔ اور قرآن کو آہستہ پڑھنے والا پوشیدہ صدقہ کرنے والے کی مانند ہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد)

جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے۔ جبکہ وہ مجمع بغرض سننے کے حاضر ہو، اور نہ ایک کا سننا کافی ہے اگرچہ اور اپنے کام میں لگے ہوئے ہوں۔ مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے۔ اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔

بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے۔ لوگ نہ سنیں گے تو گناہ پڑھنے والے کو ہوگا۔ اگر کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر دیا ہو اور وہ جگہ کام کرنے کے لئے مقرر بھی نہ ہو تو پھر نہ سننے والوں پر گناہ ہوگا۔

مدرسے میں سبق یاد کرنے کے لئے ایک ہی وقت میں کئی طلباء بلند آواز سے قرآن شریف پڑھتے ہیں یہ جائز ہے۔ جہاں کوئی شخص علم دین پڑھا رہا ہے یا طالب علم علمِ دین کی تکرار کرتے ہوں یا مطالعہ کرتے ہوں تو وہاں بھی بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔ قرآن مجید سننا تلاوت کرنے اور نفل پڑھنے سے افضل ہے۔

آہستہ آواز سے تلاوت اس شخص کے لئے بہتر ہے جو ریاء سے بچنا چاہتا ہو اور بلند آواز سے پڑھنا اس شخص کے لئے بہتر ہے جو ریا میں مبتلا ہونے کا خوف نہ رکھتا ہو بشرطیکہ اس کی بلند آواز سے نمازیوں اور سونے والوں کو بے آرامی نہ ہو۔ البتہ بلند آواز سے قرات کرنا ایسے مقام پر بہت ہی فائدہ مند ہے۔ جہاں دوسرے لوگ صرف قرآن پاک سننے کے لئے جمع ہوئے ہوں۔ بلند آواز سے قرآن پاک کا پڑھنا شعارِ دین اور اللہ کے کلام کا برملا اظہار ہے۔ پڑھنے والے کے دل میں بیداری پیدا ہوتی ہے اس کا دھیان کسی اور طرف نہیں جاتا۔ اس کے دل کی غفلت دور ہوتی ہے نیند کا غلبہ کم ہوتا ہے اور اس طرح

Marfat.com

دوسروں میں عبادت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ بہر کیف ان کثیر فوائد کے پیش نظر ماحول کی مناسبت کے لحاظ سے باآواز بلند تلاوت افضل ہے۔

۸۔ قرآن مجید کو صحیح قرأت سے پڑھنا

قرآن کو صحیح قرأت سے پڑھنا ضروری ہے کیونکہ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو اچھی قرأت ہی کی تاکید فرمائی ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَآءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ نبی ﷺ کی قرأت کس طرح کی تھی؟ انھوں نے کہا لمبی قرأت تھی۔ پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی۔ بسم اللہ کے ساتھ آواز لمبی فرماتے اور رحمٰن اور رحیم کے ساتھ آواز لمبی فرماتے۔

۹۔ دارالحرب میں قرآن نہ لے جائیں

ایسا علاقہ جہاں کافر رہتے ہوں جو مسلمانوں سے لڑتے رہتے ہوں تو اس علاقہ میں قرآن پاک لے کر نہ جائیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کافر قرآن پاک کی بے حرمتی کریں۔ اس لئے خطرے سے بچنے کے لئے دارالحرب میں قرآن پاک کو لے جانے سے منع فرمایا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ لَاتُسَافِرُوْا بِالْقُرْاٰنِ فَاِنِّىْ لَا اٰمَنُ اَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن کریم کو ساتھ لے کر دشمنان اسلام کے علاقہ میں سفر سے منع فرمایا ہے (متفق علیہ) لیکن امام مسلم کی روایت میں اس طرح ہے کہ حالت سفر میں قرآن کریم ساتھ نہ رکھو کیونکہ مجھے یہ اطمینان نہیں کہ کہیں وہ دشمن کے ہاتھ لگ جائے۔ (مشکوۃ شریف)

Marfat.com

۱۰۔ختم قرآن کب بہتر ہے

گرمیوں میں صبح کو قرآن مجید ختم کرنا بہتر ہے۔اور جاڑوں میں اول شب کو حدیث میں ہے جس نے شروع دن میں قرآن ختم کیا۔شام تک فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور جس نے ابتدائے شب میں ختم کیا، صبح تک استغفار کرتے ہیں۔اس حدیث کو دارمی نے سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔تو گرمیوں میں چونکہ دن بڑا ہوتا ہے تو صبح کے ختم کرنے میں استغفار ملائکہ زیادہ ہوگی اور جاڑوں میں راتیں بڑی ہوتی ہیں تو شروع رات میں ختم کرنے میں استغفار زیادہ ہوگی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِکَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔جب کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور درس و تدریس میں مصروف ہوتے ہیں تو ان پر سکون واطمینان اترتا ہے، رحمت انھیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی خاص مجلس میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔(صحیح مسلم)

۱۱۔لیٹ کر قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں

لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں جبکہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ کھلا ہو۔یونہی چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے۔جبکہ دل نہ بٹے۔ورنہ مکروہ ہے۔غسل خانہ اور نجاست کی جگہ پر قرآن مجید پڑھنا ناجائز ہے۔

۱۲۔غلط پڑھنے والے کو صحیح بتلانا واجب ہے

جو شخص غلط پڑھتا ہو تو سننے والے پر واجب ہے کہ بتادے بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ وحسد پیدا نہ ہو۔اسی طرح اگر کسی کا مصحف شریف اپنے پاس عاریتاً ہے۔اگر اس میں کتابت کی غلطی دیکھے تو بتادینا

Marfat.com

واجب ہے۔

۱۳۔ بوسیدہ قرآن کو جلانا منع ہے

قرآن شریف اگر بوسیدہ ہو کر پڑھنے کے قابل نہیں رہ گیا تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیں اور اس کے لئے لحد بنائی جائے تا کہ مٹی اس کے اوپر نہ پڑے۔ قرآن شریف کو جلانا نہیں چاہئے۔

۱۴۔ قرآن پاک کا ادب کرنا

قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہ کی جائے اور نہ اس کی طرف پاؤں پھیلائیں، نہ اس سے اونچی جگہ بیٹھیں، نہ اس پر کوئی کتاب رکھیں اگر چہ حدیث وفقہ کی کتاب ہو۔ غسل خانہ اور نجاست کی جگہوں میں قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے۔

Marfat.com

دُعا کی سُنّتیں

انسان کو اپنی زندگی بسر کرنے کے لئے کچھ چیزوں کی لازماً ہر وقت ضرورت درکار ہے جن کے بغیر شب وروز گزارنا مشکل ہے لیکن جوں جوں انسان مادیت کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا جارہا ہے اتنا ہی وہ خدا سے دور ہوتا چلا جارہا ہے۔ اس میں توکل صبر اور شکر کی کمی ہوگئی ہے۔ ہر انسان کے لئے مسائل کا انبار ہے کسی کے سامنے حصول رزق کا مسئلہ ہے۔ کوئی بیماری میں گھرا ہوا ہے۔ کوئی بچوں کی تربیت اور کفالت میں پھنسا ہوا ہے۔ کسی کا رہائش، کاروبار اور ملازمت کا مسئلہ ہے۔ کسی کی اولاد نافرمان ہے۔ گویا جس شخص کو بھی دیکھا جائے اس کی کچھ جائز خواہشات اور مسائل ہیں جنھیں وہ پورا کرنا چاہتا ہے تو پورا کرنے کے اسباب پیدا کرنے والی صرف ایک ہی ذات ہے وہ ہے پروردگار جس کے در پر حاضر ہو کر اسے کہا جائے اور اس وقت دل سے جو پکار اور التجا نکلتی ہے وہ دراصل دعا ہے۔ فریاد یا دعا جتنی انسان کے دل کی گہرائیوں سے نکلے گی وہ اثر رکھے گی۔ آپ کے اکثر تجربہ میں یہ بات ہوگی کہ جب کوئی گداگر آپ سے آکر کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو آپ اس کے دل کے اندر جھانکنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کیا یہ واقعی ضرورت مند ہے جس کا اس نے سوال کیا ہے تو اگر وہ ظاہریت اور گفتگو سے آپ کو متاثر کردے تو آپ اس کی مدد کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ آپ کو متاثر نہ کر سکے تو آپ اسے غرضمند نہ سمجھتے ہوئے اس کے سوال کو رد کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کی لگن اور خلوص جانتا ہے اور انسان واقعی حاجت کا طالب ہوتا ہے تو جب وہ بارگاہ رب میں حاضر ہو کر صدا کرتا ہے تو اللہ اس کی دعا ضرور قبول کرتا ہے۔

دعا دراصل عبادت کا ایک حصہ ہے کیونکہ انسانی زندگی کا اصل مقصد عبادت اور اطاعت ہے اور یہی عبادت انسان کو مقام عبدیت تک پہنچاتی ہے اور جتنا کوئی مقام عبدیت میں اللہ کے قریب ہو جاتا ہے اس کی دعا بارگاہ رب العزت میں فوراً قبول ہوتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ منتہائے عبدیت ہیں اور جنھیں ان کا قرب اور مقام محبوبیت حاصل ہو جاتا ہے وہ بھی اللہ کے منظور نظر بن جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کی

Marfat.com

دعا بھی اللہ کے حضور مستجاب ہے۔ اس لئے اولیاء کاملین کی دعائیں درجہ قبولیت رکھتی ہیں۔ کیونکہ انھ
نے باطنی طور پر اپنے آپ کو اس حد تک پاکیزہ کیا اور حقِ بندگی ادا کیا کہ اللہ کو ان سے پوچھنا پڑا کہ بتاؤ
مانگتے ہو؟ تو انھوں نے عرض کیا یا الٰہی! صرف تیری رضا چاہتے ہیں کیونکہ اولیائے کاملین صرف رضا
کے طالب ہوتے ہیں اور یہی رضائے الٰہی انھیں اطاعت اور شکر گزاری کے اس مقام تک لے جاتی
کہ اگر وہ کسی کی تقدیر بدلنے کے لئے اللہ کے حضور دعا کریں تو ان کی التجا پر اللہ دوسروں کی تقدیر تک بد
دیتا ہے اور یہ مقام تب پیدا ہوتا ہے۔ جب انسان دل سے دنیا کو ہر طرح چھوڑ کر یادِ الٰہی میں مرنے
پہلے مر جاتا ہے اور پھر نگاہ مومن سے تبدیلی تقدیر کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

دعا بہر حال قبول ہو یا نہ ہو، اللہ کے حضور دعا کرتے رہنا چاہئے۔ بعض اوقات یوں ہوتا ہے
انسان کی ایک دعا قبول تو ہو جاتی ہے لیکن پوری ہونے میں کچھ مدت لگ جاتی ہے لیکن انسان بے ص
ہے۔ فوراً اللہ سے گلہ شکوہ شروع کر دیتا ہے۔ مثلاً ایک غریب آدمی ہے وہ اپنے لئے اللہ کے حضور فراو
رزق یعنی مالدار ہونے کے لئے دعا کرتا ہے اور اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے تو اس کے مالدار بننے م
کچھ وقت لگے گا۔ اللہ پہلے اس کے اسباب پیدا کریگا پھر جب چاہے گا اسکے مال و دولت میں اتنا اضا
ہو جائے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ سنبھال نہ سکے۔ لیکن بعض لوگ یوں کرتے ہیں کہ اللہ کے حضور کسی چیز
لئے دعا کی لیکن اگر وہ پوری ہوتی ہوئی نظر نہ آئی تو فوراً اللہ سے مایوسی کا اظہار شروع کر دیا۔ اپنی قسمت
برا بھلا کہنے لگے۔ تو ایسا کرنے سے سوائے اللہ کی ناراضگی مول لینے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ ہر صورت
میں صابر اور شاکر ہو کر اللہ کے حضور دعا مانگتے رہنا چاہئے۔ انشاء اللہ ایک نہ ایک دن دعا ضرور قبول
ہوگی۔ کیونکہ بعض اوقات دعا قبول نہ ہونے میں انسان ہی کی بہتری ہوتی ہے اس لئے اللہ سے مایوسی
کا اظہار نہ کیا جائے۔

یا الٰہی! تو میرا شاہ ہے میں تیرا گدا ہوں۔ تو میرا آقا ہے میں تیرا غلام ہوں۔ تو میرا خالق ہے میں
تیری مخلوق ہوں، تو میرا معبود ہے میں تیرا عبد ہوں۔ تو باری المصور ہے میں تیرا بنایا ہوا انسان ہوں۔
قدوس ہے میں سراپا تقصیر ہوں۔ تو میرا حاکم ہے میں تیرا محکوم ہوں۔ تو میرا کریم ہے میں گدائے کر
ہوں۔ تو بے نیاز ہے میں تیرا نیاز مند ہوں۔ جب ہر طرح سے تو ہی میرا کارساز ہے تو پھر میں تیری بارگا
ہی میں جھکوں گا۔ تجھ ہی سے مانگوں گا زخم جگر تجھے ہی دکھاؤں گا کیونکہ تیرے سوا میرا کوئی نہیں۔ تو پھ
میرے دوست! جب ہر طرح خدا ہی مانگنا ٹھہرا تو پھر شرم کیسی؟ حجاب کیسا اور غرور کیوں؟ مایوسی او

Marfat.com

ناامیدی کیوں؟ وہ تو تیرا اور میرا پروردگار ہے۔ آ اسی کے حضور آ، جبین نیاز کو جھکا دے، سربسجود ہو جا دل سے غیروں کو نکال دے، اجنبیت کو توڑ دے، لذت نفس کو چھوڑ دے، ہنگامہ آرائی سے منہ موڑ لے، ظلمت کدے کو چھوڑ دے، محفل رنداں سے منہ موڑ لے، کوچۂ یار کی راہ پوچھ۔ اپنے سوز جگر کو دیوانہ وار کر یا، دیدہ دل کو راز سے آشکار کر، قلب ونظر یاد الٰہی میں خاکستر کر دے۔ موج نفس کو خواب غفلت سے بیدار کر، ہرو محبت بن، خدا کے حضور دیدہ تر سے حاضر ہو جا، پھر دیکھ تیری دعا کیسے قبول ہوتی ہے۔ تیرے مقدر کا ستارہ کیسے جگمگا تا ہے۔ تیری آرزوئیں کیسے شرمندہ تعبیر ہوتی ہیں۔ تیرے ارمانوں کی دنیا کیسے چمکتی ہے۔ لیکن میرے دوست! اس کی حریم ذات میں تیری نوائے شوق کا شور اسی وقت پیدا ہوگا جبکہ تو اسکا بندہ بنے گا اور جب تو اس کا بندہ بن گیا تو تیری دعا قبول ہے۔

ادب بڑی چیز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ادب بہت پسند ہے جتنا کوئی مؤدب ہو کر اللہ کے حضور حاضر ہو وہ اسے اتنا ہی زیادہ پسند کرتا ہے۔ اللہ کے حضور دعا کرنے کے چند آداب ہیں جنھیں آداب دعا کہا جاتا ہے۔ یہ آداب دراصل چند امور ہیں جنھیں دعا کرنے سے پہلے اور دعا کرتے وقت ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے اگر ان آداب پر عمل کیا جائے گا تو دعا جلدی قبول ہوگی، لہٰذا آداب دعا حسب ذیل ہیں۔

۱۔ دُعا کے آغاز میں اللہ کی حمد کرنا

دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کیجئے، پھر حضور ﷺ پر درود پڑھیئے۔ پھر اپنی التجا اللہ کے حضور پیش کرو۔ اللہ ہر شخص کی دعا کو سنتا ہے لہٰذا اس سے جو چاہو مانگو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھے اسمائے حسنیٰ کے ساتھ پکارو۔ دعا اللہ کے نزدیک بہت ہی معزز چیز ہے۔ قضا تک تبدیل کروا دیتی ہے بلکہ دعا ہر اس مصیبت کو رفع کروا دیتی ہے جو آئی ہو یا نہ آئی ہو۔ اسی لئے اسے عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دعا عبادت ہے اس موقعہ پر آپ نے فرمایا تمھارا رب فرماتا ہے مجھے پکارو میں تمھاری پکار کو سنتا ہوں۔

(مسند امام احمد، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ)

Marfat.com

۲۔ اخلاصِ نیت سے دُعا مانگنا

اخلاص نیت سے دعا مانگنا سنت ہے کیونکہ دعا میں جتنا اخلاص زیادہ ہو دعا اتنی جلدی قبول ہوتی ہے اس لئے دعا ہمیشہ گہرے اخلاص اور پاکیزہ نیت سے مانگیئے اور اس یقین کے ساتھ مانگیئے کہ آپ جو دعا کر رہے ہیں اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے کیونکہ اخلاص کے بغیر دعا دعا ہی نہیں۔

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے اندر یعنی دل و دماغ سے دعا اٹھنی چاہئے اخلاص نیک نیتی سے پیدا ہوتا ہے اور جتنا کوئی اللہ کی طرف مائل زیادہ ہو اس میں اتنا ہی زیادہ اخلاص ہوگا۔ اخلاص کی بنیاد محبت اور عشق ہے۔ اولیائے کاملین اور علمائے حق میں عوام الناس کی نسبت اخلاص نیت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ وہ حُبِ الٰہی اور عشق حقیقی کے بحرِ بے کراں میں ڈوبے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی دعائیں فوراً قبول ہوتی ہیں۔

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّکُمْ حَیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَرَفَعَ یَدَیْہِ اِلَیْہِ اَنْ یَّرُدَّھُمَا صِفْرًا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تمھارا رب حیّ و کریم ہے۔ جب بندہ دعا کے لئے اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کو حیا آتی ہے کہ وہ بندے کے ہاتھوں کو خالی واپس کر دے۔ (سنن ابوداؤد)

۳۔ توجہ قلبی سے دعا مانگنا سنت ہے

اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے توجہ قلبی کا ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ عادت کے طور پر اگر دعا مانی جائے تو کچھ اثر نہیں ہوتا کیونکہ جو بات دل سے نکلتی ہے وہ اثر رکھتی ہے اور توجہ قلبی اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان کا اللہ پر یقین کامل، اور توکل ہو اور اسے امید ہو کہ جو چیز وہ اللہ سے مانگ رہا ہے اس کی اسے اشد ضرورت ہے۔ اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا سے اس بات کی امید رکھتے ہوئے مانگو کہ وہ ضرور قبول کرے گا اور اس بات کو جان لو کہ خدا غافل دل اور کھیلنے والے کی دعا کو قبول نہیں کرتا۔ لہٰذا دعا کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور پوری توجہ سے حاضر ہونا چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْعُو اللّٰہَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ

Marfat.com

بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَآءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ.
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ سے دعا کرو تو تمھیں اس کی قبولیت کا یقین ہونا چاہئے اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ غافل دلوں کی دعا کو قبول نہیں کرتا۔ (جامع ترمذی)

۴۔ نوافل کے ذریعے دُعا کو مؤثر بنانا سنت ہے

خاص دعا کا طریقہ کار یہ ہے کہ دعا سے پہلے وضو کریں پھر دو رکعت نفل پڑھیں اس کے بعد دعا مانگیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ دعا جلدی قبول فرمائے گا۔
طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر اس کے بعد دعا کی۔ تو اس کی دعا جلد یا کچھ دیر کے بعد ضرور قبول ہوگی۔

۵۔ دُعا کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا سنت ہے

دعا کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا سنت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ کار تھا۔ آپ نے غزوہ بدر کے موقع پر اور نماز استسقاء کے موقع پر دعا کے وقت کعبہ کی طرف منہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی یاد رکھیں کہ کسی گناہ والے کام کے بارے میں دعا نہ کریں اور نہ ہی یہ دعا کریں کہ فلاں سے تعلقات ختم ہو جائیں کیونکہ کسی کے خلاف بری دعا کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ ایسے ہی دعا کے بعد فوراً اس بات کے منتظر نہیں بن جانا چاہئے کہ فلاں دعا میں نے کی ہے اور وہ قبول نہیں ہوئی۔
عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ مَالَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ قَالَ يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ يُسْتَجَابُ لِیْ فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَآءَ.
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ جب تک گناہ قطع رحم اور جلدی نہیں کرتا تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اس وقت نبی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ جلدی سے کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا دعا کرنے والا یہ کہے میں نے دعا کی لیکن اس کی قبولیت کی کوئی علامت میں نے نہیں دیکھی اور دعا کو قبول نہ ہوتا دیکھ کر تھک کر بیٹھ

Marfat.com

جائے۔(مسلم شریف)

۶۔خشوع وخضوع سے دُعا مانگنی چاہئے

دعا انتہائی عاجزی اور خشوع وخضوع سے مانگنی چاہئے بلکہ گریہ زاری کی صورت اختیار کرنا بہت بہتر ہے کیونکہ وہ آنکھ جو خلوت میں اللہ کے حضور آنسو ٹپکاتی ہے وہ اللہ کو بہت پسند ہے۔اللہ کے حضور رونا اور اپنے گناہوں پر ندامت اور خوف خدا کی وجہ سے آتا ہے لہٰذا جس شخص کے دل میں خوف خدا ہوگا تو جب وہ اللہ کے حضور دعا مانگے گا تو روئے گا۔اللہ کے نیک بندوں کا خاصہ ہوتا ہے کہ جب وہ دعا مانگتے ہیں تو وہ سربسجود ہو کر روتے ہیں اور گڑگڑاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں فوراً قبول کرتا ہے اور خاص کر جو شخص حصول روحانیت کا طالب ہو اسے رات کے پچھلے پہر رونا چاہئے۔قرآن پاک کی بعض دعائیں ایسی ہیں کہ جن کے پڑھنے سے انسان پر گریہ طاری ہوتا ہے۔

اللہ کے نیک بندوں کے ایسے بیشمار واقعات ہیں کہ وہ ساری ساری رات اللہ کے حضور گڑگڑاتے رہتے ہیں۔اس لئے میرے دوست اللہ کو عاجزی بہت ہی پسند ہے لہٰذا جب بھی دعا مانگو تو بڑے ادب خشوع اور خضوع سے اللہ کے حضور التجا کرنی چاہئے انشاء اللہ ایسی دعا قبول ہوگی۔

۷۔دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا سنت ہے

دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا سنت ہے کیونکہ حضور ﷺ جب دعا فرماتے تو ہاتھ اٹھاتے۔حضور ﷺ نے کہاں تک ہاتھ اٹھائے اس کی احادیث مندرجہ ذیل ہیں:۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ يَجْعَلُ اِصْبَعَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ وَيَدْعُوْا.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ دعا کے دوران ہاتھوں کی انگلیوں کو کندھوں کے برابر کر لیتے تھے۔(دعوات کبیر)

دعا مانگتے ہوئے بعض اوقات حضور رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر تک اٹھاتے اور بعض اوقات صرف سینے کے سامنے تک رکھتے یعنی زیادہ اونچا نہ اٹھاتے اور بعض اوقات اتنا اونچا کرتے کہ آپ کی بغلوں سے اوپر ہاتھ چلے جاتے۔اس سے معلوم ہوا کہ تینوں طرح جائز ہے۔

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّ رَفْعَکُمْ اَیْدِیَکُمْ بِدْ عَۃٌ مَازَادَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی ھٰذَا یَعْنِیْ اِلَی الصَّدْرِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تمھارا اپنے ہاتھوں کو اٹھانا بدعت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سینہ سے اونچے نہیں اٹھائے۔

۸۔ دعا ختم کرنے پر منہ پر ہاتھ پھیرنا سنت ہے

دعا کے بعد ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا سنت ہے کیونکہ حضور بذات خود ایسا کیا کرتے تھے۔ منہ پر ہاتھ پھیرنے کا ایک مقصد تو خدا کو اپنی ذات پر متوجہ کرنا ہے اور دوسرا دعا کو مکمل کرنے کا اعلان ہے تاکہ دوسرے شخص سمجھ جائیں کہ اب دعا پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی ہے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَ دَعَا فَرَفَعَ یَدَیْہِ مَسَحَ وَجْھَہٗ بِیَدَیْہِ.

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند فرماتے اور بعد میں ان کو اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔ (سنن بیہقی)

ایک اور حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو پھر اس وقت تک انھیں نیچے نہ لاتے جب تک کہ دعا کے مکمل ہونے پر انھیں منہ پر پھیر نہ لیتے۔

(ترمذی شریف)

عَنْ مَّالِكِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَ اسَاَلْتُموا اللّٰہَ فَاسْئَلُوْہُ بِبُطُوْنِ اَکُفِّکُمْ وَلَا تَسْئَلُوْہُ بِظُھُوْرِھَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّاِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَلُوا اللّٰہَ بِبُطُوْنِ اَکُفِّکُمْ وَلَا تَسْئَلُوْھَا بِظُھُوْرِھَا فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِھَا وُجُوْھَکُمْ

حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اللہ سے دعا کرو تو ہتھیلیوں کا رخ چہرہ کی طرف رکھو اور ہاتھوں کو پشت تمھارے چہرہ کی جانب نہ ہو اور جب دعا سے فارغ ہو تو ہاتھوں کو اپنے چہرہ پر پھیر لو۔ ایک اور روایت جو جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس طرح ہے کہ اللہ سے دعا ہاتھوں کے اندرونی حصہ کی طرف سے مانگو اور ہاتھوں کے

Marfat.com

بیرونی رخ سے طلب نہ کرو اور جب دعا سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لو۔

(سنن ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ دعا مانگتے وقت جب ہاتھوں کو اٹھاؤ تو انہیں اس طرح رکھو کہ ہاتھوں کے اندر کا رخ منہ کے سامنے ہو جیسا کہ دعا میں معمول ہوتا ہے۔ استسقاء کے علاوہ عام حالات میں ہاتھوں کو الٹ کر دعا نہ مانگیں۔

۹۔ دوسروں کے لئے دعا کرنا سنت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے ان کی غیر موجودگی میں دعا کرنے کی تاکید فرمائی ہے کیونکہ کسی کیلئے چپکے سے دعا کرنے میں خلوص شامل ہوتا ہے اور ایسی دعا عموماً موثر اور مقبول ہوتی ہے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعْوَۃُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ مُسْتَجَابَۃٌ عِنْدَ رَاْسِہٖ مَلَکٌ مُوَکَّلٌ کُلَّمَا دَعَا لِاَخِیْہِ بِخَیْرٍ قَالَ الْمَلَکُ الْمُوَکَّلُ بِہٖ اٰمِیْنَ وَلَکَ بِمِثْلٍ.

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی عدم موجودگی میں اگر اس کا کوئی بھائی دعا کرتا ہے تو وہ مقبول ہوتی ہے اور دعا کرنے والے کے ساتھ ایک فرشتہ متعین کر دیا جاتا ہے جب وہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو مقرر فرشتہ اس کی دعا پر آمین کہتا ہے اور اس کے لئے بھی ویسی ہی دعا کی مقبولیت کی دعا کرتا ہے۔ (مسلم شریف)

اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کے لئے اپنے دل میں چپکے سے دعا کرے تو اس کی دعا مقبول ہوگی۔ دعا مقبول ہونے کے ساتھ جو فرشتہ مقرر ہوتا ہے وہ بارگاہِ رب العزت میں سفارش کرتا ہے کہ الٰہی اس شخص کی دعا اس کے بھائی کے حق میں مقبول فرما اور پھر وہ دعا کرنے والے کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ جس طرح اس دعا کے نتیجہ میں تیرا بھائی بھلائی پائے گا اسی طرح اللہ تعالیٰ تجھ پر بھی اپنی بھلائی عطا فرمائے۔

Marfat.com

۱۰۔ رغبت اور یقین سے دعا مانگنا سنت ہے

دعا پورے یقین کے ساتھ مانگئے کہ وہ اللہ کے حضور ضرور قبول ہوگی اور دل میں کبھی یہ وسوسہ نہ لائیں کہ میری دعا قبول ہوگی کہ نہیں۔ برابر دعا کرتے رہئے۔ خدا کے حضور اپنی عاجزی، احتیاج اور عبودیت کا اظہار خود ایک عبادت ہے۔ خدا نے خود دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ بندہ جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا سنتا ہوں۔ دعا کرنے سے کبھی نہ اکتایئے اور اس چکر میں کبھی نہ پڑیے کہ دعا سے تقدیر بدلے گی یا نہیں۔ تقدیر کا بدلنا یا نہ بدلنا۔ دعا کا قبول کرنا یا نہ کرنا خدا کا کام ہے جو علیم وحکیم ہے۔ بندے کا کام بہرحال یہ ہے کہ وہ ایک فقیر محتاج کی طرح برابر اس سے دعا کرتا رہے اور لمحہ بھر کے لئے بھی خود کو بے نیاز نہ سمجھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ وَلٰکِنْ لِیَعْزِمْ وَلْیُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَتَعَاظَمُهٗ شَیْءٌ اَعْطَاهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرتے تو اس طرح نہ کہے کہ خداوندا اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرمادے۔ بلکہ یقین اور رغبت کے ساتھ دعا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کچھ دینے سے کوئی روکنے والا نہیں۔ (مسلم شریف)

۱۱۔ بددعا کرنے کی ممانعت

بددعا کرنا خلاف سنت ہے خاص کر اپنی اولاد کے لئے بددعا کرنا بالکل اچھا نہیں۔ کیونکہ بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ دعا کو فوراً قبول کر لیتا ہے اس لئے کہیں ایسا نہ ہو کہ جس وقت تم اپنے لیے یا اپنی اولاد کے لئے بددعا کر رہے ہو وہی وقت قبولیت دعا کا ہو۔ اور پھر تمھاری بددعا قبول ہوجائے جس کے نتیجے میں تمھیں نقصان اور پریشانی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو نادان کسی مصیبت یا غصہ کے وقت اپنی اولاد کے لئے بددعا کرے۔ وہ اچھا نہیں۔ لہٰذا بددعا کرنے سے ہمیشہ بچو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ وَلَا تَدْ

Marfat.com

عُوا عَلٰی اَوْلَادِکُمْ وَلَا تَدْعُوْ عَلٰی اَمْوَالِکُمْ لَاتُوَافِقُوْ مِنَ اللّٰہِ سَاعَۃً یُّسْاَلُ فِیْھَا عَطَاءً فَیَسْتَجِیْبُ لَکُمْ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنی جانوں اموال اور اولاد کے لئے بددعا نہ کرو۔ کیونکہ ایسا نہ ہو کہ وہ قبولیت کی ساعت ہو اور تمھاری دعا مقبول ہو جائے۔

(مسلم شریف)

۱۲۔ دُعا کو مستجاب بنانے کا زریں اصول

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی دعا قبول ہو تو اسے چاہئے کہ خوشحالی کے دور میں اللہ کا احسان مند رہے اور اسے یاد کرتا رہے اور اس سے دعا کرتا رہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّسْتَجِیْبَ اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَ الشَّدَآئِدِ فَلْیُکْثِرِ الدُّعَآءَ فِی الرَّخَآءِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ بات محبوب ہو کہ سختی کے عالم میں اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول کرے اس کو چاہئے کہ وہ وسعت اور فراخی کے عالم میں اللہ سے کثرت کے ساتھ طلب کرے۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (۱) کوڑا گھر (۲) قربان گاہ (۳) مقبرہ (۴) چوراہے (۵) غسل خانے (۶) اونٹوں کے باندھنے کی جگہ (۷) اور خانہ کعبہ کی چھت پر

(جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، مسلم، موطا امام مالک، سنن ابوداؤد)

۱۳۔ خاص اوقات جن میں دعائیں قبول ہوتی ہیں

سال بھر میں بعض اوقات ایسے ہیں جس وقت اللہ کی رحمت پکارتی ہے کہ ہے کوئی پکارنے والا کہ اس کی پکار سنی جائے، تو ان اوقات میں فوراً دعا قبول ہوتی ہے لیکن وہ لوگ جو اللہ کے دوست ہیں ان کے لئے ہر وقت ہی ایک جیسا ہے ان کی دعا ہر وقت ہی قبول ہے۔

شب قدر میں، جو رمضان میں آتی ہے، جو دعا بھی اللہ سے مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔ رمضان

Marfat.com

المبارک میں جب بھی دعا مانگی جائے قبول ہوگی۔ ذی الحجہ کی نویں تاریخ جو عرفہ کہلاتی ہے اس دن بھی جو دعا مانگی جائے قبول ہوگی۔ ایسے ہی جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب بڑی اہم ہے اس رات بھی جو دعا مانگی جائے قبول ہوگی۔ رات کا پچھلا پہر جسے عموماً تہجد کا وقت کہا جاتا ہے اس وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے اور یہ وقت قبول دعا کا خاص وقت ہے۔

شبِ برأت بڑی اہم رات ہوتی ہے۔ ساری رات عبادت کرنے کے بعد جو دعا مانگی جائے وہ بارگاہ رب العزت میں قبول ہوتی ہے۔

سب سے زیادہ دعا قبول ہونے کی امید جمعہ کی ساعتِ اجابت ہے۔ اسی ساعت کے بارے میں علماء کا کہنا ہے کہ یہ وقت امام کے خطبہ کے لئے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز جمعہ ختم ہونے تک ہوتا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ وقت دو خطبوں کے درمیان کا وقفہ ہے۔

۱۴۔ مقاماتِ مقدسہ کی دعا

دنیا میں بعض مقامات ایسے ہیں جنہیں مقامات مقدسہ کہتے ہیں انھیں تقدس کا مقام اس لئے ملا ہے کہ ان مقامات پر اللہ کی برگزیدہ ہستیوں کے ساتھ کچھ واقعات منسوب ہیں جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان جگہوں کو بھی مقدس کر دیا۔ لہٰذا جو شخص بھی مقدس جگہ پر کوئی دعا مانگے وہ اکثر قبول ہو جاتی ہے۔ وہ مقامات جو مقدس ہیں ان میں خانہ کعبہ کو اولیت حاصل ہے۔ خانہ کعبہ میں جو بھی دعا مانگی جائے وہ قبول ہے۔ مطاف کعبہ میں کی جانے والی دعا بھی قبول ہے۔ ملتزم بھی دعا کے لئے مقدس جگہ ہے۔ ملتزم سے مراد خانہ کعبہ کا وہ حصہ ہے جس سے طواف کرنے والے چمٹتے ہیں۔ یہ حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازہ کے درمیان چار ہاتھ کی جگہ ہے۔ میزاب کعبہ کے نیچے کی جگہ بھی مقدس ہے۔ میزاب خانہ کعبہ کی چھت کے پرنالہ کے نیچے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ بیت اللہ کے اندر بھی دعا کرنا قبول ہے۔ چاہ زمزم، صفا مروہ، مزدلفہ، مقام ابراہیم، منٰی، جمرات، تمام کا شمار مقامات مقدسہ میں ہوتا ہے۔ خانہ کعبہ کے علاوہ دعا قبول ہونے کا سب سے مقدس مقام رسول اکرم ﷺ کا روضہ اقدس ہے اور خاص کر عاشقِ رسول حضرات کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی جگہ نہیں، جہاں خدا کی رحمت قریب تر ہو۔ لہٰذا روضہ رسول ﷺ کے مقام پر مانگی جانے والی دعا بارگاہ رب العزت میں زیادہ قبولیت کا درجہ رکھتی ہے، اللہ کے نیک بندوں کے پاس جا کر بھی اللہ کے حضور دعا کرنا درست ہے۔

Marfat.com

نماز جنازہ

مسلمان بھائی کے جنازے میں شامل ہونا ایک اہم فریضہ ہے اور جنازے کو کندھا دینا کارِ ثواب ہے۔ جنازے میں شامل ہونے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ مرنے والے کے گھر میں جائیں اور جب جنازہ اٹھا کر لوگ جنازہ گاہ اور قبرستان کی طرف جانے لگیں تو آپ بھی ان میں شامل ہو جائیں۔ چارپائی اٹھانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ چارپائی کو چار آدمی اٹھائیں، پہلا آدمی جس نے دائیں جانب کا پہلا پایا اٹھایا تھا، دس قدم چلنے کے بعد دوسرے کو پکڑا کر میت کی بائیں جانب جا کر بائیں جانب کا پہلا پایا پکڑے پھر دس قدم چلے اور دائیں جانب کے پچھلے پائے پر آ کر پایا پکڑے اور دس قدم تک چلے اس طرح جنازے کو کندھا دینے میں چالیس قدم پورے کرے کیونکہ چالیس قدم پورے کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ اسی طرح دائیں جانب کا دوسرا آدمی جس نے پہلی مرتبہ دائیں جانب کے پہلے پائے پر آئے۔ پھر بائیں کے پہلے پائے کو اٹھائے اور پھر آخر میں بائیں جانب کے دوسرے پائے کو اٹھائے، ایسے ہی بائیں جانب کا پہلا آدمی بائیں جانب کے دوسرے پائے پر آئے پھر دائیں طرف آ کر پہلے دائیں طرف کے پہلے پائے کو اٹھائے پھر دوسرے پائے اٹھائے۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ شروع میں اٹھانے والا چوتھا آدمی بھی باری باری چاروں پاؤں کو اٹھا کر دس دس قدم چلے۔ اس کے بعد میت کو کندھا دینے والا دائیں جانب سے کندھا دینا شروع کرے۔ اور باری باری چاروں پاؤں کو کندھا دے اور دس دس قدم چلتا جائے۔ اگر قبرستان جانے کا فاصلہ کم ہو اور کندھا دینے والے زیادہ ہوں تو پھر چند قدم چلنے سے سنت ادا ہو جائیگی۔ ضروری نہیں کہ اس صورت میں دس قدم لازماً پورے کئے جائیں یہ بحالت مجبوری ہے۔ ورنہ میت کی چارپائی کا ہر پایا اٹھا کر دس قدم چلنا حضور ﷺ کی اہم سنت ہے۔ جنازہ میں شامل ہونے کے آداب اور دیگر سنن حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ جنازہ کو جلدی لے جانا

میت کو تیار کر کے اس کے اصل مقام یعنی قبر میں پہنچانے میں جلدی کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے

Marfat.com

کیونکہ حضور ﷺ نے جنازہ کو جلدی تیار کر کے اسے دفن کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔اس لئے میت کو زیادہ دیر رو کے رکھنا اچھا نہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَيْهِ وَاِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میت کو جلد دفن کرو اگر وہ نیک ہے تو تم اسکو بھلائی کی طرف جلد پہنچا رہے ہو۔اور اگر اسکے علاوہ ہے یعنی برا ہے تو اس بوجھ کو جلد اپنے کندھوں سے اتار رہے ہو۔(مسلم شریف)

ایک اور حدیث میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت جنازہ تیار کیا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں تو کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے کر چلو بشرطیکہ نیک ہو۔اگر نیک نہ ہو تو کہتا ہے کہ ہائے افسوس تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو اس کی آواز انسان کے علاوہ ہر شے سنتی ہے۔اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔(بخاری شریف)

۲۔جنازے کو کندھا دینا سنت ہے

حضور ﷺ نے جنازے کو کندھا دینے کی تاکید فرمائی ہے اور باری باری تین مرتبہ کندھا دینا چاہئے۔حضور سید المرسلین ﷺ نے خود سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے کو کندھا دیا۔جنازے کو کندھا دینے سے ایک تو انسان کو موت یاد آتی ہے اور خوف الٰہی طاری ہوتا ہے جس سے دل دنیا سے موڑ کر یاد الٰہی کی طرف مائل ہوتا ہے اور دوسرے احترام میت مقصود ہوتا ہے اور عبرت حاصل ہوتی ہے کہ وہی انسان جو ہم میں کھاتا پیتا چلتا پھرتا تھا آج اپنے انجام بخیر کے لئے دوسروں کا محتاج ہے۔اس لئے ہر انسان کو اپنے بہتر انجام کا طالب رہنا چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَّحَمَلَهَا ثَلٰثَ مِرَارٍ فَقَدْ قَضٰى عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رُوِیَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَلَ جَنَازَةَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جنازہ کی مشایعت

Marfat.com

کی اور تین مرتبہ کندھا دیا تو اس نے اپنے اوپر (جنازہ کا) جو حق تھا اس کو ادا کیا۔ ترمذی نے اس حدیث کو غریب بتایا۔ شرح السنۃ میں اس طرح منقول ہے۔ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کے جنازہ کو دو لکڑیوں پر اٹھایا۔ (مشکوٰۃ شریف)

جنازے کا سر آگے کی طرف ہونا چاہئے اور جب زمین پر رکھیں تو چہرہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔

۳۔ جنازے سے آگے چلنے کی ممانعت

حضور ﷺ نے جنازے سے آگے چلنے کو پسند نہیں فرمایا کیونکہ جنازے کے آگے آگے چلنے سے جنازے کے احترام میں زد پڑتی ہے اور ویسے بھی اخلاقی نقطہ نظر سے جنازے کے آگے چلنا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ اگر راستے میں دوسروں کو ایک طرف کرنے کے لئے آگے چلنا پڑے تو اس میں کچھ حرج نہیں کیونکہ .. جنازے جن میں مخلوق بہت ہوتی ہے اور راستے لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے رک جاتے ہیں تو اس صورت میں آگے سے لوگوں کو ہٹانے اور انتظام کرنے کی غرض سے اگر چند حضرات کو جنازے کے آگے آگے بھی جانا پڑے تو وہ جائز ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری میں .. ہے کہ اگر کوئی جنازے سے آگے چلے تو اسے چاہئے کہ اتنی دور آگے چلے کہ جنازے کے ساتھیوں میں شمار نہ ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَنَازَةُ مَتْبُوْعَةٌ وَلَا تَتْبَعُ لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنازہ کو تابع کیا گیا ہے یعنی اس کے پیچھے جائے اور جنازہ پس روی نہیں کرتا یعنی کسی کے پیچھے نہیں چلتا اور جو شخص جنازہ سے آگے چلے وہ اس کے ساتھ شمار نہیں ہوتا۔ (سنن ابوداؤد)

۴۔ جنازے کے ساتھ چلنے کا سنت طریقہ

جنازے کے ساتھ چلنے کا ادب یہ ہے کہ جنازہ کے دائیں بائیں اور پیچھے رہ کر چلیں۔ پیادہ چلنا افضل ہے۔ اگر جنازہ بہت دور لے جانا ہو تو اس صورت میں جنازہ کو کسی سواری پر رکھیں اور اس کے ساتھ دائیں بائیں چند لوگوں کا جانا ضروری ہے۔ جنازے کو اکیلے چھوڑنا اچھا نہیں۔ جنازے کو معتدل رفتار سے لے جائیں۔ قدم پھرتی سے اٹھانے چاہئیں مگر اتنی تیزی سے نہ

Marfat.com

جائیں کہ زیادہ تیز نہ چلنے والے بالکل پیچھے رہ جائیں اگر کوئی نہ چلنے کی مجبوری سے یا واپس سواری پر آنے کی غرض سے سواری پر ہو تو اسے چاہئے کہ جنازے کے بالکل پیچھے چلے اور آگے نہ چلے۔ جنازہ کے ساتھ چلتے وقت عاجزانہ طریقے سے دل میں اللہ کو یاد کرتے جائیں۔ ہنسی مذاق اور کوئی بیہودہ بات کرنا منع ہے۔

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّاكِبُ يَسِيْرُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِيْ يَمْشِيْ خَلْفَهَا وَاَمَامَهَا وَعَنْ يَّمِيْنِهَا وَعَنْ يَّسَارِهَا قَرِيْبًا مِّنْهَا وَالسِّقْطُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَيُدْعٰى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَ الرَّحْمَةِ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سواری پر چلنے والا جنازہ کے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والا جنازہ کے آگے پیچھے دائیں بائیں چل سکتا ہے۔ نامکمل (کچا) بچے پر نماز پڑھی جائے اور اس کے والدین کی مغفرت کے لئے دعا کی جائے۔ (سنن ابوداؤد، مسند امام احمد، جامع ترمذی)

عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع اور خلاف شرع ہے اگر کوئی عورت جنازے میں شرکت کرے گی تو وہ گنہگار ہوگی۔

۵۔ تدفین میں شامل ہونے کا اجر

مسلمان کے جنازے میں حصول ثواب کی غرض سے شامل ہونے کا اجر بہت زیادہ ہے یعنی جنازے میں شامل ہونے کی نیت میں اخلاص اور رضائے الٰہی مدنظر ہو اور دوسروں کو دکھاوا یا مرنے والے کے ورثاء کی خوشامد مقصود نہ ہو اور نہ کوئی دنیاوی غرض پس پردہ ہو تو اسے احد پہاڑ جتنی نیکیوں کا اجر ملے گا۔ جنازہ پڑھ کر تدفین تک قبرستان میں رہنے کا ثواب صرف جنازہ میں شامل ہونے سے بہت زیادہ ہے اس لئے اگر کوئی ضروری کام نہ ہو تو پھر تدفین تک جنازے والوں کے ساتھ شامل رہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّكَانَ مَعَهٗ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا وَيُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِيْرَاطَيْنِ كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ بِقِيْرَاطٍ.

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمان کے جنازہ کے ساتھ حالت ایمان میں حصول ثواب کے لئے جاتا ہے اور نماز جنازہ کے بعد دفن تک ساتھ رہتا ہے تو وہ دو قیراط لے کر واپس ہوتا ہے اور ہر قیراط کا اجر کوہ احد کے برابر ہے۔ جو شخص نماز جنازہ کے بعد دفن سے پہلے واپس آجاتا ہے تو وہ ایک قیراط لے کر واپس ہوتا ہے۔

(بخاری شریف)

۶۔ مردے کا آواز سننا

علماء کا کہنا ہے کہ مردہ دوسروں کی آواز سنتا ہے اگرچہ اس کی آواز پرواز کر چکی ہوتی ہے۔ انسان کے علاوہ دوسرے جاندار اس کی آواز سنتے ہیں۔ نیک بخت مردے کی روح کہتی ہے کہ مجھے اپنے اصلی مقام کی طرف جلدی لے جاؤ کیونکہ وہ اللہ کی رحمت اور جنت کی نعمتیں دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس بد بخت انسان عذاب الٰہی کو دیکھ کر واویلا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے کہاں لے جا رہے ہو یعنی کہ جنازے کی حالت میں بھی اس کی روح اس مادی دنیا سے آخرت کی طرف نہیں جانا چاہتی۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَاوُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِىْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَايَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّاالْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو چارپائی پر رکھ کر اٹھایا جاتا ہے اگر وہ مرنے والا نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلد لے چلو اور اگر نیک نہیں ہوتا تو اپنے رشتہ داروں سے کہتا ہے مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ اس کی آواز انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔ (بخاری شریف)

۷۔ جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنے کی ممانعت

جنازہ جب تک نہ رکھا جائے، صحت مند حضرات کے لئے بیٹھنا درست نہیں البتہ جب جنازہ رکھ دیا جائے تو بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔ قبرستان میں جب میت کی چارپائی کو کندھوں سے اتار کر زمین پر رکھا

Marfat.com

جاتا ہے تو اسے آرام سے رکھنا چاہئے۔ احتراماً دفن کرنے تک کھڑے رہ کر اللہ کا ذکر کرتے رہیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اگر جسمانی نقاہت یا کمزوری کے باعث بیٹھنا چاہیں تو بیٹھ جائیں مگر کسی قبر پر نہ بیٹھیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَۃَ فَقُوْمُوْا فَمَنْ تَبِعَھَا فَلَا یَقْعُدْ حَتّٰی تُوْضَعَ .

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ اس کو (قبر میں) نہ رکھ دیا جائے۔ (مسلم شریف)

۸۔ جنازے سے واپسی کی سنت

جنازے سے واپسی کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دفن کے بعد آرام سے دوستوں کے ساتھ مل جل کر واپس آئیں۔ اگر قبرستان نزدیک ہو تو پیدل آجائیں اگر واپسی کے فاصلے میں دوری ہو تو سواری پر آجائیں کیونکہ واپسی پر سواری پر آنے میں کچھ ممانعت نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک جنازے میں شامل ہونے کے بعد واپس سواری پر آئے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِفَرَسٍ مُعْرَوْرٍ فَرَکِبَہٗ حِیْنَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَۃِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ نَمْشِیْ حَوْلَہٗ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن دحداح کے جنازے سے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ کر واپس ہوئے اس وقت ہم لوگ آپ کے گرد پیدل چل رہے تھے۔ (مسلم شریف)

۹۔ جنازے میں سواری پر جانے کا مسئلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک مرتبہ ایک جنازے میں شامل ہونے والے بہت سے لوگ سواریوں پر سوار تھے اور صرف چند لوگ پیدل تھے فاصلہ بھی زیادہ نہ تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ میں شامل حضرات کو جو بلاضرورت سواری استعمال کر رہے تھے۔ منع فرمایا کہ جنازہ کے ساتھ پیدل جلو۔ مقصد یہ ہے کہ جہاں سواری کی ضرورت نہیں تو پھر سواری پر سوار ہو کر جنازہ میں نہ جائیں۔ اگر جنازہ لے جانے

Marfat.com

کی راہ لمبی ہو تو پھر سواری استعمال میں لا سکتے ہیں۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَرَاٰى نَاسًا رُكْبَانًا فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ اَنَّ مَلَائِكَةَ اللّٰهِ عَلٰى اَقْدَامِهِمْ وَاَنْتُمْ عَلٰى ظُهُوْرِ الدَّوَابِّ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سواروں کو دیکھ کر فرمایا کیا تم فرشتوں سے حیا نہیں کرتے کہ وہ پیدل چل رہے ہیں اور تم جانوروں کی پشت پر سوار ہو۔ (سنن ابن ماجہ، سنن ابوداؤد)

۱۰۔ جنازہ دیکھنے پر کھڑے ہونے کا مسئلہ

جنازے کا احترام اور ادب کرنے کے لئے جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جانا چاہئے۔ اگر سواری پر ہو تو اسے سواری کھڑی کر لینی چاہئے مگر علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اگر کوئی جنازے میں جانے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونا ضروری نہیں البتہ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اسے اختیار ہے کہ خواہ کھڑا رہے یا بیٹھا رہے۔ اسی طرح بعض علماء کا یہ قول بھی ہے کہ کھڑا ہو جانا یا بیٹھے رہنا دونوں طرح ہی مستحب ہے۔ جنازہ دیکھ کر احتراماً کھڑا ہونے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَرَّتْ بِكَ جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ اَوْ نَصْرَانِيٍّ اَوْ مُسْلِمٍ فَقُوْمُوْا لَهَا فَلَسْتُمْ لَهَا تَقُوْمُوْنَ اِنَّمَا تَقُوْمُوْنَ لِمَنْ مَّعَهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے سامنے سے یہودی، نصرانی یا مسلمان کا جنازہ گزرے تو تم اس کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور تمہارا کھڑا ہونا جنازہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے ساتھ جو فرشتے ہوتے ہیں ان کی وجہ سے ہے۔ (مسند امام احمد)

ایک اور حدیث میں کھڑا ہونے کی ترغیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمائی ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَرَّتْ جَنَازَةٌ نَقَامَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا مَعَهٗ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا يَهُوْدِيَّةٌ فَقَالَ اِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَاِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا.

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جنازہ گزرا تو اس کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ تب ہم بھی سرکار کے ساتھ کھڑے ہوئے اور بعد میں ہم نے سرکار سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ جنازہ یہودیہ کا تھا اس وقت سرکار نے فرمایا موت گھبراہٹ والی چیز ہے۔ جب تم جنازہ کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔ (بخاری شریف)

جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہونا بہر حال بہتر ہے کیونکہ زیادہ احادیث سے یہی بات اخذ ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے جنازہ کے لئے احتراماً کھڑے ہونے کو پسند فرمایا ہے۔

۱۱۔ چھوٹے بچے کا جنازہ

چھوٹا بچہ شیر خوار یا ابھی دودھ چھوڑا ہے، یا اس سے کچھ بڑا۔ اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازے کو ہاتھ پر لئے ہو جب بھی ہرج نہیں اور اس سے بڑا مردہ ہو تو چار پائی پر لے جائیں۔

Marfat.com

زیارت قبور کا مسنون طریقہ

قبرستان نشان عبرت ہے جو ہمیں موت اور آخرت کی یاد دلاتا ہے کیونکہ مرنے کے بعد ہر شخص کا مقام قبر ہے۔ مسلمان اجتماعی طور پر جہاں اپنے مردے دفن کرتے ہیں اسے قبرستان کہا جاتا ہے۔ قبرستان مسلمان آبادی کا بہت ہی اہم مقام ہے اس لئے اس کی حفاظت کرنا اور اس میں آنے جانے کے لئے اسلامی آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا ہمارا اخلاقی اور بنیادی فریضہ ہے۔ عموماً جنازہ دفن کرنے کے لئے قبرستان جانے کا موقعہ ہر ایک کو کبھی نہ کبھی پیش آتا رہتا ہے۔ اس کے علاوہ عام حالات میں بھی جب کسی کا دل چاہے تو وہ زیارت قبور کی غرض سے قبرستان جا سکتا ہے بہر کیف قبرستان میں وقتاً فوقتاً جاتے رہنا چاہئے تاکہ موت یاد رہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ میت دفن کرنے کے وقت قبرستان میں جاتے اور بعض اوقات زیارت قبور کی غرض سے بھی قبرستان تشریف لے جاتے اس سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں جانا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ مزید یہ کہ حضور ﷺ نے زیارت قبور کی تاکید بھی فرمائی ہے۔ قبرستان میں جا کر مندرجہ ذیل آداب کو شریعت اور سنت کے مطابق سرانجام دینا چاہئے۔

ا۔ قبرستان میں داخلہ

قبرستان میں بڑے عجز اور خاموشی سے داخل ہونا چاہئے اور دل میں خوف الٰہی کو مدنظر رکھنا چاہئے اور اس بات کو تازہ کرنا چاہئے کہ اے بندے ایک دن تو بھی ان کے ساتھ آ کر مل جائیگا اس لئے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ یاد الٰہی میں مشغول رکھے اور نیک اعمال کرنے کی طرف مائل کرے۔ کیونکہ قبرستان میں جانے سے موت یاد آتی ہے۔ حضور ﷺ جب قبرستان میں جاتے تو اہل قبور کو سلام کہتے۔ اس لئے قبرستان میں داخلے کے وقت مندرجہ ذیل احادیث کے الفاظ کے مطابق اہل قبور کو سلام کہنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

Marfat.com

۱۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان میں تشریف لے گئے تو قبروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ.

ترجمہ: اے قبروالو! تم پر سلامتی ہو اللہ تعالیٰ ہماری اور تمھاری مغفرت فرمائے۔تم ہم پر سبقت لے گئے ہم بعد میں آنے والوں میں سے ہیں۔(ترمذی شریف)

۲۔حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو قبرستان کی حاضری کے آداب کی تعلیم دیتے اور یہ فرماتے جب تم قبرستان جاؤ تو یہ کلمات کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ.

ترجمہ: اس بستی کے مومن اور مسلمان رہنے والو! تم پر سلامتی ہو۔ بیشک اللہ نے چاہا تو ہم بھی عنقریب تم سے ملاقات کرتے ہیں۔ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمھارے لئے عافیت کے طالب ہیں۔(مسلم شریف)

۳۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کس طرح اس مفہوم کو ادا کروں۔ مجھے آپ زیارت قبر کے بارے میں رہنمائی فرمائیں،تب سرکارؐ نے فرمایا تم زیارت قبر کے وقت یہ کلمات کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ.

ترجمہ: اے بستی کے مومن اور مسلمان رہنے والو، خداوند ہم میں سے پیشروؤں اور پیچھے رہنے والوں کی مغفرت فرمائے اور بیشک اگر اللہ نے چاہا تو ہم عنقریب تم سے ملنے والے ہیں۔

(مسلم شریف)

۲۔زیارت قبور کی ترغیب

شروع شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو قبرستان میں زیارت قبور کی غرض سے جانے کے لئے منع فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ ابتدائی دور میں قبروں پر جانے سے پوجا کا خطرہ تھا لیکن جس مسلمانوں کے

Marfat.com

ایمان اللہ کی توحید پر حد درجہ کے مستحکم ہو گئے تو حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو چند امور کی اجازت عنایت فرمائی جن میں قبروں کی زیارت بھی تھی۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَاءٍ فَاشْرِبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرِبُوْا مُسْكِرًا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تمھیں زیارت قبور سے منع فرمایا تھا لیکن اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ میں نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا اب جب تک اور جتنا چاہو ذخیرہ کر سکتے ہو۔ میں نے تمھیں نبیذ، مشکیزہ کے علاوہ ہر کسی چیز سے پینے سے منع فرمایا تھا اور تم سب برتنوں سے پی سکتے ہو بشرطیکہ وہ نشہ آور نہ ہو۔ (مسلم شریف)

ایک اللہ کے بندے کا قول ہے کہ قبرستان میں جانا مستحب ہے کیونکہ قبرستان مین جا کر قبروں کو دیکھنے سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ موت یاد آتی ہے اور دل دماغ میں یہ عقیدہ راسخ ہو جاتا ہے کہ دنیا فانی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے پہلے تمھیں قبروں پر جانے سے منع فرمایا تھا مگر اب تم قبروں پر جایا کرو کیونکہ قبروں پر جانا بے رغبتی پیدا کرتا ہے اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

۳۔ والدین کی قبروں پر جانے کا حکم

والدین کی قبروں پر جا کر ان کے لئے دعائے استغفار کرنا ان کے لئے ایصال ثواب کرنا فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ اگر کوئی عذاب میں مبتلا ہو تو اولاد جب قبر پر جا کر ایصال ثواب کرتی ہے تو اسکے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے اور اگر کوئی راحت میں ہو تو اسے مزید راحت میسر آتی ہے۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جب وہ دنیا سے رخصت ہو جائیں تو پھر ان کی قبر پر جا کر قرآن خوانی کر کے ان کی روح کو بخشا جائے۔ یہ بات ان کے لئے سود مند ثابت ہو گی۔ لہٰذا نیک اولاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہفتہ میں ایک بار ضرور اپنے والد اور والدہ کی قبر کی زیارت کیلئے جائے اور انکے

Marfat.com

لئے مغفرت کی دعا کرے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدِهِمَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ وَكُتِبَ بَرًّا.

حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک الفاظ حدیث کو پہنچاتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن والدین کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اسکی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اس کا نام نیکو کاروں میں لکھا جاتا ہے۔ (سنن بیہقی)

طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ خدا جنت میں ایک نیک بندے کا مرتبہ بلند فرماتا ہے تو وہ بندہ پوچھتا ہے، پروردگار! مجھے یہ مرتبہ کہاں سے ملا۔ خدا فرماتا ہے تیرے لڑکے کی وجہ سے کہ وہ تیرے لئے استغفار کرتا رہا۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے سب عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین اعمال کے۔ صدقہ جاریہ، علم نافع اور نیک اولاد جو والدین کے لئے دعا کرتی رہتی ہے۔
(شرح الصدور)

۴۔ زیارت قبور کا طریقہ

زیارت قبور کا طریقہ یہ ہے کہ قبرستان میں ادب کے ساتھ داخل ہو کر جس قبر پر آپ جانا چاہیں جائیں راستے کے ذریعے جائیں۔ قبروں پر سے گزرنے سے پرہیز کریں اور نہ کسی قبر پر پاؤں آنے دیں اور جب مطلوبہ قبر پر پہنچ جائیں تو اسکے پائنتی جانب سے ہو کر منہ کی طرف ہو جائیں اور اس سے اتنے فاصلے پر بیٹھ جائیں جتنا کہ زندگی میں بیٹھا کرتے تھے بزرگوں کا کہنا ہے کہ سرہانے کی طرف سے نہ آئیں کہ میت کے لئے باعث ازار بنتا ہے۔ یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آیا ہے۔ اس کے بعد سلام کہیں اس کے بعد قرآن پاک کی جتنی تلاوت کرنی چاہیں۔ اس کے بعد اس کا ثواب صاحب قبر کی روح کو بخشیں۔

عام دنوں کی نسبت جمعہ کے دن جانا زیادہ بہتر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ چار دن یعنی پیر، جمعرات، جمعہ اور ہفتہ زیارت کے لئے بہتر ہیں۔ جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ افضل ہے۔ ہفتہ کے دن طلوع آفتاب تک اور جمعرات کو دن کے اول وقت یا پچھلے وقت میں پیر کے روز رات کے پچھلے پہر میں،

Marfat.com

متبرک راتوں میں یعنی شب برأت، شب قدر، عیدین کے دن اور عشرہ ذالحجہ میں زیارت قبور بہتر ہے۔

والدین کی قبروں پر جاکر ان کے لئے دعائے استغفار کرنا ان کے لئے ایصال ثواب کرنا فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ اگر کوئی عذاب میں مبتلا ہو تو اولاد جب قبر پر جاکر ایصال ثواب کرتی ہے تو اسکے عذاب میں کمی کردی جاتی ہے اور اگر کوئی راحت میں ہو تو اسے مزید راحت میسر آتی ہے۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جب وہ دنیا سے رخصت ہو جائیں تو پھر ان کی قبر پر جاکر قرآن خوانی کرکے ان کی روح کو بخشا جائے۔ یہ بات ان کے لئے سودمند ثابت ہوگی۔ لہٰذا نیک اولاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہفتہ میں ایک بار ضرور اپنے والد اور والدہ کی قبر کی زیارت کیلئے جائے اور انکے لئے مغفرت کی دعا کرے۔

حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک الفاظ حدیث کو پہنچاتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن والدین کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اسکی مغفرت کردی جاتی ہے اور اس کا نام نیکوکاروں میں لکھا جاتا ہے۔ (سنن بیہقی)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے یہاں تشریف آوری کی باری ہوتی تو سرکار رات کے آخری حصہ میں قبرستان تشریف لے جاتے اور وہاں یہ کلمات فرماتے "اس بستی کی ایماندار قوم! تم پر سلامتی ہو۔ تمھیں وہ چیز مل گئی جس کا تم سے کل تک کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اور تمھیں مہلت دی گئی تھی۔ اور ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ خداوند! بقیع غرقد کے مومنین کی مغفرت فرما۔ (مسلم شریف)

۵۔ قبروں پر بیٹھنے کی مذمت

قبرستان میں ازحد احتیاط کرنی چاہئے کہ کسی قبر پر نہ بیٹھے کیونکہ قبر پر بیٹھنے سے گناہ ہوگا اگر بیٹھنا پڑے تو ایسی زمین پر بیٹھ جائیں جہاں قبر نہ ہو اگر کسی قبر کے ساتھ کوئی چبوترہ وغیرہ ہو اس پر بیٹھنے میں

Marfat.com

ہرج نہیں۔ میں نے کئی مرتبہ دیکھا ہے کہ قبرستان میں جب لوگ کسی میت کو دفن کرنے جاتے ہیں تو لوگ قبر پر بیٹھنے سے گریز نہیں کرتے اور اگر کسی سے نہ بیٹھنے کے لئے کہا جائے تو بڑے آرام سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے بھی تو مر کر مٹی ہی میں جانا ہے۔ یہ کوئی دلیل نہیں بلکہ قبرستان میں ادب کو ملحوظ خاطر رکھنا انجام بخیر کی دلیل ہے۔

بعض لوگ قبرستانوں میں جا کر نشہ کرتے ہیں یا جوا وغیرہ کھیلتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت ہی برے ہیں کہ انھیں موت کے پاس جا کر بھی برائی نہیں بھولتی۔ ایسے ہی بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ قبرستان میں جا کر دنیا کی اچھی بڑی باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کسی کی غیبت کرنے سے بھی باز نہیں آتے تو اس طرح کے خلاف شرع کام قبرستان میں منع ہیں۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جُمْرَةٍ حَتّٰی تُحْرِقَ ثِیَابَهٗ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص آگ کی چنگاری پر بیٹھے حتیٰ کہ اس کے کپڑے جل جائیں تو یہ قبروں پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔
(نسائی شریف)

ایسے ہی قبر کے ساتھ تکیہ لگانے سے منع فرمایا گیا ہے تاکہ روح کو اذیت نہ ہو۔

عَنْ عَمْرِ بْنِ حَزْمٍ قَالَ رَاٰنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَّکِاءً عَلٰی قَبْرٍ فَقَالَ لَا تُئوذِ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ اَوْ لَا تُؤْذِهٖ.

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ قبر پر تکیہ لگائے دیکھ کر فرمایا کہ صاحب قبر کو اذیت نہ دو۔ (مسند امام احمد)

۶۔ قبر پر عورتوں کے جانے کا مسئلہ

عورتوں کے لئے بعض علماء نے زیارت قبور کو جائز قرار دیا ہے۔ در مختار نے یہی قول اختیار کیا۔ مگر عزیزوں کی قبور پر جائیں گی تو جزع و فزع کریں گی لہٰذا ممنوع ہے اور صالحین کی قبور پر برکت کے لئے جائیں تو بوڑھیوں کے لئے حرج نہیں اور جوانوں کے لئے ممنوع ہے اور بہتر ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں اور اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی رونا ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں

Marfat.com

گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں اس لئے قبور کی زیارت کیلئے جانا بہتر نہیں اگر کوئی عورت اپنے ماں باپ بہن بھائی یا اولاد کی قبر پر چلی جائے اور وہاں آداب کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن پاک پڑھ کر ایصال ثواب کر بھی لے تو اس میں کچھ حرج نہیں مگر کوئی خلاف شرع حرکت نہ کرے مگر بہتر تو یہ ہے کہ قبرستان کے باہر ہی کھڑی ہو کر ایصال ثواب کر لے۔

علامہ قطب الدین شارح مشکوٰۃ کا کہنا ہے کہ ابتدائے اسلام میں زیارت قبور کے بارے میں جو ممانعت فرمائی گئی تھی وہ عورتوں کے لئے اب بھی ہے کہ نہیں؟ اس بارے میں علماء میں اختلاف ہے علماء کا ایک گروہ عورتوں کے جانے کو جائز قرار دیتا ہے جبکہ دوسرا گروہ عورتوں کے جانے کا مطلقاً درست خیال نہیں کرتا اس کے بعد انھوں نے اپنی رائے یہ دی ہے۔ عورتوں کے لئے صرف نبی اکرم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت جائز ہے اور دوسری عام قبروں پر جانے سے گریز کریں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَقَالَ وَقَدْ رَاٰی بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ هٰذَا کَانَ قَبْلَ اَنْ یُّرَخِّصَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ فَلَمَّا رَخَّصَ دَخَلَ فِیْ رُخْصَتِهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّمَا کُرِهَ زِیَارَةَ الْقُبُوْرِ لِلنِّسَآءِ لِقِلَّةِ صَبْرِهِنَّ وَکَثْرَةِ جَزَعِهِنَّ تَمَّ کَلَامُهٗ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی خواتین پر لعنت فرمائی ہے۔ (مسند امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ) لیکن صاحب ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن و صحیح ہے لیکن یہ اضافہ کیا اور بعض علماء نے فرمایا یہ حکم ابتدائی دور میں تھا لیکن جب زیارت قبر کی عام اجازت دی گئی تو اس میں خواتین اور مرد بھی شامل ہو گئے لیکن بعض علمائے حدیث نے فرمایا سرکار ﷺ نے عورتوں کے لئے قبور کی زیارت کو ناپسند قرار دیا ہے۔ کیونکہ نہ تو وہ زیادہ صابر ہوتی ہے اور نہ جزع نزع میں کچھ کمی کرتی ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

۷۔ صاحب قبر کے ادب کو ملحوظ رکھنا

قبر پر جا کر صاحب قبر کی عزت اور ادب کو اسی طرح ملحوظ خاطر رکھیں جس طرح اس کی زندگی میں رکھتے تھے لہٰذا وہاں کوئی ہنسی یا مذاق والی بات نہیں کرنی چاہئے یعنی سنجیدگی اختیار کرنی چاہئے اور نہ ہی

Marfat.com

کوئی تحقیر آمیز فعل کرنا چاہئے جو مومن کے اکرام وشرف کے منافی ہو۔اس ادب کی سند حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّيْ وَاضِعٌ ثَوْبِيْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَاَبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهٗ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب میں اپنے حجرہ میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔آئی تو اپنی اوڑھنی اتار کر رکھ دیتی تھی اور یہ کہتی کہ یہاں میرے شوہر اور میرے والد آرام فرما ہیں لیکن جب وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے تو خدا کی قسم! میں اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر چادر سے خوب ڈھک کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے ہوئے حجرہ میں آتی ہوں۔

بعض لوگ بظاہر دنیا سے کنارہ کش ہو کر قبرستانوں میں ڈیرہ لگا لیتے ہیں اور وہاں رہائش اختیار کر لیتے ہیں۔علماء نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ قبرستان کی زمین کو ذاتی استعمال میں لانا درست نہیں کیونکہ قبرستان میں رہائش اختیار کرنے سے قبروں کا ادب ملحوظ خاطر نہیں رہتا۔

۸۔قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت

قبرستان میں یا کسی اور مقام پر قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا منع ہے۔یعنی اگر قبرستان میں کوئی جگہ خالی ہو اور آپ اس پر نماز پڑھنا چاہیں تو دیکھ لیں کہ اس کے آگے قبر نہیں۔کیونکہ اگر آگے قبر ہوگی تو نماز نہیں ہوگی۔اس سے معلوم ہوا کہ قبرستان کے بیچ میں جہاں قبریں ہوں نماز نہ پڑھیں البتہ قبرستان کے ساتھ اگر کوئی علیحدہ جگہ صرف نماز کے لئے بنائی گئی ہو۔جس کے اردگرد اتنی اونچی چاردیواری ہو جس سے آگے، دائیں اور بائیں کی قبریں نظر نہ آتی ہوں تو وہاں نماز پڑھ لینا درست ہے۔

عَنْ اَبِيْ مَرْثَدٍ كَنَّازِ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُصَلُّوْا اِلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَيْهَا.

حضرت ابو مرثد کناز بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔نہ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔(مسلم شریف)

Marfat.com

۹۔قبرستان کو مٹا کر مسجد بنانے کی ممانعت

قبروں کے اوپر یا ان کو مٹا کر ان کے اوپر مسجد بنانا منع ہے اگر کوئی قبرستان یا قبر خود بخود زمانے کے نشیب و فراز کی وجہ سے مٹ گئی اور وہاں قبر معلوم نہ ہو تو اس پر مسجد بنا سکتے ہیں کیونکہ اس کا حکم عام زمین کے ضمن میں آجائے گا خود قبروں کو مسمار کر کے یا ان کے اوپر چھت ڈال کر مسجد بنانا خلاف شرع ہے اور ایسا کرنا باعث ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے کیونکہ حضور ﷺ نے قبر کے اوپر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَرْضُ کُلُّھَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَۃَ وَ الْحَمَّامَ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ساری دنیا سجدہ گاہ ہے سوائے مقبرے اور غسل خانے کے۔(سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن دارمی)

اس حدیث سے یہ بات عیاں ہے کہ قبر کے اوپر سجدہ گاہ نہیں بنائی جا سکتی، ایسے ہی ابوداؤد کی ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ نے قبروں کو مسجد بنا لینے پر لعنت فرمائی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّصَلّٰی فِیْ سَبْعَۃِ مَوَاطِنَ فِی الْمَزْبَلَۃِ وَالْمَجْزَرَۃِ وَالْمَقْبَرَۃِ وَقَارِعَۃِ الطَّرِیْقِ وَفِی الْحَمَّامِ وَ فِیْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَھْرِ بَیْتِ اللّٰہِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔(۱) کوڑا گھر (۲) قربان گاہ (۳) مقبرہ (۴) چوراہے (۵) غسل خانے (۶) اونٹوں کے باندھنے کی جگہ (۷) اور خانہ کعبہ کی چھت پر (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

۱۰۔قبرستان کے متفرق آداب

جس طرح شریعت کی رُو سے قبروں پر بیٹھنا منع ہے۔ایسے ہی ان پر سونا اور ان کے ساتھ ٹیک لگانا بھی آداب کے خلاف ہے۔قبروں کے اوپر سے پھلانگنا بھی ناجائز ہے کیونکہ بعض لوگوں کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ وہ قبرستان میں اپنے کسی عزیز و متعلق کی قبر تک پہنچنے کے لئے درمیان کی قبروں کو بلا تکلف روندتے ہوئے چلتے ہیں بلکہ قبروں کو پھلانگنے میں یہ بات انتہائی غلط ہے۔لہٰذا قبروں پر پاؤں رکھنے سے ہر ممکن

Marfat.com

بچنا چاہئے۔

قبرستان میں استنجاء کرنا بہت ہی قابل مذمت فعل ہے۔ بعض قبرستانوں میں درخت وغیرہ لگے ہوتے ہیں تو انھیں کاٹنا نہیں چاہئے۔ گری ہوئی قبر کو درست کرنا بہتر ہے تا کہ قبر کا نشان باقی رہے۔ قبر کی تعویذ کو زمین سے ایک بالشت اونچا بنانا سنت ہے کسی قبر کو پاؤں سے ٹھوکر نہیں لگانی چاہئے۔ قبر پر قبر کھودنے سے گریز کرنا چاہئے۔ اگر قبر کھودتے وقت کسی پہلے مردے کی ہڈیاں نکل آئیں تو انھیں کسی مقام پر دفن کر دینا چاہئے۔ قبرستان کو چراگاہ نہیں بنانا چاہئے۔ قبر کو مردہ خور جانوروں اور کتوں سے محفوظ کرنا چاہئے یعنی حضور ﷺ نے ہر لحاظ سے مردہ کی تحقیر کی ممانعت فرمائی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهٖ حَيًّا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردہ کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ زندہ شخص کی ہڈی کو توڑنا (موطا امام مالک، سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

Marfat.com

روزہ کی سنتیں

حکم روزہ

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں سورۃ البقرہ میں ماہ رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت واہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَۙ۝ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَؕ وَعَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن سکو۔ وہ روزے گنتی کے دن ہیں تو تم سے جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو یا وہ اتنے روزے اور دنوں میں رکھ کر تعداد پوری کرے اور جنہیں روزہ رکھنے کی بالکل طاقت ہی نہ ہو تو وہ روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں اور جو اپنی طرف سے زیادہ نیکی کرے تو یہ اس کے لیے بہت بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ (البقرۃ: ۱۸۳۔۱۸۴)

رمضان المبارک کا روزہ اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے روزے کو صوم کہا جاتا ہے جس کا مطلب رک جانا ہے لیکن شریعت میں اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لیے نفس کی چاہتوں کو ترک کر دینے کا نام روزہ ہے۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ روزے اہل ایمان پر فرض ہیں یعنی جس طرح نماز کا فریضہ ایمان لانے کے بعد عائد ہوتا ہے ایسے ہی روزے ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مذہب روزہ رکھے تو اسے اجر نہیں ملے گا کیونکہ اجر صرف صاحب ایمان روزہ دار کو ملے گا۔ لہٰذا کسی غیر مسلم کو روزہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس کے بعد ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

Marfat.com

مسلمانوں پر روزے اسی طرح فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے۔ یہ ایک ایسی قدیم ترین عبادت ہے جس کی ابتداء تاریخ انسانی کے فرد اول حضرت آدم علیہ السلام سے ہوتی ہے اور اس کی تکمیل وانتہا' خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی شریعت مطہرہ پر ہوتی ہے اسی بناء پر حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر آخری کتاب قرآن حکیم تک ہر آسمانی کتاب وشریعت میں روزہ کو ایک خاص امتیازی اور بنیادی عبادت کا مقام دیا گیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام ہر ماہ کے ایام بیض میں تین روزے رکھتے۔ شریعت نوحی میں بھی ہر ماہ کے یہی تین روزے فرض تھے۔ شریعت موسوی میں رمضان کے علاوہ ہفتہ اور عاشورۂ محرم کے روزے بھی فرض تھے۔ انجیل کے پیروکاروں پر بھی ماہ رمضان کے روزے فرض تھے مگر انہوں نے تحریف کی اور قمری مہینہ رمضان کی بجائے موسم سرما کے دنوں میں روزے مستقل اور مخصوص کر دیئے لیکن دین اسلام نے اس عظیم الشان عبادت کو عین منشائے الٰہی کے مطابق مکمل فرما کر اپنے پیروؤں کو اس کی لافانی قدروں سے روشناس کیا۔

فضائل روزہ

روزہ فضل خداوندی کا آئینہ ہے۔ اللہ کا فضل وہ خزانہ رحمت ہے کہ جسے مل جائے اس کے دین و دنیا سنور گئے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے جسے چاہے اپنے فضل سے سرفراز کرے اللہ چاہتا ہے کہ انسان اس کا عبادت گزار اور اطاعت شعار بندہ بنے۔ چنانچہ اللہ نے انسان میں صفات بندگی پیدا کرنے کے لیے تحفتہً کچھ فرائض حضرت انسان کے ذمے لگائے ہیں۔ روزہ بھی انہیں فرائض میں سے ایک ہے۔

روزہ روح کی خاص غذا ہے اللہ اور بندے کے درمیان جو معمولی سا حجاب ہے روزہ اسے بے نقاب کرنے کا چارہ ساز ہے گویا روزہ اللہ اور بندے کی ملاقات کا دروازہ ہے جو مسلمان اپنے تن کو اس دروازے سے گزارتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے پھر اللہ اسے کہتا ہے تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں گویا جسے اللہ مل گیا دنیا اس کے تابع ہوگئی۔ جن بندوں کے روزوں سے اللہ خوش ہوا انہیں ولی غوث وقطب ابدال کر دیا۔

اے بندے روزہ کے فضائل تو کیا جانے روزہ کی قدر وقیمت پوچھنی ہے تو سرور دو جہاں سے پوچھ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے پوچھ جو صحرائے عرب کے تپتے ہوئے ریگزاروں میں گرمیوں کے

Marfat.com

موسم میں روزے رکھتے تھے۔ اور جہاد بھی کرتے تھے۔ اللہ ان کی نماز روزوں اور اعمال صالح سے اتنا خوش ہوا کہ قرآن مجید میں اس آیت مبارکہ کا نزول ہوا کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اپنے اللہ سے راضی ہوئے۔ روزہ عشق مصطفیٰ ﷺ کا زینہ ہے حتیٰ کہ روزہ کی بدولت کئی اولیا کو ولایت ملی۔ اسی لیے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ روزہ آدھی طریقت ہے۔ چنانچہ سالکان حق وصداقت روزہ ہی کے ذریعے اپنے مالک وخالق کو خوش کرتے ہیں اور رضائے الٰہی حاصل کرتے ہیں۔

روزے کے پس پردہ بے شمار دینی و دنیاوی حکمتیں ہیں اور ایسے ایسے رموز ہیں جو صرف روزہ دار کو حاصل ہوتے ہیں اسی لیے اللہ کے محبوب بندے کثرت سے نفلی روزے رکھ کر ہی فضل ربانی تلاش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملت اسلامیہ پر روزہ فرض ہوا۔

رسول اکرم ﷺ کے بے شمار ارشادات عالیہ ہیں جن میں روزہ کے فضائل بیان ہوئے ہیں اور انہیں فضائل کی بنا پر روزہ رکھنے کی تلقین بھی کی گئی ہے۔ روزے کی فضیلت کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا

لَوْيَعْلَمُ الْعِبَادُ مَافِيْ رَمَضَانَ لَتَمَنَّتْ اُمَّتِيْ اَنْ تَكُوْنَ السَّنَةُ كُلُّهَا رَمَضَانَ .

اگر اللہ کے بندے رمضان کی فضیلت جان لیں تو میری امت تمام سال روزہ سے رہنے کی خواہش مند ہوتی (بیہقی، ترغیب)

روزہ راہ ہدایت کی دلیل ہے روزہ حصول روحانیت کا ذریعہ ہے روزہ اہل تقویٰ کی علامت ہے۔ روزہ خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔ روزہ نیکیوں کی بہار ہے روزہ مردہ دل کی زندگی ہے روزہ روح کی شگفتگی ہے۔ روزہ اللہ کے محبوب ترین اعمال سے ہے روزہ جسمانی بیماریوں کا مجرب علاج ہے۔ روزہ محبوب خدا کی شفاعت کا وسیلہ ہے۔ روزہ انعامات خداوندی اور رحمت الٰہی کا ذریعہ ہے۔ روزہ علامت مسلمانی ہے روزہ بخشش و مغفرت کی سند ہے۔ روزہ جنت میں داخل ہونے کا ایک دروازہ ہے۔ روزہ معرفت حق کا خزانہ ہے روزہ آخرت میں کامیابی کی شفاعت ہے گویا کہ روزہ اسلام کی عبادات میں سے محبوب ترین عمل ہے جس سے اللہ اور اس کا رسول خوش ہوتا ہے اور جس پر اللہ اور اس کا رسول ﷺ مہربان ہو جائیں تو اس کی تقدیر بدل جاتی ہے۔ روزہ عشق مصطفےٰ کا وہ جام ہے جسے پینے سے مجلس محمدی میں حضوری کا مقام ملتا ہے اور روزہ ہی مقام حضوری سے عرش معلیٰ کی جلوہ گاہ تک پہنچاتا ہے جہاں سے ولی کو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مراتب ملتے ہیں۔ حتیٰ کہ روزہ اللہ اور بندے کے درمیان ایسا راز ہے جس کی قدر اللہ ہی جانتا

Marfat.com

ہے روزہ کی فضیلت کے متعلق رسول اکرم ﷺ کی احادیث حسب ذیل ہیں۔

۱۔ روزہ کے متعلق رسول اکرم ﷺ کا خطبہ

''روزے کی فضیلت کے بارے میں'' رسول پاک ﷺ کا خطبہ بڑا مشہور ہے جس میں آپ نے بڑے جامع الفاظ میں روزے کے فیوض و برکات اور احکامات روزہ کی وضاحت فرمائی۔ خطبے کا متن مندرجہ ذیل ہے۔

عَنْ سُلَيْمَانَ الْفَارِسِيِّ ؓ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شُعْبَانَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ' شَهْرٌ مُّبَارَكٌ' شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَّقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَّنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُّزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِى اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّآءٍ وَّمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَّا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ. (سنن بیہقی)

حضرت سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ہم کو شعبان کے آخری دن خطبہ دیا فرمایا اے لوگو ایک بہت بڑے مہینہ نے تم پر سایہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو فرض اور رات کے قیام کو نفل قرار دیا ہے۔ جو شخص کسی نیکی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف قرب چاہے اس کو اس قدر ثواب ہوتا ہے گویا اس نے فرض ادا کیا جس نے رمضان میں فرض ادا کیا اس کا ثواب اس قدر ہے کہ گویا اس نے رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کیے وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ وہ مواساۃ کا مہینہ ہے وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں مومن کا رزق بڑھا

Marfat.com

دیا جاتا ہے جو اس میں کسی روزہ دار کو افطار کروائے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جاتی ہے اور اس کو بھی اس قدر ثواب ملتا ہے اس سے روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کمی نہیں آتی ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم میں سے ہر ایک افطار نہیں کروا سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی یہ ثواب عطا فرماتا ہے جو ایک گھونٹ دودھ ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے کسی کا روزہ افطار کرواتا ہے۔ جو روزہ دار کو سیر ہو کر کھانا کھلاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے پلائے گا کہ وہ جنت میں داخل ہونے تک کبھی پیاسا نہ ہوگا اور یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کا اول رحمت ہے اس کے درمیان میں بخشش ہے اور اس کے آخر میں آگ سے آزادی ہے جو شخص اس میں اپنے غلام کا بوجھ ہلکا کر دے اللہ اس کو بخش دیتا ہے اور آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔

رمضان المبارک کے فضائل کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا یہ خطبہ اپنے مفہوم کے لحاظ سے بڑا موثر ہے اس میں ان تمام خصوصی عبادات کا ذکر کیا گیا ہے جن کا روزہ داروں کو بڑی خوش اسلوبی سے اہتمام کرنا چاہیے اور ساتھ ہی ان انعامات کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو روزہ دار کو روزہ رکھنے کے بدلے میں ملیں گے۔

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جب اس کی زندگی میں رمضان المبارک کا مہینہ آئے تو اس میں روزے رکھے اور اس حدیث پاک میں بتایا گیا ہے کہ اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنی چاہیے۔ یعنی جتنی کثرت سے بدنی عبادت کر سکتا ہو کرے۔ ذکر اور نوافل میں کثرت کرے فرض نماز باجماعت ادا کرے اور ہر ممکن کوشش کرے کہ قضا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور کثرت سے اپنے گناہوں پر استغفار کرے۔ رات کے کچھ حصے میں قیام کرے۔ اس قیام کی سب سے افضل صورت نماز تراویح ہے لہٰذا روزہ دار کو نماز تراویح ادا کرنی چاہیے۔ اس کے بعد رمضان المبارک میں صبر کرنے کی تلقین کی گئی ہے چونکہ روزہ رکھ کر انسان زیادہ مشقت سے کام نہیں کر سکتا اور کھا پی بھی نہیں سکتا۔ لہٰذا بھوک اور پیاس کی صورت میں صبر سے کام لینا چاہیے۔ پھر ایک اور بات جس کا اس حدیث میں حکم دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ دوسروں کا روزہ افطار کروانا چاہیے کیونکہ دوسروں کی خدمت سے انسانی ہمدردی پیدا ہوتی ہے جو بلند اخلاق کی آئینہ دار ہے۔ روزہ کے بدلے میں جو اجر و ثمرات روزہ دار کو ملتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں اور روزہ سے جو فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں وہ بھی بے شمار ہیں۔ دنیاوی طور پر انسان کے رزق میں برکت ڈال دی جاتی

Marfat.com

ہے اور رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ظاہری طور پر اس ماہ میں بعض لوگوں کی آمدن کم ہو جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں جتنی روزی بھی میسر آتی ہے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ انسان سال بھر طرح طرح کے گناہ کرتا رہتا ہے اور رمضان المبارک کے روزے ان گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

اس حدیث کے آخر میں بتایا گیا ہے کہ اس مہینے کے ابتدائی ایام میں دنیا میں رحمت کا نزول ہوتا اور وسطی حصہ میں انسان کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں اور آخری حصہ میں دوزخ سے رہائی ملتی ہے۔ حتیٰ کہ رمضان المبارک میں یہ تمام فیوض و برکات روزہ رکھنے کے باعث حاصل ہوتے ہیں۔

المختصر اس حدیث میں رمضان المبارک کی برکت اور بزرگی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس سے روزہ کی اہمیت اور فضیلت ظاہر ہوتی ہے روزہ رکھنا' سحری کرنا' افطاری کرنا اور کروانا' قیام الیل کرنا اور دن کے وقت بھوک اور پیاس سے صبر وضبط کرنا ایسے مواقع ہیں جو ہم گنہگار مسلمانوں کی بخشش اور نجات کا وسیلہ ہیں۔ میرے نزدیک اگرچہ انسان کی حیات بے شمار مراحل سے گزر کر ارتقائی مراحل طے کرتی ہوئی اپنی انتہا کو پہنچتی ہے لیکن حیات کے تین دور قابل ذکر ہیں۔

پہلا دور دنیا کی زندگی ہے جس کا تعلق روح اور جسم سے وابستہ ہے اور زندگی کا یہ دور پیدائش سے لے کر موت تک ہے۔ اس دور میں ہر انسان اپنے روح اور جسم کو پرسکون طریقے سے مادی آسائش پہنچانا چاہتا ہے اور مصائب والم سے نجات چاہتا ہے مگر دنیا کے تمام دکھوں کا حل اور ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اسلامی ضابطۂ حیات صرف ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جس میں قواعد وضوابط کی حدود میں رہتے ہوئے زندگی کے ہر مرحلے میں لوازمات کی فراہمی موجود ہے جو ایک کامیاب حیات کے لیے درکار ہیں اور ایسی زندگی ہی اللہ کے نزدیک حیات کے اگلے مراحل کی کامیابی کا زینہ ہے۔

حیات کا دوسرا مرحلہ موت سے لے کر قیامت تک ہے جسے عالم برزخ کہا گیا ہے زندگی کے اس مرحلے کی حقیقت اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے سوائے اس کے کہ جتنا علم اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیا ہے۔ صرف اس حد تک انسان اس حیات کے بارے میں جانتا ہے۔

حیات کا تیسرا مرحلہ قیامت کے بعد نہ ختم ہونے والی زندگی ہے یہ زندگی حساب وکتاب کے بعد جزا کے طور پر جنت کی صورت یا سزا کے طور پر دوزخ کی صورت میں ہوگی اور یہ زندگی ابدلآباد ہے اور ان تمام مراحل میں روزہ انسان کا معارف ہے۔

Marfat.com

دنیا کی زندگی دارالعمل ہے بلکہ اللہ کی طرف سے ایک امتحانی عرصہ ہے جسے ہر انسان نے رضائے الٰہی اور اطاعت کے مطابق بسر کرنا ہے اور شر کی گھاٹیوں سے اپنے دامن کو بچانا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں انسان کی زندگی کے تمام مراحل میں کامیاب وکامران قرار دے۔ روزہ اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی عطا کردہ نعمت ہے جو انسان کو حیات کے ان تمام مراحل سے کامیاب وکامران کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

۲-روزہ کی خیر وبرکت

برکت کا مطلب کثرت اور زیادتی ہے خوش قسمتی اور عروج کا مفہوم بھی برکت کے زمرے میں شمار ہوتا ہے۔ روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہوتی ہے اور جتنے امور روزے کے متعلق ہوتے ہیں ان سب میں اللہ کی طرف سے زیادتی شامل حال ہو جاتی ہے۔ اس لیے رمضان المبارک کا آنا خیر وبرکت کا پیغام ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا وَحَضَرَتَا رَمَضَانُ اَتَاکُمْ رَمَضَانُ شَھْرُ بَرَکَۃٍ یَغْشَاکُمُ اللّٰہُ فِیْہِ فَیُنْزِلُ الرَّحْمَۃَ وَیَحُطُّ الْخَطَایَا وَیَسْتَجِیْبُ فِیْہِ الدُّعَاءَ یَنْظُرُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی تَنَافُسِکُمْ فِیْہِ وَیُبَاھِیْ بِکُمْ مَلٰئِکَتَہٗ فَاَرُوا اللّٰہَ مِنْ اَنْفُسِکُمْ خَیْرًا فَاِنَّ الشَّقِیَّ مَنْ حُرِمَ فِیْہِ رَحْمَۃَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔

حضرت عبادہ ؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے رمضان المبارک کے قریب ارشاد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ آ گیا ہے جو بڑی برکت والا ہے' حق تعالیٰ شانہ' اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی رحمت خاصہ نازل فرماتے ہیں۔ خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں' دعا کو قبول کرتے ہیں' تمہارے تنافس کو دیکھتے ہیں اور ملائکہ سے فخر کرتے ہیں پس اللہ کو اپنی نیکی دکھلاؤ بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔ (طبرانی شریف)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ رمضان کا مہینہ خیر وبرکت والا ہے۔ یعنی روزہ داروں کے دنیاوی امور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر وبرکت شامل ہو جاتی ہے' خیر وبرکت سے مراد اللہ تعالیٰ کی مدد کا شامل حال ہونا ہے جس سے نیکی کے کاموں میں کثرت ہو جاتی ہے جو انسان کے لیے سودمند ہو جاتے ہیں۔ خیر وبرکت کے علاوہ روزہ داروں پر رحمت خداوندی کا نزول ہے۔ رحمت دراصل اللہ کی خوشنودی

Marfat.com

اور تائید کا اظہار ہے اور یہ تائید یعنی رحمت دنیا والوں پر مختلف انعامات کی صورت میں ہے اور اس رحمت کی بدولت اللہ تعالیٰ لوگوں کے رزق میں اضافہ فرماتا ہے۔ دنیاوی رنج والم اور مصائب سے نجات مل جاتی ہے ذہنی سکون کی دولت میسر آتی ہے۔ بیماری سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔ مال و دولت اور مادی وسائل میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ الغرض دنیا میں جتنی بھی ہمیں مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ روزہ کی بدولت اللہ تعالیٰ ان میں تخفیف کر دیتا ہے یا ختم کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ تمام دنیاوی آسائشیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں جنہیں ہم رحمت خداوندی سے تعبیر کرتے ہیں دنیاوی فضل و کرم کے علاوہ روحانی فضل و کرم بھی اللہ کی رحمت ہے جو انسان کو صرف روزہ کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ روزہ کے خصوصی انعام

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں مسلمانوں کو پانچ خصوصی انعام عطاء کئے ہیں جو پہلی امت کے روزہ داروں کو عطا نہ ہوئے تھے۔ یہ انعامات حسب ذیل ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِیَتْ اُمَّتِیْ خَمْسَ خِصَالٍ فِیْ رَمَضَانَ لَمْ تُعْطَهُنَّ اُمَّةٌ قَبْلَهُمْ خُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ وَ تَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْحِیْتَانُ حَتّٰى یُفْطِرُوْا. وَیُزَیِّنُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كُلَّ یَوْمٍ جَنَّتَهٗ ثُمَّ یَقُوْلُ یُوْشِكُ عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ اَنْ یُّلْقُوْا عَنْهُمُ الْمُؤْنَةَ وَیَصِیْرُ وْ اِلَیْكَ وَتُصَفَّدُ فِیْهِ مَرَدَةُ الشَّیَاطِیْنِ فَلَا یَخْلُصُوْا فِیْهِ اِلٰى مَاكَانُوْا یَخْلُصُوْنَ اِلَیْهِ فِیْ غَیْرِهٖ وَیُغْفَرُلَهُمْ فِیْ اٰخِرِ لَیْلَةٍ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَهِیَ لَیْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنِ الْعَامِلُ اِنَّمَا یُوَفّٰى اَجْرُهٗ اِذَا قَضٰى عَمَلَهٗ . (سنن بیہقی)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملی ہیں (۱) یہ کہ ان کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (۲) یہ کہ ان کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔ (۳) جنت ہر روز ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے پھر حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں۔ (۴) اس میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان

Marfat.com

میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے۔ جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔ (۵) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ شب مغفرت شب قدر ہے فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دے دی جاتی ہے۔

اس حدیث میں پانچ انعاموں کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے کہ پہلا انعام یہ ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو بہت پسند ہے۔ کیونکہ روزہ کی حالت میں فاقے کی وجہ سے جو بدبو روزہ دار کے منہ میں پیدا ہوتی ہے وہ اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے اور روزہ کی بدبو کا عوضانہ عالم برزخ قیامت اور جنت میں خوشبو کی صورت میں ملے گا اور وہ خوشبو اتنی اعلیٰ ہوگی کہ دنیا کی مشک جیسی بہترین خوشبو بھی اس کا مقابلہ نہیں کرتی۔ خوشبو کا ملنا جسم اور روح میں تازگی کا سبب بنتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزہ کی بدبو کا بدلہ ملے گا وہ انسان کے لئے سکون اور راحت میسر کرے گا۔

دوسرا انعام یہ ہے کہ روزہ دار کے لئے مچھلیاں دعا کرتی ہیں انسان کے لئے مچھلیوں کا دعا کرنا ایک طرح کا اعزاز ہے کہ وہ انسان بڑا خوش بخت ہے کہ جس کے لئے جانور بھی دعا کریں۔

تیسرا انعام جنت کا سجایا جانا ہے۔ چوتھا انعام شیطان کا قید ہونا ہے تاکہ وہ عبادت میں خلل نہ ڈالے۔

پانچواں انعام مغفرت ہے۔ جو روزہ کی بدولت حاصل ہوگی۔ ان انعامات کی تفصیل علیحدہ علیحدہ موضوعات کے تحت بیان کی گئی ہے۔

۴- روزہ دار کی دعا کی قبولیت

روزہ مستجاب دعا ہے یعنی روزہ رکھ کر دعا کرنا قبولیت کی دلیل ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی عُتَقَاءَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ یَعْنِیْ فِیْ رَمْضَانَ وَاِنَّ لِکُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ دَعْوَۃٌ مُّسْتَجَابَۃٌ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کی ہر شب و روز میں اللہ کے یہاں سے (جہنم کے) قیدی چھوڑے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کے

Marfat.com

لئے ہر شب و روز میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ (مسند بزاز)

رمضان المبارک کے فضائل میں سے روزہ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ روزہ دار کی دعا قبول فرماتا ہے۔ جن لوگوں کی دعا میں عجز ہو۔ نیت میں خلوص ہو تو ان کی دعا جب بارگاہ رب العزت میں پیش ہوتی ہے۔ تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ یوں تو ہر وقت ہی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی جا سکتی ہے۔ لیکن بعض موقعوں کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت دے رکھی ہے کہ اگر اس موقعہ یا مقدس وقت میں دعا مانگی جائے تو وہ ضرور مستجاب ہوتی ہے ان مستجاب موقعوں میں ایک موقعہ روزہ کی افطاری ہے کیونکہ روزہ دار جب روزہ افطار کرنے لگتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ روزہ دار کی ہر دعا قبول فرماتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَاتُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حَتّٰی یُفْطِرَ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَ یُفْتَحُ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ یَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِیْ لَاَ نْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک روزہ دار کی افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ کی، تیسرے مظلوم کی جس کو حق تعالیٰ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتا ہے اور آسمان کے دروازے اس کیلئے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا گو (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہو جائے۔ (جامع ترمذی)

افطاری کے وقت اللہ کی رحمت اور بخشش مانگنی چاہئے جن حضرات کا روزہ بارگاہ خداوندی میں قبولیت کا درجہ رکھتا ہو ان کی دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ مگر بعض اوقات قبولیت دعا کا خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلتا تو روزہ دار سوچتا ہے کہ اس کی دعا مندرجہ بالا حدیث کے مطابق قبول ہونی چاہیے۔ لیکن دعا قبول کیوں نہیں ہوئی تو یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ روزہ دار کی ہر جائز دعا قبول فرما کر اس کو تدبیر عمل میں ڈال کر کچھ عرصہ کے لئے موقوف کر دیتا ہے اور جب وہ عرصہ گزر جاتا ہے تو کام ہونے کے آثار پیدا ہو کر دعا مانگنے والے کے سامنے آ جاتے ہیں اس لئے دعا کر کے پر امید رہنا چاہئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب مسلمان دعا کرتا ہے بشرطیکہ قطع رحمی یا کسی گناہ کی دعا نہ کرے تو حق تعالےٰ شانہ کے یہاں سے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور ملتی ہے۔ یا خود وہی چیز ملتی ہے جس کی دعا کی۔ یا اس کے بدلے میں کوئی برائی یا مصیبت اس سے ہٹا دی جاتی ہے یا آخرت میں اسی قدر ثواب اس کے حصہ میں لگا دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالے بندے کو بلا کر کہے گا کہ اے میرے بندے میں نے تجھے دعا کرنے کا حکم دیا تھا اور اس کے قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا تو نے مجھ سے دعا مانگی تھی؟ وہ عرض کرے گا کہ مانگی تھی۔ اس پر ارشاد ہوگا کہ تو نے کوئی دعا ایسی نہیں کی جس کو میں نے قبول نہ کیا ہو۔ تو نے فلاں دعا مانگی تھی کہ تکلیف ہٹا دے تو میں نے اس کو دنیا میں پورا کر دیا تھا اور فلاں غم کے دفع ہونے کے لئے دعا کی تھی مگر اس کا اثر کچھ تجھے معلوم نہیں ہوا۔ میں نے اس کے بدلے میں فلاں اجر وثواب تیرے لئے متعین کیا۔ حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کو ہر ہر دعا یاد کرائی جائے گی اور اس کا دنیا میں پورا ہونا یا آخرت میں اس کا عوض بتلایا جائے گا۔ اس اجر وثواب کی کثرت کو دیکھ کر وہ بندہ اس کی تمنا کرے گا کہ کاش دنیا میں اس کی کوئی بھی دعا پوری نہ ہوئی ہوتی کہ یہاں اس کا اجر ملتا۔ غرض دعا نہایت ہی اہم چیز ہے اس کی طرف سے غفلت بڑے سخت نقصان اور خسارہ کی بات ہے لہذا ظاہر میں اگر قبول کے آثار نہ دیکھیں تو بد دل نہ ہونا چاہیے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کی تلاش کرنے والے متوجہ ہو اور آگے بڑھ اور اے برائی کے طلبگار بس کر اور آنکھیں کھول۔ اس کے بعد وہ فرشتہ کہتا ہے کوئی مغفرت کا چاہنے والا ہے کہ اس کی مغفرت کی جائے۔ کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے، کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔ (ترغیب)

دعا کے قبول ہونے کے لئے کچھ شرائط بھی وارد ہیں کہ ان کے فوت ہونے سے بسا اوقات دعا رد کر دی جاتی ہے منجملہ ان کے حرام غذا ہے کہ اس کی وجہ سے بھی دعا رد ہو جاتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے پریشان حال آسمان کی طرف ہاتھ کھینچ کر دعا مانگتے ہیں اور یا رب رب کرتے ہیں مگر کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام ایسی حالت میں کہاں دعا قبول ہو سکتی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ کوفہ میں مستجاب الدعا لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ جب کوئی حاکم ان پر مسلط ہوتا اس کے لئے بد دعا کرتے وہ ہلاک ہو جاتا۔ حجاج ظالم کا جب تسلط ہوا تو اس نے ایک دعوت کی جس میں ان حضرات کو خاص طور سے شریک کیا اور جب کھانے سے فارغ ہو چکے تو اس نے کہا کہ میں ان لوگوں کی بد دعا سے محفوظ ہو گیا کہ حرام کی روزی انکے پیٹ میں داخل ہو گئی۔

Marfat.com

۵-روزہ کی جزا میں اضافہ

روزہ بارگاہ رب العزت کی طرف سے ایک ایسا تحفہ اور انعام ہے کہ جس کی جزا ایک نیکی کے بدلے میں دس نیکیوں سے لے کر سات سو نیکی تک دی جاتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک اعمال کا بدلہ مقرر ہے۔ چھوٹے نیک کاموں کا بدلہ تھوڑا ہے اور بڑے نیک کاموں کا بدلہ بھی بہت بڑا ہے۔ ہر نیکی کا بدلہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں بھی ملے گا۔ مثال کے طور پر اگر کوئی نماز کا پابند ہے تو لوگوں میں وہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور مشہور ہو جاتا ہے کہ فلاں شخص بڑا پکا نمازی ہے۔ اگر کوئی شخص زکوٰۃ اور خیرات کرتا ہے تو وہ لوگوں میں سخی کے نام سے موسوم ہو کر عزت پاتا ہے۔ اگر کوئی دیانت اور صداقت کو اپناتا ہے تو اس نیکی کی نسبت سے لوگوں میں شہرت اور عظمت پاتا ہے گویا کہ جو بھی ہم عبادت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس عبادت کے بدلے میں ہمیں معاشرے میں نمایاں عزت عطا کرتا ہے تو یہ دراصل اس نیکی کا بدلہ ہوتا ہے جو انسان کرتا ہے۔ ویسے ہی آخرت میں نیکیوں کا بدلہ اور عوضانہ بخشش مغفرت جنت اور بلند درجات کی صورت میں دیا جاتا ہے مگر روزہ کی جزا کے بارے میں خدا نے اتنا درجہ رکھ دیا ہے کہ روزہ میرے لئے اور میں روزے کے لیے یعنی اتنے مختصر سے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ جو روزہ رکھے گا تو میں اس کا بن جاؤں گا۔ اور وہ جو مانگے گا اسے دوں گا۔ یہی وجہ ہے کہ روزہ دار جو دعا مانگتا ہے قبول ہوتی ہے۔

عَنْ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَعَّفُ الْحَسَنَةُ لِعَبْشَرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمُ فَاِنَّهُ لِىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِىْ لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَآبَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّىْ امْرُءٌ صَآئِمٌ. (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی آدم کا ہر نیک عمل اس کے لیے بڑھایا جاتا ہے اس طرح کی ایک نیکی کے بارے میں دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے جو سات سو نیکیوں تک جا پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی

Marfat.com

جزا دوں گا۔ کیونکہ روزہ دار اپنی خواہشات نفس اور اپنے کھانے کو میرے لیے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں ایک فرحت افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت کی روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے اور روزہ ڈھال ہے پس جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو اس میں بدکلامی نہ کرے اور نہ دنگا فساد پس اگر کوئی اسے برا کہے یا اس سے لڑنا چاہے تو اسے کہنا چاہیے کہ میں روزہ دار ہوں۔

خلوص نیت کا اللہ کے ہاں بڑا درجہ ہے اور جس عبادت میں جتنا خلوص زیادہ ہو اس کا اتنا ہی اجر زیادہ ہے۔ روزہ کے علاوہ جتنی فرضی عبادات ہیں وہ کسی نہ کسی صورت میں دوسرے لوگوں پر ظاہر ہو جاتی ہیں اور پتہ چل جاتا ہے کہ فلاں شخص عبادت میں مشغول ہے نماز پڑھتے وقت اکثر دوسرے دیکھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے وقت بھی اظہار ہو سکتا ہے۔ ایسے ہی حج ایسا فریضہ ہے جو لوگوں کے ساتھ مل کر کیا جاتا ہے جس سے دوسروں کو پتہ چل جاتا ہے لہٰذا ان تمام عبادات میں اظہار کے ذریعے ریا کا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے لیکن روزہ صرف ایک ایسی عبادت ہے جو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ یہ ایک مخفی عبادت ہے جو اللہ اور بندے کے درمیان ہے ایک شخص بظاہر رمضان میں نہ کھائے نہ پیئے تو اس کے بارے میں گمان کیا جاتا ہے کہ وہ روزہ دار ہے۔ ایک شخص چھپ کر کھاتا پیتا ہے تو کسی دوسرے کو پتہ نہیں چل سکتا کیونکہ روزے سے نہ ہوتے ہوئے بھی کہہ سکتا ہے کہ میں روزے سے ہوں کوئی دوسرا فرد یقین سے نہیں جان سکتا کہ اس کا روزہ ہے کہ نہیں اگر اس کا روزہ ہے تو پھر بھی وہی جانتا ہے اگر نہیں ہے تو سوائے خدا کے اسی کو معلوم ہے جب تک وہ خود دوسرے کو نہ بتا دے۔ اس طرح روزے کا معاملہ اللہ اور روزہ دار کے درمیان ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ اس میں دوسری عبادات کی نسبت ریا کا امکان بہت کم ہے۔ کیونکہ ایک بے روزہ شخص لوگوں کو دکھانے کے لیے بے شک کہتا پھرے کہ اس کا روزہ ہے لیکن اس ریا سے بات نہیں بنے گی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔ اسی لیے اس کا اجر بہت زیادہ ہے کھانے پینے کا اختیار رکھتے ہوئے بھی اللہ کے حکم کے تحت اپنے آپ کو کھانے پینے اور شہوات نفس سے روکے رکھنا بڑی بات ہے لہٰذا اس میں صرف خلوص اور رضائے الٰہی کا جذبہ کارفرما ہے۔ اللہ کے ہاں اس کا اجر بے حساب ہے۔

اسی حدیث میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں۔ ایک فرحت افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔ مشاہدے کی بات ہے کہ کوئی بندہ جب اللہ تعالیٰ کی رضا کی

Marfat.com

خاطر اس کے حکم کو بجالاتا ہے تو اسے بے حد فرحت ہوتی ہے۔

ترغیب میں نبی اکرم ﷺ کا یہی فرمان یوں نقل کیا گیا ہے۔

بندوں کے عمل اللہ کے نزدیک سات درجے پر ہیں' دو عمل تو ایسے ہیں کہ دو چیزوں کو واجب کرتے ہیں اور دو ایسے ہیں کہ ان میں بدلہ عمل کے برابر ملتا ہے' اور ایک عمل وہ ہے جس کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور کوئی عمل ایسا ہے کہ اس کے بدلے سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ایک عمل ایسا ہے کہ اس کے ثواب کی حد سوائے اللہ پاک کے اور کوئی نہیں جانتا' نہ کسی فرشتے کو اس کے لکھنے کی طاقت ہے واجب کرنے والی دو چیزوں میں سے ایک یہ ہے کہ جس شخص نے شرک نہ کیا اور عبادت کرتا رہا اور توحید پر مرا' اس کے واسطے جنت واجب ہوگئی دوسری یہ ہے کہ جو شخص شرک پر مرا اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی اور ایک عمل کا اسی کے برابر بدلہ ملنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ جس کسی نے ایک گناہ کیا، تو اس کا ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے۔ دوم یہ ہے کہ اگر کسی نے نیک کام کرنے کا ارادہ کیا پھر عمل کرنے کا اتفاق نہ ہوا ،تو صرف نیت کی برکت سے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور دس گنا ثواب ملنے والی تمام نیکیاں ہیں جب مسلمان کسی قسم کا نیک کام کرتا ہے تو کم سے کم دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور وہ عمل جس کا بدلہ سات سو تک ہے وہ یہ ہے کہ کوئی سبیل اللہ میں یعنی جہاد شرعی میں اپنے مال کو خرچ کرے تو اس کا ثواب ایک ایک کا سات سات سو لکھا جاتا ہے، ایک درہم کے سات سو درہم۔ ایک دینار کے سات سو دینار لکھے جاتے ہیں، اور وہ عمل جس کے ثواب کی حد سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، وہ رمضان المبارک کا فرض روزہ ہے۔

۶۔ روزہ بخشش کا ذریعہ ہے

رمضان المبارک بخشش اور مغفرت کا مہینہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہو جاتا ہے کہ جو خلوص نیت سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرے۔ اللہ اسے معاف کر دیتا ہے اس لئے اس ماہ مبارک میں کثرت سے توبہ کرنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے مگر جو شخص رمضان المبارک میں بھی اپنے برے اعمال کی بنا پر خداوند تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہے تو یقیناً وہ بدقسمت ہے۔ اس کے متعلق رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی حسب ذیل ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحْضُرُوا الْمِنْبَرَ

Marfat.com

فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقٰى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقٰى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَاكُنَّا نَسْمَعُهٗ قَالَ اِنَّ جِبْرِيْلَ عَرَضَ لِيْ فَقَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْلَهٗ قُلْتُ اٰمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ قُلْتُ اٰمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ الْكِبَرَ اَوْ اَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ اٰمِيْنَ۔

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ حاضر ہو گئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبریل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین۔ جب پھر میں دوسرے درجہ پر پہنچا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پائیں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا آمین۔ (بخاری شریف)

اللہ تعالیٰ کے سب سے مقرب فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور انہوں نے آکر اللہ کے حضور تین باتیں بیان کیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر آمین کہہ کر مستجابیت پر مہر ثبت کر دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس ارشاد میں کہا گیا ہے کہ اول نمبر پر وہ شخص بدقسمت ہے کہ جس پر رمضان المبارک گزر جائے اور اس کی بخشش نہ ہو۔ یعنی رمضان المبارک رحمتوں اور برکتوں والا ہے اور اس میں اللہ کی رحمت بارش کی طرح برستی ہے لہٰذا اللہ کی رحمت اور برکت سے مستفید ہونے کے لئے کثرت عبادت کی ضرورت ہے۔ مگر جو شخص عبادت کے بجائے گناہوں اور برائیوں میں مبتلا رہے وہ رمضان کے فیوض و برکات سے محروم

Marfat.com

رہے گا اور اس طرح اس کے گناہوں کی مغفرت نہ ہو گی۔ لہٰذا غور کرنا چاہئے کہ رمضان سے بڑھ کر مغفرت کے لئے اور کونسا وقت ہو گا تو پھر مغفرت سے محروم شخص کی ہلاکت میں کیا تامل ہے۔

دوسرا وہ شخص بد بخت ہے جس کے سامنے نبی اکرم ﷺ کا نام لیا جائے اور وہ درود نہ پڑھے کیونکہ جب بھی نبی اکرم ﷺ کا نام مبارک لیا جائے اس وقت آپ پر درود پڑھنا واجب ہے اور جو شخص آپ پر درود نہ بھیجے وہ بخیل ہے۔ درود پاک کی بہت فضیلت ہے۔ چنانچہ جو شخص ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ پر درود بھیجتا ہے۔ اللہ اس پر اپنی رحمتوں کا نزول فرماتا ہے اس کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے درجات میں بلندی ہوتی ہے۔ آخرت میں نبی اکرم ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے اس کے علاوہ درود شریف سے رزق کی تنگی اور فقر دور ہوتا ہے، اللہ اور اس کے رسول کے دربار میں تقرب نصیب ہوتا ہے، دشمنوں پر مدد نصیب ہوتی ہے اور دل کی کدورتوں سے صفائی ہوتی ہے۔ لوگ درود پڑھنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔ اس لئے فقہا نے اس کی تصریح کی ہے کہ ایک مرتبہ عمر بھر میں درود شریف کا پڑھنا عملاً فرض ہے۔

تیسرا وہ شخص بد بخت ہے جس کے بوڑھے والدین میں سے دونوں یا ایک موجود ہوں اور وہ ان کی اس قدر خدمت نہ کرے کہ جس کی وجہ سے جنت کا مستحق ہو جائے۔ والدین کے حقوق کی بھی بہت تاکید کی گئی ہے، لہٰذا مباح امور میں ان کی اطاعت ضروری ہے، اس لئے ان کی بے ادبی نہیں کرنی چاہئے۔ اگرچہ وہ مشرک ہوں، اپنی آواز کو ان کی آواز سے اونچی نہ کریں۔ ان کا نام لیکر نہ پکاریں کسی کام میں ان سے پیش قدمی نہ کریں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نرمی کریں گے اگر قبول نہ کریں تو سلوک کرتا رہے اور ہدایت کی دعا کرتا رہے، غرض ہر بات میں ان کا بہت احترام ملحوظ رکھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ باپ ہے۔ تیرا جی چاہے اس کی حفاظت کر یا اس کو ضائع کر دے، ایک صحابی نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ والدین کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تیری جنت ہیں یا جہنم یعنی ان کی رضا جنت ہے اور ناراضگی جہنم ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مطیع بیٹے کی محبت اور شفقت سے ایک نگاہ والد کی طرف سے ایک مقبول حج کا ثواب رکھتی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ شرک کے سوا تمام گناہوں کو جس قدر دل چاہے اللہ معاف فرما دیتے ہیں مگر والدین کی نافرمانی کا مرنے سے قبل دنیا میں بھی وبال پہنچاتے ہیں۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ میں جہاد میں جانے کا ارادہ کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تیری ماں ابھی زندہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ

Marfat.com

ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کی خدمت کر کہ ان کے قدموں کے نیچے تیرے لئے جنت ہے۔
گناہوں کی بخشش کے متعلق رسول اکرم ﷺ کی ایک اور حدیث یہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے ایمان کی تکمیل اور حصول اجر کیلئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور جس نے ایمان اور ثواب کے حصول کے لئے رات کو قیام کیا اس کے علاوہ گزشتہ گناہ معاف کئے جاتے ہیں اسی طرح جو ایمان اور حصول اجر کے لئے لیلۃ القدر میں قیام کرتا ہے اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (مسلم شریف)

انسانی زندگی کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ زندگی کے شب و روز میں دانستہ یا نادانستہ سرزد ہونے والے گناہ قبل از موت زندگی کے کسی بھی حصہ میں اللہ کی طرف سے معاف ہو جائیں۔ چنانچہ زندگی کے کسی بھی حصہ میں جب انسان کا شعور بیدار ہو تو وہ اللہ کی طرف رجوع کر کے معافی طلب کرے تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے مگر اس کے لئے توبہ اور استغفار کی ضرورت ہے۔ پھر توبہ اور استغفار کے لئے کوئی وقت انتہائی موزوں اور مناسب ہے تو وہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے. کیونکہ رمضان کا مہینہ ہزاروں رحمتیں بخششیں اور عنایات لیکر آتا ہے۔ لہٰذا گناہوں کی بخشش کا سب سے مقبول ترین وقت روزوں کی رات کا آخری وقت ہے۔ اس وقت بارگاہ رب العزت میں کی ہوئی التجا کبھی خالی نہیں جاتی۔

اعمال کے لحاظ سے لوگ تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ لوگ ہیں جو رات دن نیکیوں ہی کی طرف مائل ہیں اور یہ ایسے نیک لوگ ہیں جن پر گناہوں کا بوجھ زیادہ نہیں ہوتا۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جن سے نیکیوں کے ساتھ گناہ بھی ہو جاتے ہیں لیکن ان کی نیکیاں گناہوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتی ہیں پھر ایسے لوگ ہیں جو انتہائی گنہگار ہیں اور ان میں نیکی برائے نام ہوتی ہے۔ ان تمام قسم کے لوگوں کے لئے اپنے گناہوں پر توبہ اور استغفار کے لئے رمضان المبارک ایک تحفہ ہے۔ چنانچہ ایسا موقع ہاتھ سے نہیں کھونا چاہئے۔

Marfat.com

۷۔ رمضان میں جنت کے دروازوں کا کھلنا

رمضان المبارک میں اللہ کی رحمت کے عام نزول کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایسے ہی جنت اور رحمت کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں تاکہ ہر خاص و عام رمضان المبارک میں روزے رکھ کر اللہ کی رحمت اور جنت کا حق دار بن سکے۔ اس کے متعلق نبی اکرم ﷺ کی احادیث حسب ذیل ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمْضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتْ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت کے مطابق جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں ایک اور روایت کے مطابق رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَآءَ رَمْضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتْ الشَّیَاطِیْنُ. (نسائی شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ (سنن نسائی)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا رَمْضَانَ قَدْجَآءَ كُمْ تُفْتَحُ فِیْهِ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَ تُغْلَقُ فِیْهِ اَبْوَابُ النَّارِ وَ تُسَلْسَلُ فِیْهِ الشَّیَاطِیْنُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارے پاس رمضان المبارک کا یہ ماہ مقدس آ پہنچا۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں سے جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا مندرجہ بالا قول یعنی رمضان المبارک میں آسمان کے دروازوں کا کھل جانا

Marfat.com

انتہائی جامع اور پر معنی ہے۔ کیا یہ آسمان جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہمیں نظر آتا ہے۔ اس میں دروازے ہیں اور روزوں میں ان دروازوں کا کھلنا اہل دنیا کے لئے کس حد تک سودمند ہے۔

صوفیا کے خیال کے مطابق آسمان دنیا کے دروازے ہیں اور ان دروازوں کا ذکر بہت سی احادیث میں بھی ہوا ہے۔ باطنی مشاہدہ کے مطابق آسمان کے بہت سے دروازے ہیں کچھ تو ان میں سے ہر وقت کھلے رہتے ہیں اور کچھ خاص خاص موقعوں پر کھولے جاتے ہیں اور خاص کر رمضان المبارک میں یہ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان دروازوں سے آسمانی عنایات نورانی تجلیات رزاقی جوہر اور آسمانی مخلوقات کا زمین پر نزول ہوتا ہے جس سے دنیا والوں کی بے شمار وبائیں دور ہوتی ہیں اور کئی ایک فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اہل روحانیت کو آسمان کے دروازے کھلنے سے اللہ تعالیٰ کی حکمت کے بے پناہ اسرار حاصل ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ اور صوفیا کی روحیں مراقبہ اور عالم استغراق میں ان دروازوں سے آسمانوں پر داخل ہو کر آسمانی مخلوقات اور آسمانی نظاروں کا مشاہدہ کرتی ہیں مگر ایسا روحانی مشاہدہ روزے کی بدولت ان لوگوں کو ہوتا ہے جن کا روحانیت میں بلند مقام ہوتا ہے۔

بعض محدثین کا کہنا ہے کہ رمضان المبارک میں آسمان کے دروازوں کا کھلنا ایک کنایہ ہے۔ کیونکہ رمضان میں رحمت خداوندی کا پے درپے نزول دروازے کھلنے کے مترادف ہے۔ نیک اعمال کسی رکاوٹ کے بغیر اوپر چڑھتے ہیں اور روزہ داروں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

یوں بھی غور کیا جائے کہ رمضان المبارک میں مسلمان جب روزہ رکھتے ہیں اور قیام الیل کرتے ہیں تو مسلمانوں میں سے اللہ کے خاص بندے یعنی کامل مردان حق نورانیت الیہ اور تجلیات میں غوطہ زن ہوتے ہیں ان کی عبادت کی خیر و برکت سے تمام مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ سے ہر خاص و عام کو فائدہ پہنچنا آسمانوں کے دروازے کھلنے کے مترادف ہے۔ ان احادیث میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ۔

جب رمضان المبارک آتا ہے تو جنت کے دروازے بھی کھول دیئے جاتے ہیں۔ اس حدیث کا پہلا مفہوم تو یہ ہے کہ رمضان میں حقیقی معنوں میں جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور کامل مردان حق کی روحیں عالم وروحانیت میں ان دروازوں سے جنت میں داخل ہو کر جنت کی سیر کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ اہل دنیا پر اس مبارک ماہ میں رحمت کا نزول رہتا ہے اور ہر خاص و عام اللہ کی رحمت سے فیض یاب ہوتا ہے۔ یعنی حصول رحمت اللہ کے رحمت کے دروازے کھلنے کے برابر ہے۔

Marfat.com

۸۔ رمضان میں جنت کا سجایا جانا

روزہ داروں کی حوصلہ افزائی کا ایک اعزاز یہ ہے کہ رمضان میں جنت کو سجایا جاتا ہے۔ اس کے متعلق رسول اکرم ﷺ کا فرمان یہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْجَنَّۃَ تُزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَّاْسِ الْحَوْلِ اِلٰی حَوْلٍ قَالَ نَاذَا کَانَ اَوَّلُ یَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ ھَبَّتْ رِیْحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّۃِ عَلَی الْحُوْرِ الْعِیْنِ فَیَقُلْنَ یَارَبِّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ عِبَادِکَ اَزْوَاجًا تَقَرُّبِھِمْ اَعْیُنُنَا وَتَقَرُّ اَعْیُنُھُمْ بِنَا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سال کے شروع سے آئندہ سال تک رمضان کے لئے جنت کو مزین کیا جاتا ہے۔ جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے۔ عرش کے نیچے سے جنت کے پتوں سے حوروں پر ایک ہوا چلتی ہے وہ کہتی ہیں۔ اے ہمارے رب اپنے بندوں میں ہمارے ایسے شوہر بنا۔ جن کیساتھ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہمارے ساتھ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ دنیا اور آخرت میں اس کی جائے قیام صاف ستھری، عمدہ اور عالی شان ہو۔ آخرت میں روزہ داروں کی جائے قیام جنت ہے جس میں روزہ دار کے لئے عالی شان محلات ہوں گے اور ان خوبصورت محلات کا امتیاز یہ ہے کہ وہ مردان حق جن کو روزہ کی بدولت جنت ملے گی۔ جوں جوں وہ ہر سال روزے رکھنے کا اہتمام کرتے جارہے ہیں ویسے ہی ان کے لئے سال بہ سال جنت سجتی جارہی ہے اور آخرت میں جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو اس وقت ان کے نیک اعمال کی بنا پر جنت بہت زیادہ سج چکی ہوگی، اس خبر پر روزہ دار بہت خوش ہوں گے۔ یہ مشاہدے کی بات ہے کہ جب کسی شخص کو خاص اہمیت حاصل ہو تو جب وہ کسی مقام پر جائے تو اس کا شاندار طریقہ سے استقبال کیا جاتا ہے اس کی قیام گاہ کو خوب سجایا جاتا ہے تاکہ سجاوٹ کو دیکھ کر آنے والا خوش ہو۔ ایسے ہی روزہ داروں کے لئے جنت ہر سال سجائی جارہی ہے اور اس کی سجاوٹ قیامت تک جاری رہے گی، حتیٰ کہ روزہ دار قیامت کے روز جب جنت میں داخل ہوں تو وہ اس بے مثل جنت کی سجاوٹ کو دیکھ کر بے حد مسرور ہوں گے اور یہ ان کے روزے کا انعام ہوگا۔

Marfat.com

۹۔روزہ داروں کا دروازہ ’’باب ریان‘‘

اللہ تعالیٰ نے روزہ داروں کی مخصوص قدردانی کے لئے جنت میں داخل کرنے کے لئے ایک دروازہ مخصوص کررکھا ہے۔جس کا نام باب ریان ہے جوصرف روزہ داروں کے لئے کھولا جائے گا۔

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلصَّائِمِيْنَ بَابٌ فِي الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ لَا يَدْخُلُ فِيْهِ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَاِذَا دَخَلَ اٰخِرُهُمْ اُغْلِقَ مَنْ دَخَلَ فِيْهِ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَا فِيْهِ اَبَدًا.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روزہ داروں کیلئے جنت میں ایک ایسا دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں،اس میں روزہ داروں کے سوا کوئی نہ جائے گا،جب اس میں آخری شخص اس کے اندر داخل ہوگا تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔جو شخص وہاں بند ہو گیا وہ اس کے پانی کو پیئے گا اور جس نے ریان کا پانی پی لیا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

(نسائی شریف)

قانون خداوندی ہے کہ راہ ہدایت میں انسانی اصلاح اور صالح تربیت کی خاطر جو تھوڑا بہت دکھ درد ملتا ہے دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کا بدلہ بڑی بہتر صورت میں دیا جائیگا۔چنانچہ روزہ داروں کو آخرت میں روزہ کی بھوک اور پیاس کے عوض جنت میں اس جگہ سے گزارا جائے گا۔جہاں اعلیٰ سے اعلیٰ مشروبات اور عمدہ سے عمدہ کھانے ہوں گے تاکہ وہ جی بھر کر کھائیں اور پئیں۔دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی ملک کے حاکم کی دعوت کی جائے تو اس کی دعوت خانے میں لانے کے لئے ایک مخصوص دروازہ اور راستہ مقرر کیا جاتا ہے جبکہ دوسرے مہمانوں کے لئے عام راستہ اور دروازے استعمال کئے جاتے ہیں اس سے مہمان کی عزت اور توقیر مقصود ہوتی ہے جو اس مہمان خصوصی کے علاوہ دوسروں کو میسر نہیں آتی۔باب ریان کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید یہ فرمایا۔

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ ’’يُسَمَّى الرَّيَّانَ لَا يَدْخُلُهُ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ. (بخاری شریف)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ کا نام ریان ہے جس سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔

Marfat.com

اسی حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ:

جنت میں داخل ہونے کے لئے آٹھ دروازے ہیں اور یہ دروازے درجات اور مراتب کے لحاظ سے مخصوص کئے گئے ہیں اور ان میں ایک دروازہ روزہ داروں کے لئے مخصوص ہے اور یہ دروازہ باب ریان ہے۔ ریان کا لفظ ری سے ماخوذ ہے جس کے معنی بہت سیراب کرنے والا ہے یعنی روزہ دار جب اس دروازے سے جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے لئے وہاں بے شمار کھانے پینے کی نعمتیں ہوں گی۔ جہاں وہ جی بھر کے کھائیں گے اور ان کا یہ خصوصی اعزاز روزے رکھنے سے ہوگا۔

خصوصی مہمان نوازی کے بعد روزہ دار اپنے مقررہ درجات اور مقامات کی طرف چلے جائیں گے جو ان کے لئے مقرر کئے ہوں گے اور باب ریان سے داخل ہونے میں جو آسانی اور فرحت روزہ دار محسوس کریں گے وہ دوسرے محسوس نہیں کریں گے۔ باب ریان کی اصلیت کے علاوہ میرے نزدیک باب ریان سے مراد نیک اعمال ہیں اور ان میں ایک عمل روزہ رکھنا ہے جس کی بنا پر انسان جنت میں داخل ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ روزہ جنت میں جانے کے لئے ایک دروازے کی مانند ہے اس کی مزید وضاحت کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے یہ فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ نُوْدِیَ فِی الْجَنَّةِ یَاعَبْدَاللّٰهِ هٰذَا خَیْرٌ فَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ یُدْعٰی مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّیَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّیَّانِ قَالَ اَبُوْبَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلٰی اَحَدٍ یُدْعٰی مِنْ تِلْکَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ یُدْعٰی اَحَدٌ مِنْ تِلْکَ الْاَبْوَابِ کُلِّهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَاَرْجُوْا اَنْ تَکُوْنَ مِنْهُمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں ایک جوڑا دے اسے جنت میں پکارا جائے گا! اے اللہ کے بندے یہ تیری نیکی ہے تو جو شخص نمازی ہوگا وہ نماز کے راستے سے بلایا جائے گا اور جو شخص جہاد کرنے والوں میں سے ہوگا وہ جہاد کے دروازوں سے بلایا جائے گا اور جو شخص صدقہ دینے والا ہوگا وہ صدقہ کے راستہ سے بلایا جائے گا اور جو شخص روزہ دار ہو گا وہ روزے کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول ﷺ! جو شخص سب دروازوں سے بلایا جائے گا اس پر کیا ہے!

Marfat.com

کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جو سارے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا! ہاں اور مجھے توقع ہے کہ تم ایسے ہی لوگوں میں سے ہوگے۔ (نسائی شریف)

۱۰ا۔ روزہ ڈھال ہے

روزہ گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال کی مانند ہے۔ اس کے متعلق رسول اکرم ﷺ کے ارشادات گرامی حسب ذیل ہیں۔

عَنْ مُطَرِّفٍ رَجُلٍ مِنْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ الْعَاصِ دَعَالَهٗ بِلَبَنٍ لِيَسْقِيَهٗ فَقَالَ مُطَرِّفٌ اِنِّیْ صَائِمٌ فَقَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الصِّيَامُ جُنَّةٌ كَجُنَّةِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ.

حضرت مطرف رضی اللہ عنہ جو حضرت عامر بن صعصعہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں مروی ہے کہ عثمان بن العاص نامی ایک شخص نے آپ ﷺ کو پلانے کیلئے دودھ منگوایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں روزے سے ہوں! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے حضور سرورِ کونین ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا روزہ ڈھال ہے! جیسے تم میں سے کسی کے پاس لڑائی اور جنگ کیلئے ڈھال ہوتی ہے۔

(سنن نسائی)

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ.

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ روزہ ڈھال ہے۔ (سنن نسائی)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا، روزہ سپر ہے۔

(سنن نسائی)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔

ان احادیث میں روزہ کی فضیلت کے بارے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ روزہ جنۃ ہے یعنی ڈھال ہے ڈھال کا لفظ ایسے جنگی آلہ کے لئے استعمال ہوتا ہے جس سے غازی دوسرے کی تلوار کے وار کو روکتا تھا اور اپنے آپ کو بچاتا تھا۔ چنانچہ روزہ انسان کو ایسے ہی برائیوں سے بچاتا ہے جس طرح ڈھال انسان

Marfat.com

کو دشمن کے وار سے بچاتی ہے۔ایسے ہی روزہ انسان کو ازلی دشمن شیطان کے حملوں سے بچاتا ہے اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے بچائے گا۔ مسند احمد میں ہے کہ میت کو جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو نماز اس کے دائیں طرف آجاتی ہے۔روزہ بائیں طرف قرآن سر کی طرف سے اور صدقہ پاؤں کی طرف سے آجاتا ہے یعنی روزہ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ عذاب جو روزہ دار کو بائیں طرف سے آنا تھا اسے روزے سے ڈھال کی مانند روک دیا۔

صاحب نہایہ نے روزہ کے ڈھال ہونے کا یہ مطلب لیا ہے کہ روزہ نفسانی شہوات سے بچاتا ہے۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ روزہ ڈھال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی مشروعیت کے لحاظ سے سترہ اور حفاظت کا سامان ہے۔پس روزہ دار کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو ان تمام چیزوں سے بچائے جو روزے کو فاسد کر دیتی ہیں اور ثواب کم کر دیتی ہیں۔

ابن العربیؒ نے کہا ہے کہ روزہ جسم کے لئے ڈھال ہے اس لئے بتایا گیا ہے کہ جسم کو شہوات کے ساتھ گھیرا گیا ہے۔پس جو آدمی شہوات سے بچے گا وہ جہنم سے محفوظ رہے گا اور روزہ چونکہ شہوات سے بچاتا ہے۔اس لئے وہ جہنم کی آگ کے لئے ڈھال بن جاتا ہے۔

۱۱۔روزہ جسم کی زکوۃ ہے

روزہ جسم کی زکوۃ ہے۔اس کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ شَیْءٍ زَکٰوۃٌ وَزَکٰوۃُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز میں زکوۃ ہے اور جسم کی زکوۃ روزہ ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں۔لہٰذا صحت دولت، حسن، علم وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ہیں اور ان نعمتوں کا جتنا بھی انسان شکر ادا کرے کم ہے ان نعمت ہائے گوناں گوں کے شکر کی عملی صورت یہ ہے کہ رضائے الٰہی کی خاطر ان نعمتوں کو دوسروں کے لئے اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ مال و دولت کا شکرانہ اللہ کی راہ میں صدقہ خیرات اور زکوۃ ادا کرنا ہے علم کی زکوۃ یہ ہے کہ اسے دوسروں تک پہنچائے۔صحت و تندرستی کی زکوۃ یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں بھوک و پیاس برداشت کی جائے روزہ میں

Marfat.com

چونکہ بھوک اور پیاس برداشت کرنا پڑتی ہے اور بے شمار خواہشات پر صبر وضبط کرنا پڑتا ہے تو ان تمام امور میں جو تھوڑی بہت شکرانے کے طور پر تکلیف اٹھانا پڑتی ہے۔ اس کا مقصود صرف رضائے الٰہی ہے۔ لہٰذا روزہ کی مشقت اور معمولی جسمانی تکلیف صحت تندرستی اور جسم کی زکوٰۃ کے مترادف ہے۔

اللہ والوں نے جسم کی اس زکوٰۃ کو بہت پسند کرتے ہوئے نفلی روزوں کا رکھنا معمول بنایا کیونکہ اس بدنی زکوٰۃ سے انوارات الٰہیہ اور روحانی تجلیات کا حصول ہوتا ہے۔

۱۲۔ رمضان میں شیاطین کا جکڑا جانا

رمضان المبارک کا آغاز ہوتے ہی شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو بند کر دیا جاتا ہے (بخاری شریف)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ فُتِحَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتْ الشَّیَاطِیْنُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ (سنن نسائی)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اَوَّلُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَ مَرَدَةُ الْجِنِّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں۔ (جامع ترمذی)

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور وہ انسان سے ہر وہ کام کروانے کی کوشش کرتا ہے جو انسان کو اللہ

Marfat.com

سے دور کرے۔ ابلیس شیطانیت کا مظہر ہے اور وہ انسان دشمنی میں اکیلا نہیں بلکہ ارواح خبیثہ اور جنات سے ایک گروہ اس کے ساتھ ملا ہوا ہے جنہیں شیاطین کہا جاتا ہے۔ شیاطین کے اس گروہ کو اتنی طاقت حاصل ہے کہ وہ بیک وقت دنیا میں ہر انسان کو دین حق سے غافل کرنے کے لیے پورا زور لگاتا ہے۔ انسانی نفس اور خواہشات پر قبضہ کر کے انسان کو راہ حق سے گمراہ کرنا شیاطین کا سب سے بڑا حربہ ہے مگر رمضان المبارک کی اتنی فضیلت ہے کہ اس مہینہ میں شیاطین کے گروہ کو حقیقی معنوں میں اپنے افعال پر پابند کر دیا جاتا ہے تاکہ انسانوں سے برائی سرزد نہ ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہر ممکن اپنی مخلوق کو موقعہ فراہم کرتی ہے کہ وہ اسے یاد کرے اور اس کی عبادت کرے۔ بعض لوگ یہ نقطہ چینی کرتے ہیں کہ اگر برائی کا مظہر شیاطین ہی ہیں تو رمضان المبارک میں جو برائیاں سرزد ہوتی ہیں پھر وہ کیوں ہوتی ہیں۔ حالانکہ ان احادیث کے مطابق جب شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے تو رمضان المبارک میں رتی بھر بھی برائی نہیں ہونی چاہیے۔ لیکن یاد رہے کہ شیاطین اگرچہ روزوں میں بند ہوتے ہیں لیکن شیطانی اثرات جو نفوس خبیثہ کی عادات میں اثر انداز ہو چکے ہوتے ہیں۔ ان کے زیر اثر لوگ برے کام خود بخود کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی برائی میں ملوث کرنے کی پوری جدوجہد کرتے ہیں اس طرح رمضان کے مہینہ میں جو برائی ہوتی ہے وہ انسانی نفس امارہ جو شیطان کی آماجگاہ ہے، کا ذریعہ ہوتی ہے۔ رمضان المبارک میں اللہ کی رحمت کا خاص نزول رہتا ہے جو عام دنوں میں نہیں ہوتا۔ اس رحمت خداوندی کے باعث اکثر لوگ گناہوں سے باز آجاتے ہیں اور توبہ کر کے اللہ کی عبادت اور نیکیاں کرنے میں لگ جاتے ہیں جو عام دنوں میں نہیں کرتے۔ پہلے ان کی نماز قائم نہ تھی مگر ماہ رمضان میں نماز پڑھنے لگتے ہیں۔ اس طرح وہ قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر وفکر کرتے ہیں حالانکہ پہلے وہ ایسا نہیں کرتے تھے اسی طرح مجموعی طور پر اکثر لوگ رمضان المبارک میں برے عمل چھوڑ دیتے ہیں جس وجہ سے ہر طرف نیک ماحول بن جاتا ہے۔ اس نیک ماحول کے باعث ہر برائی میں کمی ہو جاتی ہے۔

دراصل انسان کے روح اور نفس میں رحمانی اور شیطانی اثرات قبول کرنے کی صفت پائی جاتی ہے۔ وہ لوگ جو صوفیا اور اللہ والوں کی صحبت میں رہتے ہیں۔ نیک اور صالحین کی محفلوں میں ان کا بیٹھنا اٹھنا رہتا ہے۔ ان کے نفس کی رحمانی صفت رمضان المبارک میں نیکی اور عبادت کی طرف مائل رہتی ہے اور جن لوگوں کا نفس بری صحبت اختیار کرنے کی وجہ سے صفات شیطانی کی آماجگاہ بنا ہوتا ہے وہ اس شیطانی اثرات کے باعث رمضان المبارک میں بھی برے کام کرنے سے باز نہیں آتے۔

Marfat.com

۱۳۔ مقدس مقامات پر روزہ رکھنے کا اجر کثیر

بعض مقامات کو اللہ کے ہاں تقدس کا شرف حاصل ہے اور اس مقام پر رہ کر عبادت کرنا یعنی نماز روزہ اور یاد الٰہی میں مصروف ہونا دوسرے مقامات کی نسبت زیادہ درجہ رکھتا ہے اور زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ شہر مکہ میں روزہ رکھنے کے خصوصی ثواب کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے بتایا کہ:

مَنْ اَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ بِمَكَّةَ نَصَامَهُ وَقَامَ مِنْهُ مَا تَيَسَّرَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ مائَةَ اَلْفَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِيْمَا سَرَاهُ وَكَتَبَ لَهُ بِكُلِّ لَيْلَةٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ وَكُلِّ يَوْمٍ حَمْلَانَ فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَفِيْ كُلِّ يَوْمٍ حَسَنَةً وَفِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ حَسَنَةً.

جس نے رمضان المبارک کو مکہ مکرمہ میں پالیا اور اس نے اپنی طاقت کے مطابق روزہ رکھا اور قیام کیا تو اس کو دوسری جگہ کے اعتبار سے اس جگہ ایک لاکھ رمضان گزارنے کا ثواب ملتا ہے اور ہر ایک دن کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اسی طرح ہر ایک رات کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور ہر دن کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کے راہ میں ایک سواری دینے کا ثواب ملے گا، اور ہر ایک رات اور دن کے بدلہ میں اس کو نیکیاں ہی نیکیاں ملیں گی۔ (سنن ابن ماجہ، ترغیب)

مقامات مقدسہ میں سب سے زیادہ فضیلت اور حرمت شہر مکہ کو حاصل ہے جس میں اللہ کا گھر ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا آبائی شہر ہے۔ جس وجہ سے وہ سب سے افضل مقام ہے۔ خانہ کعبہ کے بعد مسجد نبوی ﷺ اور مدینۃ النبی کو وہ بزرگی اور شہرت حاصل ہے جو کسی دوسرے مقام کو حاصل نہیں۔ ان دونوں مقامات کے علاوہ بیت المقدس بھی مقدس مقامات سے ہے اس حدیث میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ شہر مکہ اور خاص کر خانہ کعبہ میں رمضان المبارک گزارنا انتہائی خوش بختی ہے اور سعادت ہے کیونکہ وہاں روزے رکھنا دوسرے مقامات کی نسبت بہت زیادہ ثواب کے حامل ہیں۔ اس کے بعد مسجد نبوی میں روزہ رکھ کر مشغول عبادت رہنا مقدر کی بات ہے۔ کیونکہ ان دونوں مقامات کی عبادت اللہ کے نزدیک انتہائی قبولیت کا درجہ رکھتی ہے۔

صوفیا اور اولیاء کرام کی از حد کوشش ہوتی ہے کہ وہ خانہ خدا اور مسجد نبوی میں رمضان المبارک کا مہینہ

Marfat.com

گزاریں کیونکہ ان دونوں مقامات پر فقرا اور صوفیا خصوصی روحانی کیفیات اور انوارات محسوس کرتے ہیں اور مشاہدات دیکھتے ہیں جو عام مقامات پر میسر نہیں آتے۔

ان دونوں مقدس مقامات کے علاوہ بزرگان دین کی مساجد اور وہ جگہ مقدس ہے جہاں کسی اللہ کے بندے نے معتکف ہو کر رمضان المبارک گزارا ہو۔لہٰذا مقامات مقدسہ پر روزوں میں ذکر وفکر کی جو لذت میسر آتی ہے وہ عام مقامات پر نصیب نہیں ہوتی اور وہاں کی عبادت زیادہ ثواب اور قبولیت کا درجہ رکھتی ہے۔اس لیے نیک اور صاحب دل حضرات کو مکہ معظّمہ یا مسجد نبوی میں رمضان المبارک گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۱۴۔رمضان میں جہنم کے دروازوں کا بند ہو جانا

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ابن ماجہ میں روایت ہے کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور منادی والا پکارتا ہے اے خیر طلب کرنے والے متوجہ ہو اور اے شر کے چاہنے والے باز رہ اور کچھ لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں اور یہ ہر رات ہوتا ہے۔امام احمد اور نسائی میں روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک میں دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اَوَّلَ لَیْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَّ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَّیُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَ لِلّٰهِ عُتَقَآءُ مِنَ النَّارِ وَ ذٰلِكَ كُلَّ لَیْلَةٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے شیطان اور سرکش جن قید کر لئے جاتے ہیں۔دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ ایک ندا کرنے والا پکارتا ہے اے خیر کے طلب کرنے والو متوجہ ہو اور اے شر کے طلب کرنے والے باز رہ اور اللہ کے لئے آگ سے آزاد ہونے والے ہیں اور ایسا ہر رات ہوتا ہے۔

Marfat.com

(ترمذی شریف)

رمضان المبارک میں دوزخ کے دروازوں کے بند ہوجانے کے بارے میں مندرجہ بالا مختلف احادیث کے اقتباسات ہیں۔ جن کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ جب رمضان المبارک آتا ہے تو اس وقت جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں جہنم ایک بہت بڑا گڑھا ہے جو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ جس میں مختلف طبقات ہیں جہنم کی اصلیت لعنت کی علامت ہے اور روزوں میں دوزخ کے دروازوں کا بند کیا جانا اس طرف اشارہ ہے کہ رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا والوں کے لیے رحمت کی فضا کا نزول ہوتا ہے اور روزہ رکھنا انتہائی سعادت مندی ہے۔ جس کے باعث انسان کے اعمال نامہ میں نیکیوں کے زیادہ ہونے سے گناہ کم ہوتے جاتے ہیں حتیٰ کہ نیکیوں کا بہت زیادہ ہوجانا روزہ دار کیلئے جہنم سے خلاصی کا سبب بنے گا اور جہنم سے ایسا چھٹکارا روزہ دار کے لئے جہنم کے دروازے بند ہونے کے مترادف ہے۔

بہرکیف احادیث کے مندرجہ بالا الفاظ یعنی روزوں میں جہنم کے دروازوں کا بند ہوجانا رمضان المبارک میں روزہ رکھنے اور نیک عمل کرنے کی دعوت ہے۔ ہر مسلمان کو روزوں میں زیادہ سے زیادہ نیکی کرنا چاہیے تاکہ ہم سے اللہ راضی رہے اور جہنم کا دروازہ مسلمان کے لیے ہمیشہ کے لیے بند رہے۔

۱۵-جہنم سے نجات

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ مسلمان کی کامیابی کا دارومدار اس امر پر ہے کہ یوم حساب کے بعد دوزخ کے عذاب سے اسے نجات مل جائے۔ کسی کے دوزخ میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے کتاب و سنت کی پیروی نہ کرتے ہوئے ایسے اعمال کیے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوکر انسان کو سزا کے طور پر دوزخ میں پھینک دے گا جو نہایت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ جس سے بچنے کے بارے میں کلام اللہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت تاکید فرمائی ہے۔ سزا سے بچ جانے کا واحد طریقہ نیکیوں میں کثرت اور فرضی عبادت کی بجا آوری ہے مگر ان سب فرضی عبادات میں سے روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو دوزخ کے عذاب سے بچانے کا نہایت ہی موثر ذریعہ ہے۔ کیونکہ اس کا اجر دوسری عبادات کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے اور دوزخ سے بچانے کے لیے ایک مضبوط قلعہ ہے

Marfat.com

جس طرح ایک مضبوط قلعے کی آڑ میں انسان کو خطرات سے پناہ مل جاتی ہے اور قلعہ میں پناہ لینے سے دشمن سے بچنے کی صورت نظر آتی ہے اسی طرح روزہ نیکی کا ایک قلعہ ہے جس سے انسان میں نیکی کا مادہ بڑھتا ہے اور گناہ کی قوت کمزور ہو جاتی ہے یا بعض اوقات ختم ہو جاتی ہے۔ اسی بناء پر رسول خدا ﷺ کا ایک اور قول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو آدمیوں سے فرمایا تم روزہ رکھو اس لیے کہ روزہ دوزخ سے بچنے کے لیے اور زمانہ کی مصیبتوں سے بچنے کے لیے ڈھال ہے۔

اس حدیث سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ روزہ رکھنے سے انسان بے شمار برائیوں سے بچ کر صالح بن سکتا ہے جس سے خیر و برکت پیدا ہوتی ہے اور دنیا کے رنج والم سے نجات مل جاتی ہے۔ اور روزہ دار آخرت میں دوزخ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بَعَّدَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا. (مسلم شریف)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کے لئے روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو ستر سال کی مسافت تک دوزخ سے دور کر دیتا ہے۔

اس حدیث میں بھی پہلے والی بات کو ایک اور انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ روزہ دار سے دوزخ کو بہت دور کر دیا جاتا ہے۔ یعنی روزہ دوزخ سے چھٹکارہ حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہی مضمون ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوا ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ جَعَلَ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ النَّارِ خَنْدَقًا کَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کی رضا کی خاطر ایک روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایسی خندق بنا دیتا ہے جس طرح آسمان وزمین کے درمیان فاصلہ ہے۔ (جامع ترمذی)

روایت: ایک روز حضور ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ! میں دین و دنیا کی بہتری کے لیے آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ پوچھ لو جو پوچھنا ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ: میں چاہتا ہوں کہ میں سب سے زیادہ جاننے والا ہو جاؤں حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ سب سے زیادہ جاننے والے ہو جاؤ گے۔

Marfat.com

اس نے عرض کی۔ حضور ﷺ! میں چاہتا ہوں کہ میں سب سے زیادہ غنی ہو جاؤں۔ فرمایا قناعت اختیار کرلو۔ سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے۔

عرض کی۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اچھا بن جاؤں۔ فرمایا۔ لوگوں سے اچھائی کرو اچھے بن جاؤ گے۔

عرض کی۔ میں چاہتا ہوں کہ میں انصاف کرنے والا بن جاؤں۔ فرمایا جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرو۔ انصاف کرنے والے بن جاؤ گے۔ عرض کی۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کا خاص بندہ ہو جاؤں۔ فرمایا اللہ کی یاد کثرت کے ساتھ کیا کرو۔ اس کے خاص بندے بن جاؤ گے۔

عرض کی۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا ایمان کامل ہو جائے فرمایا اپنے اخلاق اچھے کرلو ایمان کامل ہو جائے گا۔ عرض کی۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کے تابعداروں میں سے ہو جاؤں۔ فرمایا۔ اللہ کے فرائض ادا کرتے رہو۔ اس کے تابعدار بن جاؤ گے۔ عرض کی۔ میں چاہتا ہوں کہ قیامت کو میں نور میں اٹھوں۔ فرمایا کسی پر ظلم نہ کرو۔ قیامت کو نور ہی میں اٹھو گے۔ عرض کی۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ پر رحم فرمائے۔ فرمایا خود اپنی جان پر اور اللہ کی مخلوق پر رحم کرو۔ اللہ تم پر رحم فرمائے گا۔ عرض کی۔ میں چاہتا ہوں۔ میرے گناہ کم ہو جائیں۔ فرمایا۔ کثرت کے ساتھ استغفار کیا کرو۔ گناہ کم ہو جائیں گے۔

عرض کی۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے رزق میں وسعت پیدا ہو فرمایا ہمیشہ طہارت پر رہو۔ رزق میں وسعت پیدا ہو جائے گی۔ عرض کی۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول کے دوستوں میں سے ہو جاؤں۔ فرمایا جس سے اللہ اور اس کے رسول کو محبت ہے اس سے محبت رکھو اور جس سے اللہ اور اس کے رسول کو دشمنی ہے۔ اس سے دشمنی رکھو۔ اللہ اور اس کے رسول کے دوستوں میں سے ہو جاؤ گے۔ عرض کی میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے غضب سے بچ جاؤں فرمایا۔ تم کسی پر غضب نہ کرو اللہ کے غضب سے بچ جاؤ گے۔

Marfat.com

مسائل روزہ

روزہ کے ضروری مسائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ نیت

روزہ کے لیے نیت فرض ہے بغیر نیت کے روزہ نہیں ہوگا۔ نیت دل کے مضبوط ارادہ کو کہتے ہیں اس لیے زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری شرط نہیں بلکہ مستحب اور بہتر ہے نیت کا وقت غروب آفتاب سے ضحویٰ کبریٰ تک ہے یعنی دو پہر یا زوال سے پہلے تک ہے۔

اگر رات یا طلوع فجر سے پہلے نیت کی جائے تو زبان سے نیت کے یہ الفاظ ادا کرنا مستحب ہے۔

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

ترجمہ: میں نے کل ماہ رمضان کا روزہ رکھنے کی نیت کی۔

اگر دن کو نیت کی جائے تو اس کے الفاظ یہ ہیں۔

نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ هٰذَا الْيَوْمَ لِلّٰهِ تَعَالٰى.

ترجمہ: میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے آج دن کا روزہ رکھنے کی نیت کی۔

مستحب اور افضل یہ ہے کہ نیت رات یا سحری کھاتے وقت اور طلوع فجر سے پہلے کی جائے۔ سحری کھانا بھی نیت ہے چاہے رمضان کے روزہ کی سحری ہو یا کسی اور روزہ کی۔ ہاں اگر سحری کھاتے وقت یہ ارادہ کیا کہ صبح کو روزہ نہ رکھوں گا تو یہ سحری کھانا نیت کی بجانہ ہوگی۔ رمضان المبارک کے ہر روزے کے لیے الگ نیت کرنا ضروری ہے، رمضان کے سارے روزوں کے لیے صرف ایک دن نیت کر لینا کافی نہیں ہے۔

رمضان کے روزوں میں فرض کہہ کر نیت کرنا ضروری نہیں۔ صرف روزے کی نیت کر لینا کافی ہے۔ البتہ کوئی مریض اگر رمضان کا روزہ رکھے تو وہ فرض کا تعین کرے اس لیے کہ اس پر رمضان کا روزہ فرض نہیں ہے۔ مریض اگر محض روزے کی نیت کرے یا نفلی روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ رمضان کا روزہ نہ ہوگا۔

Marfat.com

رمضان کے قضا روزوں میں متعین طور پر فرض کی نیت کرنا ضروری ہے۔

مسافر کے لیے ضروری ہے کہ وہ رمضان میں کسی اور واجب روزے کی نیت نہ کرے رمضان کے فرض روزے کی نیت کرے یا نفلی روزے کی نیت کرے۔ ہر طرح درست ہے۔

اگر کوئی شخص شب میں روزہ کی نیت کرنا بھول جائے اور دن میں اس کو یاد آئے تو ان تین قسم کے روزوں میں نصف النہار سے پہلے پہلے تک نیت کر لینا درست ہے۔ یعنی غروب آفتاب سے قبل نصف النہار تک کسی وقت بھی نیت کرے درست ہے۔

اگر شب میں کسی وجہ سے روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا، پھر صبح کو بھی روزہ نہ رکھنے ہی کا خیال رہا۔ پھر نصف النہار سے پہلے خیال آیا کہ رمضان کا روزہ چھوڑنا مناسب نہیں اور نیت کر لی تو یہ روزہ درست ہے۔ ہاں اگر صبح میں کچھ کھا پی لیا تھا تو اب نیت کرنے کی گنجائش نہیں رہی۔

کسی نے شب میں یہ ارادہ کیا کہ میں کل کا روزہ رکھوں گا۔ لیکن پھر صبح ہونے سے پہلے پہلے ارادہ بدل لیا اور روزہ نہیں رکھا تو اس صورت میں قضا واجب نہیں۔

روزہ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے، اس لیے صبح صادق سے پہلے پہلے وہ سارے کام جائز ہیں جن سے بچنا روزے میں فرض ہے، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ روزے کی نیت کر لینے کے بعد کچھ کھانا پینا وغیرہ جائز نہیں۔ یہ غلط ہے، صبح صادق سے پہلے پہلے کھانا پینا وغیرہ سب جائز ہے چاہے غروب آفتاب کے بعد ہی دوسرے دن کے روزے کی نیت کر لی ہو۔

رمضان کے مہینے میں کسی نے فرض روزے کے بجائے نفلی روزے کی نیت کی اور یہ سوچا کہ فرض روزے کی قضا رکھ لوں گا تب بھی وہ روزہ رمضان ہی کا ہوگا۔ نفلی روزہ نہ ہوگا اسی طرح اگر نفلی روزے کے بجائے واجب روزے کی نیت کی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا اصولی بات یہ ہے کہ رمضان میں صرف رمضان کا فرض روزہ ہی صحیح ہے کوئی اور روزہ صحیح نہیں ہے۔

نفلی روزہ نیت کرنے سے واجب ہو جاتا ہے اگر صبح کے وقت یہ نیت کی کہ آج میرا روزہ ہے اور پھر اس کے بعد روزہ توڑ دیا، تو اس روزے کی قضا واجب ہے۔

۲۔ سحری

روزہ رکھنے کی غرض سے صبح صادق سے پہلے جو کچھ کھایا پیا جاتا ہے اسے ''سحری'' کہتے ہیں نبی ﷺ

Marfat.com

خود بھی سحری کا اہتمام فرماتے اور دوسروں کو بھی کھانے کی تاکید فرماتے ۔ سحری کے متعلق احادیث مصطفےٰ ﷺ حسب ذیل ہیں ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے ۔ (سنن نسائی ۔ جامع ترمذی)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزوں یعنی جماعت ثرید اور سحری میں برکت ہے ۔ (طبرانی)

حضرت ابن خزیمہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان روزوں کا فرق سحری کھانے میں ہے ۔ (سنن ابوداؤد ۔ جامع ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا سحری کھانے سے دن کے روزے پر استعانت کرو اور قیلولہ سے رات کے قیام پر استعانت کرو ۔ (بیہقی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں ۔ (طبرانی)

نسائی باسناد حسن ایک صحابی سے راوی کہتے ہیں میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ، حضور ﷺ سحری تناول فرمارہے تھے ارشاد فرمایا یہ برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی تو اسے نہ چھوڑنا ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سحری کُل کی کُل برکت ہے اسے نہ چھوڑنا اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں ۔

طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ، تین شخصوں پر کھانے میں انشاء اللہ تعالیٰ حساب نہیں ۔ رزق حلال سے روزہ رکھنے والا ، سحری کھانے والا اور سرحد پر گھوڑا باندھنے والا ۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سحری کھانا سنت ہے اگر اس وقت کوئی چیز کھانے کو دل نہ چاہتا ہو تو ایک آدھ کھجور یا ایک لقمہ یا چند گھونٹ پانی پی لینا چاہیے تاکہ سحری کا ثواب اور برکت حاصل ہو جائے اور سنت نبوی پر عمل اور اہل کتاب کی مخالفت بھی ہو جائے سحری کھانے میں دیر اور تاخیر کرنا مستحب ہے مگر اتنی دیر بھی نہیں کہ وقت ہی ختم ہونے کا شک پیدا ہو جائے مناسب یہ ہے کہ سحری کا وقت ختم ہونے سے پانچ

Marfat.com

،دس منٹ پہلے کھانے پینے سے فارغ ہو جائے۔

اگر سحری کے وقت غسل کرنے کی حاجت ہو اور وقت اتنا ہی باقی ہے کہ اس میں سحری کھائی جا سکتی ہے تو ایسی صورت میں نماز جیسا پورا وضو کر کے سحری کھانا پینا جائز ہے سحری سے فراغت کے بعد غسل جلدی کرنا چاہیے اب زیادہ دیر گناہ ہے۔

۳- افطاری

غروب آفتاب پر وہ امور جو روزہ کی وجہ سے ترک کیے تھے انہیں دوبارہ کرنے یعنی کھانے پینے کو افطاری کہا جاتا ہے۔ اسلام میں روزے کو افطار کرنے کا مسنون وقت غروب آفتاب ہے اس پر رسول پاک ﷺ کی ایک حدیث ہے جو حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رات اس طرف سے آنی شروع ہو اور دن اس طرف سے پلٹنا شروع ہو اور سورج ڈوب جائے تو روزہ دار کے لیے روزہ کھولنے کا وقت ہو گیا۔ اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جب سورج غروب ہو جائے اور مشرق کی جانب سے رات کی تاریکی چھانا شروع ہو جائے تو وہ اس بات کی علامت ہے کہ روزہ افطار کیا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ مجھے اپنے بندوں میں سے سب سے زیادہ پسند وہ ہے جو افطار میں جلدی کرنے والے ہیں۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دین اس وقت تک غالب رہے گا۔ جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیوں کہ یہود اور نصاریٰ روزہ افطار کرنے میں دیر کیا کرتے تھے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک لوگ افطاری میں جلدی کریں گے بھلائی پر رہیں گے

روزہ رزق حلال سے جو میسر ہو اس سے افطار کیا جائے۔ مگر نبی پاک ﷺ کی سنت یہ ہے کہ روزہ کھجور یا پانی سے افطار کیا جائے اور آپ ﷺ کا بھی یہ طریقہ تھا کہ آپ ﷺ تازہ کھجور سے افطار کرتے اگر کھجور نہ ملتی تو چھوہاروں سے روزہ افطار کر لیتے اگر اتفاق سے وہ بھی نہ ملتے تو پانی سے ایک دو گھونٹ پی کر روزہ افطار فرماتے۔

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص افطار کرے تو اسے چاہیے کہ کھجور سے افطار کرے کیونکہ اس میں برکت ہے اور اگر کھجور نہ پائے تو اسے چاہیے

Marfat.com

کہ پانی سے افطار کرے کیونکہ وہ پاک ہے۔
ایک اور حدیث میں رسول کریم ﷺ نماز سے پہلے تر کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے۔ تر نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوروں سے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی سے افطار فرماتے۔
روزہ نماز مغرب سے قبل افطار کرنا چاہیے اور کھجور سے کرے تو بہت بہتر ہے۔ روزہ دار عام طور پر روزہ کھجوروں ہی سے افطار کرتے ہیں اگر کھجوریں میسر نہ ہوں تو کسی بھی دوسری چیز سے روزہ افطار کیا جاسکتا ہے جو چیز میسر ہو۔
۱۔ حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو فرماتے
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ.
اے اللہ میں نے روزہ رکھا تیرے ہی لئے اور میں تجھ پر ایمان لایا اور میں نے تجھ ہی پر بھروسہ کیا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔ (سنن ابوداؤد)
روزہ افطار کروانے کا بہت ثواب ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے حلال و پاکیزہ کھانے یا پانی سے کسی کا روزہ افطار کرایا تو فرشتے ماہ رمضان المبارک کے وقتوں میں اس کے لیے بخشش کی دعا مانگتے ہیں اور جبریل علیہ السلام شب قدر میں اس کی بخشش کی دعا مانگتے ہیں۔ (طبرانی شریف)
جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے یا کسی غازی کو سامان جہاد دے تو اسے بھی اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا۔ (نسائی)
جب افطار کا صحیح وقت ہو جائے تو اس وقت جلدی روزہ افطار کرنا چاہئے اور افطاری میں اتنی دیر کرنا کہ ستارے نظر آنے لگیں۔ یہودیوں کا طریقہ ہے اور اس قدر تاخیر کرنا مکروہ ہے۔
نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں سو رہا تھا کہ دو آدمی مجھے ایک دشوار پہاڑ پر لے گئے، جب میں پہاڑ کے درمیان پہنچا تو سخت آوازیں سنائی دی میرے دریافت کرنے پر ان دو آدمیوں نے بتایا کہ یہ دوزخیوں کی آوازیں ہیں پھر وہ مجھے آگے لے گئے میں نے ایک قوم کو دیکھا جسے الٹا لٹکایا گیا تھا اور ان کی باچھیں چیری جارہی ہیں اور ان سے خون بہہ رہا ہے ان دو آدمیوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کر لیتے تھے۔ (ابن خزیمہ، ابن حبان)
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ (۱) روزہ دار کی افطاری کے وقت (۲) عادل بادشاہ کی (۳) اور مظلوم کی دعا۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

Marfat.com

۴- روزہ نہ ٹوٹنے کی صورتیں

چند کام ایسے ہیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس کے متعلق رسول اکرم ﷺ کے چند ارشادات حسب ذیل ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس روزہ دار نے بھول کر کھا پی لیا وہ اپنا روزہ پورا کرے، کیونکہ یہ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے یعنی روزہ مکمل کرے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو خود بخود قے آ جائے اس حالت میں کہ وہ روزے سے ہو تو اس پر قضا لازم نہیں اور جو شخص عمداً قے کرے اسے چاہیے کہ قضا ادا کرے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی کہ میری آنکھوں میں تکلیف ہے کیا میں روزے کی حالت میں سرمہ لگا لوں آپؐ نے فرمایا۔ ہاں لگا لو۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تین چیزیں روزہ نہیں توڑتیں (۱) پچھنے یعنی سنگی لگوانا (۲) قے آنا (۳) احتلام۔ (جامع ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بھول کر کھانے، پینے اور جماع سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں ایسی صورت میں روزہ یاد آتے ہی فوراً یہ کام ترک کر دینا ضروری ہے اگر روزہ یاد آنے کے بعد بھی کھانے پینے میں مشغول رہا تو اب روزہ ٹوٹ گیا اور اس روزہ کی صرف قضا واجب ہے کفارہ لازم نہیں۔ جب کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی رہا ہو تو دیکھنے والے پر اس کو یاد دلانا واجب ہے اگر یاد نہ دلایا تو وہ گنہگار ہوگا۔ ہاں بعض فقہاء نے کہا ہے اگر وہ روزہ دار انتہائی کمزور اور لاغر ہو یا ضعیف ہو، تو بقدر کفایت کھا لینے کے بعد اسے یاد کراؤ، آنکھ میں دوائی یا سرمہ وغیرہ لگانے، پھول یا عطر وغیرہ کی خوشبو سونگھنے تر یا خشک مسواک کرنے، سر یا بدن پر تیل ملنے۔ سنگی لگوانے، دن کو سوتے ہوئے احتلام ہو جانے، خود بخود قے آ جانے، نہاتے وقت کان میں پانی داخل ہو جانے اور حلق میں بلا اختیار دھواں، گرد و غبار، مکھی، مچھر وغیرہ اتر جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

Marfat.com

۵-روزہ ٹوٹنے کی صورتیں

چند صورتیں ایسی ہیں جن میں روزہ بغیر ارادے کے خود بخود ٹوٹ جاتا ہے یا کوئی دوسرا زبردستی روزہ تڑوا دیتا ہے تو ان حالات میں روزہ دار کو بعد میں صرف ٹوٹے ہوئے روزے کے بدلے میں روزہ رکھنا ضروری ہے جسے قضا کہا جاتا ہے حسب ذیل صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن صرف قضا فرض ہے۔

کسی نے روزے میں بھولے سے کھا پی لیا، اور پھر یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ ہی گیا ہے قصداً کچھ کھا پی لیا تو روزہ جاتا رہا اور قضا واجب ہے۔ کفارہ نہیں۔ ایسے ہی بھول کر جماع کر لینے یا صرف شہوت کی نظر سے دیکھنے کی صورت میں انزال ہو جانے یا دن کو سوتے ہوئے احتلام ہو جانے، یا خود بخود قے آنے کے بعد روزہ دار نے یہ سمجھ لیا کہ روزہ ٹوٹ گیا۔ پھر قصداً کھا، پی لیا تو اس روزہ کی بھی صرف قضا واجب ہے۔ ایسے ہی روزے میں کسی نے قصداً منہ بھر قے کی تو روزہ جاتا رہا اور قضا واجب ہے۔

کسی نے روزہ دار کو زبردستی کچھ کھلا پلا دیا تو صرف قضا واجب ہے ایسے ہی اگر کسی نے زبردستی کسی خاتون کے ساتھ جنسی فعل کیا یا غافل سو رہی تھی یا بے ہوش تھی اور کسی نے اس سے جنسی لذت حاصل کی تو خاتون پر صرف قضا واجب ہوگی۔

حقہ، سگریٹ، بیڑی وغیرہ پینے، پان چبانے، اگرچہ حلق سے نیچے نہ اترے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ ایسے ہی اگر بتی وغیرہ یا کسی اور چیز کا دھواں قصداً ناک میں کھینچنے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا ایسے ہی اگر بتی وغیرہ یا کسی اور چیز کا دھواں قصداً ناک میں کھینچنے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا واجب ہوگی۔

دانتوں سے خون نکلا اور حلق سے نیچے اتر گیا اگر اس میں تھوک زیادہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر خون زیادہ ہو تو روزہ نہ رہا۔ سر میں دماغ کی جھلی تک، یا پیٹ میں معدہ کے منہ تک گہرا زخم ہو تو ایسی صورت میں اگر دوا لگائی اور وہ دماغ یا معدہ کے اندر پہنچ گئی تو روزہ ٹوٹ گیا اور اس کی قضا فرض ہے۔ اگر انجکشن کے ذریعے دوا معدہ یا دماغ کے اندر پہنچی تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اس لیے روزہ کی حالت میں ٹیکہ نہ لگوایا جائے۔

بیوی کو گلے لگانے، بوسہ لینے اور بدن کو چھونے وغیرہ کی صورت میں انزال ہو جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ روزہ یاد ہو اور اس کی صرف قضا واجب ہے۔ یا بھول کر جماع میں مشغول تھا پھر روزہ یاد آ جانے میں فوراً جدا نہ ہونے سے بھی روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور اس کی قضا واجب ہے۔

Marfat.com

کسی کی آنکھ دیر میں کھلی اور یہ سمجھ کر کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے کچھ کھا پی لیا پھر یہ معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی تو اس روزے کی قضا رکھنا واجب ہے۔

کسی نے سورج ڈوبنے سے پہلے ہی یہ سمجھ کر کہ سورج ڈوب گیا ہے افطار کر لیا تو قضا واجب ہے۔

روزے میں کسی کے منہ میں آنسو، یا پسینے کے قطرے چلے گئے اور پورے منہ میں اس کی نمکینی محسوس ہوئی اور وہ ان قطروں کو نگل گیا تو روزہ جاتا رہا۔ قضا لازم ہے۔

مسواک کرتے ہوئے یا یونہی مسوڑے وغیرہ سے خون نکلا اور روزہ میں تھوک کے ساتھ نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا قضا واجب ہے۔ ہاں اگر خون تھوک کی مقدار سے کم ہے اور حلق میں محسوس نہیں ہو رہا ہے تو روزہ نہیں جائے گا۔

۶- قضا اور کفارہ

بعض صورتیں ایسی ہیں اگر ان میں روزہ توڑا جائے تو اس کے بدلے میں رمضان المبارک کے بعد روزہ رکھنا ضروری ہے۔ اور کفارہ بھی دینا واجب ہے۔

مسلمان، عاقل، بالغ، مقیم نے رمضان المبارک میں اگر بانیت عبادت روزہ رکھ کر بلا عذر شرعی قصداً توڑ دیا تو اس پر اس روزے کی قضا اور کفارہ دونوں فرض ہیں۔

روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر کھانے پینے، جماع کرنے، حقہ، سگریٹ وغیرہ پینے سے روزہ کی قضا اور کفارہ فرض ہے۔

کسی نے روزے میں جذبات سے مغلوب ہو کر جنسی فعل کا ارتکاب کیا چاہے وہ مرد ہو یا عورت، یا مرد نے لواطت کی تو قضا اور کفارہ واجب ہے۔

کسی خاتون نے مرد سے ہم بستری کی اور عضو کا سر اندر داخل ہو گیا تو چاہے منی کا خروج ہو یا نہ ہو ہر حال میں قضا واجب ہے اور کفارہ بھی واجب ہے۔ کسی نادان نے عورت سے ہمبستری کی اور اس کے پچھلے حصے میں عضو کا سر داخل کر دیا تو دونوں کا روزہ فاسد ہو گیا۔ قضا بھی واجب ہے اور کفارہ بھی۔ ایسے ہی خاتون غافل سو رہی تھی یا بے ہوش پڑی ہوئی تھی اور مرد نے اس سے جنسی لذت حاصل کی تو مرد پر قضا بھی واجب ہے اور کفارہ بھی۔

کسی نے ایسی کوئی چیز کھا پی لی جو کھانے پینے کے استعمال میں آتی ہے یا ایسی چیز کھائی جو کھانے

Marfat.com

پینے میں استعمال نہیں کی جاتی لیکن دوا کے طور پر کھا پی لی کہ اس سے فائدہ ہوگا۔ تو روزہ جاتا رہا اور اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

کوئی ایسا فعل کیا جس سے روزہ کے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو یعنی روزہ فاسد نہ ہوتا ہو، لیکن روزہ دار نے یہ گمان کرلیا کہ روزہ ٹوٹ گیا، اس کے بعد اس نے قصداً کھا پی لیا تو ایسی صورت میں بھی روزہ کی قضا اور کفارہ لازم ہے، مثلاً سنگی لگوائی یا آنکھ میں سرمہ لگایا یا عورت سے بوس و کنار کیا۔ بشرطیکہ انزال نہ ہوا تو روزہ دار نے یہ گمان کرلیا کہ روزہ نہیں رہا۔ حالانکہ ایسی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا پھر اس نے قصداً کھا پی لیا تو اب اس پر قضا اور کفارہ دونوں فرض ہیں۔

کفارہ اسی روزہ کا لازم ہے جس کی نیت صبح صادق سے پہلے یعنی رات میں کی ہو۔ اگر اس روزہ کی نیت دن میں کی ہو تو اس کی صرف قضا فرض ہے۔ اسی طرح کفارہ لازم ہونے کے لیے یہ بھی ضروری شرط ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا ''غیر اختیاری، شرعی عذر'' پیدا نہ ہو جس سے روزہ نہ رکھنے کی رخصت و اجازت ہے مثلاً عورت کو اسی دن حیض و نفاس آ گیا یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن شدید بیمار ہو گیا کہ جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو ایسی حالت میں بھی کفارہ لازم نہیں بلکہ صرف قضا فرض ہے سفر سے کفارہ ساقط نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ اختیاری عذر ہے۔

روزہ رکھ کر پھر بلا عذر شرعی توڑ دینا سخت گناہ ہے۔ ہاں اگر روزے دار ایسا شدید بیمار ہو جائے کہ روزہ نہ توڑنے کی صورت میں موت واقع ہو جانے، یا بیماری کے زیادہ بڑھ جانے کا قوی احتمال ہو، یا اتنی شدید بھوک اور پیاس لگے کہ جان جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے تو ایسی صورت میں روزہ توڑ دینا بالکل جائز بلکہ واجب ہے۔ اور پھر تندرست ہو جانے پر اس روزہ کی صرف قضا لازم ہے۔

کفارہ:

قصداً روزہ توڑنے کا کفارہ تین طرح سے ادا ہوتا ہے۔ اوّل غلام یا باندی آزاد کرنا، یہ تو آج کل میسر ہی نہیں۔ دوم، پے در پے ساٹھ روزے رکھنا۔ سوم، اگر روزے نہ رکھے جا سکیں تو پھر ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلانا۔

اگر کفارہ روزوں کی صورت میں ادا کرنا ہو تو یہ ضروری ہے کہ پے در پے ساٹھ روزے بلا ناغہ رکھے جائیں اگر درمیان میں ایک روزہ بھی چھوٹ گیا تو پھر نئے سرے سے ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے، ہاں

Marfat.com

عورت کے حیض کے دنوں میں جتنے روزے چھوٹ جائیں وہ شمار نہیں ہوں گے بلکہ وہ حیض کے پہلے اور بعد والے روزے ملا کر ساٹھ روزے پورے کرے، کفارہ ادا ہو جائے گا۔

کفارے کے روزے رکھنے کے دوران اگر نفاس کا زمانہ آجائے تو اس سے بھی کفارے کا تسلسل ختم ہو جائے گا اور نئے سرے سے پھر دو مہینے کے پورے روزے رکھنا واجب ہوں گے۔

کفارے کے روزوں کے دوران اگر ماہ رمضان آجائے تو پہلے رمضان کے روزے رکھے اور رمضان کے بعد کفارے کے پورے ساٹھ روزے پھر نئے سرے سے رکھے اگر ایک ہی رمضان کے دوران ایک سے زائد روزے فاسد ہو گئے ہوں تو سب کیلیے ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔

اگر کسی پر ایک کفارہ واجب ہوا اور وہ ابھی ادا کرنے نہیں پایا تھا کہ دوسرا واجب ہو گیا تو صرف ایک ہی کفارہ دونوں کے لیے واجب ہوگا۔ چاہے یہ دونوں کفارے دو رمضان کے ہوں بشرطیکہ روزہ فاسد ہونے کی وجہ جنسی فعل نہ ہو۔ جنسی فعل کے سبب جتنے روزے فاسد ہوں ان کا کفارہ الگ الگ ادا کرنا ہوگا چاہے پہلا کفارہ ادا نہ کر پایا ہو۔

ساٹھ محتاجوں میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ محتاج پوری عمر کے ہوں اگر بالکل چھوٹی عمر کے بچوں کو کھلایا تو ان کے بدلے پھر پوری عمر کے محتاجوں کو کھلانا ضروری ہے۔

محتاجوں کو کھانا کھلانے میں اپنے عام معیار کا لحاظ رکھے نہ زیادہ بڑھیا واجب ہے اور نہ یہ صحیح ہے کہ سوکھی روٹی ہی دے دی جائے۔

اگر مسکینوں کو کھانا کھلانے میں تسلسل نہ رہے تو کوئی مضائقہ نہیں کفارہ صحیح ہو جائے گا۔

کھانا کھلانے کے بجائے غلہ دینا بھی جائز ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ قیمت ادا کر دی جائے۔ غلہ فطرانے کی مقدار کے برابر ہونا چاہیے۔

اگر ایک ہی محتاج کو ساٹھ دن تک صبح و شام کھانا دیا تو بھی کفارہ ادا ہو جائے گا یہ صورت بہتر تصور نہیں کی جاتی۔ اس لیے ۶۰ مسکینوں کو بیک وقت کھلانا ہی بہتر ہے۔

۷۔ روزہ توڑنے کی جائز صورتیں

اتفاقی حالات کی بنا پر مندرجہ ذیل صورتوں میں روزہ توڑنا جائز ہے۔

یکایک کوئی زبردست دورہ پڑ گیا یا کوئی ایسی بیماری ہو گئی کہ جان پر بن آئی یا خدانخواستہ موٹر وغیرہ

Marfat.com

سے کوئی حادثہ ہو گیا یا کسی اونچے مقام سے گر پڑنے کی وجہ سے حالت غیر ہو گئی تو ان تمام صورتوں میں روزہ توڑ دینا جائز ہے۔ اگر کوئی اچانک بیمار پڑ گیا اور یہ اندیشہ تو نہیں ہے کہ جان جاتی رہے گی۔ البتہ یہ اندیشہ ہے کہ اگر روزہ نہ توڑا تو بیماری بہت زیادہ بڑھ جائے گی تو اس صورت میں بھی روزہ توڑنے کی اجازت ہے۔

اگر کسی کو ایسی شدت کی بھوک یا پیاس لگی کہ نہ کھانے پینے سے ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہے تب بھی روزہ توڑ دینا درست ہے۔ کسی حاملہ خاتون کو کوئی ایسا حادثہ پیش آ گیا کہ اپنی یا بچے کی جان کا ڈر ہے تو اس صورت میں بھی روزہ توڑ دینے کا اختیار ہے۔ کسی کو سانپ وغیرہ نے کاٹ کھایا، اور فوراً دوا وغیرہ کا استعمال ضروری ہے تو روزہ توڑ دینا چاہیے۔

کمزوری تو تھی لیکن ہمت کر کے روزہ رکھ لیا دن میں محسوس ہوا کہ اگر روزہ نہ کھولا تو جان پر بن آئے گی یا پھر مرض کا شدید حملہ ہو جائے گا تو اس صورت میں بھی روزہ توڑ دینے کی اجازت ہے۔

۸۔ احکام فدیہ

اسلامی شریعت نے ایسے حضرات جن میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو کو یہ رعایت دی ہے کہ وہ روزہ نہ رکھنے کے بدلے میں فدیہ ادا کریں۔ کیونکہ بڑھاپے میں عموماً انسان کا جسم لاغر اور کمزور ہو جاتا ہے۔ جس کی بنا پر روزہ رکھنا مشکل ہو جاتا ہے اور بعض اوقات بیماری کے باعث بھی جسم میں روزے رکھنے کی ہمت نہیں رہتی تو ان حالات میں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ فدیہ ادا کریں۔ ہر روزے کے بدلے میں فدیہ یہ ہے کہ ایک محتاج کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہے۔ فدیے میں غلہ یا اس کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔ فدیے میں غلے کی مقدار صدقہ فطر کے برابر ہے۔

کسی کے ذمہ کچھ قضا کے روزے تھے، مرتے وقت اس نے وصیت کی کہ میرے مال میں سے ان کا فدیہ ادا کر دیا جائے۔ اگر ان قضا روزوں کا سارا فدیہ چھوڑے ہوئے ایک تہائی مال کے بقدر رہے تو فدیہ ادا کرنا واجب ہے اور اگر فدیہ کی قیمت زیادہ بن رہی ہے اور تہائی مال کی مقدار کم ہے تب تہائی مال سے زائد فدیہ میں ادا کرنا اسی وقت جائز ہے جب وارث برضا و رغبت اس کی اجازت دیں، البتہ اس صورت میں بھی نابالغ وارثوں کی اجازت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

اگر مرنے والے نے وصیت نہ کی ہو اور وارث بطور خود چھوٹے ہوئے روزوں کا فدیہ ادا کر دیں

Marfat.com

تب بھی درست ہے۔ اور خدا کی ذات سے توقع ہے کہ وہ فدیہ کو قبول فرمالے اور روزوں کا مواخذہ نہ فرمائے۔

مرنے والے کی طرف سے اگر وارث روزے رکھ لیں یا اس کی قضا نمازیں پڑھ لیں تو یہ درست نہیں۔

معمولی سی بیماری کی وجہ سے رمضان کا روزہ قضا کرنا اور یہ خیال کرنا کہ پھر قضا رکھ لیں گے یا فدیہ ادا کر کے یہ سمجھنا کہ روزہ کا حق ادا ہو گیا صحیح نہیں۔ رمضان کا روزہ اسی صورت میں چھوڑے جب واقعی روزہ رکھنے کی سکت نہ ہو۔

Marfat.com

فضائل شب قدر

یوں تو پورا رمضان المبارک شروع سے آخر تک رحمتوں کا مہینہ ہے اور اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کا دست عطا پورے عروج اور جوبن پر ہوتا ہے۔ اللہ کا دریائے رحمت پورے جوش پر ہوتا ہے مگر سارے رمضان المبارک میں شب قدر کو سب سے زیادہ فضیلت حاصل ہے کیونکہ یہ رات مرجع برکات اور پیغام حسنات ہے۔ یہی وہ افضل رات ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ ہر گنہگار کے گناہ مٹا کر اسے پاکیزہ کر دیتا ہے یہی وہ مقدس رات ہے جس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ۔

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ ۝

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا، اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور جبریل علیہ السلام اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے نازل ہوتے ہیں اس رات میں طلوع فجر تک سلامتی ہے۔ (پ ۳۰، سورۃ قدر)

شب قدر ایک خیر و برکت والی ایک عظیم الشان رات ہے جو لیلۃ القدر کے نام سے مشہور ہے اسے لیلۃ القدر کہنے کی یہ وجہ ہے کہ قدر کے معنی بزرگی کے ہیں اور اس رات کو دیگر راتوں پر بزرگی اور برتری حاصل ہے اس لیے اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔ بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ لیلۃ القدر کو دوسری راتوں سے افضل قرار دینے کی کچھ وجوہات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

سب سے پہلی بات یہ کہ اس رات کو دوسری راتوں سے اس لیے افضل قرار دیا گیا کہ اس رات میں سر شام تا سحر خداوند کی خصوصی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور تجلی الٰہی بندگان خدا پر خاص توجہ دیتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس رات میں عبادت میں ایک عجیب دلکش اور خوش کن کیفیت اور لذت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس رات میں ملائکہ اور سردار ملائکہ روح الامین خداوند کے حکم سے خدا تعالیٰ کے نیک اور صالح بندوں کی قدم بوسی اور زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔

Marfat.com

تیسری وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ رشد و ہدایت کا منبع قرآن مجید اسی مقدس رات میں نازل ہوا جو کہ عظیم تر سعادت ہے۔

شب قدر کی فضیلت کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ اس مقدس شب میں تخلیق ملائکہ انجام پائی۔

پانچویں یہ کہ اسی رات میں جنت کو باغات سے مزین کیا گیا۔ چھٹی وجہ یہ ہے کہ اسی مقدس رات میں حضرت آدم کی آفرینش کے سامان اکٹھے کئے گئے۔

مندرجہ بالا خصوصیات کی بناء پر شب قدر کو دیگر راتوں سے برتری اور بزرگی عطا کی گئی۔

سورہ قدر کا شان نزول:

اس سورہ کے شان نزول کے بارے میں چند روایات اور اقوال ہیں جن سے پہلی روایت یہ ہے کہ ایک مرتبہ آنحضور ﷺ نے اپنی امت اور دوسری امتوں کی عمروں میں توازن کیا معلوم ہوا کہ دوسری امتوں کو خدا تعالیٰ بڑی طویل عمریں دی ہیں۔ مگر آپ کی امت کی عمریں نہایت قلیل ہیں۔ قلب مقدس میں خیال پیدا ہوا کہ میری امت دوسری امت سے نیک اعمال سے نہیں بڑھ سکے گی۔ کیونکہ دوسروں کی عمریں طویل ہیں اور میری امت کی عمریں قلیل ہیں یہ گمان کر کے آپ کے چہرۂ اقدس پر رنج کے آثار نمودار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی تسلی کی خاطر وحی نازل فرمائی کہ اے محبوب اس خیال کو دل سے نکال دو۔ میں نے تمہاری امت کو شب قدر عنایت فرمائی ہے۔ جس میں کی گئی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ہوگی۔

حضرت شمعون رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

ایک دن رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بنی اسرائیل کے حالات بیان فرمائے دوران وعظ آپ نے ایک عبادت گزار بندے کا بھی ذکر فرمایا جس کا نام شمعون رحمۃ اللہ علیہ تھا جو عبادت گزاری اور اطاعت میں ضرب المثل تھے۔ ہزار مہینے تک روزے رکھتے رات بھر خدا کی عبادت اور نماز میں مشغول رہتے۔ دن کے وقت ہتھیار باندھ کر خدا کی راہ میں جہاد کرتے نیک اور غریب لوگوں کی حمایت مشرکوں اور کافروں کی سرکوبی کرتے اور ان کے مال کو غربا میں تقسیم کرتے۔

جسمانی طاقت اور روحانی قوت کا یہ عالم تھا کہ لوہے کی بھاری بھاری مضبوط زنجیریں عورتوں کی

Marfat.com

چوڑیوں کی طرح ان کے ہاتھوں سے چومر ہو کر گر جاتی تھیں۔ کفار نے جب دیکھا کہ شمعون پر کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا تو انہوں نے آپ کی بیوی کو ساتھ ملانے کی کوشش کی تا کہ حضرت شمعون کو اپنی حراست میں کسی نہ کسی طرح لیا جائے۔ چنانچہ چند فاسق لوگوں نے حضرت شمعون کی بیوی سے جا کر کہا کہ اگر تم اپنے خاوند کو رات کے وقت سوتے ہوئے مضبوط رسیوں سے جکڑ کر باندھ دو اور پھر صبح کو ہمارے حوالے کو دو تو اس کے بدلے میں تمہیں بہت سا مال و دولت دیا جائے گا۔ بیوی مال وزر کے لالچ میں آ گئی اور اپنے بہادر اور پکے دین دار خاوند کی کچھ بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے رات کو مضبوط رسیوں سے باندھ دیا صبح کو جب حضرت شمعون بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ کیا بات ہے مجھے کس نے باندھا ہے۔ ہوشیار بیوی نے اپنی محبت اور وفاداری کا نقلی ثبوت دیتے ہوئے جواب دیا کہ میں تو آپ کی قوت کا اندازہ کرنا چاہتی تھی کیونکہ میں آپ کی قوت کا کرشمہ اپنی آنکھ سے خود دیکھنا چاہتی ہوں کہ یہ سحر بیانی سن کر شمعون خاموش ہو گئے اور بات رفع دفع ہو گئی اور آپ نے رسیوں کو کھول دیا۔

اس واقعہ کے بعد آپ کی بیوی اس تاک میں لگی رہی کہ جب موقعہ ملے کام تمام کر دیا جائے۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد بیوی نے دوبارہ موقع پا کر ایک رات اپنے خاوند کو پھر لوہے کی زنجیر میں سوتے ہوئے جکڑ دیا۔ مگر اللہ کے اس نیک بندے شمعون کے جسم پر لوہے کی زنجیروں کا کچھ اثر نہ ہوا اور بیدار ہوتے ہی ایک جھٹکے میں تمام سلسلہ ختم ہو گیا اور زنجیر کی کڑی کڑی ٹوٹ کر الگ ہو گئی۔ شمعون نے دوبارہ بیوی سے پوچھا کہ اس نے کیا کیا تھا اس نے پہلے کی طرح جواب سے دوبارہ بھی ٹال دیا اور کہا کہ میں صرف آپ کی طاقت آزما رہی تھی کہ کیا آپ پر لوہے کی زنجیر کا اثر ہوتا ہے کہ نہیں۔ شمعون نے جواب میں راز ظاہر کر دیا اور کہا کہ میں ولی ہوں اور دنیا بھر کی کوئی چیز مجھ پر اثر نہیں کر سکتی مگر میرے سر کے بال آخر کار بیوی کے ہاتھ جب یہ بھید آ گیا تو اس ایک رات شمعون کو اس کے بالوں سے باندھ دیا آخر آپ نے انہیں کھولنے کی کوشش کی مگر تمام کوشش رائیگاں گئی۔ لالچی بیوی نے اس حالت میں شمعون کو دشمنوں کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے شمعون کو ایک ستون سے باندھ کر آپ کی ناک کان کاٹ دیے اور آنکھیں نکال دیں اللہ کے اس ولی کی بے عزتی پر رحمت باری تعالیٰ نے ان لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا۔ اور دھوکہ دینے والی بیوی پر قہر کی بجلی گری اور وہ خاک ہو گئی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شمعون کی تکالیف آپ کی بندگی اور ہزار مہینے تک جہاد فی سبیل اللہ کا حال سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم تو کسی طرح بھی شمعون کی عبادت ریاضت

Marfat.com

کا ثواب اور اجر حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ ہماری عمریں تو اتنی لمبی نہیں ہوں گی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حسرت انگیز آرزو پر اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر جیسی بابرکت رات عطا فرمائی کہ اس رات کی عبادت حضرت شمعون کی ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہوگی۔

چار عابدوں کی حکایت:

ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار عابد پیغمبروں کا ذکر کیا جنہوں نے ۸۰ سال تک اللہ کی عبادت کی تھی۔ ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی خدا کی نافرمانی نہ کی تھی وہ پیغمبر حضرت ایوب علیہ السلام حضرت ذکریا علیہ السلام۔ حضرت حزقیل علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام تھے۔ صحابہ کرام کو یہ سن کر حیرت اور تعجب ہوا اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمانے لگے ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم '' آپ کی امت نے اس جماعت کی اس عبادت پر تعجب کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی افضل چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی اور فرمایا کہ یہ افضل ہے اس سے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے تعجب ظاہر کیا تھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام بے حد خوش ہوئے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس رات کا نیک عمل اس کا روزہ اس کی نماز ایک ہزار مہینوں کے روزوں اور نمازوں سے افضل ہے جس میں لیلۃ القدر نہ ہو۔

بنی اسرائیل کے ایک عابد کی حکایت:

ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو ایک ہزار ماہ تک اللہ کی راہ میں جہاد کرتا رہا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ سن کر تعجب ہوا اور خیال پیدا ہوا کہ ہماری عمریں تو اتنی لمبی نہیں بلکہ ان کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے سورت قدر کا نزول فرمایا یعنی لیلۃ القدر کی عبادت اس شخص کی ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے۔

مگر ابن جریر میں اسی روایت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو رات کو صبح ہونے تک قیام کرتا یعنی رات بھر اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ اور دن کے وقت شام ہونے تک دشمنان دین سے جہاد کرتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک ہزار مہینے تک ایسے ہی کرتا رہا۔ پس اللہ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ اس امت کے کسی شخص کا صرف لیلۃ القدر کا قیام اس عابد کی ایک ہزار مہینے کی اس عبادت سے افضل ہے۔

Marfat.com

وجوہات فضیلت

شب قدر کی کچھ خصوصیات اور فوائد ایسے ہیں جو اس رات کے علاوہ عام راتوں میں موجود نہیں ہیں۔ جس وجہ سے اس کی عظمت اور اہمیت عام راتوں کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ جس کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ لیلتہ القدر کی قدر و منزلت کی کچھ ایسی وجوہات ہیں جن کی بناء پر اس رات کو یہ عزت اور بزرگی حاصل ہے اور خصوصیات اور وجوہات قرآن پاک میں بیان کی گئی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ نزول قرآن:

اس رات کی عظمت اور بزرگی کی سب سے بڑی وجہ نزول قرآن ہے۔ چنانچہ باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے قدر والی رات میں اتارا۔ (سورۃ قدر:۱)

قرآن مجید جسے ہم کلام اللہ کہتے ہیں آسمانی کتابوں کے سلسلے کی آخری اور مکمل کتاب ہے اور اب یہی کتاب تا قیامت روئے زمین کے تمام انسانوں کے لیے شمع ہدایت ہے اس لیے قرآن پاک کو دنیا کی تمام کتابوں کے مقابلہ میں لاریب ہونے کی برتری حاصل ہے چنانچہ اس مقدس کتاب کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہر مسلمان کا فرض عین ہے یہ ایک ایسی جامع اور مکمل کتاب ہے جو ہماری زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کرتی ہے۔ خواہ وہ معاشرتی ہو یا تمدنی اقتصادی ہو یا سماجی اخلاقی ہو یا قانونی گویا کہ یہ ایک بالکل مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جس کے بعد انسان کو کسی اور راہنمائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کو ہماری زندگی میں بے پناہ عظمت اور بزرگی حاصل ہے۔

قرآن پاک جس ذات اقدس کا کلام ہے وہ ساری کائنات میں عظیم تر ہے پھر جس پیغمبر اعظم پر اس کا نزول ہوا وہ بھی عظیم ہے بلکہ اللہ کا ایسا محبوب جس کا کوئی ثانی نہیں بلکہ اسی کے دم قدم سے یہ کارخانہ کائنات قائم و دائم ہے جہاں نازل فرمایا گیا ہے وہ شہر بھی دنیا کے تمام شہروں سے مقدس شہر ہے جن لوگوں میں قرآن پاک اتارا گیا وہ دنیا کی عظیم قوم ہے پھر کیوں نہ اس وقت کو بھی عظمت حاصل ہوتی جس

Marfat.com

رات میں قرآن کا نزول شروع ہوا چنانچہ اس رات کو وہ فضیلت حاصل ہوئی کہ اللہ نے اسے قرآن مجید میں ہی لیلۃ القدر کا نام دیا ہے۔

قرآن پاک کے نزول کا آغاز جب غار حرا میں پہلی وحی سے ہوا تو اس وقت لیلۃ القدر تھی پھر رفتہ رفتہ تیئس سال تک موقعہ محل کے مطابق قرآن پاک کی آیات کا نزول رہا آخر جب قرآن پاک کی تکمیل ہوئی۔ اور آخری وحی آئی تو اس وقت بھی لیلۃ القدر تھی۔ اسی طرح قرآن پاک کا شب قدر کی رات میں نازل ہونے کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے کہ جب اس کا آغاز ہوا تو اس وقت بھی شب قدر تھی جب اس کے نزول کا اختتام ہوا تو اس وقت بھی لیلۃ القدر تھی۔ چنانچہ اسی نزول قرآن کی وجہ سے اس رات کو وہ عزت اور عظمت حاصل ہے جو کسی اور رات کو حاصل نہیں۔

قرآن پاک میں ایک اور مقام پر یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ قرآن پاک رمضان المبارک کے مہینہ میں اتارا گیا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (البقرہ: ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے جو تمام انسانوں کے لئے سراسر ہدایت ہے اور واضح ہدایت اور فرق کرنے والی کتاب ہے پس جو تم میں سے اس مہینے کو پائے تو روزے رکھے۔

اس آیت میں یہ بیان ہوا کہ قرآن پاک رمضان المبارک میں اتارا گیا اس آیت کی تشریح اس آیت سے واضح ہوتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ قرآن کا رمضان میں شب قدر کی رات میں نزول کا آغاز ہوا کیونکہ قرآن کریم روز اوّل ہی سے ابتدائے کائنات کے ساتھ ہی لوح محفوظ پر لکھ دیا گیا تھا۔ اور پھر وہاں سے آہستہ آہستہ اتارا گیا۔ اور تیئس سال میں مکمل ہوا لیکن اس کے نزول کے آغاز اور انتہا کے وقت لیلۃ القدر تھی۔

۲۔ عبادت کا اجر کثیر:

لیلۃ القدر کی فضیلت اور قدر کی دوسری وجہ اس رات کی عبادت کا اجر کثیر ہے جو عام راتوں سے کئی گنا زیادہ ہے کیونکہ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ انسان کی عقل کیا ادراک کرے گی کہ لیلۃ القدر کیا ہے۔ یہ الفاظ اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس رات کا اجر جو اللہ تعالیٰ نے دینا ہے اسے عام انسانوں

Marfat.com

کے ذہن اوراک نہیں کر سکتے لیکن اس اجر کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اگلی آیت میں واضح کر دیا ہے کہ اس ایک رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔

ہزار مہینے کے ۸۳ سال اور چار مہینے بنتے ہیں اگر ایک شخص کی عمر اتنی مدت سے زیادہ ہو اور وہ دن رات اللہ کی عبادت میں گزارے اور اس کی اطاعت میں کسی قسم کی کمی نہ چھوڑے تو پھر بھی اس رات کی عبادت کو فضیلت حاصل ہے۔ عبادت سے مراد اللہ تعالیٰ کی ایسی اطاعت اور یاد ہے کہ جس میں کوتاہی نہ ہو۔ پھر عبادت کا مقصد صرف رضائے الٰہی ہو کیونکہ اگر عبادت میں اللہ کی رضا کے علاوہ کوئی اور مقصد پیش نظر رکھ لیا تو عبادت کا مقصد فوت ہو جائے گا اور ایسی عبادت کا اللہ کے ہاں کوئی اجر نہیں۔ پھر عبادت میں ریاکاری سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ یعنی خالصتاً رضائے الٰہی پر مبنی عبادت کو افضل عبادت کہا گیا ہے افضل اور بہتر اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ ایک ہزار مہینہ کوئی عبادت کرنے تو اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ اسے اپنی عنایات اور رحمتوں سے نوازے گا اور موت کے بعد اسے جنت عطا کی جائے گی۔ اور دوزخ سے اسے بچا لیا جائے گا۔ یہ تمام اس عبادت کا اجر ہے جو اس نے ایک ہزار مہینہ میں سرانجام دی۔ چنانچہ شب قدر کی عبادت کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اس ایک رات کی عبادت کا معاوضہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح کہ ایک ہزار مہینہ کی عبادت کا اجر ہے گویا کہ شب قدر کا نیک عمل ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں شب قدر نہ ہو۔

۳۔ نزول ملائکہ:

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝

اس رات کی فضیلت کی تیسری وجہ ملائکہ کا نزول ہے یعنی ملائکہ انسانوں کے پاس آتے ہیں اور پھر ملائکہ کے ساتھ ملائکہ کے سردار حضرت جبریل امین علیہ السلام بھی تشریف لاتے ہیں۔ (قدر:۴)

ملائکہ کا نزول انسان پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات میں سے ہے کیونکہ ملائکہ نوری مخلوق ہیں اور خطا و معصیت سے پاک ہیں۔ اس لیے ان کا انسانوں کے پاس ہونا روحانیت اور سعادت مندی کی علامت ہے۔ ملائکہ کے برعکس انسان مادی مخلوق ہے اور اس میں گناہ و معصیت کا مادہ پایا جاتا ہے۔ مگر جو شخص اپنے آپ کو دنیا کے رنگ و بو سے علیحدہ کر کے اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ اللہ کو بہت اچھا لگتا ہے۔

چنانچہ اس کی حوصلہ افزائی کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی نوری مخلوق کو ان نیک اور صالحین کے پاس بھیجتا

Marfat.com

ہے۔ احادیث میں فرشتوں کا زمین پر آنے کے بارے میں جو روایات ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

ا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر میں فرشتے زمین پر کنکروں کے شمار سے زیادہ ہوتے ہیں۔ سارے ملائکہ یک دم زمین پر نہیں آ جاتے بلکہ ملائکہ گروہ در گروہ آتے ہیں ملائکہ میں حضرت جبریل علیہ السلام بھی تشریف لاتے ہیں۔

۲۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اترتے ہیں اور اس بندے کے لیے دعا کرتے ہیں جو، کھڑے یا بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہا ہو پھر جس وقت ان کی عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اس مزدور کی کیا اجرت ہے جس نے اپنا کام پورا کر دیا ہو وہ، عرض کرتے ہیں کہ ہمارے پروردگار اس کی اجرت یہ ہے کہ اس کی اجرت پوری ادا کی جائے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میرے غلاموں اور لونڈیوں نے وہ فرض پورا کر دیا ہے جو میری طرف سے ان پر تھا پھر وہ گھروں سے دعا کے لیے میری طرف نکلتے ہیں۔ اور مجھے اپنی عزت وعظمت اور اپنی سخاوت اور اپنی شان کی بلندی اور اپنے مقام کی بلندی کی قسم کہ میں ضرور بر ضرور ان کی دعا قبول کروں گا۔ پھر فرماتا ہے کہ اے میرے بندو اور لونڈیو اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر لوگ لوٹ کر آتے ہیں کہ اس حال کے ساتھ کہ وہ بخشے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ!

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے جبریل علیہ السلام ملائکہ کے گروہ کے ساتھ زمین پر جاؤ تو وہ ملائکہ کی ایک جماعت لے کر ایک سبز علم کے ساتھ اترتے ہیں اور کعبہ کی چھت پر سبز علم نصب کر دیتے ہیں اور پھر فرشتے زمین پر پھیل جاتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام کے چھ سو باز و ہیں ان میں سے دو کبھی نہیں کھلتے۔ مگر شب قدر میں یہ دونوں باز و مغرب و مشرق سے تجاوز کر جاتے ہیں پھر جبریل علیہ السلام فرشتوں کو کہتے ہیں کہ ہر کھڑے بیٹھے نمازی ذکر کرنے والے کو سلام و مصافحہ کریں اور جو دعا مانگتے ہیں اس پر آمین کہیں پھر فرشتے ہر اس مسلمان کو جو جاگتا ہو کھڑا ہو بیٹھا ہو نماز پڑھتا ہو ذکر کر رہا ہو اسے سلام کرتے ہیں۔ پھر صبح کے وقت جبریل علیہ السلام پکارتے ہیں کہ اے فرشتو! چلو وہ عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ امت محمدی کے ایماندار بندوں کی حاجات کے بارے میں کیا حکم فرمایا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے ان پر رحمت کی اور سب گناہ بخش دیے مگر چار قسم کے آدمیوں کے گناہ نہیں

Marfat.com

بخشے۔(۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) والدین کا نافرمان (۳) رشتہ توڑنے والا (۴) ناحق قتل کرنے والا۔

۴۔سلامتی:

سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ○

طلوع فجر تک یہ رات سلامتی ہے۔(قدر:۶)

شب قدر کی فضیلت کی چوتھی وجہ سلام ہے جو کہ اس رات طلوع فجر تک جاری رہتا ہے''سلام'' کا لفظ اپنے مفہوم کے اعتبار سے کافی وسعت رکھتا ہے۔عام مفسرین سلام سے سلامتی مراد لیتے ہیں۔

سلامتی کا یہ مطلب ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت بخشش اور مغفرت کا عام نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ مانگنے والوں کو ان تمام عنایات سے سرفراز کرتا ہے۔جن کے حصول کے بعد انسان امن اور سلامتی سے زندگی بسر کرسکتا ہے یعنی جو رزق کی کشادگی مانگتا ہے اس کا رزق فراخ کیا جاتا ہے اولاد طلب کرنے والوں کو اولاد مل جاتی ہے گناہوں سے معافی مانگنے والوں کو معافی دی جاتی ہے۔

اللہ کے خاص بندوں یعنی صوفی، فقیر، درویش عالم باعمل، زاہد، عابد کے مراتب بلند ہوتے ہیں اور یہ لوگ ایسے موقعوں کو ضائع نہیں کرتے اور اللہ سے خاص اپنی بخشش اور رحمت کی دعا مانگتے ہیں۔خاص کر آدھی رات کے بعد اس رات کو اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف سے فیض عام جاری ہوتا ہے اور ایسے موقع پر مانگنے والے کبھی خالی نہیں رہ سکتے۔

سلامتی کا مقصد ہر طرف امن وامان خیر وعافیت بھی ہے اور اس رات میں حقیقتاً امن وسکون ہوتا ہے۔کیونکہ دنیا میں فتنہ وفساد پھیلانے کا کام شیطانی قوت کا ہے اور وہ رمضان المبارک میں جکڑی ہوتی ہے اس لیے اس رات میں امن وسلامتی ہی ہے لیکن بعض لوگ اس امن وسلامتی پر اعتراض کرتے ہیں کہ لیلتہ القدر کی رات میں پھر برائیاں کیوں ہوتی ہیں چوری فتنہ فساد کیوں ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ بدخصلت انسان ہی برے کام کرتے ہیں اور انسانوں کے اپنے فعل ہیں البتہ قدرت کی طرف سے اس رات میں کسی شخص پر کوئی عذاب یا سزا وغیرہ نہیں دی جاتی بلکہ اللہ کی طرف سے چار سو سلامتی اور رحمت کی بارش ہوتی ہے۔

''سلام'' کا دوسرا مطلب سلام کہنا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے جب زمین پر آتے ہیں تو وہ اللہ

Marfat.com

کے نیک اور عبادت گزار لوگوں کو سلام کہتے ہیں۔ یہ انسان کی سعادت مندی ہے کہ نوری مخلوق یعنی ملائکہ انسان کو سلام پیش کریں لیکن ان کے سلام کا جواب صرف وہی لوگ دیتے ہیں جن کا باطن روشن ہوتا ہے اور انہیں ملائکہ نظر آتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح ملائکہ کا سلام کہنا بھی اس رات کے فضائل سے ہے۔

احادیث شب قدر

شب قدر کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے ارشادات عالیہ مندرجہ ذیل ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ."

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو آدمی حالت ایمان میں طلب ثواب کے لئے شب قدر میں قیام کرتا ہے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری شریف)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے چند صحابہ کرام کو خواب میں آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر دکھائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب آخری سات راتوں کے مطابق ہو گیا ہے پس جو شخص لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔ (مسلم شریف)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُجَاوِرُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَیَقُوْلُ تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ رمضان کی آخری دس راتوں میں اعتکاف فرماتے اور ارشاد فرماتے رمضان کی آخری دس راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔

(بخاری شریف)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ."

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: لیلۃ القدر کو رمضان شریف کی آخری

Marfat.com

دس راتوں میں سے طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری شریف)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَ نَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِاُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَ فُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ.

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے باہر تشریف لائے تا کہ ہمیں شب قدر کی اطلاع فرما دیں مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں اس لئے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی خبر دوں مگر فلاں فلاں شخص میں جھگڑا ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اس کی تعین اٹھالی گئی۔ کیا بعید ہے کہ یہ اٹھالینا اللہ کے علم میں بہتر ہو لہذا اب اس رات کو نویں اور ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔ (بخاری شریف)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهٗ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ فِيْ رَمَضَانَ فِي الْعَشْرَةِ الْاَوَاخِرِ فَاِنَّهَا فِيْ لَيْلَةِ وِتْرٍ فِيْ اِحْدٰى وَّ عِشْرِيْنَ اَوْ ثَلٰثٍ وَّ عِشْرِيْنَ اَوْ خَمْسٍ وَّ عِشْرِيْنَ اَوْ سَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ اَوْ تِسْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ اَوْ سَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ اَوْ تِسْعٍ وَ عِشْرِيْنَ اَوْ اٰخِرِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ مَنْ قَامَهَا اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمِنْ اَمَارَاتِهَا اَنَّهَا لَيْلَةٌ "بَلْجَةٌ" صَافِيَةٌ" سَاكِنَةٌ" سَاجِيَةٌ" لَا حَارَّةٌ وَّلَا بَارِدَةٌ كَاَنَّ فِيْهَا قَمَرًا سَاطِعًا وَلَا يَحِلُّ لِنَجْمٍ اَنْ يُّرْمٰى بِهٖ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى الصَّبَاحِ وَمِنْ اَمَارَاتِهَا اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ صَبِيْحَتَهَا لَا شُعَاعَ لَهَا مُسْتَوِيَةً كَاَنَّهَا الْقَمَرُ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى الشَّيْطَانِ اَنْ يَّخْرُجَ مَعَهَا يَوْمَئِذٍ.

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں ہے۔ ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ یا رمضان کی آخر رات میں جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے اس رات میں عبادت کرے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس رات کی چند علامتیں یہ ہیں کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے، صاف شفاف نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل گویا کہ اس میں (انوار کی کثرت کی وجہ سے) چاند کھلا ہوا ہے اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں

Marfat.com

مارے جاتے۔ نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے ایسا بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح ہوتا ہے جیسا کہ چودھویں رات کا چاند۔ اللہ جل شانہ نے اس دن کے آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا۔ (بخلاف اور دنوں کے کہ طلوع آفتاب کے وقت شیطان کا اس جگہ ظہور ہوتا ہے)

(بیہقی شعب الایمان)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا مَحْرُوْمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا اور اس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقۃً محروم ہی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

شب قدر کونسی رات ہے:

شب قدر کے تعین میں علماء کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض علماء کرام اس رات کو سال کے دائرے میں شمار کرتے ہیں کہ کبھی رمضان شریف میں آتی ہے۔ اور کبھی غیر رمضان میں آتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ رمضان شریف میں آتی ہے اور خاص طور پر اسی کے ساتھ ہے۔ یہاں پر بھی علماء کرام الجھن کا شکار ہیں کہ اگر شب قدر رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں پوشیدہ ہے۔ ۲۱۔ ۲۳۔ ۲۵۔ ۲۷۔ اور ۲۹ تاریخ ان تاریخوں میں سے کسی ایک میں بھی شب قدر ہو سکتی ہے اور کسی سال ۲۱ کو آتی ہے تو کسی سال ۲۳ اور کسی سال ۲۵ کو آتی ہے۔ ۲۱ سے لے کر ۲۹ تک کی طاق راتوں میں پھرتی رہتی ہے۔

ستائیسویں رات بحیثیت شب قدر:

آئمہ مجتہدین کے ایک گروہ نے اپنے خیال کے مطابق رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو لیلۃ القدر قرار دیا اور ان کے خیال کے مطابق ہر سال ستائیسویں رات ہی شب قدر ہوتی ہے۔ حضرت ابی

Marfat.com

بن کعب ستائیسویں شب کو یقیناً شب قدر کہتے ہیں۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی اسی کے قائل تھے۔اور فرماتے ہیں کہ زیادہ باوثوق ستائیسویں شب ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اسی کے قائل تھے۔اکثر مفسرین اور علماء کرام بھی اسی پر اتفاق رائے کرتے ہیں کہ شب قدر ستائیسویں رات ہی ہوتی ہے۔حضرت امام ابوحنیفہ بھی اسی کے حامی تھے۔

محدث دہلوی حضرت عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ شب قدر رمضان شریف کی ۲۷ ویں رات ہوتی ہے۔اپنے بیان کی درستگی کے لیے انہوں نے دوطرح سے وضاحت فرمائی اولاً یہ کہ لیلتہ القدر کا لفظ ۹ حرفوں پر مشتمل ہے۔یہ کلمہ ساری سورۂ قدر میں تین مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔اسی طرح ۳ کو ۹ سے ضرب دینے سے ۲۷ حاصل ہوتا ہے جو اس بات کا غماز ہے کہ شب قدر ۲۷ ویں کو ہوتی ہے۔دوسری توجیہ یہ پیش کرتے ہیں کہ یہ سورہ ۳۰ الفاظ سے مزین ہے۔ستائیسواں کلمہ ہی ہے۔جس کا مرکز لیلتہ القدر ہے۔گویا خداوند عظیم کی طرف سے عقل مندوں اور خداوالوں کے لیے یہ اشارہ ہے کہ رمضان شریف کی ۲۷ ویں کو شب قدر ہوتی ہے۔(تفسیر عزیزی ۲۵۹)

شب قدر کے تعین کے سلسلہ میں علامہ شعرانی فرماتے ہیں۔لیلتہ القدر کسی خاص تاریخ کو مختص نہیں ہے۔بلکہ تمام دنوں کی راتوں میں آتی ہے۔اسکے اسرار سے فقط وہ لوگ ہی واقف ہوسکتے ہیں۔جو اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ خداوند کی یاد میں گزارتے ہیں جن کو اپنا مفاد عزیز نہیں بلکہ وہ خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنا تن، اپنا من، اپنا دھن۔اپنا وقت اور اپنی زندگی فلاح انسانیت کے لیے وقف کردیتے ہیں، وہ لوگ جو اللہ کے دوست ہیں۔وہ لوگ جن کو باطنی بصارت عنایت کی گئی ہو۔جس بصارت سے وہ آنے والے مہیب مظہرات کو دیکھ لیتے ہیں۔جس بصارت سے وہ گناہ گار اور عاصیوں کی تقدیر بدل ڈالتے ہیں۔جس سے وہ چوروں کو بھی مقام ابدالیت عطا کردیتے ہیں۔اسی بصارت سے وہ شب قدر کا آغاز معلوم کرلیتے ہیں۔(کشف الغمہ جلد اوّل ۲۱۴)

علامات شب قدر:

شب قدر صاف شفاف چمک دار اور کھلی ہوتی ہے اس رات میں نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے اور نہ زیادہ ٹھنڈک بلکہ یہ رات موسم بہار کی راتوں کی مانند ہوتی ہے۔معتدل اور خوشگوار فضا ہوتی ہے۔اس رات میں شہاب ثاقب نہیں ٹوٹتے۔رات کے پچھلے پہر تو بے حد کیف وسرور ہوتا ہے۔آسمانوں کی طرف

Marfat.com

دیکھنے سے نور زمین کی طرف آتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی علامت ہے کہ شب قدر کے بعد والی صبح کو سورج میں تیزی نہیں ہوتی۔

اس رات کو رحمت خداوندی کا دنیا والوں پر اتنا نزول ہوتا ہے کہ بیان سے باہر ہے اور ایسی رات میں اہل ایمان کا دل عبادت کرنے کو خواہ مخواہ کرتا ہے ان کی طبیعت قدرتی طور پر عبادت کی طرف کچھ زیادہ ہی راغب ہوتی ہے۔

بعض بزرگوں نے رمضان کی ۲۷ شب میں سمندر کا پانی چکھا تو میٹھا معلوم ہوا۔ بعض بزرگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ شب قدر میں ہر چیز سجدہ ریز ہو جاتی ہے یہاں تک کہ درخت بھی اس رات میں سجدہ کرتے ہیں اور زمین پر گر پڑتے ہیں پھر اپنی جگہ پر آ جاتے ہیں مگر عام لوگوں کی نسبت اہل نظر کو شب قدر کا زیادہ مشاہدہ ہوتا ہے دراصل اس رات کا مزہ اور سرور الفاظ میں کیسے بیان کیا جا سکتا ہے کیونکہ جو بات انسان کے ذاتی تجربے اور مشاہدے میں آتی ہے وہ اوراق میں کیسے پیدا کی جا سکتی ہے۔

اس رات کو عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرنی چاہیے کیونکہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا جو ثواب ہے وہ شب بیداری سے زیادہ ہے۔ اس لیے پہلے نماز بعد میں شب بیداری۔

عارف اور اولیاء کرام کو اللہ کی رحمت سے یہ رات معلوم ہو جاتی ہے کیونکہ اس رات کو وہ اپنی باطنی نگاہ سے عرش معلٰی سے ایک قسم کے نور کا ظہور دیکھتے ہیں جو آسمانوں اور دنیا والوں پر ظاہر ہوتا ہے جو عام راتوں میں نہیں ہوتا۔ صرف شب قدر کی رات کو نازل ہوتا ہے۔ اللہ کی اس رحمت کے ظہور سے انہیں شب قدر کا علم ہو جاتا ہے اس کے علاوہ شب قدر میں زمین پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے اور انہیں اپنی باطنی نگاہ سے جب ملائکہ نظر آتے ہیں تو اس سے بھی شب قدر کا علم ہو جاتا ہے۔ باقی جنہیں اللہ تعالیٰ شب قدر کے بارے میں بتانا چاہے بتا دیتا ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ جو اللہ کا بن گیا اللہ اس کا بن جاتا ہے اور ان کی ہر رات مثل شب قدر ہو جاتی ہے۔

جن لوگوں نے شب قدر دیکھی ہے ان کا کہنا ہے کہ ایک خاص قسم کی روشنی ظاہر ہوتی ہے لیکن اس کا ظہور صرف ان لوگوں پر واضح ہوتا ہے جن پر اللہ ظاہر کرنا چاہے ورنہ ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے دو انسانوں میں سے ایک اس رات جلوہ پا جاتا ہے۔ اور دوسرا محروم رہ جاتا ہے اور وہ جلوہ دیکھ نہیں پاتا۔

Marfat.com

عبادت شب قدر:

شب قدر میں عشاء کی نماز اور تراویح پڑھنے کے بعد نوافل پڑھنے چاہئیں اور نوافل اتنے پڑھے کہ جتنے آسانی سے پڑھے جاسکیں۔ جب تھک جائے تو پھر بیٹھ کر نوافل کی کثرت کرے۔

ا۔ چار رکعت نوافل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ تکاثر ایک دفعہ اور سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھے۔ اس کے دو فائدے ہوں گے۔ اول بوقت مرگ سکرات میں آسانی ہوگی۔ دوسرے عذاب قبر سے محفوظ و مامون رہے گا۔ (نزہتہ المجالس جلد اول ۱۳۹)

۲۔ دو رکعت نماز نفل ادا کرے۔ اس ترکیب سے کہ ہر دو رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورۂ اخلاص سات بار پڑھے۔ دوسری رکعت کے بعد تشہد پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھ کر سات مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کا ورد کرے۔ ابھی جگہ چھوڑنے بھی نہ پائے گا کہ اللہ کی رحمت اس پر اور اس کے والدین پر جلوہ فگن ہو جائے گی۔

۳۔ چار رکعت نفل نماز اس طرح پڑھی جائے کہ ہر رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد سورت القدر ایک بار اور سورت اخلاص ستائیس بار پڑھی جائے۔ دوسری نماز یہ ہے کہ چار رکعت نفل اس طرح ادا کیے جائیں کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت القدر تین بار اور سورت اخلاص پچاس مرتبہ پڑھی جائے۔ پھر سلام کے بعد سجدہ میں جا کر یہ پڑھا جائے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اس کے بعد جو دعا مانگی جائے انشاء اللہ قبول ہوگی۔

لیلۃ القدر کا خاص وظیفہ:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ لیلۃ القدر فلاں رات ہے تو میں اس رات کیا کروں تو آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

الٰہی! تو گناہوں کو معاف فرمانے والا ہے درگزر کرنے کو پسند فرماتا ہے میری خطاؤں سے بھی درگزر فرما۔

نوافل سے فارغ ہونے کے بعد تلاوت قرآن پاک کرے۔ خوش الحانی سے تلاوت کرنا زیادہ بہتر

Marfat.com

ہے۔نوافل اور تلاوت کے بعد ذکر الٰہی میں مشغول ہو جانا چاہیے۔اللہ کے ناموں میں سے کسی نام کا وظیفہ پڑھنا چاہیے۔عام حضرات کے لیے استغفار پڑھنا نہایت ہی اکسیر ہے پھر کچھ وقت کے لیے کلمہ پاک کا ورد بھی کرنا چاہیے۔اس کے بعد اسم اعظم کا مراقبہ کرنا چاہیے۔جب یہ اعمال کرتے ہوئے رات کا پچھلا پہر ہو جائے تو اس وقت تہجد کے نوافل ادا کرنے چاہیں۔اور اس کے بعد درود پاک کے ورد میں صبح تک مشغول رہنا چاہیے اور آخر میں دعا مانگنی چاہیے۔

Marfat.com

اعتکاف

اعتکاف کے لغوی معنی ایک جگہ پر اپنے آپ کو پابند۔ روکے رکھنے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ قرآن پاک میں یہی لفظ اسی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ لیکن شرعی اصطلاح میں اس سے مراد ایک ایسی عبادت ہے جس میں مسلمان مقررہ مدت کے لیے دنیا سے الگ ہو کر یادالٰہی کے لیے مسجد میں بیٹھ جاتا ہے۔ اور یہ عبادت عموماً رمضان المبارک کے آخری عشرے میں کی جاتی ہے اگرچہ ایسی عبادت کے لیے ہر وقت خود کو مسجد میں پابند کیا جا سکتا ہے لیکن عموماً رمضان کے آخری عشرے میں کسی مسجد میں گوشہ نشین ہونے کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔

قرآن پاک سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ یہ بہت پرانی عبادت ہے اور گزشتہ پیغمبروں کی شریعتوں میں بھی جاری تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں کے لیے پاک وصاف رکھو اس سے پتہ چلا کہ دین ابراہیمی میں اعتکاف تھا اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو چالیس دن طور سینا پر گزارے تھے وہ بھی ایک طرح کا اعتکاف تھا۔

اعتکاف دراصل دنیا سے الگ ہو کر اللہ کی یاد ہے اور اللہ کے اکثر پیغمبروں کو نبوت کی سرفرازی کے لیے دنیا سے الگ ہو کر کچھ عرصہ تنہائی میں اللہ کو یاد کرنا پڑا اگرچہ ہم اسے اعتکاف نہیں کہتے لیکن درحقیقت وہ خلوت کی عبادت اعتکاف ہی کی طرح ہے۔ چنانچہ جنہیں اللہ کی معرفت حاصل ہوتی انہیں بھی اسی منزل سے ضرور گزرنا پڑتا ہے۔

اعتکاف کے لیے چند چیزوں کا ہونا ضروری ہے جنہیں ارکان اعتکاف کہا جاتا ہے۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو اعتکاف نہ ہوگا۔ لہٰذا اعتکاف کے ارکان چار ہیں۔ اعتکاف کا پہلا رکن نیت ہے مگر بعض آئمہ نے اسے رکن قرار نہیں دیا بلکہ شرط قرار دیا ہے۔ نیت کو خواہ رکن یا شرط تسلیم کیا جائے بہرکیف یہ اعتکاف کے لیے ضروری ہے۔

اعتکاف کا دوسرا رکن معتکف کا ہونا ضروری ہے کیونکہ جب تک اعتکاف کرنے والا نہیں ہوگا تو اعتکاف نہیں ہوگا۔ اعتکاف کا تیسرا رکن مسجد کا ہونا ہے کیونکہ مسجد کے بغیر کسی جگہ پر ویسے ہی بیٹھ جانا

Marfat.com

اعتکاف نہیں کہلاتا۔ اعتکاف کا چوتھا رکن معتکف کا مسجد میں رہنا ہے اگر معتکف دوران اعتکاف مسجد میں نہیں رہتا تو وہ اعتکاف نہیں ہوگا۔

اعتکاف کے لیے مندرجہ بالا ارکان کے علاوہ حسب ذیل شرائط کا ہونا بھی ضروری ہے۔

۱۔ اعتکاف کرنے والے کا مسلمان ہونا کیونکہ اعتکاف صرف مسلمانوں کی عبادت ہے۔

۲۔ معتکف کا عاقل ہونا لہٰذا جس کے ہوش وحواس قائم نہ ہو اس کا اعتکاف نہیں۔ لہٰذا دیوانے کا اعتکاف نہیں ہوتا البتہ اگر کوئی اللہ کا دیوانہ ہو تو اس کا معاملہ الگ ہے۔

۳۔ واجب اور سنت اعتکاف کے لیے روزہ رکھنا ضروری ہے۔

۴۔ عورت کے اعتکاف کے لیے عورت کا حیض اور نفاس سے پاک ہونا ضروری ہے۔

۵۔ عورتوں کا اعتکاف گھر میں ہوگا مسجد میں نہیں۔

۶۔ بلوغت اعتکاف کے لیے شرط نہیں بلکہ جو نابالغ اچھے برے کی تمیز کا شعور رکھتا ہو اعتکاف کرسکتا ہے۔

سنت اعتکاف

سنت اعتکاف وہ ہے جو نبی اکرم ﷺ کی اتباع میں رمضان المبارک میں کیا جاتا ہے چونکہ نبی اکرم ﷺ نے بذات خود یہ اعتکاف رمضان المبارک فرض ہونے سے آخری دم تک کیا جاتا ہے۔ یہ اعتکاف رمضان المبارک کے پہلے دوسرے یا تیسرے عشرے میں کیا جاسکتا ہے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کے تیسرے عشرے میں اعتکاف کیا ہے اس لیے آخری عشرہ قابل ترجیح ہے۔ یہ اعتکاف بیسویں رمضان کے غروب آفتاب سے قبل شروع ہوتا ہے اور آخری روزے کے افطار تک رہتا ہے۔ چونکہ اس اعتکاف کا آغاز اکیسویں شب سے ہوتا ہے اور رات غروب آفتاب سے شروع ہوتی ہے اس لیے معتکف کو چاہیے کہ بیسویں روزے کو مغرب سے اتنا پہلے مسجد میں پہنچ جائے کہ غروب آفتاب مسجد میں ہو۔ یہ اعتکاف سنت موکدہ علی الکفایہ ہے یعنی ایک بستی یا محلے میں سے چند افراد یا کوئی ایک شخص اعتکاف کرے تو، تمام اہل محلہ کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی اگر کوئی شخص بھی اپنے علاقے سے اعتکاف ادا نہ کرے تو سارے محلے والوں پر ترک سنت کا گناہ ہوگا مگر یہ بات یاد رہے کہ مسجد میں اگر

Marfat.com

کسی اور علاقے کا آدمی بھی آ کر اعتکاف کرے تو پھر بھی یہ سنت اہل علاقے کی طرف سے ادا ہو جائے گی۔اعتکاف میں مندرجہ ذیل امور کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔

۱-اعتکاف کی جگہ:

اعتکاف کی لازمی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اعتکاف مسجد میں کیا جائے پھر مسجد وہ ہونی چاہیے جہاں پر پنجگانہ نماز باجماعت ہوتی ہو اگر جامع مسجد ہو تو زیادہ بہتر ہے۔لیکن جس مسجد میں پانچوں وقت کی جماعت نہ ہوتی ہو وہاں اعتکاف درست نہیں۔

دوران اعتکاف معتکف کا مسجد کی حدود میں رہنا ضروری ہے۔لہٰذا جس مسجد میں اعتکاف کیا جائے اگر اس کی حدود کا علم ہو تو بہت بہتر ہے۔اگر علم نہ ہو تو کسی سے مسجد کی حدود معلوم کر لینی چاہیے۔کیونکہ اعتکاف میں ضروری ہے کہ مسجد کی حدود ہی میں رہا جائے۔مسجد کا رقبہ عموماً وہ تصور کیا جاتا ہے جو مسجد کے لیے مقرر کیا گیا ہو اور ایسے میں نماز پڑھی جاتی ہے۔مسجد کے رقبے میں عموماً مسجد کا کمرہ ملحقہ برآمدہ اور صحن شمار کیا جاتا ہے اس کے علاوہ کچھ حصہ ایسا ہوتا ہے جو مسجد کی ضروریات کے لیے ہوتا ہے جو شرعاً مسجد میں شمار نہیں کیا جاتا لیکن مسجد کی ضروریات کے لیے وقف ہوتا ہے۔مثلاً وضو خانہ، غسل خانہ۔استنجاء کی جگہ نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ امام کا حجرہ گودام محراب مینار وغیرہ اس حصے پر مسجد کے احکام جاری نہیں ہوتے۔لہٰذا دوران اعتکاف مسجد کے اس حصے میں جانا جائز نہیں۔اگر معتکف اس حصے میں شرعی عذر کے بغیر چلا جائے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔بعض مساجد میں ضروریات والا حصہ اصل مسجد سے بالکل الگ اور ممتاز ہوتا ہے جو آسانی سے معلوم ہو جاتا ہے۔مگر بعض مساجد میں یہ حصہ اصل مسجد سے اس طرح متصل ہوتا ہے کہ ہر شخص اسے پہچان نہیں سکتا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک مسجد والے اس کی تصدیق نہ کر دیں کہ فلاں فلاں حصہ مسجد کا حصہ ہے اس کا پتہ نہیں چلتا۔اس لیے اعتکاف کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ اعتکاف شروع کرنے سے پہلے مسجد کا احاطہ معلوم کرے۔

وضو خانے مسجد کا حصہ نہیں چنانچہ وہ مساجد جہاں وضو خانے اصل مسجد کے ساتھ ہی ہوتے ہیں وہاں عام طور پر انہیں بھی مسجد کا حصہ خیال کیا جاتا ہے۔جو درست نہیں اور معتکف حضرات اعتکاف میں وہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔

مگر یاد رہے کہ اس طرح اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے، وضو خانے مسجد کا حصہ نہیں ہوتے اور معتکف

Marfat.com

کے لیے وہاں شرعی ضرورت کے بغیر جائز نہیں ہے، لہٰذا اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے منتظمین مسجد سے معلوم کر لینا ضروری ہے کہ مسجد کی حدود کہاں ختم ہوتی ہے اور وضو خانے کی حدود کہاں سے شروع ہوئی ہے۔

اسی طرح مسجد کی سیڑھیاں جن پر چڑھ کر لوگ مسجد میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ بھی مسجد سے خارج ہوتی ہیں، اس لیے معتکف کو شرعی ضرورت کے بغیر وہاں جانا جائز نہیں ہے۔

بعض مسجدوں کے صحن میں جو حوض بنا ہوتا ہے وہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے بارے میں بھی یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ حوض کے قریب مسجد کی حدود کہاں تک ہیں؟ اور حوض کی حدود کہاں سے شروع ہوتی ہیں؟

جن مسجدوں میں نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ الگ بنی ہوتی ہے وہ بھی مسجد سے خارج ہوتی ہے۔ معتکف کو وہاں جانا بھی درست نہیں۔

بعض مساجد میں امام کی رہائش کے لیے مسجد کے ساتھ ہی کمرہ بنا ہوتا ہے۔ یہ کمرہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے، اور اس میں معتکف کا جانا جائز نہیں۔

بعض مسجدوں میں ایسا کمرہ امام کی رہائش کے لیے تو نہیں ہوتا، لیکن امام کی تنہائی کی ضروریات کے لیے بنایا جاتا ہے۔ اس کمرے کو بھی جب تک مسجد قرار نہ دیا ہو اس وقت تک اسے مسجد نہیں سمجھا جائے گا، اور معتکف کو اس میں بھی جانا جائز نہیں۔

بعض مساجد میں اصل مسجد کے بالکل ساتھ بچوں کو پڑھانے کے لیے جگہ بنائی جاتی ہے اس جگہ کو بھی جب تک اہل مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو اس وقت تک معتکف کے لیے اس میں جانا جائز نہیں۔

بعض مساجد میں مسجد کی دریاں، صفیں، چٹائیاں اور دیگر سامان رکھنے کے لیے الگ کمرہ یا کوئی جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک بنانے والے نے اسے مسجد قرار نہ دیا ہو، یہ جگہ مسجد نہیں ہے، اور معتکف اس میں نہیں جا سکتا۔ ایسے ہی مسجد کے محراب میں جانا درست نہیں کیونکہ وہ مسجد کی حدود سے خارج ہوتا ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اعتکاف سے پہلے حدود مسجد کا معلوم کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

مسجد سے باہر نکلنے کی صورتیں

معتکف حضرات ان امور کے لیے مسجد سے نکل سکتے ہیں جن کی شریعت نے اجازت دی ہے ان کے علاوہ کسی اور کام کے لیے نہیں نکل سکتا وہ امور رفع حاجت وضو غسل اور بحالت مجبوری کھانا لانا ہیں۔ اس کے علاوہ اگر مسجد جامع نہیں تو نماز جمعہ کے لیے بھی مسجد سے باہر جایا جاسکتا ہے۔ وہ امور جن کے لیے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں اور وہ امور جن کے لیے مسجد سے باہر جانا درست ہے رسول اکرم ﷺ کی اس روایت سے اخذ کیے گئے ہیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ اعتکاف کرنے والے کے لیے اعتکاف کے معاملے میں سنت یہ ہے کہ وہ مریض کی عیادت کے لیے اور نہ جنازے میں جائے نہ عورت کو ہاتھ لگائے اور نہ اس کے جسم کے ساتھ جسم مس کرے نہ کسی حاجت کے لیے مسجد سے نکلے بجز اس حاجت کے کہ جس کے لیے مسجد سے نکلنے کے سوا چارہ نہ ہو مسجد اور روزے کے بغیر کوئی اعتکاف نہیں ہے۔ (سنن ابوداؤد)

اس حدیث سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ امور جن کے لیے کوئی معتکف مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

رفع حاجت:

مسجد سے باہر جانے کا ایک جواز رفع حاجت ہے اگر مسجد کے ساتھ کوئی رفع حاجت کی جگہ ہو تو وہاں تک جاسکتا ہے بعض مساجد کے باہر لیٹرینیں وغیرہ بنی ہوتی ہیں تو معتکف کو وہاں تک جانے کی اجازت ہے اگر مسجد کے ساتھ کوئی رفع حاجت کا انتظام نہیں تو مسجد کے قریب رفع حاجت کے لیے اپنے گھر میں بھی جاسکتا ہے۔ اگر مسجد کے ساتھ والی رفع حاجت کی جگہ اتنی گندی اور پلید ہو کہ جہاں کپڑوں کے صاف رہنے کا احتمال نہ رہ سکتا ہو تو اس صورت میں بھی مسجد کے باہر کسی اور جگہ پر رفع حاجت کے لیے جاسکتا ہے جہاں طہارت کرنے میں جسم اور کپڑے پاکیزہ رہتے ہوں۔

ایسے ہی اگر کسی شخص کے لیے اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ قضائے حاجت طبعاً ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ اس غرض کے لیے اپنے گھر چلا جائے خواہ وہ کتنی دور کیوں نہ ہو لیکن جس شخص کو یہ مجبوری نہ ہو اسے مسجد کا بیت الخلاء ہی استعمال کرنا چاہیے۔

Marfat.com

اگر کسی شخص کے دو گھر ہوں تو اسے چاہیے کہ قریب والے مکان میں جا کر قضائے حاجت کرے دور والے گھر میں نہ جائے۔ نزدیکی مکان میں رفع حاجت کی سہولت ہونے کے باوجود دور والے مکان میں جائے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

اگر بیت الخلاء مصروف ہو تو خالی ہونے تک انتظار میں ٹھہرنا جائز ہے لیکن ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ٹھہرنا جائز نہیں اگر جان بوجھ کر ٹھہر جائے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

بیت الخلاء جاتے یا واپس آتے ہوئے راستہ میں یا گھر میں سلام کا جواب دینا یا مختصر بات چیت کر لینا جائز ہے۔ سلام کہنا بھی درست ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کی گفتگو کرنا درست نہیں بیت الخلاء کو جاتے یا آتے وقت تیز چلنا ضروری نہیں ضرورت کے مطابق آہستہ چلنا بھی درست ہے۔

قضائے حاجت کو جاتے وقت کسی شخص کے ٹھہرانے سے نہ ٹھہرنا چاہیے بلکہ چلتے چلتے اسے بتا دینا چاہیے کہ میں اعتکاف میں ہوں اس لیے ٹھہر نہیں سکتا۔ اگر کسی کے ٹھہرانے سے ٹھہر گیا اور باتیں کرنے لگا یا حال احوال پوچھنے لگا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لیے اپنے گھر گیا ہو تو قضائے حاجت کے بعد وہاں وضو کرنا جائز ہے۔

معتکف اور احکام غسل:

معتکف کو احتلام کی صورت میں غسل کرنا ضروری ہے اور غسل کے لیے مسجد سے باہر جانا جائز ہے۔

مگر یاد رہے کہ احتلام ہونے سے اعتکاف میں کوئی فرق نہیں آتا اس صورت میں معتکف کو چاہیے کہ پہلے وضو یا تیمّم کرے اس کے بعد غسل کا انتظام کرے تیمّم کے لیے مسجد کی دیوار یا صحن استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سردیوں کے موسم میں اگر احتلام ہو جائے اور ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے سے تکلیف یا کوئی مرض لاحق ہونے کا خطرہ ہو تو معتکف تیمّم کر کے مسجد میں رہے اور اپنے گھر اطلاع کر دے تاکہ پانی گرم ہو جائے اور مسجد کے غسل خانے میں پانی منگوا کر نہا لے یا گھر پر جا کر غسل کرے۔ اس کے علاوہ اگر قرب وجوار میں گرم حمام ہو تو وہاں بھی جا کر غسل کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ جس جگہ بھی غسل کرنے کے لیے جائے وہاں غسل کر کے فوراً واپس آ جائے۔

اگر مسجد کے ساتھ غسل خانہ ہو تو اس میں واجب غسل کرنا چاہیے مگر مسجد کے ساتھ غسل خانہ نہ ہو یا

Marfat.com

اس میں کسی وجہ سے غسل کرنا مشکل ہو تو اپنے گھر جا کر غسل کرنا چاہیے۔

اعتکاف میں مسائل وضو:

معتکف کو مسجد کے ساتھ وضو والی جگہ پر وضو کرنا چاہیے یعنی مسجد میں وضو کرنے کی ایسی جگہ موجود ہے کہ معتکف خود تو مسجد میں رہے، لیکن وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے تو وضو کے لیے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں۔

بعض مسجدوں میں معتکفین کے لیے الگ پانی کی ٹونٹیاں اس طرح لگائی جاتی ہیں کہ معتکف خود مسجد میں بیٹھتا ہے لیکن ٹونٹی کا پانی مسجد سے باہر گرتا ہے، اگر مسجد میں ایسا انتظام موجود ہے تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے، اور اگر ایسا انتظام نہیں ہے تو نل سے وضو کرنے کی بجائے کسی غیر معتکف سے لوٹے میں پانی منگوا کر مسجد کے کنارے پر اس طرح وضو کر لیں کہ پانی مسجد سے باہر گرے۔ لیکن اگر کسی مسجد میں ایسی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو وضو کے لیے مسجد سے باہر وضو خانے یا وضو خانہ موجود نہ ہو تو کسی اور قریبی جگہ جانا جائز ہے اور یہ حکم ہر قسم کے وضو کا ہے خواہ وہ فرض نماز کے لیے کیا جا رہا ہو یا نفلی عبادتوں کے لیے وضو کرنا ہو۔ جن صورتوں میں معتکف کے لیے وضو کی غرض سے باہر نکلنا جائز ہے، ان میں وضو کے ساتھ مسواک، منجن یا پیسٹ سے دانت مانجھنا، صابن لگانا اور تولیہ سے اعضاء خشک کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن وضو کے بعد ایک لمحے کے لیے بھی باہر ٹھہرنا جائز نہیں اور نہ راستے میں رکنا جائز ہے۔

نماز جمعہ:

بہتر یہ ہے کہ اعتکاف جامع مسجد میں کیا جائے جہاں نماز جمعہ ہوتی ہو تا کہ نماز جمعہ کے لیے باہر نہ جانا پڑے اس کے برعکس اگر معتکف ایسی مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہو جہاں نماز جمعہ نہ ہوتی ہو تو قریبی جامع مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے لیکن بہت زیادہ پہلے جانے کی اجازت نہیں۔ صرف جمعہ کی اذان اور خطبہ سے صرف اتنا پہلے جائے کہ چھ یا چار رکعت ادا کر سکے۔

نماز جمعہ کے فرض پڑھنے کے بعد معتکف سنتیں وہاں پڑھ سکتا ہے مگر ضرورت سے زیادہ ٹھہرنا اچھا نہیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی معتکف ٹھہر جائے تو پھر بھی اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ مسجد میں ٹھہرا ہے۔ اگر کوئی شخص جامع مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لیے گیا اور وہاں جا کر باقی ماندہ اعتکاف اسی مسجد میں

Marfat.com

پورا کرنے کے لیے وہیں ٹھہر گیا تو اس طرح اعتکاف تو ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری)

ایک مسجد سے دوسری مسجد میں منتقل ہونا:

ہر معتکف کے لیے ضروری ہے کہ اس نے جس مسجد میں اعتکاف شروع کیا ہے، اسی میں پورا کرے۔ لیکن اگر کوئی ایسی شدید مجبوری پیش آجائے کہ وہاں اعتکاف پورا کرنا ممکن نہ رہے، مثلاً وہ مسجد منہدم ہو جائے، یا کوئی شخص زبردستی وہاں سے نکال دے یا وہاں رہنے میں جان و مال کا کوئی قوی خطرہ ہو تو دوسری مسجد میں منتقل ہو کر اعتکاف پورا کرنا جائز ہے اور اس غرض کے لیے باہر نکلنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا، بشرطیکہ وہاں سے نکلنے کے بعد راستے میں کہیں نہ ٹھہرے، بلکہ سیدھا دوسری مسجد میں چلا جائے

(فتح القدیر)

اعتکاف ٹوٹنے کا حکم

اگر کسی شرعی وجہ سے اعتکاف مسنون ٹوٹا ہو، اس کا حکم یہ ہے کہ جس دن میں اعتکاف ٹوٹا ہے صرف اس دن کی قضا واجب ہوگی، پورے دس دن کی قضا واجب نہیں (شامی) اور اس ایک دن کی قضا کا طریقہ یہ ہے کہ اگر اسی رمضان میں وقت باقی ہو تو اسی رمضان میں کسی دن غروب آفتاب سے اگلے دن غروب آفتاب تک قضا کی نیت سے اعتکاف کر لیں، اور اگر اس رمضان میں وقت باقی نہ ہو یا کسی وجہ سے اس میں اعتکاف ممکن نہ ہو تو رمضان کے علاوہ کسی بھی دن روزہ رکھ کر ایک دن کے لیے اعتکاف کیا جا سکتا ہے۔ اور اگلے رمضان میں قضا کرے تو بھی قضا صحیح ہو جائے گی لیکن زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں، اس لیے جلد از جلد قضا کرنی چاہیے۔

اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا ضروری نہیں، بلکہ عشرۂ اخیرہ کے باقی ماندہ ایام میں نفل کی نیت سے اعتکاف جاری رکھا جا سکتا ہے، اس طرح سنت موکدہ تو ادا نہیں ہوگی، لیکن نفلی اعتکاف کا ثواب ملے گا، اور اگر اعتکاف کسی غیر اختیاری بھول چوک کی وجہ سے ٹوٹا ہے تو عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ عشرۂ اخیرہ کے مسنون اعتکاف کا ثواب بھی اپنی رحمت سے عطا فرما دیں۔ اس لیے اعتکاف ٹوٹنے کی صورت میں بہتر یہی ہے کہ عشرہ اخیرہ ختم ہونے تک اعتکاف جاری رکھیں، لیکن اگر کوئی شخص

Marfat.com

اس کے بعد اعتکاف جاری نہ رکھے تو یہ بھی جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ جس دن کا اعتکاف ٹوٹا ہے اس دن باہر چلا جائے اور اگلے دن سے بہ نیت نفل پھر اعتکاف شروع کر دے۔

ایک دن کے اعتکاف کی قضا کا طریقہ اگرچہ فقہاؒ نے صاف صاف نہیں لکھا لیکن قواعد سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعتکاف دن میں ٹوٹا ہو تو صرف دن دن کی واجب ہوگی یعنی قضا کے لیے صبح صادق سے پہلے داخل ہو، روزہ رکھے اور اسی شام کو غروب آفتاب کے وقت نکل آئے، اور اگر اعتکاف رات کو ٹوٹا ہے تو رات اور دن دونوں کی قضا کرے، یعنی شام کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو، رات بھر وہاں رہے روزہ رکھے، اور اگلے دن غروب آفتاب کے بعد مسجد سے باہر نکلے (کیونکہ یہ اعتکاف واجب ہے اور اعتکاف منذور کا حکم یہی ہے)

اعتکاف ٹوٹ جانے کے شرعی جواز

مندرجہ ذیل صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

اعتکاف کے دوران ایسی بیماری لاحق ہو جائے جس کا علاج مسجد سے باہر جانے کے بغیر ممکن نہ ہو تو اس صورت میں اعتکاف توڑنا جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوران اعتکاف اگر معتکف بیمار ہو جائے اور بیماری زیادہ شدید قسم کی نہ ہو لیکن معتکف خود ہی معمولی بیماری یا کسی اور خوف کی وجہ مسجد سے چلا جائے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ عام بیماری کی حالت میں اعتکاف ہی میں رہ کر ڈاکٹر یا طبیب بلوا کر علاج کروایا جائے لیکن اگر بیماری اتنی شدید نوعیت کی ہو کہ معتکف کو ہسپتال لے جائے بغیر چارہ نہ ہو تو اس صورت میں اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

ماں باپ بیوی یا بچے کسی ایسی تکلیف میں مبتلا ہو جائیں کہ جس میں خاص مرد اور توجہ کی ضرورت ہو تو ان کے لیے اعتکاف توڑنا جائز ہے۔ مثلاً والد یا والدہ کو یک دم شدید مرض لاحق ہو جائے یا کوئی حادثہ ہو جائے اور اس میں شدید چوٹیں لگ گئی ہوں اور انہیں یک دم ہسپتال لے جانا ہو اور گھر میں کوئی دوسرا تیمارداری والا موجود نہ ہو تو اس صورت میں اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

ماں باپ بہن بھائی یا کوئی عزیز اگر اچانک فوت ہو جائے تو ان کی تجہیز و تکفین کے لیے اعتکاف توڑ لینا جائز ہے۔ اگر کسی کا مرشد فوت ہو جائے تو اس صورت میں اعتکاف توڑ سکتا ہے۔

اگر کوئی معتکف کو زبردستی مسجد سے نکال دے یا حکومت کسی کو حالت اعتکاف میں گرفتار کرے تو

Marfat.com

اعتکاف ٹوٹ جائے گا مگر اس صورت میں معتکف پر اعتکاف توڑنے کا گناہ نہیں ہوگا۔

نفلی اعتکاف

اعتکاف کی تیسری قسم نفلی اعتکاف ہے۔ اس قسم کے اعتکاف کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں اور نہ ہی کوئی خاص وقت معین ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ نفلی اعتکاف تھوڑے سے وقت کے لیے بھی ہوسکتا ہے۔ یہ صاحبین کی رائے ہے لیکن حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نفلی اعتکاف ایک دن سے کم نہیں لیکن موت کے سلسلے میں مسلک احناف میں صاحبین کی رائے کی پیروی کی جاتی ہے۔

نفلی اعتکاف کی مدت کے بارے میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ نفلی اعتکاف کی مدت کم سے کم ایک دن اور ایک رات ہونی چاہیے لیکن شافعیہ کہتے ہیں کہ اس اعتکاف میں اتنی مدت تو ضرور ہونی چاہیے کہ گھنٹے سے زیادہ عرصہ لگے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان جب چاہے جتنے وقت کے لیے چاہے اعتکاف کی نیت مسجد میں داخل ہوجائے اسے اعتکاف کا ثواب ملے گا۔

(۱) نفلی اعتکاف کے لیے نیت کرنا ضروری ہے نیت کے الفاظ یوں ہیں پہلے بسم اللہ شریف پڑھیں پھر یہ کہیں نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَافِ۔ (میں نے سنت اعتکاف کی نیت کی) یہ نیت خواہ عربی میں کرلیں یا اپنی زبان میں کرلیں نیت ہوجائے گی۔

(۲) نفلی اعتکاف کا طریقہ یہ ہے کہ جب مسجد میں داخل ہوں تو دایاں پاؤں مسجد کے اندر رکھتے ہی اعتکاف کی نیت کرلیں۔ اس کے بعد مسجد میں نماز پڑھیں تلاوت کریں یا جس طرح بھی مصروف عبادت رہیں گے اعتکاف میں رہیں گے۔ اسی طرح دوسرا فائدہ ہوتا ہے ایک طرف تو اصل عبادت ذکر وفکر مذہبی درس وتدریس اور وعظ سننے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اعتکاف کا ثواب بھی ملتا ہے۔ اعتکاف کی نیت کرنے سے مسجد میں کھانا پینا اور سونا جائز ہوجاتا ہے۔

(۳) رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اگر عشرے سے کم دن کی نیت کریں تو وہ نفلی اعتکاف ہوگا۔ رمضان المبارک میں نفلی اعتکاف کا بھی بہت زیادہ ثواب ہوتا ہے۔

(۴) نفلی اعتکاف صرف اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک آدمی مسجد میں رہے جونہی کوئی نفلی اعتکاف والا مسجد سے باہر آئے گا تو اس کا اعتکاف ختم ہوجائے گا۔

(۵) نفلی اعتکاف میں اگر کوئی مقررہ وقت یا دن کا اعتکاف کرنے کی نیت کرلے تو اسے پورا کرنا

Marfat.com

چاہیے۔ اگر اس نیت کردہ وقت سے پہلے اعتکاف سے پہلے مسجد سے باہر آنا پڑے تو صرف اتنی دیر کا ثواب ملے گا جتنی دیر اعتکاف میں رہا اور باقی کی قضا ضروری نہیں بلکہ مسجد سے نکلنے پر اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

(۶) اگر کسی شخص نے مثلاً تین دن کے اعتکاف کی نیت کی تھی لیکن مسجد میں داخل ہونے کے بعد کوئی ایسا کام کر لیا جس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، تو اس کا اعتکاف پورا ہو گیا یعنی اعتکاف ٹوٹنے سے پہلے جتنی دیر مسجد میں رہا اتنی دیر کا ثواب مل گیا اور کوئی قضا بھی واجب نہیں ہوئی۔ اب اگر چاہے تو مسجد سے نکل آئے اور چاہے تو نئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ٹھہرا رہے اور بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں بھی جتنے دن اعتکاف کی نیت کی تھی، اتنے دن پورے کر لے۔

(۷) نفلی اعتکاف تو راہ جاتا ثواب ہے اس لیے ہر ایک کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے نفلی اعتکاف کے لیے قضا نہیں۔ فرض کیجیے ایک گھنٹہ نفلی اعتکاف کی نیت کی لیکن آدھا گھنٹہ یا کچھ وقت مسجد میں گزارنے کے بعد مسجد سے باہر آ گیا تو مسجد سے باہر آنے پر اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

(۸) نفلی اعتکاف کی اگرچہ مدت مقرر نہیں جتنا عرصہ چاہے۔ اعتکاف کر سکتا ہے لیکن طویل عرصہ اعتکاف کرتے ہوئے یہ بات ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ جن اللہ کے بندوں کے ذمے والدین بیوی بچے یا عزیز و اقارب کے حقوق ہوں اور ان کے حقوق لمبے عرصے کے اعتکاف سے متاثر ہوتے ہوں اور اس طرح حقوق العباد میں کوتاہی واقع ہونے کا ڈر ہو تو ان کے لیے اس طرح لمبے عرصے کا نفلی اعتکاف درست نہیں۔ لیکن اللہ کے جن بندوں کے ذمے کوئی حقوق و فرائض واجب الادا نہ ہوں تو ان کے لیے روحانیت کے حصول کے لیے طویل اعتکاف کرنا بہت ہی فائدے مند ہے۔

(۹) جن لوگوں کو رمضان شریف میں مسنون اعتکاف کرنے کا موقع نہ ملتا ہو، ان کو چاہیے کہ وہ اعتکاف سے بالکل محروم نہ رہیں، بلکہ نفلی اعتکاف کی سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جتنے دن اعتکاف کر سکتے ہوں، نفلی اعتکاف کر لیں، اگر زیادہ دن نہ کر سکیں تو چھٹی کے دن ایک ہی روز کا اعتکاف کر لیں۔ یہ بھی ممکن نہ ہو تو چند گھنٹے کا اعتکاف کر لیں۔ اور کم از کم مسجد میں جاتے ہوئے یہ نیت کر ہی لیا کریں کہ جتنی دیر مسجد میں رہیں گے اعتکاف کی حالت میں رہیں گے یہ بھی بہت بہتر ہے۔

Marfat.com

خواتین کا اعتکاف

خواتین کا اعتکاف اپنے گھروں میں ہے۔ گھر میں عموماً جس جگہ پر نماز ادا کی جاتی ہے۔ وہاں خواتین اعتکاف کریں اگر کوئی مقررہ جگہ نہیں تو گھر میں کسی ایک جگہ کو مقرر کر کے وہاں اعتکاف کریں۔ مسجد میں عورت کے لیے اعتکاف کرنا جائز نہیں کتنی خوش قسمت ہیں وہ خواتین جو اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لیے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں گھروں پر اعتکاف کرتی ہیں۔ خواتین کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ وہ بیسویں روزے کی شام کو جائے اعتکاف پر معتکف ہو جائیں اور آخری روزہ مکمل کر کے جائے اعتکاف سے نکل آئیں بلکہ معتکف خاتون کو اعتکاف میں بیٹھ کر گھر کا کام کاج کرنے کی اجازت نہیں بلکہ گھریلو کام بیٹی یا کسی اور کو کرنا چاہیے اور معتکف خاتون کو مسلسل اپنی عبادت گاہ کے مقام پر رہنا چاہیے البتہ اگر کوئی گھر میں کھانا پکانے والا نہ ہو تو معتکف خاتون کو جلد از جلد کھانا تیار کر لینے کی اجازت ہے۔

اعتکاف کرنے کے لیے خاتون کو اپنے خاوند سے اجازت لینا ضروری ہے۔ کیونکہ مرد کے حقوق عورت پر مقدم ہیں اس لیے ہو سکتا ہے کہ خاوند وظیفہ زوجیت کے بغیر چند دن نہ گزار سکتا ہو اور اعتکاف کی پابندی کی وجہ سے بیوی کے پاس نہ جانے کی صورت میں برائی میں مبتلا ہو جائے اس لیے خاوند کی اجازت ضروری ہے لیکن جب کوئی خاوند اپنی بیوی کو اعتکاف کی اجازت دے دے تو پھر اجازت کو منسوخ نہیں کر سکتا۔ اعتکاف کے دوران عورت کو حیض یا نفاس شروع ہو جائے تو اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ لہٰذا جب عورت پاک ہو جائے تو جتنے دن واجب اعتکاف سے رہ گئے ہوں وہ بعد میں پورے کرے۔ اگر اعتکاف سنت تھا تو اس میں پوری قضا کرنا لازم نہیں اگر قضا پوری کر لی جائے تو بھی بہتر ہے اگر نہ کر سکے تو گناہ بھی نہیں اور نفل اعتکاف کی کوئی قضا نہ ہو گی۔

معتکف خاتون کو ذکر و فکر تلاوت نوافل ادا کرنے چاہیں اور اعتکاف میں اسے اپنے بستر پر لیٹنے سونے اور جائے اعتکاف میں اٹھنے بیٹھنے کی اجازت ہے تا کہ وہ مقررہ مدت آسانی سے عبادت میں گزار سکے۔ البتہ گرمیوں کے موسم میں شدید گرمی کے باعث اگر خاتون رات اپنے کمرے میں نہ گزار سکتی ہو تو جب رات کے وقت اہل خانہ سو جائیں تو وہ جائے اعتکاف سے نکل کر بالا خانے پر یا گھر کی ایسی جگہ پر بھی محو عبادت رہ سکتی ہے جہاں وہ راحت محسوس کرے اس کے علاوہ رفع حاجت اور وضو کے لیے اپنی جگہ سے نکل سکتی ہے۔

Marfat.com

روزہ کے آداب اور سُنتیں

عبادت خواہ بدنی ہو یا مالی اسے ادب واحترام کے ساتھ ہی سرانجام دینا بہتر ہے یہ ادب دراصل انسان میں اعلیٰ انسانیت پیدا کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ چنانچہ روزہ رکھ کر روزہ دار کو چاہئے کہ وہ روزہ ان لوازمات کے ساتھ پورا کرے جو بارگاہِ رب العزت میں شرف قبولیت کا درجہ رکھتے ہیں۔

روزہ کا اصل ادب یہ ہے کہ ظاہری اور باطنی حالت کو ضبط میں رکھا جائے۔ جسمانی اعضاء اور نفس کو گناہ والے کاموں سے روکا جائے۔ روزہ میں اپنے تمام اعضاء کو کھانے پینے اور جماع سے روکنے کے ساتھ ہر قسم کی بری حرکات سے اور ناشائستہ امور سے بچایا جائے۔ احادیث کے مطابق روزہ کے آداب اور سنتیں ذیل ہیں:۔

ا۔ زبان کو بری باتوں سے بچانا

روزہ میں زبان کو بری بات کرنے سے روکنا ضروری ہے کیونکہ زبان سے بہت سے برائیاں پیدا ہوتی ہیں اس لئے زبان کو ہر قسم کے لغو اور بے ہودہ بات کہنے سے بچانا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْٓ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنے کھانے پینے کو چھوڑ دے۔

(بخاری شریف)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ زبان کو بری باتوں سے بچانا ضروری ہے یعنی زبان کا روزہ یہ ہے کہ زبان سے جو گناہ ہو سکتے ہیں ان سے بچے اور بے ہودہ باتیں نہ کرے بلکہ زبان کو یاد الٰہی اور ذکر میں مشغول رکھے۔ زبان کو جھوٹی اور لغو باتیں کرنے سے بچائے۔ بعض مالک اپنے نوکروں کو، حاکم اپنی رعایا

Marfat.com

کو، افسر اپنے ماتحتوں کو، استاد اپنے طالب علموں کو، ماں باپ اپنی اولاد کو، بے تکلف دوست اپنے دوستوں کو خواہ مخواہ گالیاں دینے کے عادی ہوتے ہیں بلکہ ان کے تکیہ کلام کا آغاز ہی گالی سے ہوتا ہے۔ روزہ دار ہو کر ایسا کرنا درست نہیں۔ پھر روزہ رکھ کر غیبت سے بچنا بھی ضروری ہے کیونکہ یہ فساد کی جڑ ہے لیکن اکثر عورتوں کو غیبت کا مرض ہوتا ہے اور وہ روزہ رکھ کر غیبت کرتی ہیں، بہر حال غیبت روزہ کے لئے نہایت ہی نقصان دہ ہے۔

حدیث میں مذکور ہے کہ دو عورتوں نے رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں روزہ رکھا اور ایسا ہوا کہ انھیں اس قدر پیاس لگی کہ جان کو خطرہ پیدا ہو گیا۔ آخر رسول اکرم ﷺ سے روزہ کھولنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے ایک پیالہ ان کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ انھیں کہو جو کچھ کھایا ہے وہ اس میں قے کر دیں۔ لہٰذا ان کی قے میں خون اور جمے ہوئے خون کے ٹکڑے تھے۔ لوگوں کو اس پر بے حد تعجب ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں عورتوں نے اس چیز سے روزہ رکھا جسے اللہ نے حلال کیا ہے اور پھر اس چیز سے توڑ ڈالا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے یعنی غیبت میں مشغول ہو گئیں۔ اس واقعہ سے روزہ دار خواتین کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ کسی حالت میں غیبت کرنا اچھا نہیں۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ غیبت اور جھوٹ روزہ کو خراب کر دیتے ہیں۔ جھوٹ بولنا تو ویسے بھی بہت بڑی لعنت ہے پھر روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا تو اور بھی زیادہ قابل افسوس ہے۔ یہ کہاں کا دستور ہے کہ بندہ حاکم کو حاکم بھی مانے مگر اس کے حکم پر عمل بھی نہ کرے۔ روزہ اور جھوٹ دو متضاد چیزیں ہیں۔ جھوٹ کا خاتمہ تو ہم نے روزہ سے حاصل کرنا ہوتا ہے اگر روزہ رکھ کر ہی جھوٹ بولا جائے تو پھر روزہ رکھنے سے کیا حاصل زبان میں جھوٹ کی بجائے صداقت پیدا کرنی چاہئے، پھر دیکھئے روزے سے انسان کو کتنا سکون قلبی میسر آتا ہے۔

روزہ رکھ کر دل آزاری سے بھی باز رہنا چاہئے کیونکہ دل آزاری سے دلوں میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔ دل آزاری بہت طرح سے ہوتی ہے۔ دوسروں کو الٹے سیدھے ناموں سے پکارنا ان کا تمسخر اور مذاق اڑانا یا تکلیف دینے والا کام کرنا سب دل آزاری کی صورتیں ہیں۔ روزہ رکھ کر ایسا کرنا اچھا نہیں کیونکہ روزے کا مقصد اللہ کے بندوں کے درمیان ایک دوسرے کے تکلیف کا احساس، پیار اور محبت پیدا کرنا ہے اور خاص کر اللہ کے بندوں نے اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے دل آزاری کو بہت بڑی رکاوٹ قرار دیا ہے۔ کالجوں، سکولوں کے طلبہ اور فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدوروں میں یہ وبا

Marfat.com

عام ہوتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کا خوب تمسخر اڑاتے ہیں اور ایسی فضا پیدا کرتے ہیں کہ ہوائی قلابے کہاں سے کہاں ملا جاتے ہیں اور دوسری طرف وہ روزہ دار بھی ہوتے ہیں اور ایسا کرنے سے ان کے پیش نظر یہ مقصد ہوتا ہے کہ اس طرح ہنسی مذاق سے روزہ آسانی سے نبھ جاتا ہے۔ حالانکہ انھیں جاننا چاہئے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ صریحاً روزہ کی روح کے خلاف ہے۔ لہٰذا روزہ رکھ کر جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ اور دوسروں کی دل آزاری وغیرہ سے روزے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے لہٰذا روزہ دار کو ایسی باتوں سے بچنا چاہئے۔ لہٰذا بزرگان دین کے نزدیک زبان کا روزہ یہی ہے کہ زبان کو مندرجہ بالا آفات سے ہر حال میں محفوظ رکھا جائے۔ تب روزہ کے فیوض و برکات اور انوارات حاصل ہوں گے۔

۲۔ کانوں کو بُری باتیں سننے سے بچانا

یوں تو کانوں کو ہر حال میں بُری باتیں سننے سے بچانا سنت ہے مگر روزہ کی حالت میں اس کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ کان کا روزہ یہ ہے کہ کان کو بری اور فضول باتوں کے سننے سے محفوظ رکھا جائے کیونکہ بری باتیں سننے کا دل پر گہرا اثر ہوتا ہے جس سے انسانی خیالات میں گناہوں کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔ روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ غیبت نہ سنے۔ جھوٹی باتیں، لطیفے گانے اور فحش باتیں نہ سنے کیونکہ شریعت میں جن باتوں کا کہنا جائز نہیں انھیں سننا بھی جائز نہیں۔ چنانچہ بری باتوں کے سننے سے بھی اتنا گناہ ہوگا جتنا کہنے سے ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُهُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے ہر عمل کا صلہ ہے مگر روزہ خاص میرے لئے ہے اور اس کا بدلہ ہوں روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو نہ جھگڑا کرے نہ فحش بکے اگر کوئی اسے گالی دے یا مارے پیٹے تو کہہ دے میں روزے سے ہوں اور قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی

Marfat.com

بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں ایک افطار کے وقت خوش ہوتا ہے۔ دوسرے خدا سے ملاقات کے وقت خوش ہوگا۔

(بخاری شریف)

۳۔ حالت روزہ میں آنکھ کو قابو میں رکھنا

ہمارے جسم کے ہر عضو سے گناہ سرزد ہو سکتا ہے لہٰذا ہر عضو کو روزہ میں گناہ سے بچانا ہی اصل روزہ ہے۔ انسانی آنکھ کا گناہ یہ ہے کہ وہ دنیاوی گناہوں کو دیکھ کر ان کو رغبت دلاتی ہے۔ بری نظر سے عورت یا کسی اور کو دیکھنا اچھا نہیں اور خاص کر روزہ رکھ کر عورتوں کو دیکھتے پھرنا بہت ہی برا ہے اور اس طرح روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی روزہ دار کو چاہئے کہ فلم نہ دیکھے اور نہ عریاں تصویریں دیکھے ناچ گانا اور دوسری بری حرکات نہ دیکھے۔

۴۔ دل کو گندے خیالات سے بچانا

دل کا روزہ یہ ہے کہ دل ہر قسم کے برے اور گندے خیالات سے پاک رہے۔ کیونکہ دل کی حفاظت از حد ضروری ہے کیونکہ روزہ کا زیادہ دخل تو دل ہی کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ خائن آنکھوں اور دل کے پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے بلکہ میرے خیال کے مطابق روزے کا سارا تعلق ہی انسانی دل سے وابستہ ہے لہٰذا دل میں ہر طرح سے خلوص ہونا چاہئے۔ بلکہ خوف خدا ہونا نہایت ضروری ہے۔

۵۔ جسم کے ہر عضو کو گناہوں سے بچانا اصل روزہ ہے

روزہ رکھنے کا ایک ادب یہ بھی ہے جسم کے ہر عضو یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ کو ہر خلاف شرع فعل سے بچایا جائے۔ چنانچہ روزہ دار کا ہر فعل دیانت اور صداقت کا نمونہ ہونا چاہئے۔ زندگی کے معاملات اور لین دین کو ایمانداری سے سرانجام دینا چاہئے مگر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگوں نے روزہ بھی رکھا ہوتا ہے اور بددیانتی بھی کرتے جاتے ہیں یعنی روزہ رکھ کر بھی دیانت اور ایمانداری کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے۔ تاجر لوگ اور کارخانہ دار ناپ تول میں کمی کر لیتے ہیں یا کسی خالص میں ناخالص کی ملاوٹ کر لیتے ہیں یا کوالٹی (جنس) میں فرق ڈال لیتے ہیں۔ ایسے ہی گوالے دودھ میں پانی ڈال لیتے ہیں۔ تو ایسا روزہ

Marfat.com

رکھنے سے انسان کو کیا حاصل کیونکہ اس نے روزہ رکھ کر اسلام کے معاملاتی احکامات کو مدنظر نہیں رکھا اور روزہ میں بددیانتی سے کام لیا۔ اگر کوئی ایسے روزہ دار کو سمجھانے کی کوشش بھی کرے تو وہ جواب دیتا ہے کہ روزہ اپنی جگہ اور کاروبار اپنی جگہ۔ میں اپنی روٹی نہ کماؤں۔ مگر وہ نادان اس حقیقت کو جانتے ہوئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے حلال اور ایمانداری سے رزق کمانے کا حکم دیا مگر پھر بھی بے ایمانی سے کام لیتے ہیں۔ اور اپنے پیٹ کو دوزخ سے بھرتے ہیں۔ تو جب اس طرح سے روزے رکھنے کے ساتھ اسلام کے دوسرے تقاضوں کو پورا نہیں کیا جاتا تو پھر روزہ سے کیا مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔

روزہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ایک مثال ذہن میں رکھنی چاہئے کہ کوئی شخص کسی مالک کا نوکر ہو یا ملازمت کرتا ہو۔ وہ روزانہ حاضر ہو جاتا ہو لیکن حاضر ہونے میں وقت کی پابندی کا خیال رکھتا ہو۔ یا حاضر ہو کر سارا دن ادھر اُدھر کی باتوں میں اپنے وقت کا ضیاع کرتا ہو۔ یا حاضر تو ہو لیکن وہ کام سرانجام نہ دے جو مالک نے مقرر کیا ہو اور اپنی مرضی سے جو چاہے کرتا پھرے۔ یا کام تو اس نے کر دیا لیکن اس کا کیا ہوا کام اس معیار پر نہ ہو جس کا اسے کہا گیا تھا۔ تو کیا ایسے ملازم سے مالک خوش ہو جائے گا۔ جس نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں محنت مشقت، امانت کو مدنظر نہ رکھا ہو۔ چنانچہ مالک یہ سوچنے پر مجبور ہو گا کہ جس مقصد کے لئے میں نے ملازم کو رکھا تھا وہ اس معیار پر پورا نہیں اُترتا۔ چنانچہ مالک اس کو ملازمت سے سبکدوش کر دے گا۔ ایسے ہی جو انسان روزہ رکھ کر روزے کے تقاضوں کو پورا نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گا اور موت کے بعد اگلے جہان میں سزا یعنی عذاب پائے گا۔

۶۔ روزے میں ریاکاری سے بچنا

روزے کا ایک ادب یہ ہے کہ روزے کو ریاکاری سے بچایا جائے کیونکہ روزہ ہی صرف ایک ایسی عبادت ہے جسے ظاہر کیے بغیر دوسروں کو پتہ نہیں چل سکتا۔ اگر لوگوں کو صرف یہ دکھانے کے لئے ظاہر کریں گے کہ میں نے روزہ رکھا ہے تو اس کا اجر ختم ہو جائے گا۔ اس لئے روزہ رکھتے ہوئے صرف رضائے الٰہی کو مدنظر رکھیں۔ اہل دنیا سے کوئی غرض نہ رکھیں اور اپنے روزے کو چھپائے رکھیں تاکہ روزے کا مقصد قائم رہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی تخلیق سے پہلے سات فرشتے پیدا کیے۔ پھر آسمانوں کو پیدا کر کے ان فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو ایک ایک

Marfat.com

آسمان کا مؤکل مقرر کیا اور اس کے متعلقہ آسمان کی دربانی اس کے سپرد کردی۔ اور (جب سے اب تک یہ ہوتا آرہا ہے) جب زمین کے فرشتے جو لوگوں کے اعمال لکھنے پر مامور ہیں اور حفظہ کہلاتے ہیں روزانہ بندے کے وہ اعمال جو اس نے شام سے صبح تک کیے ہوتے ہیں پہلے آسمان پر لے جاتے ہیں اور اس (بندے) کی اطاعت گزاری کی بڑی تعریف کرتے ہیں اور واقعی اس شخص نے عبادت کی بھی کچھ اس طرح سے ہوتی ہے کہ اس کی عبادت کا نور نورِ آفتاب سے کسی طرح کم نہیں ہوتا۔ لیکن ناگاہ مؤکل فرشتہ کی آواز آتی ہے کہ "یہ طاعت و عبادت اسی (بندہ) کے منہ پر دے مارو کہ میں اہل غیبت کا نگہبان ہوں اور مجھے یہ حکم ہے کہ جو شخص غیبت کرنے والا ہو اس کے اعمال یہاں سے نہ گزرنے دو" (خواہ وہ کتنے ہی اچھے کیوں نہ دکھائی دیں۔ کیونکہ غیبت کے باعث وہ اس کے حق میں ضائع ہو چکے ہوتے ہیں) پھر ایک ایسے شخص کے اعمال جس نے غیبت نہیں کی ہوتی (آسمانِ اول سے تو گزر جاتے ہیں لیکن) جب دوسرے آسمان پر لے جائے جاتے ہیں تو وہاں کا مؤکل فرشتہ کہتا ہے کہ "بس لے جاؤ واپس اور اسی کے منہ پر دے مارو کہ یہ عمل (جو بظاہر بڑے پاکیزہ دکھائی دے رہے ہیں) دراصل اس نے دنیا کے لئے کئے تھے۔ اور مجلسوں میں فخر و مباہات کا مظاہرہ کیا تھا اور مجھے حکم ہے کہ اس کے اعمال آگے نہ جانے دوں۔ پھر تیسرے شخص کے اعمال (پہلے دونوں آسمانوں سے گزر کر) تیسرے آسمان فرشتہ کہتا ہے۔" مجھے تکبر پر نگہبان مقرر کیا گیا ہے تاکہ اہل تکبر کے اعمال یہاں سے نہ گزرنے دوں اور یہ آدمی متکبر اور لوگوں کے ساتھ تکبر سے پیش آتا تھا"۔ تب ایک اور شخص کی باری آتی ہے کہ جس کے اعمال تسبیح و نماز و حج کی بدولت ستاروں کی طرح درخشاں و تاباں ہوتے ہیں لیکن چوتھے آسمان پر پہنچتے ہی ان کو روک دیا جاتا ہے اور مؤکل فرشتہ کہتا ہے کہ "مجھے غرور نخوت کا نگہبان مقرر کیا گیا ہے اور حکم ہے کہ مغرور اور اہل نخوت کے اعمال یہاں سے آگے نہ جانے دوں۔ پس اس کے اعمال اسی پر دے مارو کہ یہ ایسے ہی لوگوں میں سے ہے"۔ پھر ایک اور شخص کے اعمال آتے ہیں اور ایسے پیارے ہوتے ہیں جیسے کہ حسین و جمیل دلہن جسے دلہا کے حوالے کیا جا رہا ہو لیکن (مؤکل فرشتے سے کونسی بات چھپی ہوتی ہے چنانچہ) جب پانچویں آسمان لے جاتے ہیں تو فرشتہ کہتا ہے کہ یہ عمل اس کے منہ پر دے مارو اس کی گردن پر جا دھرو کہ میں نگہبان حسد ہوں اور حاسدوں کے اعمال کو آگے نہیں جانے دیتا اور اس شخص کا یہ عالم ہے کہ علم و عمل میں جو شخص بھی اس کے درجے تک پہنچتا ہے یہ اس سے حسد کرنے لگتا ہے اور اس کے خلاف زبان درازی کرنے لگتا ہے پھر ایک اور شخص کے اعمال لائے جاتے ہیں جو نماز، روزہ، حج اور عمرہ سے مزین ہوتے

Marfat.com

ہیں لیکن چھٹے آسمان پر انہیں بھی روک لیا جاتا ہے اور مؤکل فرشتہ کہتا ہے کہ یہ عمل اسی کے منہ پر دے مارو کہ میں فرشتہ رحمت ہوں اور مجھے حکم ہے کہ بے رحموں کے اعمال یہاں سے نہ گزرنے دوں اور یہ شخص اس قدر بے رحم ہے کہ کسی کو رنج پہنچے تو (بجائے ترس کھانے کے الٹا) اس پر ہنستا ہے۔ کسی پر مصیبت ٹوٹ پڑے تو خوش ہوتا ہے اور بجائے اس کے کہ اس پر رحم کھا کر اس کی مدد کرے یہ بغلیں بجاتا ہے۔ تب ایک ایسے شخص کے اعمال (چھ آسمانوں سے گزر کر) ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں جو نماز، روزہ، نفقہ، جہاد اور پرہیزگاری کے نور سے یوں منور ہوتے ہیں جیسے کہ آفتاب کی روشنی ہوتی ہے اور سارے آسمانوں میں ایک غلغلہ بلند ہو جاتا ہے اور برق کی سی کڑک چمک سارے ماحول پر طاری ہو جاتی ہے۔ تین ہزار فرشتے ان اعمال کے جلو میں چل رہے ہوتے ہیں اور کسی فرشتے کو روک ٹوک کی جرأت نہیں ہوتی، کہ ناگاہ ساتویں مؤکل کی آواز آتی ہے کہ ''بس لے جاؤ ان اعمال کو اسی شخص کے منہ دے مارو اور اس کے دل پر قفل لگا دو کہ ان تمام اعمال سے اس کا مقصود حق تعالیٰ نہ تھا بلکہ اس کا مقصد محض یہ تھا کہ اسے علماء کے نزدیک عزت وحشمت حاصل ہو جائے اور شہر شہر میں اس کے نام کا ڈنکا بجنے لگے اور مجھے حکم ہے کہ ایسے شخص کے اعمال کو راہ نہ دوں، اس لئے کہ ہر وہ عمل جو خاص حق تعالیٰ کے لئے نہ ہو وہ ریا کہلاتا ہے اور ریاکار کے اعمال حق تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوتے۔ تب کسی ایسے شخص کے اعمال لائے جاتے ہیں کہ ساتویں آسمانوں سے گزر کر عرش پہ جا پہنچتے ہیں اور یہ اعمال سرتاسر اخلاق نیک ذکر وفکر اور تسبیح و عبادات پر مشتمل ہوتے ہیں اور تمام آسمانوں کے فرشتے اس کی شہادت وگواہی کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان اعمال کو حضور باری تعالیٰ میں پیش کر دیا جاتا ہے اور سب کے سب فرشتے بیک زبان گواہی دیتے ہیں کہ یہ اعمال پاکیزہ ہونے کے علاوہ اخلاص کی صفت سے بھی مالا مال ہیں۔ تب حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے کہ ''اے فرشتو! تم اس کے اعمال وافعال کے نگہبان ضرور ہو لیکن دل کی نگہبانی میں خود کرتا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ اس نے یہ اعمال میرے لئے نہیں کئے کیونکہ ان کے کرتے وقت اس کی دلی اور باطنی نیت کسی اور ہی کے لئے ہوتی تھی۔ پس اس پر میری لعنت ہو''۔ اور باری تعالیٰ کے یہ الفاظ سنتے ہی فرشتے بھی کہنے لگتے ہیں کہ یا خدایا! اس پر تیری لعنت ہو اور ہماری طرف سے بھی لعنت ہی ہو۔ تب ساتوں آسمانوں اور ان کے درمیان ہر چیز سے یہی صدائیں بلند ہونے لگتی ہیں کہ لعنت ہو اس ریاکار پر۔ (کیمیائے سعادت)

Marfat.com

۷۔ سحری اور افطاری کی سنت

سحری کا ادب اور سنت یہ ہے کہ سحری روزہ رکھنے کے وقت سے پہلے آخری وقت میں کھائی جائے۔ سحری کھانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ چونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ سحری کھالیا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دوپہر کو تھوڑی دیر آرام کر کے قیام لیل میں سہولت حاصل کرو۔ اور سحری کھا کر دن میں روزے کے لئے قوت حاصل کرو (سنن ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق صرف سحری کھانے کا ہے۔ (مسلم شریف)

افطاری میں جلدی کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے یعنی جونہی روزہ افطار کرنے کا وقت ہو جائے تو بلا تاخیر روزہ افطار کر لینا چاہئے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود اور نصاریٰ روزہ افطار کرنے میں تاخیر کیا کرتے تھے (سنن ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ مجھے اپنے بندوں میں سے سب سے زیادہ پسند وہ ہے، جو افطار میں جلدی کرنے والا ہو۔ (جامع ترمذی)

افطاری میں جلدی کا مطلب یہ ہے کہ جب روزہ افطار کرنے کا وقت ہو جائے تو روزہ افطار کر لیا جائے۔

Marfat.com

نمازعیدین

عید مسلمانوں کی خوشی کا دن ہے جس کے معنی لوٹ کر بار بار آنے کے ہیں چونکہ یہ خوشی کا دن ہر سال لوٹ لوٹ کر آتا رہتا ہے اس لیے اسے عید کہا جاتا ہے۔

عیدیں سال میں دو ہوتی ہیں یعنی عید الفطر اور عید الضحیٰ ، انھیں عیدین کہا جاتا ہے عید کے موقعہ پر مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مل کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اسکی وجہ تسمیہ کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے و مدینہ کے لوگ خوشی کے دن منایا کرتے تھے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھ کر فرمایا کہ یہ کیسے دن ہیں؟ تو ان لوگوں نے کہا کہ قدیم زمانے سے ہم لوگ ان دنوں میں خوشی مناتے چلے آتے ہیں تو آپ ؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے ان دنوں سے بہتر دو دن مقرر فرمائے ہیں۔ تم ان میں خوشی منایا کرو، ان میں ایک دن عید الفطر ہے اور دوسرا عید الضحیٰ ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا فَقَالَ مَا هٰذَانِ الْيَوْمَانِ قَالُوْا كُنَّا نَلْعَبُ فِيْهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْرًا مِّنْهُمَا يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور ان کے دو دن تھے جن میں وہ کھیلتے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ دو دن کیسے ہیں، انھوں نے کہا کہ جاہلیت کے زمانہ میں ہم ان دونوں میں کھیلا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے بدلہ میں تمھیں دو دن بہتر عطا فرمائے ہیں، عید قربان کا اور عید فطر کا۔ (سنن ابوداؤد)

عیدالفطر

یہ عید شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے لیے یہ مسرت کا دن ہے مگر دراصل اس خوشی کا

Marfat.com

اظہار ہے جو انسان اطاعت خداوندی میں پورا اترنے کے بعد محسوس کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ماہ صیام کے روزے فرض فرمائے ہیں، جو کافی مشقت طلب کام ہے پھر روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ بندہ فرضی نمازیں پڑھتا ہے۔ رات کو تراویح کی صورت میں قیام اللیل کرتا ہے، صدقہ خیرات کی کوشش کرتا ہے کیونکہ بندہ ہر طرح سے اپنے رب کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس طرح جب انسان پورا ماہ روزے رکھ لیتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہوتا ہے اور اس خوشی کا اظہار عید الفطر کی صورت میں ہے۔ اسے عید الفطر اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس دن سے پہلے غریبوں کی خوشی میں شامل ہونے کے لیے جو صدقہ وخیرات دی جاتی ہے وہ فطرانہ کہلاتا ہے لہٰذا اس نسبت سے اسے عید الفطر کہا جاتا ہے چونکہ اس دن اظہار مسرت کے لیے یہ خیرات کی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ خوشی کا دن عید الفطر کے نام سے منسوب ہے۔

عید کی خوشی اسلام میں عام خوشیوں کی نسبت منفرد حیثیت کی حامل ہے۔ عام طور پر انسان اس وقت خوشی محسوس کرتا ہے جب اس کی کوئی دلی خواہش پوری ہوتی ہے یا اسے کوئی جسمانی راحت حاصل ہوتی ہے یا لذت نفس میں مبتلا ہو کر عارضی نفسانی خوشی ملتی ہے گویا دنیاوی خوشی کا تعلق حصول دنیا کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔

جبکہ عید کی خوشی میں دنیاوی خوشی کے ساتھ ہی روحانی خوشی کا راز بھی مضمر ہے چونکہ اسلام میں عید منانے کا جو طریقہ پایا جاتا ہے اس میں خوشی کا تعلق بھی خدا اور بندے کے درمیان پایا جاتا ہے۔ کیونکہ انسان ماہ رمضان کے بعد عید کے روز نماز عید میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو اس کی روح حقیقی معنوں میں ایک مسرت محسوس کرتی ہے۔ نماز کے بعد جب انسان ایک دوسرے سے گلے ملتا ہے اس وقت انسان اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ مل کر جو مسرت حاصل کرتا ہے وہ ناقابل بیان ہوتی ہے کہ اس وقت دل میں ایسے جذبات پیدا ہوتے ہیں، جو واقعی معراج انسانیت کا حصہ ہیں۔

عید الاضحیٰ

عید کے دوسرے تہوار کو عید الاضحیٰ کہا جاتا ہے یہ تہوار ذی الحجہ کی دس تاریخ کو ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے لیے یہ بھی ایک خوشی کا دن ہے اور اس روز الاضحیٰ کے وقت یعنی اچھی طرح سورج طلوع ہو جانے پر دو رکعت عید کی نماز پڑھی جاتی ہے اسی نسبت سے اسے عید الاضحیٰ کہا جاتا ہے۔

مسلمانوں کا اس تہوار سے ایک تاریخی واقعہ وابستہ ہے جو اس کی اصل یادگار ہے۔ یہ یادگار واقعہ

Marfat.com

دراصل وہ عظیم قربانی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اللہ کے حضور پیش کی تھی، وہ واقعہ یوں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا جس میں اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا تھا کہ اپنی محبوب ترین چیز اللہ کی راہ میں قربان کرو چنانچہ مسلسل تین دن تک آپ کو یہی خواب آتا رہا۔ چنانچہ آپ نے اپنی عزیز ترین چیز اپنے بیٹے کو خیال کرتے ہوئے اسے اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا ارادہ کیا۔

اور آپ نے اس خواب کے بارے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو باخبر کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ابا جان! آپ کو جو حکم ربی ہوا ہے آپ اسے جلدی پورا کریں، آپ مجھے ضرور صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے، اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام منیٰ کے مقام پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لیے لے گئے۔ جب آپ نے اپنے بیٹے کو زمین پر لٹا کر تیز چھری سے ذبح کرنے لگے تو چھری نے امر ربی سے گلا نہ کاٹا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے ابراہیم! بے شک تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، پھر آپ نے اللہ کے حکم کے مطابق دنبے کی قربانی کی عیدالضحیٰ کے موقع پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنت کو دہرایا جاتا ہے اور اس روز مسلمان جانور کی قربانی کرتے ہیں۔

عیدالضحیٰ کے موقع پر اگرچہ مسلمان جانور ذبح کرتے ہیں لیکن قربانی کی اس بیمثال تاریخ کی یادگار منا کر مسلمان اپنے عمل سے یہ ظاہر کر دیتا ہے کہ مسلمان کو جو کچھ بھی ہے وہ اسے اللہ کی راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔

عیدالفطر و عید عیدالاضحیٰ کی سُنتیں

عیدالفطر، رمضان المبارک ختم ہونے کے بعد پہلی شوال کو منائی جاتی ہے۔ اور عیدالاضحیٰ دسویں ذی الحجہ کو ہوتی ہے۔ ان دنوں کے شرعی احکامات حسب ذیل ہیں:۔

عیدین کی نماز پڑھنا واجب ہے

عیدین کے دن دو رکعت نماز عید پڑھنا واجب ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن عیدگاہ کی طرف جاتے، سب سے پہلے نماز پڑھتے، پھر آپ

Marfat.com

ﷺ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے، لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے تو انھیں وعظ و نصیحت کرتے اس سے معلوم ہوا کہ عید کی نماز ان لوگوں پر واجب ہے جن پر جمعہ فرض ہے لہٰذا بلا وجہ عید کی نماز چھوڑنا گناہ ہے۔

نماز عیدین بلا اذان اور اقامت

عیدین کی نماز سے پہلے اذان نہیں اور نہ ہی جماعت کھڑی ہونے سے قبل اقامت ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی۔ ایسے ہی صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے عید الفطر کی نماز دو رکعت پڑھی اور نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کچھ پڑھا۔

خطبہ عیدین

عیدین کا خطبہ سنت ہے جبکہ نماز جمعہ کا خطبہ فرض ہے نماز جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے ہے لیکن عیدین کا خطبہ نماز کے بعد ہے کیونکہ صحیح مسلم میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ عیدین کی نماز پہلے پڑھتے اور بعد میں خطبہ پڑھا کرتے تھے مگر عیدین کا خطبہ سننا واجب ہے۔

عیدین پڑھنے کا وقت

عیدین پڑھنے کا وقت سورج اچھی طرح روشن ہونے سے شروع ہوتا ہے اور قبل از زوال تک ہے لیکن افضل وقت ایک یا دو نیزہ سورج بلند ہونے پر ہے۔ اس وقت عید پڑھ لیں تو بہت بہتر ہے۔ کیونکہ حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اشراق کے وقت عید الفطر کی نماز پڑھنے سے فارغ ہو جاتے ایسے ہی حضرت جندبؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ عید الفطر کی نماز دو نیزہ آفتاب بلند ہونے پر پڑھاتے اور عید الاضحیٰ کی نماز ایک نیزہ سورج بلند ہونے پر پڑھاتے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سورج اچھی طرح روشن ہونے پر عیدین کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے لیکن عید الاضحیٰ کی نماز میں جلدی اور عید الفطر میں ذرا دیر کرنا افضل اور سنت ہے۔

Marfat.com

غسل اور اچھا لباس پہننا

عید کے دن غسل کرنا، ناخن تراشنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا اور صاف ستھرا پاکیزہ لباس پہننا سنت ہے۔ سنن ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس دن یعنی عید کے دن کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے خوشی کا دن بنایا ہے۔ لہٰذا اس دن کو غسل کرلیا کرو اور اگر کوئی خوشبو ہو تو وہ بھی لگالیا کرو اور مسواک کرلیا کرو اس سے معلوم ہوا کہ عید کے دن جسم کی طہارت قائم کرنا اور پاکیزہ لباس پہننا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ جہاں تک ہوسکتا عید کے دن اچھے سے اچھا لباس پہننے کی کوشش کرتے۔

صدقہ فطر ادا کرنا

عیدالفطر کی نماز پڑھنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا ضروری اور واجب ہے اس کا ادا کرنا اس لیے بھی ضروری ہے تاکہ غریب لوگ بھی عید کی خوشی میں شامل ہوسکیں۔

صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے کھجوروں اور جو کا ایک صاع صدقہ فطر مسلمانوں کے ہر غلام، آزاد، مرد عورت، چھوٹے بڑے پر فرض قرار دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ نماز عید کی طرف جانے سے پہلے پہلے ادا کردیا جائے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص صدقہ فطر نماز سے پہلے ادا کرے اس کا صدقہ مقبول ہوگا اور جو شخص نماز کے بعد ادا کرے گا وہ خیراتوں میں ایک خیرات ہوگی۔ ایک اور روایت ہے کہ گندم کا نصف صاع صدقہ فطر میں دیا جائے۔

عیدالفطر سے پہلے میٹھی چیز کھانا سنت ہے

عید کے دن نماز عید ادا کرنے سے قبل میٹھی چیز کھانا سنت ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ اس وقت تک عیدگاہ کی طرف نہ جاتے جب تک آپ کھجوریں نہ کھا لیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عید کے دن کھجوریں یا کوئی میٹھی چیز کھانا سنت ہے لہٰذا دودھ سویوں کا کھانا بھی اسی سنت میں شمار ہوتا ہے۔ ایسے ہی عیدالضحیٰ کے دن نماز کے بعد آکر اپنی قربانی کا گوشت کھانا سنت ہے

Marfat.com

پیدل راستہ بدل کر جانا آنا سنت ہے

عیدگاہ کو پیدل جانا سنت ہے اور ایسے ہی جس راستے سے جائے اس راستے سے نہ آئے بلکہ راستہ بدل کر آنا سنت ہے کیونکہ صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن مخالف راہ اختیار کرتے یعنی جس راستے جاتے تو واپسی پر بدل کر آتے۔

عید کے دن اظہار خوشی

عید کے دن اظہار خوشی کی اجازت ہے۔اس کا ثبوت صحیح مسلم کی اس حدیث سے ملتا ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منیٰ میں دو بچیوں کے پاس سے گزرے وہ دف بجا رہی تھیں۔ایک روایت میں ہے کہ وہ دونوں انصار کے وہ اشعار گا رہی تھی جو یوم بعاث سے تعلق رکھتے تھے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! انھیں چھوڑ دے کہ یہ عید کے دن ہیں اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! ہر قوم کے لیے عید ہوری ہے، اور یہ ہمارا عید کا دن ہے۔اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ وہ خوشی جس کی شریعت اجازت دیتی ہے، عید کے روز اس کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔لہٰذا چند دوستوں کا عید کے موقع پر مل کر سیر و تفریح کر لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن یاد رہے کہ احکام خداوندی کے خلاف والی سیر و تفریح اسلام میں منع ہے۔

نماز عید میں عورتوں کی شمولیت

عورتوں کا نماز عید میں شامل ہونا درست ہے لیکن عیدگاہ میں ان کے لیے اگر الگ باپردہ انتظام ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

نماز عید پڑھنے کا طریقہ اور مسائل

نماز عید کے لیے صف بندی کے بعد پہلے اس طرح نیت کریں کہ نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی معہ چھ زائد تکبیروں کے، اللہ تعالیٰ کے لیے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔ پھر تکبیر تحریمہ کے لیے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر

Marfat.com

کہہ کر باندھ لیں اور ثناء یعنی سبحانك اللهم الخ پڑھیں۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد امام آہستہ سے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر بلند آواز سے الحمد الخ اور کوئی سورہ پڑھیں اور رکوع و سجود کریں۔ پھر جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں، پہلے امام الحمد الخ اور کوئی سورہ پڑھے ۔پھر تین بار کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہر بار اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں اور چوتھی بار بلا ہاتھ اٹھائے تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جائیں اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کریں۔

نماز کے بعد امام منبر پر کھڑے ہو کر دو خطبے پڑھے اور ان کے درمیان اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبوں کے درمیان بیٹھتے ہیں۔ خطبہ پوری توجہ سے سننا چاہیئے ۔عید کے خطبوں کے بعد دعا مانگیں۔ چونکہ عام پنجگانہ نمازوں کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے۔ اس لیے اس پر قیاس کر کے دعا مانگنا ضروری ہے خطیب عیدین کے خطبہ کا آغاز تکبیر یعنی اللہ اکبر سے کرے؛ پہلے خطبہ میں نو مرتبہ اور دوسرے میں سات مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ خطیب پر لازم ہے کہ خطبے میں اس روز کے مناسب احکام یعنی صدقہ فطر یا تکبیرات تشریق اور قربانی کے احکام بیان کرے۔ نماز عید پڑھنے کے مفصل مسائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اگر کوئی عید کی نماز میں پہلی رکعت میں تکبیروں کے بعد شریک ہوا تو نیت باندھنے کے فوراً بعد (بغیر ثناء پڑھے) ہاتھ اٹھا کر تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرأت شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں شریک ہوا ہو تو اگر گمان غالب ہو کہ تکبیروں کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیریں کہہ لے، بعد اس کے رکوع میں جائے اور رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالت رکوع میں بجائے تسبیح کے بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیریں کہے اور اگر پوری تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔

۲۔ اگر کسی کی عید کی نماز میں پہلی رکعت چلی جائے تو جب وہ کھڑا ہو کر اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت کر لے یعنی پہلے ثناء، پھر تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھ لے اس کے بعد دوسری رکعت کے بعد تکبیریں کہہ کر رکوع میں جائے اور اگر بھولے سے یا بے علمی سے زائد تکبیریں قرأت سے پہلے ادا کر لے تو بھی اس کی نماز ہو جائے گی مگر مکروہ (تنزیہی) ہوگی۔

۳۔ البتہ اگر دونوں رکعتیں جاتی رہیں، یعنی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد شامل ہوا تو وہ تکبیرات کو ان کے موقع پر (مقتدی کی طرح) ادا کرے۔

۴۔ اگر امام دوسری رکعت میں تکبیریں کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو

Marfat.com

چاہیئے کہ حالت رکوع میں تکبیریں کہہ لے، قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے لیکن ہر حال میں بوجہ کثرت ہجوم کے سجدہ سہو نہ کرے، نماز ہو جائے گی۔

۵۔ جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہاں اس دن اور کوئی نماز نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ نماز عید سے پہلے بھی اور پیچھے بھی، ہاں بعد نماز کے گھر میں آ کر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور نماز عید سے پہلے گھر پر بھی مکروہ ہے۔

۶۔ اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملے تو وہ شخص تنہا نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس لیے کہ عید کی نماز میں جماعت شرط ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص عید کی نماز میں شریک ہوا لیکن کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو گئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا، نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے البتہ اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پھر پڑھ سکتا ہے۔

۷۔ اگر وقت گزر جانے کے بعد معلوم ہو کہ عید کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو گئی تھی تو بھی قضا نہیں، اس کے بجائے استغفار کریں۔

۸۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے عید الفطر کی نماز پہلے دن نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن پڑھی جا سکتی ہے اور ایسے ہی عید الاضحیٰ کی نماز تیسرے دن یعنی ۱۲۔ ذی الحجہ تک مقررہ وقت پر پڑھی جا سکتی ہے۔

۹۔ عیدگاہ میں جہاں عید کی نماز پڑھی جا رہی ہو وہاں کوئی اور نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ نہ ہی عید کی نماز سے قبل اور نہ ہی بعد میں کوئی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

۱۰۔ جس شخص کو عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی جماعت نہ مل سکے تو وہ ان نمازوں کو قضا کر کے نہ پڑھے۔ کیونکہ عیدین کی قضا نہیں ہے۔

۱۱۔ اگر کسی عذر کی بنا پر نماز عید نہ پڑھی گئی مثلاً بارش ہو رہی تھی یا ہلال عید نہ دیکھا گیا اور دوسرے دن زوال کے بعد معلوم ہوا کہ گزشتہ شب چاند نکلا تھا تو چاہیئے کہ سب لوگ روزہ افطار کر لیں اور اگلے دن نماز عید پڑھ لیں۔ عید الاضحیٰ کی نماز میں بلا عذر بھی بارھویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز بالکراہت ہو جائے گی۔ لیکن عید الفطر کی نماز بلا عذر تاخیر کرنے سے نہ ہو گی۔

۱۲۔ نماز عید کے بعد مصافحہ اور معانقہ کرنا جیسا کہ مسلمانوں میں رائج ہے بہت اچھی چیز ہے کیونکہ اس میں اظہار مسرت اور خلوص ہے۔

Marfat.com

۱۳۔عیدالاضحٰی کے تمام احکام عیدالفطر کی طرح ہیں صرف چند باتوں کا فرق ہے عیدالاضحٰی سے قبل کچھ نہ کھائے پیئے اگر کھالیا تو کوئی کراہت نہیں۔

۱۴۔عیدالاضحٰی پر قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن تراشے۔

تکبیرات ایّام تشریق

ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو یوم عرفہ کہتے ہیں، دسویں کو یوم النحر اور گیارہویں بارھویں اور تیرہویں کو ایام تشریق کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ.

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اور حمد وثناء اللہ ہی کے لیے ہے۔

تکبیرات تشریق ۹ ذی الحجہ کو فجر کی نماز سے لے کر تیرہویں ذی الحجہ کو نماز عصر تک ہر فرض نماز کے بعد پڑھنی چاہئیں اور یہ ۲۳۔اوقات کی نمازیں بنتی ہیں ان کے بعد تکبیرات تشریق پڑھنا واجب ہے۔

تکبیر تشریق سلام پھیرنے کیے بعد فوراً پڑھنی چاہیئے اور اگر نماز کے بعد کوئی ایسا فعل کیا جو نماز کے منافی ہو۔یعنی اگر مسجد سے باہر ہو گیا یا قصداً وضو توڑ دیا۔یا قہقہہ لگایا، یا کلام کیا، اگر چہ سہواً تو تکبیر ساقط ہو گئی اور بلا قصد وضو ٹوٹ گیا تو تکبیر پڑھ لے۔

تکبیر تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے اقتداء اس کی کی، اگر چہ عورت یا مسافر یا گاؤں کا رہنے والا ہو اور اگر اس کی اقتداء نہ کریں تو ان پر واجب نہیں۔

نفل پڑھنے والے نے فرض پڑھنے والے کی اقتدا کی تو امام کی پیروی اس مقتدی پر بھی واجب ہے اگر چہ امام کے ساتھ اس نے فرض نہ پڑھے اور مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو مقیم پر واجب ہے اگر چہ امام پر واجب نہیں۔

غلام پر تکبیر تشریق واجب ہے اور عورتوں پر واجب نہیں اگر چہ جماعت سے نماز پڑھی۔ہاں اگر مرد کے پیچھے عورت نے پڑھی اور امام نے اس کے امام ہونے کی نیت کی تو عورت پر بھی واجب ہے۔مگر آہستہ کہے۔یوہی جن لوگوں نے برہنہ نماز پڑھی ان پر بھی واجب نہیں، اگر چہ جماعت کریں کہ ان کی

Marfat.com

جماعت، جماعت مستحبہ نہیں۔

نفل وسنت ووتر کے بعد تکبیر واجب نہیں اور جمعہ کے بعد واجب ہے اور نماز عید کے بعد بھی کہہ لے۔

مسبوق ولاحق پر تکبیر واجب ہے مگر جب خود سلام پھیریں اس وقت کہیں اور امام کے ساتھ کہہ لی تو نماز فاسد نہ ہوئی اور نماز ختم کرنے کے بعد تکبیر کا اعادہ بھی نہیں۔

اور دنوں میں نماز قضا ہوگئی تھی ایام تشرق میں اس کی قضا پڑھی تو تکبیر واجب نہیں۔ یونہی ان دنوں کی نمازیں اور دنوں میں پڑھیں جب بھی واجب نہیں، یونہی ان دنوں کی نمازیں اور دنوں میں پڑھیں جب بھی واجب نہیں، یونہی سال گذشتہ کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اس سال کے ایام تشریق میں پڑھے جب بھی واجب نہیں۔ ہاں اگر اسی سال کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اسی سال کے انہی دنوں میں جماعت سے پڑھے تو واجب ہے۔

منفرد پر تکبیر واجب نہیں مگر منفرد بھی کہہ لے کہ صاحبین کے نزدیک اس پر بھی واجب ہے۔

امام نے تکبیر نہ کہی جب بھی مقتدی پر کہنا واجب ہے اگرچہ مقتدی مسافر یا دیہاتی ہو۔

Marfat.com

شرعی اُمور کی سنتیں

دین اسلام میں انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لئے شرعی قوائد وضوابط موجود ہیں۔روزمرّہ زندگی میں شرعی اعمال کو سُنت کے مطابق سرانجام دینے کی بڑی فضیلت ہے۔شرعی اعمال کی سُنتیں حسب ذیل ہیں۔

سلام کہنے کی سُنتیں

اسلام کی سب سے بنیادی اخلاقی تعلیم ملاقات کے وقت سلام کہنا ہے یہ سلامتی امن اور مسرت کا پیغام ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ملاقات کے وقت دیتا ہے لہٰذا اپنے والدین، اولاد عزیز واقارب اور دیگر مسلمان بھائیوں کو ملتے وقت سلام کہنا چاہئے کیونکہ ایسا کرنے سے اخوت اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ انسان کی پیدائش کے وقت سب سے پہلے یہی ادب سکھایا گیا تھا۔ ملاقات کے وقت سلام کہنے کی ترغیب اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی ہے۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور جب تمھارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو (ان سے) سلام علیکم کہا کرو۔ خدا نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کردیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی بُری حرکت کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور نیکوکار ہو جائے تو وہ بخشنے والا مہربان ہے۔(انعام:۵۴)

Marfat.com

اہل ایمان کو سلام کہنا ضروری ہے بلکہ سلام کہنے سے مسلمانی کا اظہار ہوتا ہے۔قرآن مجید میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے سلام کہنے کی تاکید یوں فرمائی ہے:۔

وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ۝

اور جب تم کو کوئی دعا دے تو (جواب میں) تم اس سے بہتر (کلمے) سے (اسے) دعا دو یا انھیں لفظوں سے دعا دو۔ بیشک خدا ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ (النساء:۸۶)

تحیت سے مراد دعا دینا، سلامتی کی دعا کرنا ہے اور اس دعا کا جواب دینا میں ضروری ہے یعنی سلام کے جواب میں واپسی سلام کہنا لازمی ہے۔

فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

اور جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے (گھر والوں) سلام کیا کرو (یہ) خدا کی طرف اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ (النور:۶۱)

ان تمام آیات کا یہی مقصد ہے کہ جب دوسرے کے ساتھ ملاقات ہو تو اس وقت جو کلمہ منہ سے نکلے وہ امن اور سلامتی کا پیام ہو تو اس پر سلام کا طریقہ قائم کیا گیا ہے۔

سلام کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ جب کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو خندہ پیشانی سے اسے السلام علیکم کہیں اور جواب میں دوسرا مسلمان وعلیکم السلام کہے۔حضور ﷺ کا یہی طریقہ تھا کہ آپ جب کسی سے ملتے تو اسے السلام علیکم کہتے اور اگر کوئی آپ ﷺ کو سلام کہتا تو آپ ﷺ جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ فرماتے۔ السلام علیکم کا مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور پناہ میں آجائیں یعنی ہر دکھ درد، رنج وغم، فکر پریشانی اور تمام آفات ومصائب سے بچے رہو۔لفظ سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے۔ جس کے معنی امن وسلامتی دینے والے کے ہیں۔تو مطلب یہ ہوا کہ ہم ملاقات کے وقت ایک دوسرے کی سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آج تک آنے والے بزرگان دین اور علماء نے اپنے اپنے حلقۂ اثر واختیار میں سلام کرنے کا عملی طور پر تربیت دینے کا طریقہ قائم کر رکھا ہے۔لہٰذا والدین کو چاہئے کہ اپنی اولاد کو سب سے پہلے سلام کہنے کی تربیت دیں۔

السلام علیکم کہنے اور اس کا جواب دینے کے متعلق شرعی احکام واصول اور سنتیں حسب ذیل ہیں:۔

Marfat.com

ا۔ واقف ناواقف کوسلام کہنا سُنت ہے

ہر واقف اور ناواقف کو سلام کہنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے آپس میں محبت وخلوص، خیر خواہی اور وفاداری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ بڑے شہروں کے بعض بازاروں میں آنے جانے والوں کا بے پناہ ہجوم ہوتا ہے۔ وہاں ہر ایک کو سلام تو نہیں کہا جا سکتا۔ تو وہاں جس سے خرید وفروخت کرنی ہو اسے ضرور سلام کہیں۔ عام راستے پر اگر کوئی چلتا ہوا مل جائے تو اسے سلام کہنا چاہئے کیونکہ ہر واقف اور ناواقف کو سلام کہنا سنت ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَئَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرِءُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسلام کی کونسی عادت بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا کھانا کھلانا اور واقف ناواقف کو سلام کرنا۔ (بخاری شریف)

۲۔ آپس میں سلام کہنے کو فروغ دینا سُنت ہے

مسلمان کا فرض ہے کہ سلام کو فروغ دے اور زیادہ سے زیادہ سلام کرنے کی عادت ڈالے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں تمھیں ایسی تدبیر بتاتا ہوں کہ جس کو اختیار کرنے سے تمھارے درمیان دوستی اور محبت بڑھ جائے گی۔ لہٰذا آپس میں کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کرنے کی عادت بنالو (مسلم شریف)۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دوسروں کو سلام کہنے کی ترغیب دینی چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَاتُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَافَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم جب تک مومن نہ بن جاؤ گے جنت میں داخل نہ ہو گے اور تم مومن نہ بنو گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے اور کیا میں تمھیں ایسی بات نہ بتاؤں کہ جب تم اس کو عمل میں لاؤ تو تم

Marfat.com

آپس میں محبت کرنے لگو۔ تم آپس میں سلام کو رواج دو۔ (مسلم شریف)

ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو خدا کی عبادت کرے۔ دوسروں کو کھانا کھلائے اور سلام کو پھیلائے تو وہ شخص اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوگا۔ (الادب المفرد)

۳۔ سلام کہنا مسلمان کا حق ادا کرنا ہے

سلام ایک طرح کا دوسرے مسلمان بھائیوں کا حق ہے اور اسے حق سمجھ کر ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس لئے سلام کہنے میں فراخ دلی سے کام لیتے ہوئے دوسرے مسلمانوں کو سلام کہنا چاہئے اور سلام کہنے میں تکبر اور بخل سے کام نہیں لینا چاہئے۔ ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوْفِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهٗ وَيُجِيْبُهٗ اِذَا دَعَاهُ وَيُشَمِّتُهٗ اِذَا عَطَسَ وَيَعُوْدُهٗ اِذَا مَرِضَ وَيَتَّبِعُ جَنَازَتَهٗ اِذَا مَاتَ وَيُحِبُّ لَهٗ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے مسلمان کے مسلمان پر بھلائی کے چھ حقوق ہیں جب کوئی مسلمان ملے تو اس کو سلام کرنا، کوئی مسلمان دعوت دے تو اس کو قبول کرنا۔ کسی مسلمان کو چھینک آئے تو اس کا جواب دینا۔ کوئی مسلمان بیمار ہو تو اس کی عیادت کرنا۔ کوئی مسلمان مرجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جانا اور ہر مسلمان کے لئے اس چیز کو پسند کرنا جس کو خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (جامع ترمذی)

۴۔ گفتگو سے پہلے سلام کہنا سُنت ہے

اچھے اخلاق کا تقاضا ہے کہ گفتگو کے آغاز سے پہلے مخاطب سے سلام کہیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ کہیں راستہ پوچھنا ہو یا کسی چیز کا بھاؤ پوچھنا ہو تو سلام کئے بغیر ہی اپنا مقصد ظاہر کر دیتے ہیں۔ ایسا کرنا اسلامی آدابِ گفتگو کے خلاف ہے لہٰذا اپنی عادت بنالو کہ جب بھی کسی چھوٹے بڑے سے کوئی چیز دریافت کرنی ہو یا کسی دکاندار سے کوئی معلومات یا کسی چیز کا نرخ پوچھنا ہو تو پہلے اسے السلام علیکم کہیں

Marfat.com

اس کے بعد ادب کے ساتھ مخاطب ہو کر اپنا مدعا بیان کریں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گفتگو سے پہلے سلام ہونا چاہئے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی السلام علیکم کہنے سے پہلے بات کرے تو اس کا جواب نہ دو۔

۵۔ خط کے شروع میں سلام لکھنا

خط لکھتے وقت ہمیشہ شروع میں السلام علیکم لکھیں کیونکہ یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ سلام کے علاوہ حرف آغاز میں کوئی بات لکھنا اچھا نہیں۔ ایسے ہی آپ کسی دوست یا عزیز کو خط لکھ رہے ہیں اور کوئی دوسرا آپ سے کہے کہ میرا سلام لکھ دو تو اس کا سلام لکھ دینا چاہئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! جبریل علیہ السلام تجھے سلام کہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ (بخاری شریف)

عَنْ اَبِی الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِیِّ كَانَ عَامِلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اِذَا كَتَبَ اِلَيْهِ بَدَاَ بِنَفْسِهٖ.

حضرت ابو علاء حضرمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل تھے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھتے تو اپنی جانب سے شروع کرتے۔ یہ خط ہے علاء حضرمی رضی اللہ عنہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ (سنن ابوداؤد)

خط لکھنے میں جو سلام لکھا جاتا ہے اس کا جواب دینا واجب ہے لہٰذا جب کسی کے پاس خط آئے تو خط میں لکھے ہوئے سلام کے جواب وعلیکم السلام کہیں اور اگر اسی وقت اس خط کا جواب دیا تو پھر اس میں فوراً وعلیکم السلام لکھ دیں۔

۶۔ سلام کے جواب کا مکمل طریقہ

جب کوئی السلام علیکم کہے تو اس کے جواب میں صرف وعلیکم السلام پر اکتفا کریں گے تو کم نیکیوں کا اجر ملے گا اور اگر اس کے ساتھ ورحمۃ اللہ برکاتہٗ کا اضافہ کریں گے تو زیادہ نیکیوں کا اجر ملے گا اس لئے یہ

Marfat.com

راہ جاتی نیکیاں ہیں ان سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔ اکثر بزرگان دین اور صوفیا کا یہ طرز عمل ہے کہ جب کوئی انھیں السلام علیکم کہتا ہے تو وہ جواب میں وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ برکاتہٗ بھی کہتے ہیں لہٰذا ہر شخص کو اس پر عمل کرنا چاہئے۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلٰثُوْنَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا السلام علیکم آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی دس نیکیاں لکھی گئیں۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ بھی بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی بیس نیکیاں لکھی گئیں۔ پھر ایک شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہٗ آپؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ بھی بیٹھ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تیس نیکیاں لکھیں گئیں۔ (جامع ترمذی)

۷۔ کون، کسے سلام کہے؟

اسلام میں اخلاق لحاظ سے سلام کرنے کا ضابطہ یہ ہے کہ ہر چھوٹا بڑے کو سلام کہے، جو پیدل ہو وہ بیٹھے کو سلام کرے۔ اور جو سواری پر ہو وہ پیدل اور بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور کم آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔ اولاد اپنے والدین کو سلام کرے۔ شاگرد اپنے استاد کو سلام کرے۔ مقتدی اپنے امام کو سلام کرنے میں پہل کرے۔ قوم کا رہنما اپنی قوم کو پہلے سلام کرے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم آدمی زیادہ آدمیوں کو (بخاری شریف)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى

Marfat.com

اَلْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سوار، پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے آدمی بہت سے آدمیوں کو سلام کریں۔
(بخاری و مسلم شریف)

۸۔ چھوٹے بچوں کو سلام کہنا سُنت ہے

سلام کرنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ چھوٹے بچے بڑوں کو سلام کریں۔ اس کے علاوہ اگر بچے ہیں بیٹھے ہوں، تو بڑا بھی انھیں سلام کہہ دے کیونکہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ادا ہو جاتی ہے اور یہ بچوں کو سلام کرنے کا طریقہ سکھلانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اگر سکول کی جماعت میں بچے بیٹھے ہوں یا کسی درس میں بچے پڑھ رہے ہوں تو کوئی بڑا آ جائے تو اسے چاہئے کہ اس بچوں کی جماعت کو سلام کہہ دے۔ ایسے ہی بچے گھر میں ہوں تو کوئی بڑا آدمی باپ یا بھائی وغیرہ باہر سے آئے تو ان بچوں کو سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں اس طرح بچے سلام کرنے کا طریقہ سیکھ جائیں گے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْہِمْ.

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم لڑکوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے تو آپ نے انھیں سلام کیا۔ (بخاری و مسلم شریف)

۹۔ عورت اور مرد کا آپس میں سلام کہنا

خواتین مردوں کو سلام کہہ سکتی ہیں بشرطیکہ جاننے والے ہوں۔ ایسے ہی مرد بھی عورت کو سلام کہے کیونکہ اس سے اسلامی ہمدردی کا اظہار ہوتا ہے۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اس وقت حضور غسل فرما رہے تھے۔ میں نے انھیں سلام کیا۔ فرمایا کون ہے؟ میں نے کہا ام ہانی رضی اللہ عنہا۔ فرمایا مرحبا (الادب المفرد)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو اس وقت میں اپنی ہم عمر عورتوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا کہ کفر منعمین سے بچو۔ میں عورتوں میں سے آپؐ سے سوال کرنے کے معاملے میں بیباک تھی۔ میں نے عرض کیا

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ! کفر منعمین کیا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا اپنے ماں باپ کے پاس بے شوہری کا زمانہ طویل ہو جاتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو شوہر دے دیتا ہے پھر اللہ اسے بیٹا بھی عطا کر دیتا ہے پھر بھی وہ غصے میں آتی ہے تو کہتی ہے۔ واللہ! میں نے تجھ سے کچھ بھلائی نہیں پائی
(الادب المفرد)

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا.

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم کچھ عورتیں بیٹھی تھیں کہ نبی ﷺ کا ہم پر گزر ہوا تو نبی ﷺ نے ہمیں سلام کیا۔ (سنن ابن ماجہ)

۱۰۔ سلام میں پہل کرنا سُنت ہے

سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ سلام میں پہل کرنا اللہ کو بہت پسند ہے۔ پہل کرنے میں حکمت یہ ہے کہ انسانی نفس میں عجز پیدا ہوتا ہے اس حکم سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص سے کوئی ناراضگی ہو جائے تو ان دونوں میں بھی بہتر اور اچھا شخص وہ ہوگا جو دل سے ناراضگی کو ختم کر کے سلام کرنے میں پہل کرے گا۔ کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ کسی مسلمان کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کئے رہے کہ جب دونوں ملیں تو ایک آنکھیں چرالے اور دوسرا دوسری طرف آنکھیں چرالے۔ ان میں وہ افضل ہے کہ جو سلام میں پہل کرے۔ اکثر بزرگان دین اور اولیاء کا یہ طرز عمل رہا ہے کہ وہ ہمیشہ سلام کرنے میں پہل کرتے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَا بِالسَّلَامِ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سے نزدیک تر وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے۔ (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد)

۱۱۔ گھر والوں کو سلام کرنا چاہئے

اپنے گھر میں داخل ہو کر گھر والوں کو سلام کہنا چاہئے کیونکہ یہ حضور ﷺ کی سنت ہے۔ آپؐ جب

Marfat.com

بھی گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے سلام کہتے۔ اسی طرح جب کسی اور کے گھر بھی داخل ہوں تو گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام کہیں اگر پہلے کہیں تو زیادہ بہتر ہے۔ سلام ہمیشہ ذرا اونچی آواز سے کہیں تاکہ جسے سلام کہا گیا ہے وہ سن لے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین اشخاص کا ضامن اللہ تعالیٰ بن جاتا ہے۔ اگر وہ زندہ رہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کافی ہے اور مر جائیں تو سیدھے جنت میں جائیں گے۔ ان میں پہلا وہ ہے جو ہمیشہ سلام کہہ کر گھر میں داخل ہوتا ہو۔ دوسرا وہ ہے جو پانچوں وقت مسجد کی طرف جاتا ہو اور تیسرا وہ ہے جو جہاد کے وقت جہاد میں شامل ہو جاتا ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب اپنے اہل وعیال کے پاس آؤ تو ان کو سلام کرو۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَابُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَھْلِکَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَۃً عَلَیْکَ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِکَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیٹا جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو۔ اس سے تم پر اور تمھارے گھر والوں پر برکت نازل ہوگی۔ (جامع ترمذی)

۱۲۔ واپس آ کر سلام کہنا

آپ کسی مقام یا کسی مجلس میں بیٹھے ہوں اور تھوڑی دیر کے لئے وہاں سے اٹھ کر کسی کام کے لئے جائیں تو جب دوبارہ واپس آئیں تو پھر دوبارہ سلام کہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا انْتَھٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی مَجْلِسٍ فَلْیُسَلِّمْ فَاِنْ بَدَالَہٗ اَنْ یَّجْلِسَ فَلْیَجْلِسْ ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْیُسَلِّمْ فَلَیْسَتِ الْاُوْلٰی بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَۃِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے جب کوئی شخص کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور اگر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بیٹھ جائے اور پھر جب چلنے لگے، تو دوبارہ سلام کرے اس لئے کہ پہلی مرتبہ کا سلام کرنا دوسرا سلام کرنے سے بہتر نہیں ہے۔

(جامع ترمذی)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا لَقِیَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْہِ

Marfat.com

فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرَةٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو چاہئے کہ اسے سلام کرے۔ پھر اگر دونوں کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر ملنا ہو تو پھر سلام کرنا چاہئے۔ (سنن ابوداؤد)

۱۴۳۔ کسی کے سلام بھیجنے پر جواب کا سنت طریقہ

اگر کوئی شخص کسی اور آدمی کے ذریعے سلام کہلوا بھیجے تو اس کا جواب دیں اور اس کا سنت طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کار کے مطابق یہ ہے:۔

عَنْ غَالِبٍ قَالَ إِنَّا لَجُلُوسٌ بِبَابِ الْحَسَنِ الْبَصَرِيِّ إِذْ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ بَعَثَنِي أَبِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْتِهِ فَأَقْرِأْهُ السَّلَامَ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَبِي يُقْرِئُكَ السَّلَامَ فَقَالَ عَلَيْكَ وَعَلَى أَبِيكَ السَّلَامُ.

غالب کہتے ہیں کہ ہم حسن بصری رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا ان سے میرے دادا نے کہا کہ میرے والد نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونا اور میرا سلام عرض کرنا۔ چنانچہ میں خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرے والد آپ کو سلام کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا علیك وعلیٰ ابيك السلام یعنی تم پر اور تمھارے والد پر سلام ہو۔ (سنن ابوداؤد)

۱۴۴۔ مجلس میں سلام کرنے کا ادب

کسی مجلس یا جماعت کو سلام کرتے وقت سب کو ایک بار السلام علیکم کہہ دیں۔ مخصوص طریقہ سے کسی کا نام لے کر سلام نہ کریں۔ اور اس مجلس میں سے چند نے جواب دے دیا تو سب کی طرف سے جواب ہو جائے گا۔ ایسے ہی اگر ایک جماعت آئی اور اس میں سے چند حضرات نے سلام کہہ دیا تو سب کی طرف سے سلام ہو جائیگا۔ مگر افضل یہ ہے کہ سب ہی سلام کریں۔ یونہی اگر ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار رہوئے اور اگر ایک نے جواب دے دیا تو سب بری ہو گئے اور افضل یہ ہے کہ سب ہی جواب دیں۔ ایک شخص مجلس میں آیا اور اس نے سلام کیا۔ اہل مجلس پر جواب دینا واجب ہے اور دوبارہ پھر سلام

Marfat.com

کیا تو جواب دینا واجب نہیں۔مجلس میں آ کر کسی نے السلام علیک کہا یعنی صیغۂ واحد بولا اور کسی ایک شخص نے جواب دے دیا تو جواب ہو گیا۔خاص اس کو جواب دینا واجب نہیں جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے۔ہاں اگر اس نے کسی شخص کا نام لے کر سلام کیا کہ فلاں صاحب! السلام علیکم، تو خاص اس شخص کو جواب دینا ہوگا دوسرے جب اس کے جواب کے قائم مقام نہیں ہوگا۔

اہل مجلس پر سلام کیا ان میں سے کسی نابالغ عاقل نے جوب دے دیا تو یہ جواب کافی ہے اور بڑھیا نے جواب دیا یہ جواب بھی ہو گیا۔جوان عورت یا مجنون یا ناسمجھ بچہ نے جواب دیا یہ ناکافی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جماعت کہیں سے گزری اور اس میں سے ایک نے سلام کر لیا یہ کافی ہے اور جو لوگ بیٹھے ہیں ان میں سے ایک نے جواب دے دیا یہ کافی ہے یعنی سب پر جواب دینا ضروری نہیں۔(سنن بیہقی)

Marfat.com

سُنتِ مُصافحہ

مصافحے کا مطلب خلوص دل اور محبت سے ہاتھ ملانا ہے۔ حضور ﷺ خود بھی مصافحہ فرماتے ہیں اور آپؐ کے صحابہ بھی آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے اس لئے مصافحہ نبی اکرم ﷺ کی محبوب سنت ہے کہ جب مسلمان بھائی آپس میں ملیں یا جدا ہوں تو وہ ہاتھ ملائیں۔ مصافحے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے۔ اپنا دایاں ہاتھ دوسرے کے دائیں ہاتھ سے ہتھیلیوں کی جانب سے ملائیں۔ پھر خود اپنا بایاں ہاتھ دوسرے کے دائیں ہاتھ پر رکھ دیں جسے آپ پہلے ملا چکے ہیں ایسے ہی دوسرا اپنا بایاں ہاتھ آپ کے دائیں ہاتھ پر رکھ کر دے۔ اس طرح دایاں دائیں سے مل گیا اور بایاں بائیں سے مل گیا آپ کا اور دوسرے کا ایک ایک ہاتھ درمیان میں آ گیا۔ حضور ﷺ کے مصافحے کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ جب ان سے مصافحہ کیا تو حضور ﷺ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں میں تھا یعنی ہر ایک کا ایک ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہوگا۔ بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ ہاتھ ملاتے وقت دوسرے کے انگوٹھے کو تھوڑا سا دبائیں کیونکہ انگوٹھے کے ساتھ ایک رگ ہوتی ہے جسے پکڑے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ مصافحے کے فضائل اور آداب مندرجہ ذیل ہیں:۔

ا۔ مصافحہ سلام کا حصہ ہے

مصافحہ دراصل سلام کرنے کا ہی ایک حصہ ہے کیونکہ اس سے السلام علیکم کہنے یعنی سلام کرنے کی تکمیل ہوتی ہے اور مصافحہ سے محبت اور مسرت کا اظہار ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَمَامُ عِیَادَةِ الْمَرِیْضِ اَنْ یَّضَعَ اَحَدُکُمْ یَدَهٗ عَلٰی جَبْهَتِهٖ اَوْ عَلٰی یَدِهٖ فَیَسْاَلُهٗ کَیْفَ هُوَ وَتَمَامُ تَحِیَّاتِکُمْ بَیْنَکُمُ الْمُصَافَحَةُ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ تم

Marfat.com

اپنا ہاتھ مریض کی پیشانی یا ہاتھ پر رکھ کر اس سے اس کا حال پوچھو اور تمھارا آپس میں سلام کرنا مصافحہ سے مکمل ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی)

۲۔ مرد مرد سے اور عورت عورت سے مصافحہ کرے

مصافحے کا بنیادی اسلامی اصول یہ ہے کہ مرد دوسرے مرد سے ہاتھ ملائے اور عورت دوسری عورت سے ہاتھ ملائے۔ مصافحے کے لئے مرد کو کسی عورت سے ہاتھ ملانا جائز نہیں۔ ایسے ہی کسی عورت کو مرد سے مصافحہ نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ مرد اور عورت کا آپس میں مصافحہ کرنا خلاف شرع ہے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک یونیورسٹی کی ایک طالبہ نے ایک طالب علم سے ہاتھ ملایا ایک صاحب دیکھ رہے تھے جن کے دل میں اسلام کی محبت اور عظمت تھی۔ انھوں نے اس لڑکی کو اپنے پاس بلا کر سمجھایا کہ بیٹی! عورت کا مرد کے ساتھ مصافحہ کرنا خلاف شرع ہے۔ اس لڑکی کے دل میں وہ بات اُتر گئی۔ اس کے بعد اس نے اس عادت کو ترک کر دیا۔

مرد اور عورت کے مصافحے کی رسم دراصل غیر مسلموں اور یہود و نصاریٰ کی ہے کہ اس معاشرے میں عورت اور مرد کے مصافحے کو کوئی برائی تصور نہیں کیا جاتا مگر اسلامی نقطہ نظر سے اس سے برائی جنم لینے کے آثار پیدا ہوتے ہیں یعنی جب کوئی مرد کسی عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے گا تو اس کے دل میں شیطانی وساوس پیدا ہو سکتے ہیں اس لئے اسلام نے مرد اور عورت کے مصافحے کو منع فرمایا ہے۔

عَنْ اَنَس قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ مِنَّا یَلْقٰی اَخَاہُ اَوْ صَدِیْقَہٗ اَیَنْحَنِیْ لَہٗ قَالَ لَاقَالَ اَفَیَلْتَزِمُہٗ وَیُقَبِّلُہٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَیَاخُذُہٗ بِیَدِہٖ وَیُصَافِحُہٗ ؟قَالَ نَعَمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے ایک شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے سنا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کوئی جب اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا جھک جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا تو کیا لپٹ جائے اور بوسہ لے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں اس نے عرض کیا، کیا اس کا ہاتھ تھام لے اور مصافحہ کرے۔ آپؐ نے فرمایا "ہاں"۔ (جامع ترمذی)

اس حدیث میں مصافحے کی اجازت صرف مسلمان بھائیوں۔ رشتہ داروں اور دوستوں کو دی گئی ہے کہ جس کا مطلب یہ ہوا کہ مرد صرف مرد مصافحہ کر سکتا ہے یعنی وہ مخالف جنس سے مصافحہ نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

۳۔ مصافحے کا رواج کب شروع ہوا

حضور ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لا چکے تھے کہ ایک مرتبہ چند یمن کے لوگ مدینہ میں آئے وہ مصافحہ کرتے تھے ان کی عادت حضور ﷺ کو پسند آئی۔ کیونکہ ان کے اس فعل سے محبت کے آثار واضح ہوتے تھے چنانچہ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس روز سے مصافحہ کرنے کی تاکید فرمادی۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا جَآءَ اَهْلُ الْيَمَنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَآءَ كُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ وَهُمْ اَوَّلُ مَنْ جَآءَ بِالْمُصَافَحَةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب اہل یمن آئے تو نبی ﷺ نے فرمایا تمھارے پاس اہل یمن آئے ہیں اور وہی سب سے پہلے اپنے ساتھ مصافحہ لائے ہیں۔ (سنن ابوداؤد)

۴۔ ہر ملاقات کے بعد مصافحے کا جواز

جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ پانچوں نمازوں کے بعد، نماز عیدین، نماز جمعہ کے بعد مسجد سے رخصت ہوتے وقت امام اور دیگر مقتدیوں سے مصافحہ کر لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ایسا کرنے سے نیکیوں میں اضافہ ہوگا، حضور ﷺ کے صحابہ میں مصافحے کا عام رواج تھا۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں مصافحہ کا رواج تھا انھوں نے کہا ہاں! (بخاری شریف)

۵۔ مصافحہ سے گناہوں کی بخشش

مصافحہ کرنے سے دل پاک صاف ہو جاتا ہے اور گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس لئے اگر دل میں کسی کے خلاف تھوڑی کدورت ہو بھی تو مصافحہ کرتے وقت نکال دینی چاہئے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّتَفَرَّقَا.

Marfat.com

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے۔ (ترمذی شریف)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان جب دوسرے مسلمان سے مل کر مصافحہ کرتا ہے تو ان کے گناہ اس طرح معاف ہو جاتے ہیں جس طرح آندھی میں درخت کے خشک پتے گر جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

سُنتِ مُعانقہ

معانقے کا مطلب گلے لگ کر ملنا ہے اسے بغل گیر ہونا بھی کہا جاتا ہے۔ معانقہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور یہ اظہار محبت کی نشانی ہے کیونکہ اکثر اہل خرد کا کہنا ہے کہ ہاتھ سے ہاتھ اور سینے سے سینہ مل جانے سے دل مل جاتا ہے جس سے ایک دوسرے کے لئے اخوت اور محبت پیدا ہوتی ہے لہٰذا اسلام اور مصافحے کے سات معانقہ بھی درست ہے لیکن معانقہ ہر ملاقات کے بعد نہیں بلکہ خاص موقعوں کی ملاقاتوں کے بعد کرنا باعث برکت ہے جیسے نماز جمعہ کی ملاقات کے بعد یا عیدین کے بعد اور خاص کر جب بھی کوئی سفر سے آئے تو پھر لازماً معانقہ کرنا چاہئے۔ ایسے ہی جب کوئی حاجی سفر پر روانہ ہو رہا ہو یا حج سے واپس آیا ہو تو اس سے معانقہ کرنا باعث خیر و برکت ہے۔

معانقے کا سنت طریقہ

معانقے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اپنے گلے اور چہرے کو دوسرے کے گلے کی دائیں جانب لگائیں اور اپنی چھاتی کو اس کی چھاتی کے ساتھ لگائیں اور ہاتھ آپس میں ایک دوسرے کی پشت پر رکھیں اور تھوڑا سا دبائیں۔ پھر چہرے کو ہٹا کر بائیں جانب لگائیں جس طرح پہلے لگایا تھا اور پشت پر بھی پہلے کی طرح ہاتھ رکھیں اور سینہ کو دبائیں۔ پھر اس طرف سے اپنے گلے کو ہٹا کر دائیں جانب دوبارہ لگائیں یعنی اس طرح تین مرتبہ گلے کے ساتھ اور چھاتی کے ساتھ چھاتی لگائیں اور معانقہ کے وقت درود شریف پڑھیں اور ذکر الٰہی کریں۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ صرف ایک طرف گلے لگانے سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے۔

معانقے کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات حسب ذیل ہیں:۔

Marfat.com

۱۔ اظہار محبت کا بہترین ذریعہ

معانقہ اظہار محبت کا بہترین ذریعہ ہے کیونکہ حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو فرط محبت سے گلے لگایا اور بوسہ دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ معانقے کے وقت بوسہ لینا بھی سنت ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُبْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهٗ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُهٗ عُرْيَانًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ فَاعْتَنَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ مدینہ آئے اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ نبی ﷺ اس وقت میرے گھر میں تشریف فرما تھے انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا رسول اللہ ﷺ صرف تہبند باندھے برہنہ جسم چادر کو کھینچتے ہوئے باہر تشریف لے گئے۔ قسم ہے خدا کی میں نے کبھی اس سے پہلے اور اس کے بعد آپ کو برہنہ نہیں دیکھا۔ آپ نے جوش محبت سے زید رضی اللہ عنہ کو گلے لگالیا اور بوسہ لیا۔ (ترمذی شریف)

۲۔ سفر سے آنے کے بعد معانقہ

سفر سے آنے کے بعد معانقہ کرنا دراصل حضور ﷺ کی سنت ہے لہٰذا سفر سے آنے کے بعد والد، بھائی، عزیز و اقارب، دوست، استاد وغیرہ سے ملاقات کے وقت معانقہ کرنا چاہئے۔ اور اگر کسی کا شیخ طریقت ہو تو سفر سے واپسی کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہو کر معانقہ کی سعادت سے مشرف ہونا چاہئے۔

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فِيْ قِصَّةِ رُجُوْعِهٖ مِنْ اَرْضِ الْحَبْشَةِ قَالَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ فَتَلَقَّانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَنَقَنِيْ ثُمَّ قَالَ مَا اَدْرِيْ اَنَا بِفَتْحِ خَيْبَرَ اَفْرَحُ اَمْ بِقُدُوْمِ جَعْفَرٍ وَّوَافَقَ ذَالِكَ فَتْحَ خَيْبَرَ.

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سرزمین حبشہ سے واپس آنے کے واقعہ میں روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ ہم نکلے یہاں تک مدینہ منورہ آپہنچے تو مجھے رسول اللہ ﷺ ملے۔ آپ نے مجھ سے معانقہ کیا۔ پھر فرمایا مجھے نہیں معلوم کہ فتح خیبر کی خوشی زیادہ ہے یا آمد جعفر کی۔ اور یہ فتح خیبر

Marfat.com

کے وقت کا واقعہ ہے۔ (شرح السنۃ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے کسی سے ایک حدیث سنی تو میرے دل میں شوق پیدا ہوا کہ میں اس صحابی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کروں۔ چنانچہ اس شوق سے میں نے ایک اونٹ خریدا اور شام کی طرف چل پڑا۔ یہاں وہ صحابی رہتے تھے۔ آخر جب شام پہنچا تو پتہ چلا کہ جن کی روایت کردہ حدیث مجھ تک پہنچی ہے وہ صحابی عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ میں ان کے مکان پر گیا۔ دستک دی اور انھیں ایک پیغام رساں نے میرے آنے کی اطلاع دی۔ آخر وہ ملاقات کے لئے باہر تشریف لائے اور انھوں نے ملتے ہی مجھ سے معانقہ کیا اور فرمایا کہ آپ سفر سے آئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے آنے والوں کے ساتھ معانقہ کیا کرتے تھے لہٰذا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی سنت پر عمل کیا ہے اس کے بعد انھوں نے مطلوبہ حدیث بیان فرمائی۔ (الادب المفرد)

۳۔ اللہ والوں سے معانقہ

صالحین، متقی، پرہیزگار، اور اولیاء اللہ کے گلے ملنا خوش بختی کی دلیل ہے اور اس معانقہ میں اللہ والے جب کسی کو اپنے گلے لگاتے ہیں تو اس کے حق میں دعا فرماتے ہیں جو انسانی قسمت جاگ اٹھنے کا سبب بن سکتی ہے۔ اکثر ایسے واقعات مشہور ہیں کہ اللہ والوں نے گلے سے لگایا اور قلب زندہ کردیا۔ اس کا جواز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ملتا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا جو اُن کی خوش بختی کا باعث بنا لہٰذا خاص موقعوں پر اللہ کے بندوں سے گلے ملنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ ان کی تائید اور دعا حاصل ہو۔

عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ بُشَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ عَنَزَةَ اَنَّهٗ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ ذَرٍّ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَافِحُكُمْ اِذَا لَقِيْتُمُوْهُ قَالَ مَا لَقِيْتُهٗ قَطُّ اِلَّا صَافَحَنِيْ وَبَعَثَ اِلَيَّ ذَاتَ يَوْمٍ وَّلَمْ اَكُنْ فِيْ اَهْلِيْ فَلَمَّا جِئْتُ اُخْبِرْتُ فَاَتَيْتُهٗ وَهُوَ عَلٰى سَرِيْرٍ فَالْتَزَمَنِيْ فَكَانَتْ تِلْكَ اَجْوَدَ وَاَجْوَدَ.

ایوب بن بشیر نے عنزہ کے ایک آدمی سے روایت کی کہ اس نے کہا میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض گزار ہوا کہ ملاقات کے وقت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ حضرات سے مصافحہ کیا کرتے تھے فرمایا کہ میں کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ملا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصافحہ نہ کیا ہو اور ایک روز

Marfat.com

آپ ﷺ نے مجھے بلوایا تو میں اپنے گھر میں نہیں تھا۔ جب واپس آیا اور مجھے بتایا گیا تو میں حاضر بارگاہ ہو گیا۔ اس وقت آپ تخت پر جلوہ افروز تھے تو آپ نے مجھے گلے لگا لیا۔ یہ کتنا کرم ہے۔ یہ کتنا کرم ہے۔ (سنن ابوداؤد)

۴۔ حج سے واپسی پر مصافحہ اور معانقہ

جو شخص حج کر کے واپس آئے، اس سے ملاقات کے لئے جان باعث ثواب ہے ملاقات پر اس سے مصافحہ کریں پھر معانقہ کریں اس طرح اخلاص محبت کا اظہار ہو گا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہاری کسی حاجی سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرو اس سے مصافحہ کرو اور اپنے لئے اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے بخشش کی دعا کیلئے کہو کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔ (مسند امام احمد)

۵۔ عید کے موقعہ پر معانقہ کرنا سنت ہے

عید کے موقعہ پر نماز عید کے بعد معانقہ کرنا بھی اچھا ہے کیونکہ یہ بھی اظہار خوشی کا ایک ذریعہ ہے کیونکہ یہ تہوار مسلمانوں کے لئے خوشی کا دن ہوتا ہے۔ اس لئے اس دن معانقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ معانقہ خوف، فتنہ اور اندیشہ شہوت سے مبرا ہونا چاہئے۔

بوسہ کے شرعی آداب

کسی چیز کو منہ سے چومنے کو بوسہ کہتے ہیں۔ عربوں میں یہ قدیم رواج تھا کہ وہ ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو بوسہ دیتے تھے جس کا مقصد اظہار محبت تھا۔ اسلام میں یہ رواج ویسے ہی قائم رہا۔ کیونکہ یہ ایک اچھی رسم تھی جس سے معاشرے میں آپس کی محبت اور تعلقات کو فروغ ملتا تھا۔ یہی وجہ ہے عربوں میں یہ رواج آج تک چلا آ رہا ہے۔ کہ وہ ملاقات کے وقت معانقہ کرتے ہوئے یا سلام کہنے کے بعد

Marfat.com

گلے ماتھے یا رخسار پر بوسہ دیتے ہیں۔ چنانچہ اسلام نے اس رسم کو ویسے ہی برقرار رہنے دیا۔ بوسہ صرف فرطِ محبت اور شفقت کے اظہار کے تحت دیا جائے اس سے دلوں میں محبت اور دوسروں کی چاہت میں اضافہ ہوگا۔ نفسانی خواہش کے تحت سوائے اپنی منکوحہ بیوی کے کسی اور کو بوسہ دینے سے گناہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عام بوسہ کی صورت کو نفسانی جذبات سے مبرا رکھنا ضروری ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے بوسہ کی چند صورتیں ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ بوسہ رحمت

بڑے لوگ بچوں کو پیار کی وجہ سے جو بوسہ دیتے ہیں وہ بوسہ رحمت ہے۔ والدین کا اپنی اولاد کو چومنا خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے بوسہ رحمت ہے کیونکہ اولاد اور بچوں کو محبت کی وجہ سے چومنا جائز ہے۔ اس کا جواز حضور ﷺ کی مندرجہ ذیل احادیث ہیں:۔

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِیْ بَکْرٍ اَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ فَاِذَا عَائِشَةُ بِنْتُهٗ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ اَصَابَهَا حُمّٰی فَاَتَاهَا اَبُوْ بَکْرٍ فَقَالَ کَیْفَ اَنْتِ یَابُنَیَّةُ وَقَبَّلَ خَدَّهَا

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں آنے پر میں پہلی دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اندر داخل ہوا تو ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھیں جنھیں بخار ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور فرمایا ننھی بیٹی! کیا حال ہے؟ اور ان کے رخسار پر بوسہ دیا۔

(سنن ابوداؤد)

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِصَبِیٍّ فَقَبَّلَهٗ فَقَالَ اَمَا اِنَّهُمْ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ وَاِنَّهُمْ لَمِنْ رَیْحَانِ اللّٰهِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک بچے کو لایا گیا تو آپ نے اسے بوسہ دیا اور فرمایا یہ بخیل اور بزدل بنانے والے ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے خوشبودار فصل سے ہیں۔ (شرح السنۃ)

اولاد ایک میٹھا میوہ ہے جس میں رہ کر ہر انسان ایک ایسی فرحت محسوس کرتا ہے جس سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے اس لئے حضور ﷺ نے اسے ریحان کہا ہے ریحان ایک طرح کا خوشبودار پھول ہے۔ اولاد بلاشبہ اپنے ماں باپ اور اہل خاندان کی نظر میں پھول کا درجہ رکھتی ہے اس لئے جس طرح پھول کی خوشبو

Marfat.com

سے سرور حاصل ہوتا ہے اسے ہی بچوں کو دیکھ کر خوشی محسوس ہوتی ہے اور انھیں بوسہ دے کر خوش طبعی میں مزید اضافہ ہوتا ہے اس لئے حضور ﷺ نے بچوں کو چومنے کی ترغیب دی ہے۔

۲۔ اولاد کا اپنے والدین کو بوسہ دینا

اولاد بھی اپنے والدین کو ازراہِ محبت اور شفقت چوم سکتی ہے لیکن والدین کے ہاتھ کو بوسہ دینا مسنون ہے۔ حضور ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ بسا اوقات حضور ﷺ کے ہاتھ کو پکڑ کر بوسہ دیتی تھیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ سَمْتًا وَّهَدْيًا وَّدَلًّا وَّفِيْ رِوَايَةٍ حَدِيْثًا وَّكَلَامًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ہیئت، عادت اور صورت، میں ایک روایت میں ہے کہ بولنے اور گفتگو کرنے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر مشابہت رکھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ ان کیلئے کھڑے ہو جاتے ان کا ہاتھ پکڑتے اسے بوسہ دیتے اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بیٹھاتے۔ جب آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ ﷺ کے لئے کھڑی ہو جاتیں۔ آپ ﷺ کا دست مبارک پکڑ کر اسے بوسہ دیتیں اور آپ کو اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتیں۔ (سنن ابوداود)

۳۔ بوسۂ تحیت

سلام مصافحہ اور معانقہ کرتے ہوئے کسی کے ماتھے پر بوسہ دے دینا بھی جائز ہے مگر ایسے بوسہ میں خیالات کا پاکیزہ ہونا ضروری ہے۔ اگر بوسہ تحیت کی آڑ میں نفسانی خواہشات اُبھر آنے کا اندیشہ ہو تو پھر بوسہ بالکل نہیں لینا چاہئے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهٗ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُهٗ عُرْيَانًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ فَاعْتَنَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ.

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ جب مدینہ منورہ میں آئے تو رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے انھوں نے آکر دروزاہ کھٹکھٹایا تو رسول اللہ ﷺ ان کی طرف ننگے پیر اور کپڑے گھسیٹے ہوئے کھڑے ہوئے۔ خدا کی قسم میں نے اس سے پہلے یا اس کے بعد آپ ﷺ کو اس طرح کھلے بدن نہیں دیکھا آپؐ نے ان سے مصافحہ کیا اور انھیں بوسہ دیا۔
(جامع ترمذی)

۴۔ بوسہ محبت

محبت میں کسی شخص کو احتراماً چوم لینا جائز ہے اور درست ہے اس لئے استاد، شیخ طریقت یا کسی اللہ کے بندے کے ہاتھوں کو بوسہ دینا باعث سعادت ہے مگر اس صورت میں ریاکاری سے بچنا بھی ضروری ہے۔

عَنْ زَرَّاعٍ وَكَانَ فِيْ وَفْدِ عَبْدِالْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهُ.

حضرت زراع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جو عبدالقیس کے وفد میں تھے انھوں نے فرمایا کہ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اترنے لگے اور ہم نے رسول ﷺ کے ہاتھوں اور پیروں کو بوسے دیئے۔ (سنن ابوداؤد)

۵۔ حجرِ اسود کا بوسہ

حجرِ اسود کو بوسہ دینا جائز ہے۔ طواف میں اسے چومنا مسنون ہے کیونکہ حضور ﷺ نے اسے طواف میں بوسہ دیا۔

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ.

حضرت زبیر بن عربی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ حجرِ اسود کا استلام کرتے اور اس کو بوسہ دیتے تھے (بخاری شریف)

Marfat.com

۶۔ قرآن مجید کو چومنا

قرآن پاک کو بوسہ دینا بھی جائز ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فعل سے یہ بات ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن مجید کو روزانہ بوسہ دیتے اور فرماتے کہ یہ میرا عہد ہے اور کتاب ہے۔ ایسے ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مصحف کو بوسہ دیتے اور اپنی آنکھوں سے مس کر لیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی مقدس چیز کو چوم لینے میں کوئی حرج نہیں۔

۷۔ بوسہ نفسانی محبت

اپنی منکوحہ بیوی کو خلوت میں چوم لینا بھی شرعاً جائز ہے اس کے علاوہ کسی غیر منکوحہ عورت کے جسم کو بوجہ غلبہ نفسانی خواہشات مس کرنا گناہ ہے۔

گفتگو کی سُنتیں

قوت گفتار اللہ تعالیٰ کی انمول نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو عطا کر رکھی ہے۔ اپنے مقصد اور ضرورت کو ظاہر کرنے کے لیے ہر شخص کو بات چیت سے تقریباً ہر وقت واسطہ رہتا ہے۔ گفتگو انسانی شخصیت کا آئینہ ہے۔ جس سے انسانی وقار اور شخصی حیثیت کا اظہار ہوتا ہے۔ کسی شخص کی گفتگو جتنی معقول ہوا تنا ہی وہ دانشمند تصور کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسلام میں گفتگو کے چند آداب اور اصول مقرر کیے گئے ہیں جن کی روشنی میں گفتگو کرنا انسانی وقار میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ بولنے والا مہذب اور خوش اخلاق تصور کیا جاتا ہے اس لئے اچھا مسلمان وہ ہے جس کی گفتگو با مقصد اور بے ضرر ہو۔ جو ضرورت کے تحت بولے کیونکہ ضرورت کے بغیر بولنا نقصان دہ ہے۔ درمیانی لہجہ سے گفتگو کرے۔ نہ زیادہ اونچی اور نہ زیادہ پست، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز گفتگو بہت ہی پیارا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو میں اعتدال تھا، الفاظ سادہ عام فہم اور واضح ہوتے جنھیں سننے والا آسانی سے سمجھ جاتا۔ بعض اوقات کسی بات کو دہرا بھی دیتے تا کہ کوئی بات سمجھے بغیر نہ رہ جائے۔ اسلامی شریعت کی رُو سے آدابِ گفتگو مندرجہ ذیل ہیں:۔

Marfat.com

ا۔ سچی اور معقول بات کرنا

گفتگو کا پہلا ادب یہ ہے کہ جو بات کی جائے وہ سچی ہو کیونکہ اسلام کا سب سے بنیادی اور پہلا درس یہی ہے کہ زبان سے جو کچھ بولا جائے۔ سچی بات ہمیشہ معقول اور با معنی ہوتی ہے حضور ﷺ بذات خود ہمیشہ سچی بات کہا کرتے تھے اور اسی بات کی تاکید اپنی امت کو بھی فرمائی ہے کہ وہ ہمیشہ سچائی کو اپنائیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِىْ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ صِدِّيْقًا وَّ اِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِىْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ اِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكِذْبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ كَذَّابًا.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔ تم پر سچائی لازم ہے کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کا متلاشی رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھ لیا جاتا ہے اور جھوٹ سے پرہیز کرو کیونکہ جھوٹ بدی کی طرف لے جاتا ہے اور بدی جہنم میں لے جاتی ہے۔ آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب لکھ لیا جاتا ہے۔

(مسلم شریف)

۲۔ نرم لہجے سے بات کریں

گفتگو کا دوسرا ادب یہ ہے کہ گفتگو کرتے ہوئے نرم لہجہ اختیار کریں کیونکہ نرم بات میں ہمدردی کے جذبات ہوتے ہیں جس سے گفتگو مؤثر ہو جاتی ہے۔ بات سننے والا، نرم گفتگو کرنے والے کو پسند کرتا ہے اور جو کچھ کہہ رہا ہو سے غور سے سنتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جب حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اسے حق کی دعوت دو تو انھیں تاکید فرمائی کہ اس سے نرم لہجے میں بات کرنا کیونکہ نرم لہجہ انسانی متانت اور وقار کی بھی علامت ہے۔ تاکہ اس پر تمھاری گفتگو کا اثر اچھا قائم ہو۔

Marfat.com

اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی۝

ترجمہ: آپ دونوں فرعون کے پاس جاؤ بیشک اس نے سرکشی کی اس سے نرم لہجے سے بات کرنا۔ تا کہ وہ نصیحت پکڑے اور اللہ سے ڈرے (طٰہٰ: ۴۴، ۴۵)

حضور ﷺ بذات خود انتہائی نرم دل اور ملائم طبیعت تھے اور آپ ہمیشہ نرم لہجے میں گفتگو فرماتے ہیں اور یہی ترغیب آپ نے ملت اسلامیہ کو دی کہ جب بھی بات چیت کریں تو نرم لہجہ اختیار کریں۔ چلا چلا کر زور زور سے باتیں کرنا خلاف سنت ہے۔ چھوٹوں کے ساتھ جب بات چیت کریں تو مشفقانہ انداز اختیار کریں اور جب بڑوں کے ساتھ گفتگو کریں تو مودبانہ لہجہ رکھیں۔ انشاء اللہ دونوں کے نزدیک معزز رہیں گے۔

۳۔ عام فہم بات کرنا سنت ہے

بات عام فہم کرنی چاہئے تا کہ ہر کوئی سمجھ جائے بعض لوگ عام محفلوں میں یا دوستوں کی مجلس میں اپنی قابلیت اور ذاتی برتری کے اظہار کے لئے ایسے الفاظ میں بات کرتے ہیں کہ جو عام حضرات کی سمجھ سے بالاتر ہوں تا کہ ان کی شخصیت نمایاں ہو۔ اسلام نے ایسے تکلفات میں پڑنے کی بجائے سادگی اختیار کرنے پر زور دیا ہے اس لئے اچھا انسان وہی ہے جو بات عام فہم کرے کیونکہ ایسا کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی بات بڑی عام فہم ہوتی اور ہر سننے والا اسے آسانی سے سمجھ لیتا۔ (سنن ابوداؤد) ایسے ہی ایک اور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب کوئی بات فرماتے تو اس کو تین مرتبہ دہرادیتے تا کہ سننے والے کی سمجھ میں آجائے۔ (بخاری شریف)

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا۝ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۝

ترجمہ: مومنو! خدا سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کرو وہ تمھارے سب اعمال درست کر دے گا۔ اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بیشک بڑی مراد پائے گا۔ (احزاب: ۷۰، ۷۱)

Marfat.com

۴۔ اچھی بات کی ترغیب

گفتگو کا ایک ادب یہ ہے کہ ہمیشہ بات اچھی کریں کیونکہ اچھی بات کرنا چپ رہنے سے افضل ہے۔ اور چپ رہنا بے مقصد بات کرنے سے افضل ہے اس لئے اگر کوئی بُری باتیں کرتا ہو تو اسے اچھی باتوں کی ترغیب دینی چاہئے کیونکہ حضور ﷺ نے ہمیں ہمیشہ اچھی بات کہنے کا درس دیا ہے، چنانچہ اساتذہ اور والدین کو چاہئے کہ بچوں کو اچھی بات کرنے کی ترغیب دیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے فرمایا ہے کہ اچھی بات صدقہ ہے۔ (بخاری شریف)

ایک اور حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں بالا خانے ہیں جن کے باہر کے حصے اندر سے اندر کے حصے باہر سے نظر آتے ہیں۔ ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ کن کے لئے ہوں گے؟ حضور ﷺ نے جواب دیا کہ یہ ان لوگوں کے لئے ہوں گے جو ہمیشہ اچھی گفتگو کرتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

۵۔ ضرورت کے مطابق بات کریں

بات چیت ضرورت کے مطابق کرنی چاہئے کیونکہ ضرورت کے بغیر ہر جگہ باتیں کرتے رہنے سے ایک تو دماغی قوت کم ہوتی ہے اور دوسرے انسانی وقار مجروح ہوتا ہے اس لئے جن حضرات کو بلاضرورت باتیں کرنے کی عادت ہو انھیں چاہئے کہ اس عادت کو ترک کر دیں۔ کیونکہ باتونی شخص کو اسلامی معاشرے میں حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے لہٰذا جب بھی گفتگو کریں تو کسی کام کی گفتگو کریں۔ ایک عالم دین کا قول ہے کہ بات ہمیشہ سلیقے اور وقار سے کریں۔ جلدی اور تیزی سے نہ کریں اس سے آدمی کی وقعت جاتی رہتی ہے۔

جاہل لوگوں سے گفتگو کرنے کا موقع ملے تو بس کام کی بات کر کے اپنا مقصد واضح کر دیں۔ باتوں میں الجھنے اور بحث میں پڑنے سے بچیں۔ کیونکہ باتوں میں الجھنے سے جھگڑا ہونے کا خطر ہوتا ہے ایسے ہی دو آدمی بات کر رہے ہوں تو اجازت کے بغیر ان میں دخل اندازی نہ کریں اور نہ کبھی کسی بولنے والے کی بات کاٹنے کی کوشش کریں۔ اگر بات کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو پھر معذرت کے ساتھ دوسروں کی گفتگو میں دخل دیں۔

Marfat.com

۶۔ مذاق کی گفتگو سے بچنے کی کوشش کریں

لطیف قسم کے مزاح اور مذاق کی اسلام میں اگر چہ تھوڑی سی گنجائش موجود ہے مگر شدید قسم کے مذاق کی ممانعت ہے کیونکہ مذاق کی باتوں میں بسا اوقات ایک دوسرے پر زیادتی کی باتیں ہو جاتی ہیں جو لڑائی جھگڑے کا باعث بنتی ہیں۔ اس لیے مذاقیہ گفتگو سے منع فرمایا گیا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپس میں ٹھٹھا مذاق مت کرو کیونکہ مذاق دلوں میں نفرت پیدا کرتا ہے جس سے بڑے عزائم کی سوچ پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی ایک قول ہے کہ جو شخص کسی سے مذاق کرتا ہے وہ اس کی نظر سے گر جاتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

۷۔ گفتگو میں رضائے الٰہی کو مدنظر رکھیں

بات چیت اور گفتگو کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ بات کرتے ہوئے رضائے الٰہی کو مدنظر رکھیں کیونکہ جس میں اللہ کی رضا شامل ہو وہ سراسر نیکی ہے جس کا بے پناہ اجر ملے گا اس لئے گفتگو کرتے ہوئے یہ بات مدنظر رکھیں کہ جو بات کریں اسے اللہ کی خاطر کریں کیونکہ اسی میں نجات اور فلاح ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ بِهَا دَرَجٰتٍ وَّ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا یُلْقِیْ لَهَا بَالًا یَهْوِیْ بِهَا فِیْ جَهَنَّمَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا کوئی لفظ کہہ دیتا ہے جس کو اس نے اہمیت نہیں دی ہوتی لیکن اس کے باعث اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ایک لفظ کہہ دیتا ہے جس کی اسے پروا نہیں ہوتی لیکن وہ اسے جہنم میں لے جاتا ہے۔ (بخاری شریف)

۸۔ مختصر گفتگو کرنا سنت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر گفتگو کرنے کی ترغیب دی ہے اس لئے مختصر گفتگو کرنا سنت ہے۔ کیونکہ مختصر گفتگو سے مقصد فوراً واضح ہو جاتا ہے اور باتیں سننے والے کی طبیعت پر گرانی محسوس نہیں ہوتی۔ طویل بات

Marfat.com

چیت سے بسا اوقات وقت ضائع ہوتا ہے اور سننے والا اپنی طبیعت پر گراں محسوس کرتا ہے جو اخلاق حسنہ کے منافی ہے اس لئے ہمیشہ بات چیت کرتے ہوئے اختصار کو پیش نظر کریں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهُ قَالَ يَوْمًا وَّ قَالَ رَجُلٌ فَاَكْثَرَ الْقَوْلَ فَقَالَ عَمْرٌو وَلَوْ قَصَدَ فِيْ قَوْلِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَقَدْ رَاَيْتُ لَوْ اُمِرْتُ اَنْ تَجَوَّزَنِي الْقَوْلِ فَاِنَّ الْجَوَازَ هُوَ خَيْرٌ ۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز ایک آدمی کھڑا ہوا اور بہت سی باتیں بنائیں۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہ میانہ روی اختیار کرے تو اس کے لئے بہتر ہوتا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے مناسب نظر آیا۔ یا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مختصر گفتگو کیا کریں۔ کیونکہ مختصر کلام ہی بہتر ہے۔ (سنن ابوداؤد)

۹۔ دل آزاری دینے والی گفتگو کی ممانعت

بات چیت کرتے ہوئے اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ کسی کو دکھ پہنچانے والی بات نہ کہیں کیونکہ کسی کا دل دکھانے سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ اس لئے دکھ دینے والی باتوں سے بچنا چاہئے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بات چیت کرتے ہوئے لعن طعن کرتے ہیں جسے سننے والا اپنی بے عزتی خیال کرتا ہے اور اس طرح اس کی دل آزاری ہوتی ہے اس لئے اخلاقی نقطہ نظر سے لعن طعن کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، فحش گو اور بے غیرت نہیں ہوتا۔ (ترمذی شریف)

ایسے ہی اپنی گفتگو کو جھوٹ سے پاکیزہ رکھنا چاہئے نہ ہی ریاء اور نفاق والی بات کرنی چاہئے کیونکہ نفاق عموماً نفرت کا باعث بنتا ہے لہٰذا ایسی گفتگو کا کیا فائدہ جو آپس میں جوڑنے کی بجائے جدا کرنے کا سبب پیدا کرے۔ بہتان اور افتراء والی گفتگو سے بھی بچیں۔ ایسے ہی اگر کسی مقام پر نامناسب گفتگو ہو رہی ہو تو اس سے بھی اجتناب کریں۔ القصہ ہر ایسی بات کہنے سے بچیں جو برائی کو جنم دیتی ہو۔ اس کی

Marfat.com

ترغیب حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو مندرجہ ذیل طریقے سے دی ہے:۔

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَۃَ الْخُشَنِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحَبَّکُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبَکُمْ مِنِّیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا وَاِنَّ اَبْغَضَکُمْ اِلَیَّ وَاَبْعَدَکُمْ مِنِّیْ مَسَاوِیُکُمْ اَخْلَاقًا وَاِنَّ اَبْغَضَکُمْ اِلَیَّ وَاَبْعَدَکُمْ مِنِّیْ مَسَاوِیُکُمْ اَخْلَاقًا الثَّرْثَارُوْنَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ الْمُتَفَیْھِقُوْنَ ۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے قیامت میں میرا سب سے پیارا اور مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس کا اخلاق اچھا ہو۔ نیز میرا ناپسندیدہ اور مجھ سے بہت دور ہوگا جس کا اخلاق بُرا ہو یعنی بہت بولنے والے، منہ پھٹ اور گپیں ہانکنے والے۔

(سنن بیہقی)

۱۰۔ فضول بات چیت کی ممانعت

فضول باتیں انتہائی نقصان دہ ہوتی ہیں کیونکہ ان سے گناہوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ مگر انسان کو یہی گمان ہوتا ہے کہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا فضول باتوں کی بنا پر اس کا اعمال نامہ گناہوں سے بھر جاتا ہے۔

فضول بات وہ ہے جس سے دنیا اور آخرت کا کوئی فائدہ نہ ہو بلکہ دنیا و آخرت کا نقصان ہو، فضول اور بیہودہ باتوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝

ترجمہ: بے شک اہل ایمان کے لئے فلاح ہے۔ جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ (مومنون: ۱۔۳)

جو باتیں بظاہر نہ نفع نہ نقصان والی نظر آتی ہیں حقیقت میں وہ نقصان ہی کی طرف لے جانے والی ہوتی ہیں کیونکہ جتنی دیر کوئی بے فائدہ باتوں میں مصروف رہے گا اتنا ہی اس کا وقت ضائع ہوگا اس طرح وقت کا ضائع ہونا نقصان ہی کی دلیل ہے۔ یاد رہے کہ جب فضول گفتگو شروع ہو جاتی ہے تو پھر بڑھتے بڑھتے بُری باتیں ہونے لگتی ہے حتیٰ کہ فحش گوئی اور غیبت کی باتوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس لئے

Marfat.com

فضول باتوں میں سراسر نقصان ہی ہے۔

فضول باتوں کی بجائے اللہ کے ذکر کی طرف مائل رہنا چاہئے کیونکہ بہتری اسی میں ہے۔ حضرت امام غزالیؒ نے چار وجوہات کی بنا پر فضول باتوں سے بچنے کی ترغیب دی ہے۔

پہلی بات انھوں یہ بیان فرمائی ہے کہ فضول بات کراماً کاتبین کو لکھنی پڑتی ہے اس لئے انسان کو فرشتوں سے حیا کرتے ہوئے سوچنا چاہئے کہ انھیں فضول لکھنے کی زحمت نہ دے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ بات اچھی نہیں کہ لغو اور بیہودہ باتوں سے بھرا ہوا اعمالنامہ اپنے رب کے حضور پیش ہو۔ اس لئے فضول باتوں سے دور ہی رہنا اچھا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ بندے کو قیامت کے روز کہا جائیگا کہ اپنا اعمالنامہ تمام لوگوں کو خود پڑھ کر سنائے۔ اس وقت حشر کی خوفناک سختیاں اس کے سامنے ہوں گی۔ انسان پیاس کی شدت سے مر رہا ہوگا۔ جسم پر کپڑا نہیں ہوگا۔ بھوک سے کمر ٹوٹ رہی ہوگی۔ جنت میں داخل ہونے سے روک دیا جائے گا اور ہر قسم کی راحت اس پر بند کر دی گئی ہوگی۔ ایسے حالات میں اپنے ایسے اعمالنامہ کو پڑھنا جو فضول اور بیہودہ گفتگو پُر ہو۔ کس قدر تکلیف دہ چیز ہوگی اس لئے چاہئے کہ زبان سے سوائے اچھی بات کے کچھ نہ نکالے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ بندے کو فضول اور غیر ضروری باتوں پر ملامت کی جائے گی اور شرم دلائی جائے گی اور بندے کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے شرم و ندامت کی وجہ سے انسانی پانی پانی ہو جائے گا۔ (منہاج العابدین)

۱۱۔ لطیفہ بازی کی ممانعت

اسلام میں لطیفہ بازی کی باتیں کرنا منع ہیں۔ کیونکہ ان میں مبالغہ اور جھوٹ شامل ہوتا ہے۔ بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ محض اس لئے بات کرتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے تو اس بنا پر دوزخ کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان و زمین کے درمیان فاصلے سے زیادہ ہے اور زبان کی وجہ سے جتنی لغزش ہوتی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جتنی قدم سے لغزش ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ لطیفے بازی مفت کے گناہ ہیں جو انسان اپنے ذمہ خواہ مخواہ لے لیتا ہے جن کا کوئی فائدہ نہیں اس لئے حضور ﷺ نے لطیفے بازی سے منع فرمایا ہے۔

Marfat.com

۱۲۔ گندی باتوں سے زبان کی حفاظت کرنا سنت ہے

اپنی زبان کو گندی اور فحش باتوں سے بچانا سنت ہے لہٰذا زبان کی حفاظت ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ اس کی حفاظت سے اچھے اثرات نکلتے ہیں اگر اس کی حفاظت نہ کی جائے اور اسے غلط باتوں کے لئے استعمال کیا جائے تو اس سے فتنہ فساد پیدا ہوتا ہے اس لئے حضور ﷺ نے اس کی حفاظت کی بہت تاکید فرمائی ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضْمَنْ لِّيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مجھے اُس کی ضمانت دے جو دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور اس کی ضمانت دے جو دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری شریف)

ایک اور حدیث میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ وصیت کیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرتے رہو۔ اسی میں تمام نیکیاں چھپی ہیں۔ اور اس کے راستے میں جہاد کرتے رہو۔ یہی مسلمانوں کی رہبانیت ہے کہ اللہ کا ذکر اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہیں۔ اس سے تمہارے لئے آسمانوں سے نور آئے گا اور اپنی زبان کو بری باتوں سے بچاؤ۔ صرف نیکی اور اچھی باتیں کہو۔ اس سے شیطان پر غالب رہو گے۔ (طبرانی شریف)

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ لذت نفس کے لئے گندی باتیں کرتے رہتے ہیں جس سے گناہ بے لذت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور انسان خواہ مخواہ دن بدن گنہگار ہوتا جاتا ہے۔ یہ سراسر نادانی اور بیوقوفی ہے۔ لہٰذا اپنی زبان کو گندی باتوں سے محفوظ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ حضور ﷺ نے ایک حدیث میں اس کی تاکید یوں فرمائی ہے:۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ فَقَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار

Marfat.com

ہوا کہ نجات کس چیز میں ہے؟ فرمایا کہ اپنی زبان کو قبضے میں رکھو۔ تمھارا گھر تمھارے لیے کافی ہے اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔ (مسند امام احمد۔ جامع ترمذی)

زبان کی اچھائی یا برائی کا نتیجہ جسم کے تمام حصوں پر اثر انداز ہوتا ہے اگر کوئی زبان سے کسی کو گالی گلوچ کرے اور وہ گالی نکالنے والے کو پیٹے تو اس طرح جو قصور زبان نے کیا اس کا خمیازہ جسم کے دوسرے اجزاء کو اٹھانا پڑا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَفَعَهٗ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَآءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً فرمایا کہ جب آدمی کے لئے صبح ہوتی ہے تو تمام اعضاء زبان کی خوشامد کرتے اور کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہے تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (جامع ترمذی)

امام غزالیؒ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد نقل فرمایا ہے کہ یوم حساب کے بعد جب بعض لوگوں کو دوزخ میں لے جایا جائیگا تو ان کے منہ سے ایسی سخت بدبو نکل کر دوزخ میں پھیلے گی کہ خود اہل دوزخ چیخ اٹھیں گے اور پوچھیں گے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تب انھیں بتایا جائے گا کہ یہ وہ بدبخت ہیں جو فحش کلامی سے کام لیتے تھے اور ایسی جگہوں پر جانے کے لیے بڑے بیتاب رہتے تھے جہاں بدزبانی اور فحش گوئی ہوا کرتی تھی۔ (کیمیائے سعادت)

القصہ زبان کی حفاظت ہر حال میں ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کیونکہ جو شخص اسے بچا لے گا وہی جنتی ہے۔

Marfat.com

چلنے پھرنے کی سُنتیں

اسلام میں چلنے پھرنے کے چند آداب مقرر ہیں جنھیں چلتے وقت ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔ ان آداب کا مقصد یہ ہے کہ ہر شخص اپنے راستے پر اس طرح چلے کہ کسی دوسرے چلنے والے کا حق تلف نہ ہو۔ اللہ اور اس کے رسول نے جس طرح زندگی کے ہر پہلو پر قواعد وضوابط اور اصول بیان فرمائے ہیں۔ اسی طرح بازار سڑک گلی، محلے کھیت گویا کہ ہر جگہ پر چلنے کے لئے چند اخلاقی ضابطے مقرر فرمائے ہیں تا کہ چلنے میں کسی شخص کو دوسرے سے کوئی تکلیف اور رنجش نہ پہنچے۔ اور ہر شخص اپنی راہ پر عاجزی، متانت اور وقار کے ساتھ چلتا جائے۔ تا کہ کسی کی شرافت اور انسانیت مجروع نہ ہو۔ چلنے پھرنے کے آداب پر حضور ﷺ نے خود عمل فرمایا اور پھر اپنے صحابہ کو ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی۔ لہٰذا جو شخص چلنے پھرنے کے اس سنت طریقہ پر عمل کرے گا اسے بے پناہ اجر ملے گا۔ کتاب وسنت کے مطابق چلنے کے آداب مندرجہ ذیل ہیں:۔

ا۔ متانت اور عاجزی سے چلنے کا حکم

چلنے کا سب سے پہلا اور بنیادی اصول یہ ہے کہ خاکساری اور عاجزی سے دبے پاؤں چلیئے۔ نہ زیادہ تیز چلیں اور نہ زیادہ سست چلیں۔ بلکہ اپنی جسمانی طاقت اور قوت کے مطابق درمیانی چال سے چلیئے۔ بزرگان دین اور صوفیاء نے ہمیشہ درمیانی چال کو پسند فرمایا ہے۔ کیونکہ دبے پاؤں چلنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے قرار دیا ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○

ترجمہ: اور خدا کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں۔ (الفرقان: ۶۳)

حضور ﷺ بڑے آداب اور وقار سے چلتے۔ اپنی نگاہوں کو راستے پر رکھتے۔ اِدھر اُدھر بہت کم

Marfat.com

دیکھتے۔ آپ ﷺ کے چلنے کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب چلتے تو ذرا آگے جھک کر چلتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ آپ بلندی سے اتر رہے ہیں۔ (شمائل ترمذی)

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کریمہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ کے طالب پر لازم ہے کہ وہ چلنے میں یہ بات سوچے کہ جو قدم وہ چلنے میں اٹھاتا ہے کیا وہ اپنی طاقت سے اٹھاتا ہے یا خدا کی طاقت سے۔ اگر وہ یہ خیال کرے کہ اپنی طاقت سے، تو پھر استغفار کرے اور اگر اس پر یقین ہو کہ خدا کی دی ہوئی طاقت سے چل رہا ہے تو اسے اس پر یقین پر مزید استقامت حاصل کرنی چاہئے۔ (کشف المحجوب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت اور بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔ گویا کہ سورج کی سی شعاعیں سرکار مدینہ ﷺ کے روئے انور سے پھوٹ رہی ہیں اور میں نے سرکار مدینہ ﷺ سے تیز رفتار بھی کبھی نہیں دیکھا۔ گویا کہ زمین آپ ﷺ کے لئے سمٹی جا رہی ہے۔ ہم اپنی طرف سے پوری طاقت صرف کر ڈالتے مگر حضور ﷺ رفتار میں کوئی تکلف نہ فرماتے تھے۔

۲۔ اکڑ کر چلنے کی ممانعت

اسلام میں اکڑ کر چلنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اکڑ کر چلنا غرور اور تکبر کی علامت تصور کی جاتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں کیونکہ بڑائی کے لائق صرف اللہ کی ذات ہی ہے اس لئے اکڑ کر چلنا درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اکڑ کر چلنے کی یوں ممانعت فرمائی ہے:۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝

ترجمہ: اور لوگوں کی طرف سے اپنا رخ نہ پھیر اور زمین میں اکڑ کر نہ چل۔ بے شک اللہ کو شیخی مارنا اور فخر کرنا پسند نہیں۔ (لقمان: ۱۸)

غرور اور گھمنڈ چال میں ڈھل کر ظاہر ہوتا ہے اس لئے ایسی چال چلنے سے منع کر دیا گیا کہ جس میں خود پسندی اور فخر کا مادہ ہو۔ اسی بات کی اللہ تعالیٰ نے مزید یوں وضاحت فرمائی ہے۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۝

ترجمہ: اور زمین پر اکڑ کر (اور تن کر) مت چل کہ تو زمین کو پھاڑ تو نہیں ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر

Marfat.com

پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ جائے گا۔ (بنی اسرائیل: ۳۷)

اللہ کے اس فرمان کی مزید وضاحت حدیث پاک میں یوں بیان کی گئی ہے:۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اپنے تئیں بڑا بنتا ہو اور چال میں اکڑنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔ (مکاشفۃ القلوب)

مُہلّب بن ابی صفرہ جو کہ حجاج بن یوسف کے لشکر کا سپہ سالار تھا، ایک بار اس زمانے کے ایک بزرگ حضرت مُطرّف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اپنے ریشمی لباس میں مغرورانہ چال سے اکڑتا ہوا نکلا۔ حضرت مُطرّف رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ اے بندۂ خدا! تو جس طور سے چلتا ہے، اس قسم کی چال سے اللہ تعالیٰ اور اس کا نبی ﷺ نفرت کرتے ہیں۔ مہلب نے جواب دیا کہ کیا تم مجھے نہیں پہچانتے کہ میں کون ہوں؟ حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تجھے خوب جانتا ہوں کہ شروع میں تو ایک ناپاک نطفہ تھا اور آخر میں ایک سڑا ہوا مردار ہوگا اور تیرے اندر جو کچھ نجاست بھری ہوئی ہے اس کو سب جانتے ہیں۔ مہلب نے شرما کر وہ چال چھوڑ دی (مکاشفۃ القلوب)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِىْ بُرْدَيْنِ وَقَدْ اَعْجَبَتْهُ نَفْسُهٗ خُسِفَ بِهِ الْاَرْضَ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ایک آدمی دو چادروں میں اکڑ کر چل رہا تھا اور اس کے نفس کو یہ بات بڑی پسند تھی تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ اس میں قیامت تک دھنستا ہی جائے گا۔ (بخاری شریف)

حضرت محمد بن واسع نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ اکڑتا ہوا جا رہا ہے تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا تو جانتا ہے کہ تیری ماں کون ہے؟ میں نے اسے ایک سو درہم (مہر) میں خریدا اور (تیرا باپ یعنی) میں تو ایسا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں ایسوں کی کثرت نہ کرے۔ (مکاشفۃ القلوب)

۳۔ جماعت کے ساتھ چلنے کا طریقہ

کسی دوست یا جماعت کے ساتھ جب چلیں تو اس سے آگے نہ بڑھیں بلکہ ساتھ ساتھ چلیں اور نہ کسی طرح اپنی امتیازی شان بنائیں۔ جماعت یا دوست سے زیادہ پیچھے رہنے کی کوشش نہ کریں۔ حضور ﷺ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ چلتے تو آپ اپنی امتیازی شان ظاہر نہ ہونے دیتے مگر اس کے

Marfat.com

باوجود اللہ کی طرف سے آپ کے چہرۂ انور پر انوارات الٰہیہ کی ایسی تجلیات رہتی تھیں کہ آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم میں نمایاں معلوم ہوتے۔ بعض اوقات آپ بے تکلفی میں کسی صحابی کا ہاتھ بھی پکڑ لیتے۔

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب کسی جماعت یا کسی درویش کے ساتھ جا رہے ہوں تو راستے میں کسی اور سے باتوں میں محو نہ ہو جائیں کہ ساتھی کو آپ کا انتظار کرنا پڑے۔ غرضیکہ ہر طالب حق کی رفتار ایسی ہو کہ اگر کوئی اس سے پوچھے کہ کہاں جا رہے ہو تو وہ دل جمعی کے ساتھ کہہ سکے کہ میں خدا کی طرف جا رہا ہوں اس نے میری رہنمائی فرمائی ہے اگر اس کا چلنا ایسا نہ ہو تو یہ اس کے لئے وبال بننے کا سبب ہوگا۔ کیونکہ قدموں کی درستگی خطرات سے محفوظ رہنے کی نشانی ہے جو اس درستگی کی فکر میں رہتا ہے اور اس کی مدد فرماتا ہے۔ (کشف المحجوب)

۴۔ مردوں اور عورتوں کو علیحدہ چلنا چاہیئے

بازار سڑک یا گلی کوچہ میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ مل جل کر چلنا درست نہیں۔ عورتوں کو چاہیئے کہ راستے کے ایک طرف ہو کر چلیں اور مرد ایک راستہ پر چلیں اور عورتوں میں گھسنے کی کوشش نہ کریں۔ عورتوں کو چاہیئے کہ بلا مقصد بازار وغیرہ میں نہ جائیں۔ اگر جانا ہی پڑے تو پھر پردے میں جائیں اور اپنے جسم کو لباس سے اچھی طرح چھپا کر چلیں اور نہ ہی پھیلنے والی خوشبو لگا کر چلیں۔

عَنْ اَبِیْ اَسِیْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَھُوَ خَارِجٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَآءِ فِی الطَّرِیْقِ فَقَالَ لِلنِّسَآءِ اسْتَاْخِرْنَ فَاِنَّہٗ لَیْسَ لَکُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِیْقَ عَلَیْکُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِیْقِ فَکَانَتِ امْرَأَۃٌ تَلْصَقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰی اَنَّ ثَوْبَھَا لَیَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ

حضرت ابو اُسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جبکہ آپ مسجد سے باہر تھے اور راستے میں مرد و زن مخلوط ہو گئے تھے آپؐ نے عورتوں سے فرمایا۔ تم پیچھے ہٹ جاؤ کیونکہ تمھارے لئے راستے کے درمیان میں چلنا مناسب نہیں بلکہ راستے کے ایک جانب چلا کرو۔ پس عورتیں دیوار سے لپٹ کر چلنے لگیں یہاں تک کہ بعض اوقات ان کا کپڑا دیوار میں اٹک جاتا۔ (سنن ابوداؤد، بیہقی)

Marfat.com

۵۔ مرد کو دو عورتوں کے درمیان چلنے کی ممانعت

مرد کو دو عورتوں کے درمیان نہیں چلنا چاہئے کیونکہ اس طرح برائی جنم لینے کا راستہ کھلتا ہے اس لئے اسلام میں منع فرمایا گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ یَّمْشِیَ یَعْنِی الرَّجُلَ بَیْنَ الْمَرْاَتَیْنِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کوئی آدمی دو عورتوں کے درمیان چلے۔ (سنن ابوداؤد)

کسی عورت سے جان بوجھ کر ٹکرانا اچھا نہیں۔ ایک روایت ہے کہ گارے میں گڈمڈ ہوئے بدبودار کیچڑ میں لتھڑے ہوئے سؤر سے ٹکرانا تو گوارا کیا جاسکتا ہے لیکن یہ برداشت کرنے کی بات نہیں کہ کسی مرد کا کسی اجنبی عورت سے ٹکرانا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تمہارے سامنے عورتیں آجائیں تو ان کے درمیان سے نہ گزرو۔ دائیں یا بائیں کا راستہ لے لو۔ (سنن بیہقی)

۶۔ راستے کا حق

راستوں میں بیٹھنا اٹھنا مناسب نہیں، آنے جانے والوں کے لئے باعث تکلیف ہے۔ اس لئے راستے میں رک کر بیٹھ جانے سے پرہیز کرنا چاہئے اور اگر کسی وجہ سے راستے میں رکنا بھی پڑے تو پھر راستے کا حق ادا کرنا چاہئے۔ راستے میں اچھے لوگوں کا ساتھ اختیار کرنا چاہئے۔ بُرے لوگوں کے ساتھ چلنے سے پرہیز کیجئے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِیْهَا قَالَ فَاِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَکَفُّ الْاَذٰی وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ راستوں میں بیٹھنے سے بچا

Marfat.com

کرو۔لوگ عرض گزار ہوئے۔کہ یارسول اللہ ﷺ! ہمیں ایسی جگہوں پر بیٹھنے کے سوا چارہ نہیں کیونکہ وہاں ہم گفتگو کرتے ہیں۔فرمایا جب تم نے انکار کردیا کہ بیٹھنا ضروری ہے تو راستے کا حق ادا کیا کرو۔عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ! راستے کا حق کیا ہے۔فرمایا کہ نگاہ نیچی رکھنا، ہاتھ روکنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم فرمانا اور برائی سے روکنا۔

۷۔تکلیف دہ چیز کو ساتھ رکھنے کی ممانعت

بازار مسجد مکتب گلی محلے، حتیٰ کہ ہر جگہ چلتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھیں۔کوئی چیز ایسی ہاتھ میں یا ساتھ نہ ہو جو دوسروں کو دکھ اور تکلیف پہنچائے۔ایسے ہی عورت کوئی ایسا زیور پہن کر نہ چلے جس میں چلتے وقت جھنکار یا آواز پیدا ہو۔کہ اس کی آواز دوسروں کے خیالات کو اپنی طرف متوجہ اور منتشر کرے گی۔عرب کی عورتیں مردوں کے سامنے سے جب گزرتی تھیں تو اپنے پازیب کی آواز سنانے کے لئے زور زور سے زمین پر پاؤں رکھتی تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت کردی۔

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۝

اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے اور مومنو! سب خدا کے آگے توبہ کرو تا کہ فلاح پاؤ۔(نور:۳۱)

۸۔گھر سے باہر نکلنے کی دعا

چلنے کا ایک ادب یہ ہے کہ باہر جانے کے لئے جب گھر سے چلیں تو حضور ﷺ کی بتائی ہوئی دعائیں پڑھیں تا کہ آپ کے گھر سے نکلنے میں توفیق الٰہی شامل حال ہو جائے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب گھر سے باہر جانے کے لئے چلتے تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ گھر سے نکلتے تو آسمان کی جانب منہ کر کے یہ دعا پڑھتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نُزَلَّ وَاَنْ نَضِلَّ اَوْ نُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْيُظْلَمَ عَلَيْنَا اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا.

Marfat.com

خدا ہی کے نام سے (میں نے باہر قدم رکھا) اور اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ خدایا میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ ہم لغزش کھا جائیں یا کوئی دوسرا ہمیں ڈگمگا دے۔ ہم خود بھٹک جائیں یا کوئی اور ہمیں بھٹکا دے۔ ہم خود کسی پر ظلم کر بیٹھیں یا کوئی اور ہم پر زیادتی کرے۔ ہم خود نادانی پر اتر آئیں یا کوئی دوسرا ہمارے ساتھ جہالت کا برتاؤ کرے۔ (مسند امام احمد)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی گھر سے نکلے تو یہ الفاظ کہے:۔ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَى اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

میں اللہ کا نام لے کر اس کے بھروسہ سے نکلا ہوں اس کے سوا نہ تو کوئی گناہ سے پھیرنے اور نہ نیک عمل کرنے کی کسی میں طاقت ہے۔ (جامع ترمذی)

۹۔ بازار کی دعا

بازار میں چلنے کا ادب یہ ہے کہ بازار میں داخل ہوتے ہوئے دل میں برائیوں سے بچنے کا تصور لائیں، اور حضور ﷺ کی بتائی ہوئی دعا پڑھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بازار میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں دس لاکھ نیکیاں درج فرما دے گا۔ دس لاکھ خطائیں معاف کر دے گا اور دس لاکھ درجات بلند فرمائے گا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اقتدار اسی کا ہے وہی شکر و تعریف کا مستحق ہے وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے وہ زندۂ جاوید ہے اس کے لئے موت نہیں۔ ساری بھلائی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (جامع ترمذی)

۱۰۔ جوتا پہن کر چلنا چاہیے

چلنے کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ چلتے وقت جوتا پہنیں۔ کیونکہ جوتا پہننے سے پاؤں کنکر کانٹے اور مزید تکلیف دہ چیزوں سے محفوظ رہتا ہے اور موذی جانوروں سے بھی بچا رہتا ہے۔ حضور ﷺ نے جوتا پہن کر چلنے کی تاکید فرمائی ہے کہ جوتے پہنا کرو کیونکہ حضور ﷺ خود بھی جوتا پہنتے تھے۔

Marfat.com

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور ﷺ کس طرح کا جوتا پہنا کرتے تھے تو انھوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ ایسا جوتا پہنتے تھے کہ اس میں دو تسمے لگے ہوتے تھے۔ جوتے پہن کر چلنے میں اس بات کا خیال رکھیے کہ یا تو وہ دونوں جوتے پہن کر چلیئے یا دونوں جوتے اتار کر چلیئے۔ ایک پاؤں ننگا اور ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنا درست نہیں۔ اگر صرف ایک جوتا پہننے میں مجبوری ہو تو پھر پہن سکتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے بائیں ہاتھ سے کھانے اور ایک جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (جامع ترمذی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک جوتے میں نہ چلے۔ یا دونوں جوتے پہنے یا دونوں اتار دے۔

چلتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ جوتے یا پاؤں کو غلاظت نہ لگے اس کے متعلق حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کھڑاؤں اور جوتیوں کو جہاں تک ہو سکے، ظاہری نجاست سے بچائیں تا کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے کپڑوں کو پاکیزہ رکھے۔ چلتے وقت جوتوں سے آواز پیدا نہ کریں کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کو جوتوں کی دھمک ناپسند تھی۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سخت گرمی کے دن میں بقیع غرقد کی طرف تشریف لے جاتے اور آپ ﷺ کے پیچھے دوسرے لوگ آتے۔ جب آپ ﷺ ان کے جوتوں کی آواز سنتے تو یہ بات آپ ﷺ کو بہت ناگوار معلوم ہوتی۔ آپ ﷺ بیٹھ جاتے حتیٰ کہ وہ لوگ آگے نکل جاتے اور آپ اس لئے یہ عمل فرماتے تا کہ دل میں فخر پیدا نہ ہو۔ (سنن ابن ماجہ)

۱۱۔ فصل یا کھیت میں چلنے کی ممانعت

راستہ چھوڑ کر کسی کھیت یا فصل میں چلنا اچھی بات نہیں دیہاتوں میں اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اگر راستہ میں تھوڑا سا چکر ہو تو لوگ اس راستے کو چھوڑ کر کھیتوں میں سے چلنا شروع کر دیتے ایسا کرنا اسلامی آداب کے خلاف ہے البتہ اگر راستے میں پانی ہے اور اس کے ساتھ کسی کی زمین ہے تو پھر اس میں چل سکتا ہے، بوئے ہوئے کھیت میں ہرگز نہ چلیں کیونکہ اس میں چلنا کاشتکار کے لئے نقصان کا سبب ہے۔

Marfat.com

احکام اجازت

کسی کے مکان میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا ضروری ہے بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونا اچھا اخلاق نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ گھر میں کوئی برہنہ ہو یا کسی ایسے کام میں مصروف ہو جسے دوسروں سے مخفی کرنا مقصود ہو اس لئے اسلام نے یہ اخلاقی ضابطہ بنا دیا ہے کہ کسی کے گھر اجازت کے بغیر نہیں جانا چاہئے۔

اجازت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ○ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ○ (نور:۲۷تا۲۹)

مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر والوں سے اجازت لیے اور ان کو سلام کئے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ (اور ہم یہ نصیحت) اس لئے کرتے ہیں کہ) شاید تم یاد رکھو۔ اگر تم گھر میں کسی کو موجود نہ پاؤ تو جب تک تم کو اجازت نہ دی جائے اس میں مت داخل ہو۔ اور اگر (یہ) کہا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو یہ تمھارے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام تم کرتے ہو خدا سب جانتا ہے۔ (ہاں) اگر تم کسی ایسے مکان میں جاؤ جس میں کوئی نہ بستا ہو اور اس میں تمھارا اسباب (رکھا) ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو خدا کو سب معلوم ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے کا حکم دیا ہے۔ ان آیات کے نزول کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ انصار کی ایک خاتون حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی

Marfat.com

اور عرض کیا یا رسول اللہ بسا اوقات میں گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں نہیں چاہتی کہ کوئی مجھے اس حالت میں دیکھے کبھی میرے والد آجاتے ہیں اور کبھی گھر کا کوئی اور فرد آجاتا ہے میرے لئے کیا حکم ہے تو اس وقت مندرجہ بالا آیات نازل ہوئیں۔

ہر شخص کا گھر اس کا خلوت خانہ ہے جہاں وہ ہر طرح بے تکلف ہو کر اٹھ بیٹھ سکتا ہے۔ اگر ہر شخص اجازت کے بغیر بے دھڑک اندر آجائے تو اس طرح گھر میں آرام کرنے کا سکون ختم ہو جائے گا جس کی تلاش میں انسان گھر بنا کر رہتا ہے اس کے علاوہ گھر میں عورتیں اپنے کپڑوں کو ہر وقت سنبھال کر نہیں رکھ سکتیں۔ کبھی ڈوپٹہ سر پر نہیں ہوتا اور بعض اوقات عورتیں کام میں مصروف ہوتی ہیں اور کام کے لئے آستین چڑھا لیتی ہیں ان حالات میں اگر اجازت کا سلسلہ نہ ہو تو اس طرح حق تلفی ہوگی، اس کے علاوہ ویسے ہی بڑی سخت زیادتی کی بات ہے کہ کوئی گھر میں بلا اجازت گھس آئے اس طرح اجازت کا سلسلہ نہ ہونے سے معاشرتی خرابیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس بنا پر اسلام میں اجازت کو ضروری قرار دیا گیا۔

گھر خواہ اپنا ہو یا کسی کا، اس میں بے دھڑک لاپروائی کے ساتھ گھس جانا بہت بری بات ہے کیونکہ حضور ﷺ نے اس بات کی ترغیب دی ہے کہ جب تم گھر میں آؤ تو گھر والوں کو سلام کرو۔ اور جاؤ تو سلام کرو۔ یعنی گھر سے آتے جاتے سلام کہہ لینا ضروری ہے۔ یہ سلام دراصل ایک طرح کی اجازت کے مترادف ہے اجازت لینا کیوں ضروری ہے اس کے متعلق حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اجازت طلب کرنے کا حکم آنکھ کی وجہ سے ہے تا کہ اہل خانہ کی نجی زندگی کی پوشیدہ باتیں ظاہر نہ ہوسکیں۔ (بخاری شریف)

حضرت محمد ﷺ کی اتباع میں اجازت طلب کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ کسی کے مکان کے سامنے جائیں تو اس کا دروازہ کھٹکھٹائیں اور پھر اندر آنے کی اجازت طلب کریں اور سلام کہیں۔ تین بار سلام کہنے کے باوجود اگر اجازت نہ ملے تو اندر نہ جائیں۔ اجازت لیتے وقت اپنا نام بھی بتائیں۔ اجازت طلب کرنے کے اسلامی آداب مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ اجازت کے لئے تین مرتبہ سلام کرنا

اجازت حاصل کرنے کی غرض سے تین مرتبہ سلام کہنا چاہئے یعنی تین بار اجازت طلب کرے۔ اگر

Marfat.com

تیسری بار جواب نہ آئے تو واپس چلا آئے کیونکہ اس سے زیادہ بار اجازت طلب کرنا صاحب خانہ کو اذیت دینا اور پریشان کرنا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اس وقت کسی ایسے کام میں مشغول ہو کہ وہ اسے منقطع نہ کرسکتا ہو تین بار اجازت اس لئے مقرر کی گئی ہے۔ تیسری دفعہ گھر والوں کو پتہ چل جائے، دوسری دفعہ وہ سنبھل جائیں اور ہوشیار ہوجائیں۔ تیسری دفعہ اگر وہ چاہیں تو اجازت دیں یا منع کردیں۔ جب اجازت نہ ملے تو پھر برانہ منائیں بلکہ واپس آجائیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اَتَانَا اَبُوْ مُوْسٰی قَالَ اِنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَنْ اٰتِیَهٗ فَاَتَیْتُ بَابَهٗ فَسَلَّمْتُ ثَلٰثًا فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِیَنَا فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ فَسَلَّمْتُ عَلٰی بَابِكَ ثَلٰثًا فَلَمْ تَرُدُّوْا عَلَیَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلٰثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ فَلْیَرْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ اَقِمْ عَلَیْهِ الْبَیِّنَةَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فَقُمْتُ مَعَهٗ فَذَهَبْتُ اِلٰی عُمَرَ فَشَهِدْتُّ ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلایا تھا کہ ان کے پاس جاؤں میں ان کے دروازے پر حاضر ہوا اور تین مرتبہ سلام کیا، مجھے کسی نے جواب نہ دیا تو میں لوٹ آیا۔ فرمایا کہ تمھیں میرے پاس آنے سے کس چیز نہ روکا۔ میں عرض گزار ہوا کہ میں حاضر ہوا تھا اور دروازے پر تین دفعہ سلام کیا تھا لیکن جواب نہ ملا تو لوٹ آیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جب تم میں سے کوئی تین دفعہ اجازت مانگے اور اجازت نہ ملے تو لوٹ آئے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس پر گواہی پیش کرو۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کھڑا ہوا اور جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس میں نے گواہی دی۔ (مسلم شریف)

۲۔ پوچھنے پر نام بتانا چاہئے

اجازت طلب کرنے پر اگر صاحبِ خانہ پوچھے کہ تم کون ہو؟ تو اسے نام بتانا چاہئے بعض لوگ ''کون ہے'' کے جواب میں کہہ دیتے ہیں ''میں'' اس سے آنے والے کا پتہ نہیں چلتا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تاکید فرمائی کہ اجازت طلب کرتے وقت جب کوئی پوچھے کہ تم کون ہو تو اس کے جواب میں نام بتانا چاہئے اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:۔

Marfat.com

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِيْ نَدَ قَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَافَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنے والد ماجد کے قرض کے سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو فرمایا کون ہے؟ میں عرض گزار ہوا کہ میں۔ فرمایا کہ میں کیا؟ گویا اسے ناپسند فرمایا۔ (بخاری شریف)

۳۔ اجازت طلب کرنے کا طریقہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اجازت لینے کا طریقہ بھی بتلا دیتے تھے۔ جنھیں اجازت کا سلیقہ معلوم نہ ہوتا اس لئے طلباء اور نو آموز بچوں کو اجازت لینے کا طریقہ سکھلانا بھی سنت ہے۔ اگر کوئی بچہ بلا اجازت اندر آجائے تو اسے کہیں کہ باہر جا اور وہاں السلام علیکم کہہ۔ یعنی کیا میں اندر آسکتا ہوں۔ پھر جب وہ ایسا کرے تو اسے اجازت دیں۔ اس طرح بچے اجازت طلب کرنے کا طریقہ سیکھ جائیں گے۔

عَنْ كَلْدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ اَنَّ صَفْوَانَ ابْنَ اُمَيَّةَ بَعَثَ بِلَبَنٍ اَوْجَدَيَةٍ وَّضَغَا بِيْسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَعْلَى الْوَادِيْ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ اُسَلِّمْ وَلَمْ اَسْتَاْذِنْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْجِعْ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ءَاَدْخُلُ۔

کلدہ بن حنبل سے روایت ہے کہ حضرت صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ، ہرن کا بچہ اور ککڑیاں بھیجیں۔ جبکہ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وادی کے بالائی حصے میں تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں اندر داخل ہوا تو نہ سلام کیا اور نہ اجازت طلب کی۔ راوی کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوٹ جاؤ اور کہو ''السلام علیکم!'' کیا میں اندر آجاؤں؟

(جامع ترمذی، سنن ابوداؤد)

۴۔ ماں بہن سے بھی اجازت طلب کرنا

جب اپنے گھر میں آئیں تو پھر بھی اپنی ماں بہن سے اجازت طلب کر کے آئیں یعنی کوئی نہ کوئی طریقہ ایسا اختیار کریں کہ جس سے آپ کے آنے کا پتہ چل جائے یعنی دروازہ کھلا ہونے کے باوجود تھوڑا سا کھٹکھٹا دیں یا اونچی آواز سے کھانسیں یا اپنے پاؤں کے جوتے کو ذرا آواز سے زمین پر ماریں تا کہ اندر

Marfat.com

پتہ چل جائے کہ کوئی آ گیا ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ اپنی ماں کے پاس جاؤ تو اجازت طلب کرو بلکہ آپ نے یہ بھی کہا کہ اپنے گھر میں بیوی کے پاس جاتے ہوئے بھی آدمی کو کم از کم کھنکار دینا چاہئے عطا بن یسار سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ سے پوچھتے ہوئے عرض گزار ہوا، کیا میں اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت لیا کروں؟ فرمایا ہاں، عرض گزار ہوا کہ میں گھر میں ان کے ساتھ رہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان سے اجازت لیا کرو۔ وہ آدمی عرض گزار ہوا کہ میں تو ان کا خادم ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان سے اجازت لیا کرو۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ انھیں ننگی دیکھو؟ عرض کی کہ نہیں۔ فرمایا کہ ان سے اجازت لیا کرو۔ (رواہ مالک)

۵۔ اجازت طلب کرنا ضروری ہے

زمانہ جاہلیت میں عربوں میں رواج تھا کہ جب کسی کے ہاں جاتے تو اجازت نہ لیتے اور یونہی اندر جا گھستے تو اس طرح گھر والوں کے لئے یہ بات گراں گزرتی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے گھر میں کبھی ایسے حال میں ہوتا کہ اس کا آنا برا لگتا۔ اس لئے حضور ﷺ نے اجازت طلب کرنے کو ضروری قرار دیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِیْ قَدَحٍ فَقَالَ اَبَا هِرٍّ اَلْحَقْ بِاَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ اِلَیَّ فَاَتَیْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَاَقْبَلُوْا فَاسْتَاْذَنُوْا فَاُذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اندر داخل ہوا تو آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ پایا۔ فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انھیں میرے پاس بلا لاؤ۔ میں ان کے پاس گیا اور انھیں بلا لایا۔ وہ حاضر ہوئے اور اجازت طلب کی۔ انھیں اجازت مرحمت فرمادی گئی۔ تو وہ اندر داخل ہوئے۔ (بخاری شریف)

۶۔ دروازے کے دائیں یا بائیں کھڑا ہونا

اجازت کے لئے دروازے کو جب کھٹکھٹایا جائے یا گھنٹی بجائی جائے تو پھر دروازے کے ایک طرف یعنی دائیں یا بائیں طرف ہو جانا چاہئے تاکہ اندر جھانک نہ پڑ سکے۔ اگر مکان کے دروازے پر پردہ وغیرہ پڑا ہو اور دائیں بائیں کھڑے ہونے کی جگہ نہ ہو تو اس صورت میں دروازے کے سامنے بحالت

Marfat.com

مجبوری کھڑے ہو سکتے ہیں مگر اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں کیونکہ حضور ﷺ کا یہی طرز عمل تھا کہ دروازے کے دائیں یا بائیں کھڑے ہو کر سلام فرماتے تا کہ گھر میں نظر نہ پڑے لہٰذا ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ وَلٰكِنْ مِّنْ رُكْنِهِ الْاَيْمَنِ اَوِ الْاَيْسَرِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ اَنَّ الدُّوْرَ لَمْ تَكُنْ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا سُتُوْرٌ.

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم کے دروازے پر تشریف لے جاتے تو اندر نظر پڑنے کے باعث دروازے کے سامنے نہ رہتے بلکہ دائیں یا بائیں تشریف فرما رہتے اور فرماتے۔ السلام علیکم۔ السلام علیکم۔ یہ اس لئے تھا کہ ان دنوں گھروں کے پردے نہیں ہوتے تھے۔ (سنن ابوداؤد)

۷۔ کسی کے ساتھ جانے میں اجازت ضروری نہیں

اجازت صاحب خانہ یا گھر کے کسی فرد کی طرف سے ہوتی ہے۔ اگر صاحب خانہ جس کے گھر آپ نے جانا ہے وہ ساتھ ہے اور اس کے ساتھ گھر میں داخل ہوتے تو پھر اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اجازت دینے والے کا ساتھ ہونا ہی ایک طرح کی اجازت ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُكُمْ فَجَآءَ مَعَ الرَّسُوْلِ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَهٗ اِذْنٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کو بلایا جائے اور وہ بلانے والے کے ساتھ آئے تو یہی اس کی اجازت ہے۔ (سنن ابوداؤد)

۸۔ اجازت سے پہلے سلام کہنا ضروری ہے

اجازت طلب کرتے ہوئے سلام کہنا ضروری ہے اس کے بارے میں حضور ﷺ کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَاْذَنُوْا لِمَنْ لَّمْ يَبْدَاْ بِالسَّلَامِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو پہلے سلام نہ کرے اسے اجازت نہ

Marfat.com

دو۔ (بیہقی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چار عورتیں آئیں اور انھوں نے اجازت چاہی کہا ہم آ جائیں! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم میں سے جو اجازت کا طریقہ جانتی ہو تو اس سے کہو کہ اجازت لے۔ تو ایک عورت نے پہلے سلام کیا۔ پھر اجازت مانگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی۔

۹۔ اجازت کی مستثنیٰ صورت

اگر کسی کے گھر میں کوئی فوراً مصیبت آ جائے یا آگ لگ جائے یا مکان کی چھت وغیرہ گر جائے یا چور آئے تو اس صورت میں از راہِ ہمدردی اہل خانہ کی مدد کے لئے اجازت کے بغیر مصیبت زدہ کے گھر میں داخل ہو سکتے ہیں۔

۱۰۔ کسی کے گھر میں جھانکنا خلاف سنت ہے

کسی کے گھر میں جھانکنا ممنوع ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حرکت سے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے گھر جائے اور باہر سے جھانکے۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر پر جلوہ فرما تھے اور کسی نے جب سوراخ سے دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار ناراضگی فرمایا جیسا کہ حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص نے حجرہ مبارکہ کے سوراخ سے جھانکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوہے کی کنگھی سے سر مبارک کھجا رہے تھے۔ فرمایا اگر میری توجہ اس طرف ہوتی کہ تو دیکھ رہا ہے تو اس لوہے کی کنگھی کو تیری آنکھ میں چبھو دیتا نظر سے بچاؤ کے لئے ہی تو اجازت طلب کرنے کا حکم ہے۔ (ترمذی شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ اقدس میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھانکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزہ کی نوک اس کی طرف کی۔ چنانچہ وہ پیچھے ہٹ گیا۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اجازت ملنے سے پہلے ہی پردہ اٹھا کر کسی کے گھر میں نظر ڈالی اور گھر والوں (کے پوشیدہ امور) کو دیکھا تو وہ اس حد کو پہنچا جو اس کے لئے جائز نہیں اور اگر اندر جھانکتے وقت سامنے سے کوئی اس کی آنکھیں پھوڑ دیتا تو میں اس پر کچھ غیرت نہ

Marfat.com

کھاتا اور اگر کوئی بغیر پردہ کے دروازے کے سامنے سے گزرے اور گھر کی طرف اس کی نظر پڑ جائے تو اس کا گناہ نہیں بلکہ گناہ گھر والوں کا ہے۔(جامع ترمذی)

ان احادیث سے ہمیں سبق حاصل ہوتا ہے کہ کسی کے گھر جھانکنا نہیں چاہئے۔مگر دیکھا گیا ہے کہ لوگ اسے عیب نہیں سمجھتے حالانکہ ایسا کرنا سراسر گناہ ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس برائی سے بچائے۔

۱۱۔ کھنکارنا سنت ہے

گھر خواہ اپنا ہو یا کسی اور کا، دروازے سے گزرتے وقت ضرورتاً کھنکارنا چاہئے تاکہ اندر والوں کو خبر ہو جائے کہ کوئی داخل ہو رہا ہے۔یہ ایک طرح کی اطلاع ہے اور ایسا کرنے کو حضور ﷺ نے پسند فرمایا ہے۔لہٰذا اپنی موجودگی کا احساس دلانے کے لئے کھنکارنا سنت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت بابرکت میں ایک مرتبہ رات کے وقت اور ایک مرتبہ دن کے وقت حاضر ہوتا تھا۔جب میں رات کے وقت آپ ﷺ کے پاس حاضری دیتا تو آپ ﷺ میرے لئے کھنکارتے۔(نسائی شریف)

۱۲۔ گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لینا

اپنے گھر یا کسی کے گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لینا باعث برکت ہے اور اس کے ساتھ اللہ کا نام لینے سے شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔جب آدمی گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے آج یہاں نہ تمھاری رات گزر سکتی ہے اور نہ تمھیں کھانا مل سکتا ہے اور جب انسان گھر میں بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کئے داخل ہوتا ہے تو شیطان کہتا ہے آج کی رات یہیں گزرے گی اور جب کھانے کے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو وہ کہتا ہے تمھیں بسیرا بھی مل گیا اور کھانا بھی مل گیا۔(سنن ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب آدمی اپنے گھر کے دروازے سے باہر نکلتا ہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے مقرر ہوتے ہیں۔جب وہ آدمی کہتا ہے بسم اللہ! تو وہ فرشتے کہتے ہیں تو نے سیدھی راہ اختیار کی اور جب انسان کہتا ہے ولاحول

Marfat.com

ولا قوۃ الا باللہ تو فرشتے کہتے ہیں اب تو ہر آفت سے محفوظ ہے۔ جب بندہ کہتا ہے توکلت علی اللہ تو فرشتے کہتے ہیں اب تجھے کسی اور کی مدد کی حاجت نہیں ہے۔ اس کے بعد اس شخص کے دو شیطان جو اس پر مسلط ہوتے ہیں وہ اس سے ملتے ہیں۔ فرشتے کہتے اب تم اسکے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟ اس نے تو سیدھا راستہ اختیار کیا۔ تمام آفات سے محفوظ ہو گیا اور خدا کی امداد کے علاوہ دوسرے کی امداد سے بے نیاز ہو گیا۔ (سنن ابن ماجہ)

چھینک و جمائی کی سُنتیں

چھینک اور جمائی بے اختیاری چیز ہے۔ ہر چھوٹے بڑے کو اس سے واسطہ پڑتا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے چھینک اور جمائی کے چند آداب مقرر فرمائے ہیں جنھیں چھینکتے وقت مدنظر رکھنا کار ثواب ہے۔ چھینک اللہ تعالیٰ کی ایک طرح کی نعمت ہے کیونکہ اس سے دماغ سے غیر ضروری مواد خارج ہوتا ہے جس سے فہم و ادراک کی قوت کا تزکیہ ہو جاتا ہے اور یہ چیز طاعت وحضوری قلب کا باعث و مددگار بنتی ہے۔ اس لئے چھینک کا فعل اللہ کو پسند ہے۔ اسکے برعکس جمائی کا فعل نفس کے بھاری پن، اور حواس کی کدورت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ چیز غفلت اور سستی پیدا کرتی ہے جس کے باعث طاعت وعبادت میں نشاط پیدا نہیں ہوتی۔ جس سے شیطان کو خوشی محسوس ہوتی ہے۔ اس لئے اسے شیطانی اثر کا عمل قرار دیا جاتا ہے اس وجہ سے جمائی اللہ کو ناپسند ہے۔ چھینک اور جمائی کے آداب اور سنتیں حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ چھینک کے وقت اللہ کا شکر ادا کرنا سنت ہے

اسلام کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر کام میں اللہ کو یاد کیا جائے اور کام کے ہونے پر شکر ادا کیا جائے لہٰذا جب چھینک آئے تو الحمد اللہ کہنا چاہئے یا الحمد لله رب العالمين کہنا چاہئے۔ یہ کلمات زیادہ جامع ہیں۔ اور ان کا کہنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْعُطَاسَ وَیَکْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ کَانَ حَقًّا عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَرُدَّهٗ

Marfat.com

مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَاتَثَآءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند فرماتا اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمدلله کہے تو ہر سننے والے مسلمان پر حق ہے کہ اسے سے یہ یرحمك الله کہے۔ اگر جمائی آئے تو یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے۔ کیونکہ جب تم میں سے کسی کو جمائی آتی ہے تو شیطان اسے دیکھ کر ہنستا ہے۔ (بخاری شریف)

طبرانی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمدلله رب العالمین کہے۔

ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمدلله کہے تو فرشتے کہتے ہیں ''رب العالمین'' اور اگر وہ ''الحمد لله رب العالمین'' کہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں ''یرحمك الله'' (یعنی اللہ تجھ پر رحم فرمائے)۔ (طبرانی)

حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ چند لوگوں کے ہم سفر تھے۔ ایک آدمی کو چھینک آئی تو اس نے کہا ''السلام علیکم'' حضرت سالم نے فرمایا۔ ''وَعَلَيْكَ وَعَلٰی اُمِّكَ'' (تجھ پر اور تیری ماں پر بھی) یہ بات اس شخص پر شاق گذری تو آپ نے فرمایا۔ میں نے وہی بات کہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کو چھینک آئی تو اس نے کہا'' السلام علیکم ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وَعَلَيْكَ وَعَلٰی اُمِّكَ'' پھر فرمایا جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ کہے ''الحمد لله رب العالمین'' اور جواب دینے والا کہے ''یرحمك الله'' (اللہ تجھ پر رحم فرمائے) پھر چھینکنے والا کہے ''یغفر الله لی ولکم'' (اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور تمھیں بھی بخش دے۔)

(جامع ترمذی)

۲۔ چھینک کا جواب دینا سنت ہے

چھینک کا جواب دینا واجب ہے جبکہ چھینکنے والا الحمد اللہ کہے جواب فوراً دیں اور اتنی آواز سے دیں کہ چھینکنے والا سن لے۔ جواب صرف ایک مرتبہ واجب ہے اور اسکے بعد مستحب ہے۔ اگر کسی شخص کو کچھ

Marfat.com

فاصلہ پر یا دوسرے کمرے میں جہاں بیچ میں دیوار حائل ہو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے، اور آپ سن لیں تو آپ کو اس کے جواب میں یرحمك الله کہنا لازم ہے۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ چھینکنے والا جب یرحمک اللہ کہے تو پھر چھینکنے والا یغفر الله کنا و لکم کہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَاعَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْیَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْیَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَاقَالَ لَهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْیَقُلْ یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو الحمد اللہ کہے۔ جب بھائی یا ساتھی اس سے یرحمک اللہ کہے۔ جب وہ اس سے سنے تو کہے چھینکنے والے کہ یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ کہے۔ (بخاری شریف)

عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِیَادَةِ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِیْ وَرَدِّ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ. وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ اَوْقَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ وَالسُّنْدُسِ وَالْمَیَاثِرِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم فرمایا ہے اور سات کاموں سے ہمیں منع کیا ہے۔ ہمیں بیمار کی عیادت کرنے، جنازے کے ساتھ جانے، چھینکنے والے کا جواب دینے، دعوت قبول کرنے، سلام کا جواب دینے، مظلوم کی مدد کرنے اور قسم پوری کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور سونے کی انگوٹھی یا سونے کا چھلا، نیز ریشم دیباج سندس اور میاثر کے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری شریف)

۳۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نہ کہنے والے کا جواب نہ دو

جو شخص بلند آواز سے چھینکنے کے وقت الحمد للہ نہ کہے اس کا جواب نہ دیں کیونکہ اس نے اللہ کی حمد نہیں کی اس لئے جواب ضروری نہیں۔ اس لئے چھینکنے والے کو چاہئے کہ بلند آواز سے الحمد للہ کہے تا کہ اسے کوئی سنے اور اس کا جواب دے۔ اگر کوئی محفل بیٹھی ہو اور اس میں کسی کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا اور محفل میں سے چند نے جواب دیدیا تو سب کی طرف سے کافی ہوگا اور اگر ہر کوئی جواب دے تو زیادہ

Marfat.com

بہتر ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَاعَطَسَ اَحَدُکُمْ فَحَمِدَ اللّٰہَ فَشَمِّتُوْہُ وَاِنْ لَّمْ یَحْمِدِاللّٰہَ فَلَاتُشَمِّتُوْہُ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ جب تم میں سے کوئی چھینکے اور الحمد للہ کہے تو اسے جواب دو اور جو الحمد للہ نہ کہے، اُسے جواب نہ دو۔
(مسلم شریف)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے۔ دوبارہ چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو دوبارہ جواب واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ اَحَدُھُمَا وَلَمْ یُشَمِّتِ الْاٰخِرَ فَقَالَ الرَّجُلُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ شَمَّتَ ھٰذَا وَلَمْ یُشَمِّتْنِیْ قَالَ اِنَّ ھٰذَاحَمِدَ اللّٰہَ وَلَمْ تَحْمِدِاللّٰہَ .

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور دو آدمی چھینکے تو ایک کو آپ نے ان میں سے جواب دیا اور دوسرے کو نہ دیا۔ وہ شخص عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کو جواب دیا اور مجھے جواب نہیں دیا ہے۔ فرمایا کہ اس نے الحمد للہ کہا تھا اور تم نے الحمد للہ نہیں کہا۔
(متفق علیہ)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جواب اس صورت میں واجب ہوگا جب چھینکنے والا الحمد للہ کہے اور حمد نہ کرے تو جواب واجب نہیں۔

۴۔ چھینک کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کار

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنے چہرے کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپا لیتے اور آواز کو پست رکھنے کی کوشش کرتے اور ساتھ ہی اللہ کی حمد بیان فرماتے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنے والوں کو بھی یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ اتباع سنت کرنے والوں نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَطّٰی وَجْھَہٗ بِیَدِہٖ اَوْ ثَوْبِہٖ وَغَضَّ بِھَا صَوْتَہٗ.

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب چھینکتے تو اپنے پرنور چہرے کو دست اقدس یا کپڑے سے چھپالیتے اور اس میں آواز پست رکھتے۔ (ترمذی شریف)

۵۔ چھینک کا جواب زیادہ سے زیادہ تین مرتبہ ہے

ایک محفل میں کسی کو کئی مرتبہ چھینک آئی تو صرف تین مرتبہ تک جواب دینا ضروری ہے اسکے بعد تصور کیا جائے گا کہ اسے زکام یا کسی بیماری کی وجہ سے بار بار چھینکیں آرہی تھیں اس لئے جواب دینا ضروری نہیں۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی جواب دے تو اس کی مرضی۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ شَمِّتْ اَخَاكَ ثَلٰثًا فَاِنْ زَادَ فَهُوَ زُكَامٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو تین دفعہ تک چھینکنے پر جواب دو۔ اگر اس سے بڑھے تو وہ زکام ہے۔ (سنن ابوداود)

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنِ النَّبِيِّ شَمِّتَ الْعَاطِسَ ثَلٰثًا فَمَازَادَ فَاِنْ شِئْتَ فَلَا.

حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چھینکنے والے کا جواب تین دفعہ تک ہے اگر اس سے بڑھے تو چاہے اسے جواب دے چاہے نہ دے۔ (مشکوۃ شریف)

۶۔ غیر مسلم کی چھینک کے جواب کا طریقہ

اگر کسی غیر مسلم کو چھینک آئے یعنی آپ کی محفل میں کوئی عیسائی یہودی وغیرہ بیٹھا ہو اور اسے چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ نہ کہیں بلکہ یہ کہیں کہ اللہ تجھے ہدایت دے۔ اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ كَانَ الْيَهُوْدُ يَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُوْنَ اَنْ يَّقُوْلَ لَهُمْ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور یہودی چھینکتے۔ یہ امید رکھتے ہوئے کہ آپ ان کے لئے یرحمك اللہ کہیں گے آپ یهد یکم اللہ ویصلح بالکم کہتے۔

(جامع ترمذی، سنن ابوداود)

Marfat.com

۷۔ عورت کی چھینک کا جواب

عورت کو چھینک آئے اور اس کے پاس کوئی مرد سنے تو اسے چاہئے کہ اگر وہ بوڑھی ہے تو اس کا جواب بلند آواز سے دے اور اگر جوان ہے تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔ ایسے ہی کسی مرد کو چھینک آئے اور قریب کوئی عورت ہو تو اسے چاہئے کہ پست آواز سے یرحمک اللہ کہے۔

۸۔ بات سچی ہونے کی دلیل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچی بات وہ ہے کہ جس کے کہتے وقت چھینک آئے۔ ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بات کی جائے اور چھینک آ جائے تو وہ حق ہے۔ ایسے ہی ایک بزرگ کا قول ہے کہ دعا کے وقت چھینک کا آنا اس کے قبول ہونے کی دلیل ہے۔

۹۔ زور سے نہ چھینکیں

حضرت عبادہ بن صامت وشداد بن اوس، اور حضرت واثلہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب کسی کو ڈکار یا چھینک آئے تو آواز بلند نہ کرے کہ شیطان کو یہ بات پسند ہے کہ ان میں آواز بلند کی جائے۔ (شعب الایمان)

چھینکنے والا دیوار کے پیچھے ہو جب بھی جواب دیں۔

خطبہ کے وقت کسی کو چھینک آئے تو اس کا جواب نہ دیں اگر کئی حضرات موجود ہوں تو بعض حاضرین نے جواب دے دیا تو سب کی طرف سے جواب ہو گیا۔ مگر بہتر یہی ہے کہ سارے جواب دیں۔

نماز کے دوران چھینک آئے تو الحمد للہ نہ کہیں۔ آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور کسی کو چھینک آئی اور آپ نے جواب دے دیا تو آپ کی نماز فاسد ہو گئی۔

حضرت ابوداؤدؒ ایک بار دریا کے کنارے کنارے تشریف لے جا رہے تھے۔ قریب ہی سے ایک کشتی کا گزر ہوا جس میں کافی لوگ سوار تھے۔ اچانک کسی کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا۔ کشتی تیزی سے گزر گئی۔ حضرت ابوداؤدؒ بیتاب ہو گئے۔ دریا میں ادھر اُدھر نظر دوڑائی تو قریب ہی ایک خالی کشتی پر نظر

Marfat.com

پڑی۔ آپ نے اس کے ملاح سے فرمایا۔ مجھے اس کشتی کے پیچھے جانا ہے۔ کیا کرایہ لو گے؟ اس نے دو دینار کرایہ بتایا۔ آپ نے منظور فرمالیا اور کشتی میں سوار ہو گئے۔ اب آپ کی کشتی تیزی کے ساتھ اس کشتی کے تعاقب میں آگے بڑھنے لگی۔ جیسے ہی آپ کی کشتی اس کشتی کے قریب پہنچی، آپ نے جواب چھینک میں بلند آواز میں فرمایا ''یرحمك الله'' کشتی کے اندر سے جواب در جواب آیا یھدیکم اللہ ویصلح بالکم اب آپ نے اپنی کشتی کے ملاح سے فرمایا میرا کام ہو چکا ہے مجھے واپس کنارے پر لے چلو۔ ملاح نے متعجب ہو کر عرض کیا، کیا آپ نے صرف چھینک کا جواب دینے کے لئے دو دینار خرچ کر دیئے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں! بالآخر کرایہ ادا کر کے آپ جیسے ہی کنارہ پر تشریف لائے۔ ہاتف غیب سے آواز آئی۔ اے ابوداؤد! تم نے دو دینار کے بدلے جنت خرید لی۔

۱۰۔ چھینک یا جمائی میں منہ پر ہاتھ رکھیں

چھینک اور جمائی کا عام اخلاقی ادب یہ ہے کہ جب چھینک یا جمائی آئے تو لوگوں کے سامنے نہ منہ کھولے اور نہ زیادہ آواز کرے بلکہ منہ پر ہاتھ رکھے اور آواز کو پست کرے تاکہ پاس بیٹھنے والے چھینک اور جمائی سے طبیعت پر برا اثر نہ لیں۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ چھینک کے وقت سر جھکالو اور منہ چھپالو اور آواز کو پست کرلو یہی اللہ کو پسند ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَاتَثَاءَ بَ اَحَدُ کُمْ فَلْیُمْسِكَ بِیَدِہٖ عَلٰی فَمِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَدْ خُلُ فِیْہِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے روکے۔ کیونکہ شیطان اندر داخل ہوتا ہے۔

(مسلم شریف)

جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ جب بندہ جمائی میں منہ کھولتا ہے شیطان منہ کے اندر گھس جاتا ہے۔ بندہ ''ہاہا'' اور ''قاہ قاہ'' کی آواز نکالتا ہے تو شیطان قہقہہ مار کر ہنستا ہے۔ جمائی کو روکنا چاہئے۔ جب جمائی آنے لگے تو اوپر کے دانتوں سے نچلے ہونٹ کو دبائیں یا الٹے ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ دیں۔ اگر نماز میں قیام کی حالت میں جمائی آئے تو سیدھے ہاتھ کی پشت منہ پر رکھیں اور باقی ارکان میں الٹے ہاتھ کی پشت، جمائی روکنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جب کبھی جمائی آنا شروع ہو فوراً دل میں خیال

Marfat.com

کریں کہ انبیاء علیہم السلام کو جمائی کبھی نہیں آئی یا یہی تصور کرلیں کہ حضور اکرم ﷺ کو کبھی جمائی نہیں آئی۔ کیونکہ جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور انبیاء علیہم السلام شیطان کے اثر سے محفوظ ہیں۔ انشاء اللہ جمائی فوراً رک جائے گی۔

جوتا پہننے کی سُنتیں

جوتا پہننا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ چونکہ آپ نے خود جوتے استعمال کئے ہیں اور اپنے صحابہ کرامؓ کو جوتے پہننے کی تلقین فرمائی اور آداب بھی بتائے جوتا دراصل انسانی جسم کے ایک حصے یعنی پاؤں کو ڈھانپنے کا اور کانٹا وغیرہ چبھنے سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ تاکہ پاؤں سردی گرمی اور باہر کی چیزوں کے برے اثرات سے محفور ہیں، جوتا پہننے کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی انسانی کی اپنی تاریخ پرانی ہے۔ جوتا انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے۔ یہ اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ لباس پہننا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ زینت اور زیبائش میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ اچھے اور صاف ستھرے لباس کے ساتھ اگر جوتا نہ پہنا ہو تو لباس ہی نامکمل معلوم ہوگا۔ اسلام نے ہمیں جوتے استعمال کرنے کا بھی طریقہ سکھلایا ہے کہ اس طریقہ کے مطابق جوتے پہنیں اور اتاریں گے تو ہمارا یہ فعل بھی باعث ثواب بن جائے گا۔ کیونکہ اس میں حضورؐ کی اتباع آئے گی اور جس فعل میں حضور ﷺ کی اتباع ہوگی وہی نیکی ہے اور باعث ثواب ہے۔

جوتے پہننے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ جوتوں کو پہننے سے پہلے جھاڑ پونچھ لیں۔ اور اگر جوتا بند قسم کا ہو تو اسے الٹا کر کے دیکھیں کہ اس میں کوئی موذی (تکلیف دینے والا) جانور نہ ہو۔ اس کے بعد بیٹھ کر پہلے دایاں جوتا پہنیں اور پھر بایاں ڈالیں۔ جب اتاریں تو پہلے بایاں اور پھر آخر میں دایاں جوتا اتاریں۔ اگر جوتا تسمے والا ہو تو تسمہ باندھ لینا چاہئے۔ تسمے کو کھلا رہنے دینا اچھا نہیں۔ جوتا استعمال کرنے کے اسلامی اصول و آداب مندرجہ ذیل ہیں:۔

ا۔ جوتا پہننے کا حکم

حضور ﷺ کا حکم ہے کہ جوتا پہنا جائے۔ لہٰذا جوتا ضرورت کے مطابق پہننا بہت بہتر ہے۔ مرد اور

Marfat.com

عورت کے پیر میں بلحاظ ساخت تھوڑا سا فرق ہے۔ مرد کے پیر عورت کے پیر کی نسبت مضبوط اور قوی ہوتے ہیں اس لئے مرد اور عورت کے جوتوں میں بھی پہچان کے لئے قدرے فرق ہے۔ مرد کا جوتا مضبوط ہوتا ہے اور عورت کا جوتا قدرے نرم و نازک ہوتا ہے تاکہ پہننے میں تکلیف نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد اور عورت کے جوتے میں بناوٹ کے لحاظ سے اور ڈیزائن کے لحاظ سے فرق ہے لٰہذا مرد کو عورتوں جیسا جوتا نہیں پہننا چاہئے اور ایسے ہی کسی عورت کو مردوں جیسا جوتا پہننا نہیں چاہئے۔

ایسا جوتا پہننا بھی منع ہے جس سے غرور اور تکبر پیدا ہوتا ہو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃٍ غَزَاھَا یَقُوْلُ اسْتَکْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا یَزَالُ رَاکِبًا مَّا انْتَعَلَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک غزوہ کے دوران فرماتے ہوئے سنا۔ جوتے زیادہ پہنا کرو۔ کیونکہ آدمی سوار کی طرح ہوتا ہے جب تک جوتے پہنے رہے۔

(مسلم شریف)

۲۔ جوتا پہننے اور اتارنے کا سنت طریقہ

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ جوتا پہننے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے دایاں جوتا پہنیں اور پھر بایاں اور جب اتاریں تو اس کا الٹ کریں یعنی پہلے بایاں جوتا اتاریں اور پھر دایاں جوتا اتاریں۔ عملی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طریقے میں حکمت اور آسانی ہے۔ جوتا خود ڈالیں اور خود ہی اتاریں۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر دوسرے سے ڈلوا سکتے ہیں۔ اگر بچہ جوتا نہ پہن سکتا ہو تو کوئی بڑا ڈال دے۔ بعض مغرور اور نواب طبع لوگ خود جوتا پہننے اور اتارنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور نوکروں سے جوتا ڈلواتے ہیں ایسا کرنے میں دوسرے انسان کا مقام گرتا ہے اس لئے اسلام میں ایسا کرنا منع ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَبْدَأْ بِالْیُمْنٰی وَاِذَا نَزَعَ فَلْیَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِتَکُنِ الْیُمْنٰی اَوَّلَھُمَا تُنْعَلُ وَاٰخِرَھُمَا تُنْزَعُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی جوتے پہنے تو دائیں جانب سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے ابتداء کرے یعنی پہنتے

Marfat.com

وقت داہنا پہلے اور اتارتے وقت آخر میں رہے۔ (بخاری شریف)

۳۔ کھڑے ہو کر جوتا پہننا منع ہے

حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے۔ علماء کا کہنا ہے کہ یہ حکم ان جوتوں کے لئے ہے جن کو کھڑے ہو کر پہننے میں دقت ہوتی ہے جن کے تسمے باندھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے بوٹ وغیرہ البتہ وہ جوتا جو یکدم پاؤں میں ڈال لیا جاتا ہے جیسے چپل وغیرہ، ایسے جوتے کو اگر کھڑے ہو کر بھی پاؤں میں ڈال لیا جائے تو اس میں حرج نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اس حکم میں سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے کھڑا ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَآئِمًا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی کھڑا ہو کر جوتے پہنے۔ (سنن ابوداؤد)

۴۔ ایک جوتا پہن کر چلنے کی ممانعت

ادب یہ ہے کہ دونوں جوتے پہن کر چلیں یا دونوں جوتے اتار دیں۔ ایک جوتا پہن لینا اور ایک جوتا اتار دینا ادب کے خلاف ہے اس لئے حضور ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک جوتے میں نہ چلو یا دونوں اتار دو یا دونوں پہنو۔ (بخاری شریف)

یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے:۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهٖ فَلَا يَمْشِ فِيْ خُفٍّ وَّاحِدَةٍ حَتّٰى يُصْلِحَ شِسْعَهٗ وَلَا يَمْشِيْ فِيْ خُفٍّ وَّاحِدٍ وَّلَا يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَّلَايَحْتَبِيْ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَلَا يَلْتَحِفُ الصَّمَّآءَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔ جب تک کہ دوسرے جوتے کا تسمہ درست نہ ہو جائے۔ اور ایک موزہ پہن کر نہ چلے اور بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور ایک ہی کپڑے میں پوٹ نہ بن

Marfat.com

جائے اور کپڑا اس طرح نہ لپیٹے کہ شرمگاہ کھلی رہے۔ (مسلم شریف)

۵۔ موزے پہننے کا جواز

موزے جراب کی مانند ہیں اور پتلے چمڑے کے بنائے جاتے تھے۔ ایک زمانہ تھا کہ یہ استعمال کئے جاتے تھے۔ جب سے اس کا نعم البدل جرابیں بن گئیں۔ اس کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہو گیا ہے۔ ان پر وضو کے دوران مسح کر لینا جائز ہے چونکہ حضور ﷺ نے موزوں پر مسح کیا۔

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّجَاشِيَّ اَهْدٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ اَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا

ابن بریدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے لئے دو سیاہ موزے تحفے کے طور پر بھیجے تو آپ نے وہ پہن لئے۔ پھر آپ نے وضو فرمایا اور دونوں کے اوپر مسح کیا۔ (جامع ترمذی)

۶۔ جوتے اُتار کر حفاظت سے رکھنا سنت ہے

ضرورت کے مطابق جب جوتے اتاریں تو ان کی حفاظت کریں۔ مسجد میں یا کسی محفل میں جائیں تو جوتے اتار لیں۔ اگر مسجد کے باہر یا اندر کوئی جگہ جوتے رکھنے کیلئے بنی ہو تو ان کی حفاظت کریں اور وہاں رکھیں۔ اگر مناسب حفاظت کی جگہ نہ ملے تو پھر جوتے کو اپنے پاس پہلو میں رکھ لیں تا کہ بحفاظت رہیں بعض مساجد میں جوتوں کی حفاظت کے لئے اجرت لیتے ہیں اگر آپ کا دل چاہے تو وہاں رکھ لیں اور واپسی پر اجرت دے کر جوتا واپس لے لیں۔

خانہ کعبہ میں جوتوں کی حفاظت کا مسئلہ ذرا پریشان کن ہے کیونکہ مسجد حرام کے بہت سے دروازے ہیں اگر آپ کسی دروازے کے باہر جوتا اتار کر رکھیں تو واپسی پر ہوسکتا ہے کہ اس دروازے سے نہ نکلیں۔ اس طرح دروازہ بھول جانے سے جوتا گم ہو جاتا ہے اگر جوتا اندر لے جائیں اور کہیں رکھ دیں تو حرم کی صفائی کے موقع پر جوتوں کو باہر پھینک دیا جاتا ہے اس طرح اکثر جوتا گم ہو جاتا ہے تو اس صورت میں وہ جوتے جو حرم کے باہر اٹھا کر پھینکے ہوں ان میں سے کوئی جوتا لے کر پہن لینے میں کوئی حرج اور گناہ نہیں۔ البتہ اگر آپ نے قصداً کسی کا جوتا اندر یا باہر سے اٹھایا تو پھر چوری کے ضمن میں گنہگار ہوں گے۔ مسجد

Marfat.com

نبوی میں بھی حج کا موقعہ پر ایسی ہی صورت حال ہوتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ اَنْ يَّخْلَعَ نَعْلَيْهِ فَيَضَعُهُمَا بِجَنْبِهٖ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ سنت یہ ہے کہ جب آدمی بیٹھے تو اپنے جوتے اتار لے اور انھیں اپنے پہلو میں رکھ لے۔ (سنن ابوداؤد)

بزاز کی ایک روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب بیٹھو تو جوتے اتار لو تمھارے قدم آرام پائیں گے۔

استعمال والے جوتے کو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور برابر والی انگلی سے اٹھانا چاہئے اگر کوئی جوتا اُلٹا پڑا ہو تو سیدھا کر دیں ورنہ تنگدستی کا اندیشہ ہے کیونکہ بزرگوں کا کہنا ہے کہ اُلٹے جوتے تنگ دستی کی علامت ہیں۔

۷۔ ننگے پاؤں چلنا پھرنا

ننگے پاؤں چلنا پھرنا ناجائز تو نہیں مگر بہتر تو یہی ہے کہ جوتا پہنا جائے۔ بعض حضرات ازراہِ ادب مکہ شریف اور مدینہ طیبہ میں ننگے پاؤں پھرتے ہیں چونکہ وہاں گرم فضا ہونے کی وجہ سے زمین خاصی گرم ہوتی ہے اور اس زمین پر ننگے پاؤں زخمی ہو جاتے ہیں۔ اور چھالے پڑ جاتے ہیں جس سے خاصی تکلیف اٹھانا پڑتی ہے۔ اگر محبت کی بنا پر ایسا کرنا سعادت مندی ہے تو پھر یہ بھی سوچنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے میں سعادت ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِفُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ مَالِيْ اَرَاكَ شَعِثًا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَانَا عَنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاِرْفَاهِ قَالَ مَالِيْ لَا اَرٰى عَلَيْكَ حِذَآءً قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا اَنْ نَّحْتَفِيَ اَحْيَانًا.

عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے کہا کیا ہے کہ میں تم کو پراگندہ بال دیکھ رہا ہوں۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بہت زیادہ عیش و عشرت کی باتوں سے منع کیا ہے۔ کہا کیا ہے کہ میں تیرے پاؤں میں جوتا نہیں دیکھ رہا۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ کبھی کبھی ہم ننگے پاؤں چلیں۔ (سنن ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عاجزی کے طور پر ننگے پاؤں رہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں

Marfat.com

اور بعض بزرگوں کا ننگے پاؤں رہنا بھی ثابت ہے۔ حضرت بشر حافی اکثر ننگے پاؤں رہتے تھے۔ مقدس جگہ پر ننگے پاؤں جانے میں حرج نہیں بشرطیکہ زیادہ تکلیف کا باعث نہ ہو۔ اس کا ثبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ ہے جب وہ مدین سے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت لے کر اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے کیلئے جانب مصر روانہ ہوئے۔ آپؑ کے اہل بیت بھی ہمراہ تھے شام کے بادشاہوں کے اندیشہ کے پیش نظر سڑک کو چھوڑ کر آپؑ نے جنگل کا راستہ اختیار فرمایا۔ آپ کی زوجہ محترمہؓ حاملہ تھیں۔ چلتے چلتے جب کوہِ طور کی غربی جانب پہنچے یہاں رات کے وقت بی بی صاحبہ کو دردِ زہ شروع ہوا۔ سخت سردیوں کی تاریک رات تھی۔ خوب برفباری بھی ہو رہی تھی۔ آپ کو دور آگ نظر آئی۔ اس کی طرف آپؑ بڑھے تاکہ کوئی چنگاری وغیرہ لائیں۔ وہاں ایک درخت سرسبز و شاداب دیکھا۔ جو اوپر سے نیچے تک نہایت ہی روشن تھا۔ جتنا اس کے قریب جاتے وہ دور ہو جاتا۔ آپ جب ٹھہر جاتے وہ قریب ہو جاتا۔ یہاں تک کہ جب وادی طویٰ میں پہنچے، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

إِنِّيٓ أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝

بے شک میں تیرا رب ہوں۔ تو تو اپنے جوتے اتار ڈال۔ بے شک تو پاک جنگل طویٰ میں ہے۔ (طٰہٰ: ۱۲)

۸۔ کسی کا جوتا اٹھانا یا استعمال کرنا درست نہیں

مسجد میں اگر آپ کا جوتا کوئی اٹھا کر لے جائے اور اسی طرح کے اور جوتے وہاں رکھے ہوئے ہیں۔ گمان بھی یہی غالب ہے کہ کوئی بھول کر تبدیل کر کے لے گیا ہے۔ پھر بھی آپ دوسرے کے جوتے ہرگز نہ اٹھائیں۔ گناہ ہے۔ ایسے ہی اکثر اوقات مسجد کے باہر دروازے پر لوگوں کے جوتے رکھے ہوتے ہیں۔ اور ہر کوئی بلاتکلف وہ جوتے بغیر کسی کی اجازت کے پہن کر بیت الخلاء وغیرہ میں چلا جاتا ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ تھوڑی دیر کے لئے کسی کے جوتے پہن کر گئے ہوں اور اصل مالک بھی اسی وقت باہر جانا چاہے تو ظاہر ہے کہ اپنا جوتا نہ پا کر اسے صدمہ ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ سمجھ کر کہ ''میرے جوتے چوری ہو گئے''۔ وہ ننگے پاؤں ہی چلا جائے۔ آپ واپس آ کر وہ جوتے دوبارہ رکھ بھی دیں لیکن اصل مالک تو بیچارہ جوتے ضائع کر چکا۔ لہٰذا اس طرح کرنا گناہ کے زمرے میں آ جائے گا۔

Marfat.com

۹۔حضور ﷺ کی نعلین مبارک

حضور ﷺ جس قسم کے جوتے پہنتے تھے ان کے متعلق احادیث مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِی لَیْسَ فِیْھَا شَعْرٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے نعلین مبارک پہنے دیکھا جس میں بال نہیں تھے۔(بخاری شریف)

۲۔عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ نَعْلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَھَا قِبَالَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی نعلین مبارک کے دو تسمے ہوتے تھے۔(بخاری شریف)

۳۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ لِنَعْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قِبَالَانِ مُثَنًّی شِرَاکُھُمَا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر نعل مبارک کے دو تسمے ہوتے اور ہر تسمہ دُہرا ہوتا۔(جامع ترمذی)

ان احادیث سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ بالکل سادہ قسم کا جوتا استعمال کرتے تھے جو زیادہ بیش قیمت نہ ہوتا۔لہٰذا ہمیں حضور ﷺ کی اتباع میں سادہ جوتا استعمال کرنا چاہیے۔

Marfat.com

کھانے پینے کی سنتیں

کھانا یعنی غذا اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے کیونکہ اس سے انسانی زندگی کی بقا وابستہ ہے اس لئے اس کے بغیر چارہ نہیں لہٰذا اسے ادب واحترام سے استعمال میں لانا انسانی فرض ہے جو شخص کھانے کی قدر کرتا ہے۔ اللہ اس کے رزق میں اضافہ فرما دیتا ہے غذا تو ہر صورت کھانی ہے اگر اسے نیت سے کھایا جائے کہ اس کے کھانے سے جسمانی قوت پیدا ہوگی، توانائی بحال رہے گی جس سے انسان بخوبی اللہ کی عبادت سرانجام دے سکے گا تو اس وقت انسان کا کھانا بھی عبادت بن جائے گا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بات کو یوں فرمایا ہے کہ راہِ عبادت بھی خود عبادت کا ایک حصہ ہے اور سامان سفر بھی سفر ہی کہلاتا ہے پس ہر وہ چیز جس کا تعلق راہِ دین سے ہو، یعنی دین کو جس چیز کی حاجت ہو وہ دی جائے خود دین کا ایک جزو ہے اور ظاہر ہے کہ دین کھانے کی حاجت سے بے نیاز نہیں۔ کیونکہ راہِ دین پر چلنے والوں کا اصل مقصد دیدار الٰہی حاصل کرنا ہے اور اس کا تخم علم وعمل ہے اور علم اور عمل کی مواظبت جسم کی سلامتی کے بغیر ممکن نہیں اور جسم کی سلامتی کھانے پینے کے بغیر ممکن نہیں۔ پس کھانا پینا راہ دین کی ضرورت میں شامل ہے (یعنی کھائے گا جو جسم سلامت رہے گا۔ جسم سلامت ہوگا تو علم وعمل ممکن ہو سکے گا اور یہی راہ دین ہے اور راہ دین خود دین ہے) پس معلوم ہوا کہ کھانا پینا منجملہ دین سے ہے اور اسی لئے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''نفیس چیزیں کھاؤ اور نیک عمل (یعنی عبادت) کرو''۔ گویا عمل صالح اور کھانا کھانے کا ذکر یکجا کر دیا گیا پر گامزن ہونے کے لئے طاقت حاصل ہو جائے اس کا کھانا بھی عبادت ہی ہے اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کو ہر چیز پر ثواب ہی ثواب ملتا ہے اور اس ارشاد سے مراد یہ ہے کہ مومن کا مقصد ہی ہر چیز سے راہ آخرت پر چلنا ہوتا ہے اور راہ دین پر گامزن ہونے کی خاطر کھانا کھانے کی نشانی یہ ہے کہ (اس نیت سے کھانے والا) حریص ہو کر نہیں کھاتا اور حلال کھاتا ہے اور بقدر حاجت کھاتا ہے (کیمیائے سعادت)

Marfat.com

کھانے کا سنت طریقہ

حضور ﷺ جس طرح کھانا کھاتے تھے وہ کھانے کا سنت طریقہ ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ جب ہم کھانا کھائیں تو حضور ﷺ کے سنت طریقہ کے مطابق کھائیں۔ اس طرح کھانا بھی کھا لیا جائے اور مفت میں ثواب بھی مل جائے گا۔ حضور ﷺ کے طریقے کے مطابق کھانا کھانے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوئیں۔ اگر باوضو ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔ ہاتھ دھوتے وقت کلی بھی کر لیں تو بہتر ہے۔ پھر کھانے کے لئے بیٹھ جائیں۔ چٹائی پر بیٹھیں تو زیادہ مناسب ہے اگر سالن آپ کے سامنے ڈال کر رکھا ہو تو ٹھیک ہے ورنہ سالن ڈالیں ہاتھ سے روٹی کا نوالہ توڑیں اور سالن سے لگا کر بسم اللہ شریف پڑھتے ہوئے منہ میں ڈالیں۔ لقمہ خوب چبا کر کھائیں۔ کھانا شروع کرنے سے پہلے اگر پانی پینا چاہیں تو بسم اللہ پڑھ کر پی لیں۔ کیونکہ کھانے کے شروع میں پانی پینا بہتر ہے۔ لقمہ چھوٹا لیں تو اچھا ہے۔ اگر درمیانہ ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ سالن کنارے سے کھانا شروع کریں۔

ایک ایک برتن میں دو تین آدمی مل کر کھا رہے ہوں تو اپنے سامنے سے کھائیں۔ دوسرے کے سامنے سے سالن نہیں اٹھانا چاہئے۔ کھانا مناسب مقدار میں کھانا چاہئے نہ بہت زیادہ اور نہ بہت کم۔ کھانے میں جلدی نہ کریں۔ کھانا نمکین سے شروع کریں۔ پھر میٹھی چیز کھائیں۔ پھر آخر میں نمکین چیز پر کھانے کا اختتام کریں۔ کھانے میں تین انگلیاں استعمال کریں۔ روٹی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر توڑیں۔ دستر خوان پر اگر روٹی کے ٹکڑے گرے ہوں تو انھیں اٹھا کر کھا لیں۔ برتن کو صاف کریں یعنی برتن میں سالن نہ رہنے دیں۔ کھانا ختم کرنے پر انگلیوں کو چاٹ لیں۔ پہلے درمیانی انگلی چاٹیں پھر پہلی، آخر میں انگوٹھا۔ کھانے کے بعد دانتوں سے بچی ہوئی خوراک کو کسی چیز کے ساتھ نکالیں یعنی دانتوں کا خلال کریں۔ پھر ہاتھ دھوئیں اور ہاتھ کو سر اور چہرے پر پھیر لیں۔ اگر کوئی پانی رہ جائے تو پھر تولیے سے خشک کر لیں۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد مسنون دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھیں اور اللہ کا شکر ادا کریں جس نے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا۔ کھانے کے آداب اور سنتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ ہاتھ دھونا

اللہ کے بندوں کا کہنا ہے کہ کھانے سے پہلے وضو کرنا چاہئے اگر ایسا نہ کر سکیں تو پھر ہاتھ اور منہ

Marfat.com

دھولیں اور اگر یہ بھی نہ کر سکیں تو ہاتھ ضرور دھولیں۔ اور ہاتھ دھوئے بغیر کھانا کبھی نہ کھائیں کیونکہ ہاتھ دھونا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ حضور ﷺ کھانے سے پہلے وضو کر لیتے۔ اگر وضو نہ کرتے تو ہاتھ دھوتے مگر کپڑے سے خشک نہ کرتے۔ اس کی افادیت یہ ہے کہ ہاتھ پونچھنے سے ہاتھ کے ساتھ کچھ نہ کچھ تولیے کا گودا وغیرہ لگ جائے گا جو کھانا کھاتے وقت اندر جائے گا اس لئے کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر تولیے سے پونچھنا سنت نہیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ اور منہ کو دھونا چاہئے کیونکہ کھانا جب زادِ آخرت کی نیت سے کھائیں تو یہ عین عبادت میں شمار ہوگا، لہٰذا اس کا ثواب ہوگا جیسا کہ نماز سے پہلے وضو کرنے کا ہوتا ہے۔ اور پھر اس سے ہاتھ اور منہ کی صفائی بھی ہو جاتی ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَأْتُ فِي التَّوْرٰةِ اَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ.

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے توریت میں پڑھا کہ کھانے کی برکت کا باعث اس کے بعد ہاتھ دھونا ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کھانے کی برکت کا باعث اس سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھوں کے دھونے میں ہے۔

(جامع ترمذی۔ سنن ابوداؤد)

ابن ماجہ کی حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو کوئی یہ پسند کرے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے گھر میں خیر و برکت زیادہ کرے اسے چاہئے کہ جب کھانا حاضر کیا جائے تب بھی اور جب کھانا اٹھایا جائے تب بھی وضو کرے (یعنی ہاتھ دھوئے اور کلی کرے)۔

(سنن ابن ماجہ)

ایک بزرگ اپنے عقیدت مندوں کو تلقین فرمایا کرتے تھے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ ضرور دھویا کرو کیونکہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے سے اللہ تعالیٰ غربت دور کر دیتا ہے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے عقل میں اضافہ کر دیتا ہے۔ بوڑھوں سے پہلے جوانوں کو ہاتھ دھونے چاہئیں۔

Marfat.com

۲۔ کھانا دستر خوان پر کھانا چاہیے

کھانا دستر خوان پر رکھ کر کھانا چاہیے بعض لوگ کھانے کو میز پر رکھتے ہیں۔ اور اسے کھانے کے لئے کرسی پر بیٹھتے ہیں۔ ایسا کرنا خلاف سنت ہے۔ صوفیا اور بزرگان دین جو اتباع سنت پر سختی سے پابند ہوتے ہیں وہ ہمیشہ دستر خوان ہی پر کھانا رکھ کر تناول فرماتے ہیں۔

حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا کہ کھانا دستر خوان پر رکھا جائے نہ کہ خوان پر کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے رہے ہیں اور یہ اس لئے کہ دستر خوان سفر کی یاد دلاتا ہے اور دنیاوی سفر آخرت کے سفر کی یاد دلاتا ہے اور تواضع کے بھی نزدیک تر ہے، ویسے اگر خوان پر بھی کھایا جائے تو روا ہے کیونکہ اس کی نہی (ممانعت) نہیں کی گئی۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ بزرگان سلف کی یہی عادت رہی ہے کہ دستر خوان پر کھاتے تھے اور خود رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کھایا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ وَلَا اَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰى مَاتَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے تمام عمر نہ تو میز پر رکھ کر کھانا کھایا اور نہ ہی میدے کا نان کھایا۔ حضور ﷺ نے سادگی پسند فرمائی اور فقر اختیار فرمایا۔ (جامع ترمذی)

حضرت شہاب الدین سہروردی نے لکھا ہے کہ صوفیا کا ایک معمول یہ بھی ہے کہ وہ دستر خوان پر کھانا کھاتے ہیں اس طرح کھانا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ تو تخت پر کھانا کھایا اور نہ سینی میں۔ اس پر دریافت کیا گیا کہ پھر کس چیز پر کھانا تناول فرماتے تھے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا دستر خوان پر۔ (عوارف المعارف)

۳۔ کھانا بیٹھ کر کھانا چاہیے

کھانا بیٹھ کر کھانا چاہیے۔ کھڑے ہو کر کھانا اسلامی آداب کے خلاف ہے۔ راستہ اور بازار میں کھانا مکروہ ہے۔ کھانے کیلئے اچھے انداز سے بیٹھنا چاہیے۔ کھاتے وقت بیٹھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دایاں گھٹنا کھڑا کریں اور بائیں پاؤں پر بیٹھ جائیں اور جسم کا وزن اسی پر ڈال لیں کسی چیز سے ٹیک لگا کر کھانا اچھا نہیں۔ حضور ﷺ اکثر اسی طرح بیٹھ کر کھاتے تھے۔

Marfat.com

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسًا مُقْعِیًا یَاْکُلُ تَمْرًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر کھجوریں کھاتے دیکھا ہے۔ (مسلم شریف)

شیخ ابو طالب مکی کا کہنا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کھانا آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے زمین پر رکھ کر بیٹھ کر تناول فرماتے۔ اور فرماتے ہیں سہارا لگا کر کھانے والا نہیں۔ دائیں ٹانگ کھڑی کر لیتے اور بائیں پاؤں کی پشت پر بیٹھتے۔ یہی کھانے کا سنت طریقہ ہے عربوں میں یہی رواج ہے۔ (قوت القلوب)

۴۔ کھاتے وقت ٹیک لگانے کی ممانعت

کھاتے وقت ٹیک لگانا خلاف سنت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھاتے وقت ٹیک لگانے سے منع فرمایا ہے۔ ٹیک لگا کر یا لیٹ کر کھانے سے غذا اچھی طرح بآسانی معدے میں پہنچ نہیں پاتی اور صحت کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے لہٰذا اس طبی نقصان کو مدنظر رکھتے ہوئے ٹیک لگا کر لیٹ کر کھانا منع ہے۔

عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ وَھْبِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اٰکُلُ مُتَّکِئًا۔

حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔ (بخاری شریف)

۵۔ جوتے اُتارنے کا حکم

جب کھانا کھانے کے لئے بیٹھا جائے تو اس وقت جوتا اتار دینا چاہئے کیونکہ دسترخوان پر جوتے سمیت بیٹھنا خلاف سنت ہے۔ اکثر بزرگان دین کا یہ معمول رہا ہے کہ کھانے سے پہلے زمین پر چٹائی بچھاتے۔ جوتے اتار کر قبلہ رو ہو کر سنت کے مطابق بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ جوتے اتار کر کھانے سے اللہ سے قربت کو ملحوظ خاطر رکھنا مراد ہے اور جوتے اتار کر کھانے سے سکون میسر آتا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ فَاِنَّہٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِكُمْ

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو اپنے جوتے اتار لیا کرو۔ کیونکہ یہ تمہارے پیروں کے لئے راحت بخش ہے۔

(مشکوٰۃ شریف)

۶۔ نیک نیتی سے کھانا

اس نیت سے کھائے کہ کھانا عبادت کیلئے کھا رہا ہوں نہ کہ شہوت وتسکین خواہش کے لئے۔ ابراہیم بن شیبان کہتے ہیں کہ اسی ۸۰ برس ہونے کو آئے کہ میں نے کوئی چیز خواہش کی خاطر نہیں کھائی اور اس نیت کے صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ارادہ ہی تھوڑا کھانے کا ہو۔ کیونکہ زیادہ کھانا عبادت الٰہی سے باز رکھتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ پسندیدہ بات یہی ہے کہ کمر سیدھی رکھنے کے لئے چند لقموں پر قناعت کر لی جائے اور اگر اس پر قانع نہ ہو سکے تو ایک تہائی حصہ پیٹ کا کھانے سے پر کر لے اور باقی میں سے ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی سانس (یعنی ہوا) کیلئے رہنے دے۔

۷۔ جو حاضر ہو وہ کھائے

جو کچھ حاضر ہو کھا لیا جائے اور اسی پر قناعت کی جائے اور عمدہ لذیذ کھانوں کے تکلف میں نہ پڑے کہ (کھانے سے) مومن کا مقصد عبادت کے لیے قوت حاصل کرنا ہے نہ کہ انواع واقسام کے کھانے تلاش کرنا۔ اور روٹی کا احترام بھی داخل سنت ہے کہ آدمی کا خمیر اسی سے ہے۔ اور روٹی کا انتہائی احترام یہ ہے کہ اسے (یعنی روٹی کو) سالن وغیرہ کے انتظار میں نہ رکھیں بلکہ اسے نماز کے انتظار میں بھی نہ رکھنا چاہیئے (یعنی روٹی سامنے آئے تو سالن خواہ میسر ہی نہ ہو یا نماز کا وقت خواہ بالکل قریب ہو لیکن روٹی کو انتظار میں نہ رکھے اگرچہ روکھی ہو) اور جونہی روٹی حاضر کی جائے تو پہلے اسے کھائیں اور پھر نماز پڑھیں۔

۸۔ آغاز میں بسم اللہ پڑھنا

کھانے کے لئے جب بیٹھیں تو سب سے پہلے جب کھانا شروع کریں تو بسم اللہ پڑھیں کیونکہ منہ میں نوالہ ڈالتے وقت بسم اللہ کہنا بالاتفاق سنت ہے۔ بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنی چاہئے تاکہ دوسروں کو

Marfat.com

بھی یاد آ جائے۔ اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائیں تو جب یاد آئے اس وقت پڑھ لیں۔

میرے مرشد فرمایا کرتے تھے کہ جب کھانا کھاؤ تو ہر لقمے پر بسم اللہ پڑھا کرو کیونکہ اللہ کے بندوں کا یہی شیوہ ہے۔ لہٰذا اس روز سے میں نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ ایک صوفی کا قول ہے کہ پہلے لقمے پر صرف بسم اللہ کہو۔ دوسرے پر بسم اللہ الرحمٰن کہو اور تیسرے پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھو۔ اس طرح غذا زیادہ نفع بخش ہو جاتی ہے۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَذْکُرِ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰی. فَاِنْ نَسِیَ اَنْ یَّذْکُرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ اَوَّلِهٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو بسم اللہ پڑھے اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کہے۔ بسم اللہ اولہ و آخرہ "اول و آخر اللہ ہی کے نام سے ہے"۔ (سنن ابوداؤد، جامع ترمذی)

زاد المعاد میں ہے کہ جو شخص بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا شروع کر دیتا تو آپ اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور فرماتے کہ پہلے بسم اللہ پڑھو۔ پھر کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاؤ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جس نعمت کے اول بسم اللہ اور آخر میں الحمدللہ ہو۔ اس نعمت کے بارے میں قیامت میں سوال نہ ہوگا۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَیْتَهٗ فَذَکَرَ اللّٰهَ تَعَالٰی عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَعِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ الشَّیْطَانُ لَا صُحَابِهٖ لَا مُبِیْتَ لَکُمْ وَلَا عَشَآءَ وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ یَذْکُرِ اللّٰهَ تَعَالٰی عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّیْطَانُ اَدْرَکْتُمُ الْمَبِیْتَ. وَاِذَا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰهَ تَعَالٰی عِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ اَدْرَکْتُمُ الْمَبِیْتَ وَالْعَشَآءَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص گھر میں داخل ہوتے وقت نیز کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہو تو شیطان اپنے دوستوں سے کہتا ہے یہاں نہ تو تمہارے لیے رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ ہی کھانا ہے اور جب کوئی آدمی داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کرے تو شیطان کہتا ہے کہ تم نے رات گزارنے کا ٹھکانہ پالیا۔ اور اگر کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے۔ تم نے ٹھکانہ بھی حاصل

Marfat.com

کرلیا اور تمھیں کھانا بھی مل گیا۔ (مسلم شریف)

عمر رضی اللہ عنہ بن ابی سلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹا! قریب ہو جاؤ اور بسم اللہ کہہ کر اپنے داہنے ہاتھ سے کھانا شروع کرو۔ (شمائل ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا اے علی رضی اللہ عنہ! جب کھانا شروع کرو تو پہلے بسم اللہ پڑھا کرو اور جب ختم کرلو تو الحمد للہ کہا کرو۔

عَنْ اُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَّرَجُلٌ يَّاْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ اللّٰهَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهٖ اِلَّا لُقْمَةٌ فَلَمَّا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَاْكُلُ مَعَهٗ فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ اسْتَقَاءَ مَا فِيْ بَطْنِهٖ.

حضرت امیہ بن مخشی صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اور ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے بسم اللہ پڑھی یہاں تک کہ ایک لقمہ باقی رہ گیا۔ اسے منہ کی طرف لے جانے لگا تو کہا بسم اللہ اوّلہ وآخرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے۔ پھر فرمایا شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا۔ جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو اس نے جو کچھ پیٹ میں تھا۔ سب کی قے کردی۔ (نسائی شریف)

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یا حضرت! کل میں نے کھانا کھایا تھا اس پر بسم اللہ بھی پڑھی تھی۔ اگر مجھے پیٹ کا درد ہوا۔ تو اس پر انھوں نے فرمایا کہ تم نے کئی قسم کی نعمتیں کھائی تھیں یا ایک ہی چیز کھائی تھی اس نے جواب دیا حضرت! میں نے کئی قسم کی چیزیں کھائی تھیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے ہر ایک چیز کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھی تھی۔ اس نے کہا نہیں صرف ایک ہی مرتبہ شروع میں بسم اللہ پڑھی تھی تو اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو ہر قسم کی چیز پر بسم اللہ پڑھتا تو پھر تجھے درد نہ ہوتا۔

۹۔ دائیں ہاتھ سے کھائے

کھانا ہمیشہ دائیں ہاتھ سے کھانا چاہئے۔ اسلام نے اچھے کام کرنے کے لئے دایاں ہاتھ مخصوص کیا

Marfat.com

ہے اور ناپاک کاموں کے لئے بائیں ہاتھ کو مقرر فرمایا ہے۔ اس طرح صفائی کا اصول بہتر طریقے سے قائم کیا گیا ہے۔ دائیں ہاتھ سے کھانا حضور ﷺ کی سنت بھی ہے کیونکہ حضرت محمد ﷺ نے ہمیشہ کھانے کے لئے دایاں ہاتھ استعمال کیا۔ اس لئے اپنے بچوں کو ہمیشہ بچپن ہی سے دائیں ہاتھ سے کھانے کی تاکید کرنی چاہئے تاکہ انھیں دائیں ہاتھ سے کھانے کی عادت پڑ جائے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِی سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب تم میں سے کوئی پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے۔ (مسلم شریف)

شریعت اسلامیہ کے مطابق دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ سے مقدم ہے اس لئے ہر اچھا کام کرنے کے لئے دایاں استعمال میں لانا چاہئے۔

حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (بخاری شریف)

ایک مرتبہ ایک اللہ کے بندے کے پاس چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے کہ کھانے کا وقت آیا اور ان کے سامنے کھانا لایا گیا تو مجلس میں سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ سرکار! دسترخوان کے کیا آداب ہیں؟ تو ان بزرگوں نے تلقین فرمائی کہ کھانے کا پہلا ادب یہ ہے کہ بیٹھ کر کھاؤ، دوسرا یہ کہ ہاتھ دھو کر کھاؤ۔ تیسرا یہ کہ شروع میں بسم اللہ پڑھو۔ چوتھا یہ کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ پانچواں یہ کہ جو خوراک کے ریزے گریں انھیں چن کر کھالو اور آخر میں جب کھانا ختم کرلو تو اللہ کا شکر ادا کرو۔

۱۰۔ نمکین کھانے سے شروع کرنا

کھانا کھانے کے آداب میں سے ہے کہ کھانے کا آغاز نمک و نمکین چیز سے کیا جائے اور نمک ہی پر کھانا ختم کیا جائے۔ رسول اکرم رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ اپنے کھانے کا آغاز نمک سے کرو اور نمک ہی پر اس کو ختم کرو کیونکہ نمک ستر بیماریوں کے لئے شفا ہے ان امراض میں جنون، جذام، برص، درد شکم اور داڑھ کا درد بھی شامل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تین لقمے نمکین کھانے سے پہلے اور

Marfat.com

تین لقمے کھانے کے بعد بنی آدم کو ۷۲ بلاؤں سے محفوظ کرتا ہے، ان میں جنون، جذام اور برص بھی ہے اس لئے کھانے کے شروع اور آخر میں نمکین چیز کھانا سنت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک شخص کو نصیحت فرمائی کہ کھانا نمکین سے شروع کرو کیونکہ اس کے بہت سے فوائد ہیں اور ایک اچھا تریاق ہے۔

عَنْ اَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ اِدَامِكُمُ الْمِلْحُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے سالنوں کا سردار نمک ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

۱۱۔ گرم کھانے کو ٹھنڈا کر کے کھائیں

گرم کھانے کو ٹھنڈا کر کے کھانا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گرم گرم کھانا جس سے منہ میں جلن پیدا ہو، کھانے سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا گرم کھانے کو پھونکیں مارنے کے بجائے صبر کرنا چاہیۓ تاکہ کھانا ٹھنڈا ہو جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کھانا اگر گرم ہو تو اسے اتنی دیر تک رہنے دو کہ وہ ٹھنڈا ہو جائے کیونکہ برکت ٹھنڈے کھانے میں ہے گرم کھانے میں نہیں۔

۱۲۔ مناسب لقمہ لینا

کھانا کھاتے وقت لقمہ مناسب لینا چاہیۓ۔ لقمے کو اچھی طرح چبائیں اور جب اچھی طرح منہ میں لقمہ گھل جائے تو اس وقت نگل لیں اس کے بعد پھر دوسرا لقمہ ڈالیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ آپ چھوٹا لقمہ منہ میں ڈالتے اور اسے اچھی طرح چباتے اور اس کے بعد پیٹ میں داخل کرتے۔ اس طرح ایک تو کھانا اچھی طرح کھایا جاتا ہے اور دوسرے کھاتے وقت ہر طرح آسانی رہتی ہے اور دقت محسوس نہیں ہوتی۔ ثابت روٹی کو دونوں ہاتھوں سے توڑنا چاہیۓ۔ جب تک ٹوٹی ہوئی روٹی ختم نہ کریں دوسری ثابت روٹی کو نہ توڑیں۔ زیادہ روٹیوں سے ایک ہی وقت میں لقمے توڑنے سے بقایا روٹی ضائع ہونے کا احتمال ہوگا۔ اس لیے ادب یہی ہے کہ پہلے جس روٹی سے نوالے توڑنے شروع کئے ہیں اسے ختم کرلیں۔ ایسے ہی جب تک پہلا لقمہ کھا نہ لیا جائے دوسرا لقمہ منہ میں نہ ڈالیں اور نہ ہی لقمہ ڈالتے وقت

Marfat.com

سارا منہ کھولیں بلکہ مناسب لحاظ سے منہ کھولیں۔ ہر لقمے کے شروع میں بسم اللہ کہیں یہ صوفیا کا مسلک ہے۔

۱۳۔ کھانے میں عیب نکالنے کی ممانعت

کھانے میں عیب نہیں نکالنا چاہئے کیونکہ حضور ﷺ نے عیب نکالنے سے منع فرمایا ہے۔ ایسا کرنے میں یہ مصلحت پوشیدہ ہے کہ جب کوئی کھانے میں عیب نکالے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جس نے کھانا تیار کیا ہے اس کا دراصل نقص اور کوتاہی ظاہر ہوگی تو اس طرح پکانے والوں کے دل میں کھانے والوں کے خلاف نفرت اور بغض پیدا ہوگا کہ ایک گھر والوں نے کھانا پکا کر دیا اور دوسرے ان کی عیب جوئی ہوئی اس طرح گھر کا نظام بہتر ہونے کی بجائے بگڑے گا۔ لہٰذا اگر کھانا بدمزہ ہو تو دل چاہئے تو کھالیں ورنہ اسے چھوڑ دیں۔ مگر اسے برا نہ کہیں اور نہ ہی پکانے والے کو برا بھلا کہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا عَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهٗ وَاِنْ كَرِهَهٗ تَرَكَهٗ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ خواہش ہوتی تو تناول فرماتے ناپسند کرتے تو چھوڑ دیتے۔ (بخاری شریف)

۱۴۔ اپنے سامنے سے کھانا

دسترخوان پر جب دوسرے لوگ بھی کھا رہے ہوں تو اس وقت چاہئے کہ اپنے سامنے سے کھایا جائے دوسروں کے آگے سے کھانے پینے کا سامان اپنی طرف کھینچ کھینچ کر کھانا خلاف ادب ہے البتہ اگر پھل وغیرہ کسی محفل میں اِدھر اُدھر پڑے ہوں تو انھیں حاصل کر کے کھانا درست ہے۔ جب کچھ آدمی ایک برتن میں مل کر کھا رہے ہوں تو اس وقت جو سالن آپ کے سامنے ہے اس سے کھائیں۔ ایسے ہی جب بڑے برتن میں کوئی چیز پڑی ہو جو سب کے لئے ہو تو اس کے اوپر سے نہ لیں بلکہ ایک کنارے کی طرف سے ضرورت کے مطابق ڈالیں۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِیْ تَطِيْشُ فِی الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

Marfat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا اور ابھی بچہ تھا میرا ہاتھ پورے پیالے میں گھومتا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (بخاری شریف)

۱۵۔ تین انگلیوں سے کھانے کی تاکید

تین انگلیوں سے کھانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ کھانے میں وقت کم لگے گا اور پورے ہاتھ کو سالن نہیں لگے گا۔ دیکھنے میں اس طرح کھانا کھاتے ہوئے انسان شائستہ معلوم ہوگا۔ لہذا کھانے کے لئے انگوٹھا سبابہ یعنی پہلی انگلی اور درمیانی انگلی استعمال کرنی چاہئے۔ اگر چوتھی انگلی بھی ملالیں تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ پانچوں انگلیوں سے کھانے سے غیر شائستگی ظاہر ہوتی ہے۔ ایک انگلی اور صرف انگوٹھے سے کھانے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس طرح تکبر ظاہر ہوتا ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ فَإِذَا فَرَغَ لَعِقَهَا.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ تین انگلیوں سے کھاتے اور فارغ ہونے پر انھیں چاٹ لیتے۔ (مسلم شریف)

۱۶۔ سالن کو کناروں سے کھایئے

کھانا برتن کے کناروں سے کھانا چاہئے درمیان سے نہ کھائیں اس طرح جو سالن بچ جائے گا۔ وہ صفائی کی حالت ہی میں رہے گا۔ اس طرح برتن بھی زیادہ گندا نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ بیچ میں کھانے سے انسانی حرص اور لالچ زیادہ بیدار ہوگا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن کے بیچ سے کھانے کو منع فرمایا۔ ایسے ہی روٹی کو بھی کنارے ہی سے کھانا شروع کریں، بیچ سے نہ کھائیں۔ روٹی کو چھری سے کاٹنا نہیں چاہئے۔ برتن یا کوئی چیز جو کھانے کی نہ ہو اسے روٹی پر رکھنا نہیں چاہئے۔ ایسے ہی اپنے ہاتھوں کو روٹی سے نہ پونچھیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَرَكَةُ تَنْزِلُ

Marfat.com

وَسَطَ الطَّعَامِ فَكُلُوْا مِنْ وَسَطِهٖ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا برکت کھانے کے درمیان میں اترتی ہے پس کناروں سے کھاؤ اور درمیان سے نہ کھاؤ۔ (سنن ابوداؤد)

۱۷۔ گری ہوئی روٹی یا خوراک کا حکم

کھانا کھاتے وقت دستر خوان پر روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ازخود گر کر پھیل جاتے ہیں۔ کھانا ختم کرتے وقت انھیں چُن کر کھائیں اگر ایسا نہیں تو انھیں اکٹھا کر کے کہیں رکھ دیں۔ جہاں سے مرغی یا کوئی اور پرندہ وغیرہ کھالے۔ رستے پر پھینکنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص روٹی کے ٹکڑوں کو چنے تو اس شخص کی روزی میں اضافہ ہوجائے گا۔ اس کے بچے صحیح سلامت اور بے عیب ہوں گے اس سے معلوم ہوا کہ غذا کی قدر کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں عطا کرنے میں مزید اضافہ کرے۔

ایسے ہی کھانا کھاتے وقت اگر کوئی روٹی کا لقمہ یا نوالہ ہاتھ سے دستر خوان پر گر جائے تو اسے اٹھا کر صاف کر کے کھالینا چاہیے۔ اگر وہ زیادہ خاک آلود ہوجائے اور کھانے میں کراہت آئے تو پھر نہ کھائیں۔ گرے ہوئے نوالے کو اٹھا کر صاف کر کے کھالینے کا حکم اس لئے ہے تاکہ خوراک ضائع نہ ہو۔ حضور ﷺ نے اس کی تاکید یوں فرمائی ہے:۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى وَلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ وَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَلْعَقَ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو چاہیے کہ اسے اٹھالے اور جو گرد و غبار لگی ہو۔ صاف کر کے کھالے اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ انگلیاں چاٹنے سے پہلے رومال سے صاف نہ کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے۔ (مسلم شریف)

ایک اور حدیث میں یوں ہے کہ روٹی کے گرے ہوئے ٹکڑوں کو اٹھا کر کھاؤ کیونکہ یہ حوروں کے مہر ہیں۔ (حدائق الاخیار)

Marfat.com

۱۸۔ دوسروں کو کھلانے کا حکم

حضور ﷺ نے اخلاقی طور پر اس بات کی ترغیب دی ہے کہ جب تم کھانے لگو تو تمھارے پاس اگر کوئی دوسرا شخص ہو تو اسے اپنے کھانے میں شامل کرلو۔ کیونکہ جو کھانا تمھارے سامنے کھانے کے لئے لایا گیا ہے تو وہ دوسروں کے لئے بھی کفایت کر جائے گا۔ یعنی اگر ایک آدمی کھانے لگا ہے تو اس کے کھانے میں ایک اور آدمی شامل ہو گیا تو وہی کھانا دونوں کے لئے کافی ہو جائے گا۔ ایسے ہی دو کا کھانا چار کے لئے کافی ہوگا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ کھاتے وقت اگر کوئی موجود ہو تو اسے کھانے پر بلا لینا چاہئے تا کہ وہ بھوکا نہ رہ جائے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ ایک کا کھانا دو کے لئے کفایت کرتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لئے کفایت کرتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لئے کفایت کرتا ہے۔ (مسلم شریف)

۱۹۔ مل کر کھانے کا حکم

کھانے میں بہت سے لوگوں کا مل کر کھانا مستحب ہے اولیاء کرام کا یہ عام معمول رہا ہے کہ وہ اپنے پاس آنے والوں کے ساتھ مل کر کھاتے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے اچھا کھانا وہ ہے جس کی طرف بہت سے ہاتھ بڑھائے جائیں۔ کیونکہ مل کر کھانے سے الفت و محبت پیدا ہوتی ہے اور برکت بھی پڑتی ہے۔

عَنْ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَاكُلُ وَلَا نَشْبَعُ ؟ قَالَ فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُوْنَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ.

حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن ہم سیر نہیں ہوتے آپ ﷺ نے فرمایا شاید تم علیحدہ علیحدہ کھاتے ہو۔ عرض کیا جی ہاں!

Marfat.com

فرمایا۔مل کر کھایا کرو اور بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔تمھارے لئے اس میں برکت پیدا کی جائے گی۔
(سنن ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوستوں اور دینی بھائیوں کے ساتھ مل جل کر کھانا بہت افضل ہے۔ اس کے متعلق حضرت امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ کسی دوست کو کھانے کی دعوت دینا بہت سا صدقہ دینے سے بھی زیادہ فضیلت کا حامل ہے۔حدیث میں ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کا بندے سے حساب نہیں لیا جائے گا۔(۱) سحری کے کھانے کا۔(۲) افطار کے کھانے کا اور (۳) جو کچھ دوستوں کے ساتھ کھایا گیا ہو۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر دوستوں اور بھائیوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھو تو جلدی مت کرو (یعنی اٹھنے کی) بلکہ اسے طول دو۔کیونکہ اس مقدار وقت کو جملہ عمر میں شمار نہیں کیا جائے گا یعنی اس کا حساب نہیں ہوگا۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آدمی جو کچھ کھاتا ہے یا اپنے ماں باپ کو کھلاتا ہے اس کا حساب ہوگا مگر جو کھانا دوستوں کے آگے رکھے وہ حساب سے مستثنیٰ ہے۔اور بزرگوں میں سے ایک کی عادت تھی کہ جب بھائیوں اور دوستوں کے سامنے دسترخوان بچھاتے تو اسے طرح طرح کے کھانوں سے بھر دیتے۔(بہت زیادہ کھانا اس پر رکھ دیتے) اور کہتے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کھانا دوستوں کے کھائے ہوئے کھانے سے بچ جائے اس کا حساب نہیں اور میں چاہتا ہوں کہ وہی کھاؤں جو دوستوں کے سامنے سے ہاتھ آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک صاع طعام دوستوں کے آگے رکھنا میرے نزدیک ایک غلام کو آزاد کرنے کی نسبت زیادہ پسند ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے فرزند آدم! میں بھوکا تھا اور تو نے مجھے کھانا نہ دیا اور آدمی کہے گا۔بار خدایا! تو کیسے بھوکا ہوسکتا تھا کہ تو سارے عالم کا خداوند ہے اور پھر کھانے کی تجھے حاجت بھی تو نہیں۔حق تعالیٰ جواب دیگا کہ تیرا بھائی بھوکا تھا (اور تو نے اسے کھانا نہ دیا) اگر تو اسے کھانا دیتا تو گویا مجھے دیا ہوتا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کھانے یا پینے کے لئے کچھ دیتا ہے جس سے کہ وہ سیر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے دوزخ کی آگ سات خندق دور کر دے گا۔اور ایک خندق کا فاصلہ دوسری خندق سے پانچ سو سال کی مسافت کے بعد طے ہوتا ہے۔(کیمیائے سعادت)

Marfat.com

۲۰۔ انگلیاں اور برتن چاٹنا

کھانا ختم کرنے پر برتن کو انگلی سے صاف کر کے انگلی کو چاٹ لینا چاہئے۔ اگر دوسری انگلیوں پر بھی سالن لگا ہو تو انھیں بھی چاٹ لے۔ اگر کھانا ختم کرنے پر بچا ہوا سالن زیادہ ہو تو اسے محفوظ طریقہ سے رکھ لینا چاہئے اور اگر اسے گرانا ہی ہو تو ایسی جگہ پر رکھ دیں جہاں سے جانور یا پرندے وغیرہ کھا جائیں۔ حضرت نُبیشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کھانے کے بعد برتن کو چاٹ لے برتن اس کے حق میں دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دوزخ کی آگ سے محفوظ کرے جس طرح تو نے مجھے شیطان سے نجات دی ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ اِنَّكُمْ لَاتَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے انگلیاں اور پیالہ چاٹنے کا حکم فرمایا۔ اور فرمایا تم نہیں جانتے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ (مسلم شریف)

۲۱۔ کھانے سے فارغ ہونے پر ہاتھ دھونا

کھانے سے فارغ ہونے پر اپنے دونوں ہاتھ کو دھونا چاہئے اور دھو کر تولیے سے خشک کر لینا چاہئے۔ ہاتھ دھوتے وقت اپنے دانتوں سے بچی ہوئی غذا کو نکال دیں۔ اگر کوئی ریزہ یا غذا زبان سے لگی ہو تو اسے نگلنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہاتھوں کو دھوتے وقت صابن وغیرہ لگائیں تاکہ چکنائی اچھی طرح سے اتر جائے۔ کسی بزرگ آدمی کے ہاتھ دھلوانے میں ثواب ہے اس لئے اگر کوئی عالم دین یا شیخ طریقت بوڑھے ہوں تو ان کے ہاتھ دُھلا دیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ وَفِيْ يَدِهٖ غَمَرٌ لَمْ يَغْسِلْهُ فَاَصَابَهٗ شَيْءٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو رات گزارے اور اس کے ہاتھ میں چکنائی لگی ہوئی ہو جسے دھویا نہ ہوا ہے اسے کوئی تکلیف پہنچے تو اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ (جامع ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

Marfat.com

۲۲۔ مجلس میں کھانے کا ادب

مجلس کے ساتھ کھانے بیٹھیں تو اس امر کا خیال رکھیں کہ جب کھانا سب کے سامنے پہنچ جائے تو اس وقت تک ابتداء نہ کرے جب تک کہ میر محفل یا شیخ طریقت ابتدا نہ کرے کیونکہ محفل میں بزرگ کے ہوتے ہوئے پہلے خود ہی کھانا شروع کر دینا اچھا نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تناول کرنا شروع نہ کرتے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا اِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَّمْ نَضَعْ اَيْدِيَنَا حَتّٰى يَبْدَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعَ يَدَهٗ وَاِنَّا حَضَرْنَا مَعَهٗ مَرَّةً طَعَامًا فَجَآءَتْ جَارِيَةٌ كَاَنَّهَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهَا ثُمَّ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ كَاَنَّمَا يُدْفَعُ فَاَخَذَ بِيَدِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ جَآءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَاَخَذْتُ بِيَدِهَا فَجَآءَ بِهٰذَا الْاَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهٖ فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ يَدَهٗ فِيْ يَدِيْ مَعَ يَدَيْهِمَا ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَكَلَ

حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہاتھ نہ ڈالتے اور شروع نہ کرتے۔ ایک دفعہ ہم ایک کھانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ اتنے میں ایک لڑکی آ گئی گویا کہ اسے زبردستی بھیجا جا رہا ہے وہ اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنا ہی چاہتی تھی کہ آپؐ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک دیہاتی آیا۔ گویا کہ اسے دھکیلا جا رہا ہے۔ آپؐ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ پھر فرمایا کہ شیطان اس کھانے کو اپنے لئے حلال کر دیتا ہے جس پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے۔ وہ اس لڑکی کو لایا تا کہ اس کے ذریعہ (اپنے لیے) کھانا حلال کرے تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تا کہ اس کے ذریعے کھانا حلال کرے۔ بیشک اس (شیطان) کا ہاتھ ان دونوں کے ہاتھوں کے ہمراہ میرے ہاتھ میں ہے پھر آپ نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا تناول فرمایا۔ (مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مل کر کھانے کے بھی چند آداب ہیں جو سب مجلس والوں کے لئے

Marfat.com

یکساں ہیں ان کے متعلق حضرت امام غزالی نے بیان کیا ہے کہ وہ سات ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔

(۱) کھانے میں اس وقت تک ہاتھ نہ ڈالے جب تک کوئی ایسا شخص پہل نہ کر ڈالے (جس کو پیش دستی کا حق پہنچتا ہے یعنی) جو عمر میں یا علم و فضل میں یا پرہیزگاری میں یا کسی بھی دوسری وجہ سے اس پر مقدم ہو اور وہ خود ہی دوسروں سے مقدم ہو تو دوسروں کو انتظار میں رکھنے کی ضرورت نہیں (یعنی پھر بلا تکلف خود ہی ابتدا کر دے)

(۲) (کھاتے وقت) خاموش نہ رہے کہ یہ عادت اہل عجم کی ہے۔ تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیہودہ گوئی میں پڑ جائے بلکہ عمدہ دشستہ قسم کی پاکیزہ باتیں مثلاً پارساؤں کی کوئی حکایت بیان کر سکتا ہے یا حکمت و دانائی کی کوئی بات سنانا چاہئے۔

(۳) اپنے ہم کاسہ کا (یعنی ہم نوالہ و ہم پیالہ جس کے ساتھ وہ کھانے میں براہ راست شریک ہے اس کا) خاص طور پر خیال رکھے۔ یعنی کسی صورت میں بھی کسی سے زیادہ نہ کھائے کہ جب کھانا مشترک ہو تو ایسا کرنا حرام بلکہ چاہئے کہ یہ ایثار (قربانی) سے کام لے۔ اور جو چیز سارے کھانے میں عمدہ ترین ہو وہ اس کے آگے رکھے۔ اور ساتھی اگر آہستہ آہستہ کھا رہا ہو تو اس سے اصرار کرے کہ وہ بلا تکلف کھائے (کیونکہ ممکن ہے کہ وہ جھینپ رہا ہو) لیکن تین مرتبہ سے زیادہ نہ کہے کیونکہ بہت زیادہ کہنا بھی خواہ مخواہ کا تکلف اور زیادتی ہے اور قسم تو اسے ہرگز نہ دے کیونکہ کھانا بہر حال سوگند اور قسم سے حقیر تر ہے۔

(۴) یہ خیال رہے کہ اس کے ساتھی کو یہ کہنے کی ضرورت نہ پڑے کہ "کھایئے نا" یعنی وہ یہ کہنے پر مجبور نہ ہو جائے کہ "بھائی کھایئے نا" کھاتے کیوں نہیں ہو؟ وغیرہ۔ بلکہ اس کے ساتھ پوری موافقت کرتے ہوئے جو کچھ وہ کھا رہا ہو اس کے ساتھ ساتھ کھاتا جائے اور اپنی عادت (یعنی معمول) سے تھوڑا کھانے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ اسے ریا کہتے ہیں۔ نیز تنہا بھی کھائے تو آداب کو ملحوظ رکھے جیسے کہ لوگوں کے سامنے رکھتا ہے تا کہ جب واقعی لوگوں کے ساتھ کھانا پڑے تو باادب ہو کر کھا سکے اور اگر (ساتھی کی خاطر) ایثار کی نیت سے کم کھائے تو بڑی پسندیدہ بات ہے اور اگر زیادہ کھانے سے دوسروں کو خوشی حاصل ہوتی ہو تو ان کی خاطر ایسا کرنا بھی اچھی بات ہے۔

ابن مبارک نے ایک مرتبہ درویشوں کو کھجوریں کھانے کی دعوت دی اور کہا کہ "جو زیادہ کھائے گا اس کو ہر زائد دانے کے بدلے میں ایک دینار دوں گا۔" اور (کھانے کے بعد) گٹھلیاں شمار کیں اور جس کی سب سے زیادہ نکلیں اسے ہر زائد گٹھلی کے عوض ایک ایک دینار دیا گیا۔

Marfat.com

(۵) نگاہ سامنے رکھیں اور دوسروں کے لقموں کو نہ دیکھتا رہے اور اگر لوگ اسے احترام وحشمت کی نظر سے دیکھتے ہیں (اور اس کے ساتھ کھانا اپنے لیے باعث عزت تصور کرتے ہیں) تو چاہئے کہ دوسروں سے پہلے کھانے سے ہاتھ کھینچ لے۔ اور یہ کم خور ہے تو چاہئے کہ ابتداء میں ہاتھ ذرا کھینچے رکھے (اور تھوڑا تھوڑا کھاتا رہے) تا کہ آخر میں خوب بے تکلفی سے کھا پی سکے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو اپنی طرف سے جو عذر ہو پیش کر دے تا کہ دوسروں کو شرمندہ نہ ہونا پڑے (کہ وہ ختم بھی کر چکا اور ہم ہیں کہ کھائے جا رہے ہیں)

(۶) ایسی کوئی حرکت نہ کرے جس سے دوسروں کی طبیعت میں کراہت اور نفرت پیدا ہو مثلاً ہاتھوں کو برتن میں نہ جھٹکتا رہے اور منہ کو برتن کے اوپر اس قدر نہ جھکائے کو جو کھایا پیا، منہ سے گر پڑے وہ سیدھا اس برتن میں جا گرے اور اگر کوئی چیز منہ سے گر جائے تو منہ دوسری طرف پھیر لے۔ (تا کہ دیکھنے والوں کو کراہت نہ محسوس ہو) اور روغن آلودہ لقمے کو سرکہ میں نہ ڈالے۔ اور دانتوں سے کاٹے ہوئے لقمے کو برتن میں نہ ڈالیں کہ لوگوں کو اس سے خواہ مخواہ نفرت ہوگی اور نہ ہی ایسی چیزوں کے بارے میں گفتگو کرے جو مکروہ اور بیزار کن ہیں۔

(۷) جب طشت (لگن یا چلمچی وغیرہ) میں ہاتھ دھوئے تو منہ کا پانی لوگوں کے روبرو ہی اس میں نہ ڈالتا جائے اور خیال رکھے کہ اپنے سے زیادہ باحشمت شخص کو ترجیح دینا چاہئے یعنی پہلے اسے ہاتھ دھونے دے اور اگر کوئی دوسرا از راہِ ادب واحترام اس کو مقدوم کرتا ہے تو اسے قبول کر لے اور طشت کو دائیں طرف سے گردش میں لائے یعنی جو اگلا شخص دائیں ہاتھ کھڑا ہو اس کی طرف کر دے۔ اور تمام ہاتھوں کا دھوون ایک ہی جگہ پڑنے دیں اور ہر بار (یعنی ایک ایک آدمی کے ہاتھ دھلا کر ہر بار) پانی کو پھینکتے نہ جائیں (ہاں طشت نو اکٹھا ہی پھینک دیں) کہ اہل عجم کی عادت تھی۔ اور سب سے بہتر تو یہی ہے کہ سب کے سب بیک بار طشت میں ہاتھ دھولیا کریں کہ یہ عاجزی کے بھی نزدیک تر ہے اور اگر پانی منہ سے باہر پھینکنا ہو یعنی کلی کرنا مقصود ہو تو پانی طشت میں بہت آہستگی سے گرائے تا کہ اس کے چھینٹے نہ کسی دوسرے پر گریں اور نہ فرش پر پڑیں اور ہاتھ دھلانے والا اگر کھڑا ہو کر ہاتھ دھلائے تو زیادہ اچھا ہے بہ نسبت اس کے کہ بیٹھ کر دھلائے۔ (کیمیائے سعادت)

۲۳۔ بھوک اور جھوٹ کو اکٹھا نہ کرو

جب کسی شخص کے سامنے کھانا پیش کیا جائے اور اسے بھوک ہو تو اسے کھا لینا چاہئے اس وقت یہ

Marfat.com

جھوٹ بولنا نہیں چاہئے کہ مجھے ضرورت نہیں یا میں کھا کر آیا ہوں۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ فَعُرِضَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا لَا نَشْتَهِيْهِ قَالَ لَا تَجْتَمِعْنَ جُوْعًا وَّكَذِبًا۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کھانا پیش کیا گیا آپ نے ہمارے سامنے رکھ دیا ہم عرض گزار ہوئے کہ ہمیں تو خواہش نہیں ہے۔ فرمایا کہ بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔

۲۴۔ اکٹھے کھانا کا ایک ادب

جب چند حضرات مل کر اکٹھے کھا رہے ہوں تو اس وقت آہستہ آہستہ ان کا ساتھ دیں تاکہ سارے آدمی کھانے سے فارغ ہو جائیں اس لئے کھانے سے پہلے ہاتھ نہیں کھینچنا چاہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلَا يَقُوْمُ رَجُلٌ حَتّٰى يُرْفَعَ الْمَائِدَةُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَهٗ وَاِنْ شَبِعَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْقَوْمُ وَلْيُعْذِرْ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُخْجِلُ جَلِيْسَهٗ فَيَقْبِضُ يَدَهٗ وَعَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ فِي الطَّعَامِ حَاجَةٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ مَعَ قَوْمٍ اٰخِرَهُمْ اَكْلًا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب دستر خوان بچھا دیا جائے تو دستر خوان اٹھانے تک کوئی آدمی کھڑا نہ ہو اور نہ اپنا ہاتھ اٹھائے اگر شکم سیر ہو گیا جو یہاں تک کہ سب فارغ ہو جائیں یا عذر بیان کر دے ورنہ اس کا ساتھی شرمسار ہوگا اور اپنا ہاتھ روک لے گا اور ہو سکتا ہے کہ اسے ابھی کھانے کی ضرورت ہو۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کیساتھ کھانا کھاتے تو ان سے آخر میں کھانا بند کرتے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۲۵۔ کھانے کی مسنون دعائیں

کھاتے وقت اور کھانے کے بعد شکر کے طور پر مندرجہ ذیل دعاؤں کا پڑھنا سنت ہے ان میں کوئی

Marfat.com

ایک دعا پڑھنے سے بھی سنت ادا ہو جائے گی۔

۱۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب دستر خوان اٹھاتے تو آپ یہ دعا پڑھتے۔ (بخاری شریف باب ۲۷۹۔ کتاب الاطعمہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے بہت زیادہ پاکیزہ اور برکت والی ایسی حمد جو نہ چھوڑی جا سکتی ہے اور نہ اس سے استغنا کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا فرماتے۔ (ترمذی شریف)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ .

تمام تعریف اس ذات کے لئے جس نے ہمیں کھانا کھلایا۔ پانی پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

۳۔ حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ آپ جب دستر خوان سے کھانا کھا کر فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ (بخاری شریف)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانَا وَاَرْوَانَا غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مَکْفُوْرٍ ط

تمام تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے ہماری کفایت کی اور ہمیں سیراب کیا۔ ایسی تعریف نہیں جو ختم ہو جائے یا جس کے بعد ناشکری کی جائے۔

۴۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھا پی لیتے تو یہ پڑھتے (سنن ابوداؤد)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَہٗ وَجَعَلَ لَہٗ مَخْرَجًا .

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور حلق سے اتارا اور اس کے نکلنے کا راستہ بنایا۔

۵۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کے بعد یہ دعا مانگتے۔ (سنن ابوداؤد)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ.

تعریف اللہ کے لئے جس نے مجھ کو یہ کھانا کھلایا اور مجھ کو یہ روزی نصیب کی بغیر میری کسی طاقت اور قوت کے۔

Marfat.com

۶۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کے ہاں بحیثیت مہمان تشریف لائے انھوں نے آپ کی خدمت کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے رخصت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے یوں دعا فرمائی فرمائی (مسلم شریف)

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ.

اے اللہ! انھیں جو تو نے روزی دی اس میں برکت فرما ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما۔

مسنون خوراک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جس قسم کا کھانا مل جاتا تھا تناول فرما لیتے یعنی وہ تمام کھانے جو خدا نے حلال کئے ہیں آپ کو اس سے پرہیز نہ تھا البتہ سادہ قسم کے کھانے کو زیادہ پسند فرماتے اور کسی خاص قسم کے کھانے کے لئے اہتمام نہ فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ کر ہی کھانا تناول فرماتے۔ آپ بڑے مہمان نواز تھے اور اگر کوئی مہمان ہوتا تو اس کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ جب آپ دوسروں کے ساتھ مل کر کھاتے تو اس وقت تک کھانا شروع نہ کرتے جب تک کہ کھانے کی تمام چیزیں دسترخوان پر نہ پہنچ جاتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ کا اتنا احترام کرتے کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا شروع نہ کرتے کوئی شروع نہ کرتا آپ گرم گرم کھانا نہ کھاتے بلکہ ٹھنڈا کر کے کھاتے۔ آپ اکثر تین انگلیوں سے کھاتے اور کھانا ختم کرنے پر انھیں چاٹ لیتے۔ کھانا ختم کرنے پر دعا پڑھتے اور پھر ہاتھ دھوتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں جو خوراک استعمال فرمائی ہے اس میں گندم کے آٹے کی روٹی، جو کے آٹے کی روٹی قابل ذکر ہے۔ گوشت میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکرے، دُنبے، گائے، اونٹ، مرغی، حباری، خرگوش، اور مچھلی استعمال فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میٹھی اشیاء بھی استعمال فرمائی ہیں ان میں شہد قابل ذکر ہے۔ پھلوں میں آپ کو کھجور، تربوز، خربوزہ، انار، بہی، انجیر اور انگور مرغوب تھے۔ ترکاریوں میں کدو اور چقندر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پسند فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھی، پنیر، دودھ اور دہی بھی استعمال فرمایا ہے۔ دودھ کی لسی اور ستو بھی آپ کو بہت مرغوب تھے اور البتہ بیشتر اوقات آپ گرمیوں میں انھیں استعمال میں لاتے۔

Marfat.com

ثرید بھی آپ کو بہت پسند تھا۔ سرکہ بھی سرکار نے کثرت سے استعمال کیا۔ روغنیات میں آپ نے زیتون کا تیل استعمال فرمایا ہے۔ المختصر کھانوں میں سے جو حلال چیز میسر آئی آپ نے اسے استعمال فرمایا۔ جو اشیاء حضور ﷺ نے استعمال فرمائی ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ا۔ گندم اور جو کی روٹی

حضور ﷺ کی خوراک میں روٹی کا بہت دخل ہے۔ جیسا کہ قدرتی طور پر انسان اسے استعمال میں لاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اہل خانہ کی گزراوقات انتہائی صبر اور قناعت کے ساتھ ہوتی تھی۔ اس لئے کھانے میں اکثر سوکھی روٹی بھی استعمال میں لانا پڑی۔ حضور ﷺ نے زیادہ تر گندم کے موٹے آٹے اور جو کی روٹی کھائی ہے اور میدہ کی روٹی کبھی نہ کھائی اور نہ ہی روٹی کو میز پر رکھ کر تناول فرمایا۔ بلکہ زمین پر کسی چیز پر روٹی رکھ کر کھاتے طبی نقطہ نظر سے روٹی جسم کے لئے لازمی خوراک ہے۔ حضور ﷺ نے گندم کے آٹے کو چھانے بغیر استعمال کرنے کو ترجیح دی ہے کیونکہ اس سے پیپ پر گرانی محسوس نہیں ہوتی۔ ہمارے یہاں میدہ کی روٹی نان کی صورت ملتی ہے۔ حضور ﷺ نے اسے استعمال میں لانے سے گریز فرمایا لیکن ممکن یہ ہے کہ آپ نے میدے کا نان استعمال نہ کیا کیونکہ وہ خوراک کے لئے لحاظ سے ثقیل ہے۔ پیٹ میں گرانی پیدا کرتا ہے جو عبادت میں خلل کا باعث بنتی ہے اس لئے آپ نے اسے پسند نہیں کیا۔ آپ روٹی صرف اتنی مقدار میں تناول فرمایا کرتے تھے جس قدر اشد ضرورت ہوتی ہے لذت نفس کے لئے تناول نہ فرماتے۔

ا۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَدَعَتْ بِیْ طَعَامٍ وَقَالَتْ مَا اَشْبَعُ مِنْ طَعَامٍ فَاَشَاءُ اَنْ اَبْکِیَ اِلَّا بَکَیْتُ قَالَ قُلْتُ لِمَ قَالَتْ اَذْکُرُ الْحَالَ الَّتِیْ فَارَقَ عَلَیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْیَا وَاللّٰهِ مَا شَبِعَ مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ مَرَّتَیْنِ فِیْ یَوْمٍ وَاحِدٍ.

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا تو انھوں نے میرے لئے کھانا اور فرمایا جب میں پیٹ بھر کر کھانا کھاتی ہوں تو رو دیتی ہوں (حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) تو انھوں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے فرمایا۔ میں اس حال کو یاد کرتی ہوں جس میں نبی پاک ﷺ نے اس دنیا سے پردہ فرمایا۔ اللہ کی قسم! آپ نے ایک دن میں دو مرتبہ نہ روٹی سیر ہو کر

Marfat.com

کھائی (تناول فرمائی) نہ گوشت (جامع ترمذی)

۲۔عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ الشَّعِیْرِ یَوْمَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ حَتّٰی قُبِضَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال مبارک تک (کبھی) دو دن متواتر جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔(جامع ترمذی)

۳۔عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَا اَکَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی خِوَانٍ وَلَا اَکَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰی مَاتَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر نہ تو میز پر رکھ کر کھانا کھایا اور نہ ہی نان کھایا۔(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سادگی پسند فرمائی اور فقر کو خود اختیار فرمایا)

(جامع ترمذی)

۴۔عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّہَا قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ الشَّعِیْرِ یَوْمَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ حَتّٰی قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے (کبھی) دو دن متواتر پیٹ بھر کر جو کی روٹی (بھی) نہیں کھائی۔یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

(جامع ترمذی)

۵۔عَنْ سُلَیْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَۃَ الْبَاہِلِیَّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ مَا کَانَ یَفْضُلُ عَنْ اَہْلِ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُبْزُ الشَّعِیْرِ.

حضرت سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔میں نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے جو کی روٹی (بھی) نہیں بچا کرتی تھی۔

(جامع ترمذی)

۶۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبِیْتُ اللَّیَالِیَ الْمُتَتَابِعَۃَ طَاوِیًا ہُوَ وَاَہْلُہٗ لَا یَجِدُوْنَ عَشَاءً وَکَانَ اَکْثَرُ خُبْزِہِمْ خُبْزَ الشَّعِیْرِ.

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کئی راتیں متواتر بھوکے گزارتے تھے (اور) شام کا کھانا نہ پاتے اور عام طور پر آپ کے ہاں جو کی روٹی ہوتی تھی۔ (جامع ترمذی)

۷۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قِيْلَ لَهٗ اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ يَعْنِي الْحُوَّارٰى فَقَالَ سَهْلٌ مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَقِيْلَ هَلْ كَانَتْ لَكُمْ مَنَاخِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَتْ لَنَا مَنَاخِلُ فَقِيْلَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِالشَّعِيْرِ قَالَ كُنَّا نَنْفُخُهٗ فَيَطِيْرُ مِنْهُ مَاطَارَ ثُمَّ نَعْجِنُهٗ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید میدہ کی روٹی کھائی؟ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال تک سفید میدہ نہیں دیکھا۔ (حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے) پوچھا گیا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تمھارے پاس چھاننیاں ہوا کرتی تھیں؟ انھوں نے فرمایا۔ ہمارے پاس چھاننیاں نہیں تھیں۔ پھر پوچھا گیا۔ تم جو کے آٹے کو کیا کرتے تھے تو انھوں نے فرمایا ہم اسے پھونکتے۔ اس سے جو اُڑنا ہوتا اڑ جاتا پھر ہم اسے پکا لیتے۔ (جامع ترمذی)

۸۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا اَكَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ وَلَا فِي سُكُرُّجَةٍ وَلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قَالَ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ فَعَلٰى مَا كَانُوْا يَاْكُلُوْنَ قَالَ عَلٰى هٰذِهِ السُّفَرِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو چوکی پر رکھ کر (کھانا) کھایا نہ چھوٹی پیالی میں کھایا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چپاتی پکائی گئی۔ راوی کہتے ہیں۔ میں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا (تو پھر) تم کھانا کس پر رکھ کر کھاتے تھے تو انھوں نے فرمایا اس (چمڑے کے) دسترخوان پر۔ (جامع ترمذی)

۹۔ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً فَقَالَ هٰذِهٖ اِدَامُ هٰذِهٖ وَاَكَلَ.

حضرت یوسف بن عبداللہ سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جو کی روٹی کا ٹکڑا

Marfat.com

لیا اور اس پر کھجور رکھ کر فرمایا۔ یہ اس کا سالن ہے اور تناول فرمائیں۔ (سنن ابوداؤد)

۲۔ چاول

غذا میں روٹی کے علاوہ حضور ﷺ چاول بھی کھایا کرتے تھے چاول بھی گندم کی طرح ایک غذائی جنس ہے جو کم وبیش ہر جگہ پیدا ہوتا ہے چاولوں میں حضور ﷺ کو تہ دیگی زیادہ پسند تھی اور تہ دیگی چاولوں کی ہوتی ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْجِبُهُ الثُّفْلُ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ يَعْنِیْ مَا بَقِیَ مِنَ الطَّعَامِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ کو "ثفل" پسند تھا۔ حضرت عبداللہ (راوی) کہتے ہیں، (ثفل سے مراد) ہنڈیا کا بقیہ ہے۔

۳۔ بکرے کا گوشت

حضور نبی اکرم ﷺ نے گوشت پسند فرمایا ہے۔ اور اکثر اوقات اسے استعمال بھی کیا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ شوربے والا گوشت اور بھنا ہوا گوشت شوق سے تناول فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے گوشت کا استعمال نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔ حضور ﷺ کے گوشت تناول فرمانے کے متعلق چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَارِثِ بْنِ جَزْرٍ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزٍ وَّلَحْمٍ وَّهُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَاَكَلَ وَاَكَلْنَا مَعَهٗ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ وَلَمْ نَزِدْ عَلٰی اَنْ مَسَحْنَا اَيْدِيَنَا بِالْحَصْبَاءِ.

حضرت عبداللہ حارث بن جزر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت کے ساتھ روٹیاں لائی گئیں جبکہ آپ مسجد میں تھے پس آپ نے تناول فرمائیں اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ کھائیں۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی۔ اور زیادہ کچھ نہیں کیا کہ کنکریوں سے اپنے ہاتھ پونچھ لئے۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک بار حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں

Marfat.com

ایک عورت نے دو چپاتیاں اور تھوڑا سا پکا ہوا گوشت ہدیۃً پیش کیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پیالے میں رکھ کر کسی چیز سے ڈھانپ دیا۔ اور تاجدار عرب و عجم حضور اکرم ﷺ کے حضور پیغام بھیجا۔ حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے وہ پیالہ اٹھا کر دیکھا تو وہ گوشت اور روٹی سے لبالب بھرا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا حیران رہ گئیں اور سمجھ گئیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے فاطمہؓ! تمھارے پاس یہ کہاں سے آیا تو انھوں نے عرض کیا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے۔ بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پیاری بیٹی! اللہ تعالیٰ نے تجھے حضرت مریم علیہا السلام کے مشابہ بنایا ہے۔ ان کی بھی یہی کیفیت تھی کہ جب کوئی ان سے پوچھتا کہ یہ شے کہاں سے آئی تو وہ یہی جواب دیتیں۔

پھر آپ ﷺ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمۃ الزہرہؓ، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور تمام ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہما) نے وہ گوشت اور روٹی سیر ہو کر تناول فرمائی۔ مگر پیالہ میں گوشت (اور روٹی) بدستور موجود رہا۔ پھر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے وہ کھانا ہمسایوں میں تقسیم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کھانے میں خیر کثیر اور برکت عطا فرمادی۔ (خصائص کبریٰ)

۲۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَیَّةَ اَنَّهٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَحْتَزُّ مِنْ کَتِفِ شَاةٍ فِیْ یَدِهٖ فَدُعِیَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاَلْقَاهَا وَالسِّکِّیْنَ الَّتِیْ یَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ۔

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو بکری کی دستی کاٹ کر کھاتے دیکھا۔ جو دست مبارک میں تھی۔ پس آپ کو نماز کیلئے بلایا گیا تو آپ نے اسے رکھ دیا اور چھری کو بھی جسکے ساتھ کاٹ رہے تھے۔ پھر نماز پڑھائی۔ اور تازہ وضو نہیں کیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں کہیں سے (بکری کا) گوشت آیا۔ اس میں سے دست کا گوشت خدمت اقدس میں پیش کیا گیا کیونکہ دست کا گوشت آپ ﷺ کو پسند بھی تھا اور آپ ﷺ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا۔ (شمائل ترمذی)

۳۔ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ طَبَخْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قِدْرًا وَّکَانَ یُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ فَنَاوَلْتُهُ الذِّرَاعَ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ فَنَاوَلْتُهُ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَکَمْ لِلشَّاةِ مِنْ ذِرَاعٍ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ

Marfat.com

لَوْ سَكَتَّ لَنَا وَلْتُنِي الذِّرَاعَ بَعْدَ ذِرَاعٍ مَا دَعَوْتُ.

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہانڈی پکائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بازو پسند فرماتے تھے۔ میں نے آپ کو بازو دیا پھر فرمایا مجھے اور بازو دو۔ میں نے دیا۔ پھر فرمایا مجھے اور بازو دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بکری کے کتنے بازو ہوتے ہیں۔ یعنی دو ہی بازو ہوتے ہیں اور وہ میں نے آپ کو پیش کر دیئے۔ تو آپ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں تجھے کہتا رہتا تو دیتا رہتا۔

(جامع ترمذی)

۴۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَرَّبَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَنْبًا مَشْوِيًّا فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَمَا تَوَضَّأَ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (بکری کا) بھنا ہوا پہلو پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا اور پھر نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ اور آپؐ نے وضو نہیں فرمایا۔ (جامع ترمذی)

۵۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَطْيَبَ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ.

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا بیشک پشت کا گوشت بہت اچھا ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی)

۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَكَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِوَاءً فِي الْمَسْجِدِ.

حضر عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مسجد میں بھنا ہوا گوشت کھایا۔ (جامع ترمذی)

۷۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا كَانَتِ الذِّرَاعُ اَحَبَّ اللَّحْمِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنَّهُ كَانَ لَا يَجِدُ اللَّحْمَ اِلَّا غِبًّا وَكَانَ يَعْجَلُ اِلَيْهَا لِاَنَّهَا اَعْجَلُ نُضْجًا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بازو کا گوشت زیادہ پسند نہیں تھا (ان

Marfat.com

کے خیال کے مطابق) لیکن چونکہ آپ کبھی کبھی گوشت پاتے تھے اور بازو جلدی پک جاتا ہے اس لئے آپ اس کی طرف جلدی فرماتے۔ (جامع ترمذی)

۸۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهٗ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَذَبَحَتْ لَهٗ شَاةً فَاَكَلَ مِنْهَا وَاَتَتْهُ بِقِنَاعٍ مِّنْ رُطَبٍ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ تَوَضَّأَ لِلظُّهْرِ وَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَتْهُ بِعُلَالَةٍ مِّنْ عُلَالَةِ الشَّاةِ فَاَكَلَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری عورت کے گھر داخل ہوئے تو اس نے آپ کیلئے بکری ذبح کی۔ آپ نے اس سے کچھ کھایا۔ پھر وہ آپ کی خدمت میں کھجوروں کا ایک تھال لے کر آئی تو آپ نے اس میں سے بھی کچھ کھایا اور پھر ظہر (کی نماز) کیلئے وضو فرمایا اور نماز پڑھی۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو وہ انصاری عورت آپکی خدمت میں بکری کا بقیہ گوشت لائی آپ نے اسے کھایا اور (دوبارہ) وضو کئے بغیر عصر کی نماز پڑھی (جامع ترمذی)

۹۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ضِفْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَاُتِيَ بِجَنْبٍ مَّشْوِيٍّ ثُمَّ اَخَذَ الشَّفْرَةَ فَجَعَلَ يَحُزُّ لِيْ بِهَا مِنْهُ قَالَ فَجَآءَ بِلَالٌ يُّؤْذِنُهٗ بِالصَّلٰوةِ فَاَلْقَى الشَّفْرَةَ فَقَالَ مَالَهٗ تَرِبَتْ يَدَاهُ قَالَ وَكَانَ شَارِبُهٗ قَدْ وَفٰى فَقَالَ لَهٗ اُقُصُّهٗ لَكَ عَلٰى سِوَاكٍ اَوْ قُصَّهٗ عَلٰى سِوَاكٍ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (کسی کا) مہمان ہوا۔ آپ کے سامنے بھنا ہوا پہلو پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری لے کر اس سے میرے لئے کاٹنا شروع کیا اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آ کر نماز کے وقت کی اطلاع دی تو آپ نے چھری رکھ دی۔ اور فرمایا کہ اسے کیا ہوا۔ اس کے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں۔ (یہ محبت بھر کلمہ ہے بددعا نہیں) راوی کہتے میری مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا لاؤ میں مسواک رکھ کر کاٹ دوں یا تم خود مسواک رکھ کر کاٹ لو (جامع ترمذی)

Marfat.com

۴۔مرغ کا گوشت

حضور ﷺ نے مرغ کا گوشت بھی تناول فرمایا ہے۔اس لئے دیسی مرغ کے گوشت کو بھی تناول فرمانا حضور ﷺ کی سنت ہے۔مرغ کے گوشت میں غذائیت کی مقدار بہت زیادہ ہے۔عقل کو بڑھاتا ہے۔فہم وفراست کو تیز کرتا ہے اور دماغ کو چست بناتا ہے۔جسم کے لئے مقوی ہے۔اکثر بزرگان دین نے اسے سنت سمجھ کر استعمال فرمایا ہے۔حضرت سید عبدالقادر جیلانی بانی سلسلہ قادریہ اتباع سنت کی غرض سے اکثر اوقات مرغ کا گوشت تناول فرماتا کرتے تھے۔

عَنْ زَهْدَمِ الْجُرْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاُتِيَ بِلَحْمِ دِجَاجٍ فَتَنَحّٰى رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَالَكَ قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُهَا تَاْكُلُ شَيْئًا نَتِنًا فَحَلَفْتُ اَنْ لَّا اٰكُلَهَا قَالَ اُدْنُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ لَحْمَ الدَّجَاجِ.

حضرت زہدم جرمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ہم حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ آپ کے پاس مرغ کا گوشت لایا گیا۔حاضرین میں سے ایک آدمی دور ہٹ گیا۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے کیا ہوا؟اس نے کہا میں نے اس (مرغ) کو گندی چیز کھاتے ہوئے دیکھا تو میں نے قسم کھائی کہ اسے نہیں کھاؤں گا۔اس پر آپ نے فرمایا کہ قریب ہوجاؤ۔بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغ کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے(جامع ترمذی)

یادرہے کہ مرغ صرف دیسی جس کی نشوونما اور پیدائش قدرتی طریقے کے مطابق ہوتی ہے استعمال کرنا چاہیئے۔ولایتی مرغ جسے مصنوعی طریقے سے پروان چڑھایا جاتا ہے اسے کھانے سے گریز کریں۔کیونکہ اس کی خوراک عمدہ نہیں۔حضور ﷺ نے جو گوشت تناول فرمایا ہے وہ قدرتی مرغ کا تھا۔

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ لَحْمَ الدُّجَاجِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغ کا گوشت کھاتے دیکھا۔
(بخاری شریف)

۵۔حباری کا گوشت

حباری ایک پرندہ ہوتا ہے جو عرب ممالک میں پایا جاتا ہے۔حضور ﷺ کے دور میں اس کا گوشت

Marfat.com

کھایا جاتا تھا۔ اس لئے حضور ﷺ نے بھی حباری کا گوشت کھایا اور یہ حلال پرندہ ہے۔ حباری کے معنی میں علماء کرام میں اختلاف ہے۔ کسی نے حباری سے مراد تیتر لیا ہے۔ کسی نے بٹیر، کسی نے چکور اور کسی نے سرخاب لیا ہے۔ اس پرندے کا گوشت طبی لحاظ سے گرم ہوتا ہے اور جسم کے لئے حرارت بخش ہوتا ہے۔ حکماء کا قول ہے کہ حباری کا گوشت بواسیر کے لئے مفید ہے۔

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُمَرَ بْنِ سَفِيْنَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ اَكَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ حُبَارٰى

حضرت ابراہیم بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا حضرت سفینہ (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حباری (چکور) کا گوشت کھایا۔ (ترمذی شریف)

۶۔ خرگوش کا گوشت

خرگوش کا ایک جانور ہے جس کا گوشت اسلام میں حلال ہے خرگوش دو طرح کے ہوتے ہیں یعنی جنگلی اور پالتو۔ دونوں کا گوشت شریعت اسلامیہ میں کھانا جائز ہے کیونکہ حضور ﷺ نے خرگوش کا گوشت کھانے کی ترغیب دی ہے۔ اس کا گوشت خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ مزاج کے لحاظ سے گرم خشک ہوتا ہے۔ امراض باردہ میں مفید ہے۔ فالج، لقوہ، استرخاء اور کالی کھانسی کیلئے بہت مفید ہے۔ عرب میں عموماً جنگلی خرگوش ہوتے ہیں اس لئے ان کا شکار بھی جائز ہے۔ خرگوش کا گوشت کھانے کے متعلق حضور ﷺ کے ارشادات حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ عَنْ اَنَسٍ يَقُوْلُ اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَاَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا اِلٰى اَبِىْ طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَنِىْ بِفَخِذَيْهَا وَوَرِكَيْهَا اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهٗ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ (مکہ مکرمہ سے ایک میل دور) مقام مرالظہران میں میں نے ایک خرگوش کو دوڑایا۔ پھر اسے پکڑا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے اسے ذبح فرمایا اور اس کی رانیں اور سُرین میرے ذریعے حضور انور ﷺ کی خدمت اقدس میں ارسال کر دی جنہیں آپ ﷺ نے قبول فرمالیا۔ (نسائی شریف)

۲۔ عَنِ ابْنِ صَفْوَانَ قَالَ اَصَبْتُ اَرْنَبَيْنِ فَلَمْ اَجِدْ مَا اُذَكِّيْهِمَا بِهٖ فَذَكَّيْتُهُمَا بِمَرْوَةٍ

Marfat.com

فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَنِيْ بِأَكْلِهَا.

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے دو خرگوش پکڑے۔ پھر انھیں ذبح کرنے کیلئے کچھ نہ پایا تو انھیں پتھر سے ذبح کیا۔ بعد ازاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا انھیں کھاؤ۔ (نسائی شریف)

۷۔ فصل کا پرندہ مکڑی

مکڑی ایک چھوٹا پرندہ ہوتا ہے جو عموماً فصلوں پر غولوں کی صورت میں آتا ہے اور فصل کھاتا ہے۔ شرعاً اس پرندے کا گوشت کھانا جائز ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ یہ پرندہ عام ملتا تھا اس لئے صحابہ اس کا گوشت کھا لیتے تھے۔ طبی نقطہ نظر سے اس کے گوشت کا مزاج گرم خشک ہے۔ غلیظ اخلاط کو صاف کرتا ہے۔ پھیپھڑوں کے امراض میں بھی فائدہ کرتا ہے۔ حکماء اسے جذام میں بھی استعمال کرواتے ہیں۔ اس کے مسلسل استعمال سے جسم کی حرارت بڑھ جاتی ہے۔

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے سات غزوات کئے جن میں ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے رہے۔ (مسلم شریف)

۸۔ مچھلی

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مچھلی بھی کھائی ہے اور اسے ذبح سے بھی مستثنیٰ قرار دیا ہے اس لئے جو نہی کوئی مچھلی میسر آئے تو اس کا کھانا حلال ہے۔ مچھلی کا گوشت زود ہضم اور مقوی ہوتا ہے۔ مچھلی تازہ کھانی چاہئے۔ لاغر اور کمزور حضرات کے لئے عمدہ غذا ہے۔ مرض سل اور ذیابیطس میں فائدہ مند ہے۔ مچھلی میں پروٹین کی مقدار بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس لئے یہ گوشت کا بڑا اچھا بدل ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْبَحْرِ اِلَّا وَقَدْ ذَكَّاهَا اللّٰهُ لِبَنِيْ اٰدَمَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سمندر میں کوئی جاندار نہیں مگر اس کو اللہ تعالیٰ بنی آدم کے لئے ذبح فرما دیا ہے۔ (سنن دار قطنی)

اس حدیث میں ذبح شدہ جانور سے مراد مچھلی ہے تاکہ لوگ اسے استعمال میں لائیں۔ حضرت جابر

Marfat.com

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ''جیش خبط'' کا جہاد کیا۔ ہم پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ امیر مقرر کیے گئے۔ ہم نے ایسی مچھلی کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس کو ''عنبر'' کہا جاتا تھا۔ ہم اسے نصف ماہ تک کھاتے رہے۔ (ایک دن) حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس مچھلی کی ایک ہڈی پکڑی (اور اسے زمین پر رکھا۔ وہ ہڈی اتنی بڑی تھی کہ) اونٹ سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ جب ہم واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم نے اس واقعے کو عرض کیا تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ وہ رزق ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے تمھیں عطا فرمایا ہے۔ اگر تمھارے پاس اس مچھلی کا کچھ گوشت ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس مچھلی کا گوشت بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا اور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تناول فرمایا۔ (بخاری شریف)

۹۔ گھی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانوں میں گھی استعمال ہوتا تھا جسے آپ تناول فرماتے تھے۔ گھی ہماری خوراک کا ایک اہم جز ہے اس لئے گھی کا استعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو گھی استعمال فرمایا وہ دیسی گھی تھا جو مکھن کو گرم کرنے سے بن جاتا ہے۔ گھی جسم کو قوت دیتا ہے اور فربہ کرتا ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّمَنِ وَالْجُبْنِ وَالْفِرَآءِ فَقَالَ الْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَالْحَرَمُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ. (سنن ابن ماجہ۔ جامع ترمذی)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھی، پنیر اور نیل گائے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا حلال وہ ہے جو اللہ کی کتاب میں حلال ہے اور حرام وہ ہے جو اللہ کی کتاب میں حرام ہے اور جسے سکوت فرمایا وہ ان چیزوں سے ہے جن سے معاف فرمایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھی استعمال کرنے کے متعلق حضرت ام اوس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے گھی گرم کر کے ایک برتن میں بھر لیا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں ہدیۃً پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا اور برتن میں تھوڑا سا گھی چھوڑ کر پھونک ماری اور برکت کی دعا فرمادی۔ اور (اصحاب رضی اللہ عنہم سے) فرمایا کہ امِ اوس رضی اللہ عنہا کا برتن واپس کر دو۔ صحابہ کرام نے برتن واپس کر دیا تو وہ گھی سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت ام اوس رضی اللہ عنہا نے خیال کیا کہ شاید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھی قبول نہیں فرمایا۔ حضرت ام اوس رضی اللہ عنہا رونے کے انداز میں

Marfat.com

بات کرتی ہوئی حاضر خدمت ہوئیں اور عرض کرنے لگیں۔ ''یا رسول اللہ ﷺ! میں نے گھی اس لئے گرم کیا تھا کہ آپ تناول فرمالیں گے۔'' آپ ﷺ ام اوسؓ کی بات سمجھ گئے اور دعا قبول ہوگئی ہے اور برتن گھی سے بھر گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ام اوسؓ سے کہہ دو کہ (ہم نے گھی قبول فرمالیا اور تناول بھی فرمالیا ہے) اب وہ خود یہ گھی کھائیں۔ ام اوسؓ نے وہ گھی حضور سرور کائنات ﷺ کے وصال مبارک کے بعد حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت تک کھایا اس برتن سے مسلسل گھی نکلتا رہا۔ یہاں تک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جھگڑا ہوا (یعنی اس وقت برکت جاتی رہی اور گھی ختم ہوگیا۔ (خصائص کبریٰ)

۱۰۔ مکھن

حضور نبی کریم ﷺ نے مکھن کو بھی پسند فرمایا اور جب میسر آتا۔ تناول فرمایا۔ مکھن بہترین خوراک کا اہم جز ہے۔ مکھن اور گھی کے فوائد تقریباً ایک جیسے ہیں۔ اور جسمانی طاقت اور قوت کے لئے اس کا استعمال ناگزیر ہے۔

عَنِ ابْنَیْ بُسْرٍ ان لسُّلَمِیِّیْنِ قَالَا دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدَّمْنَا زُبْدًا وَّتَمْرًا وَکَانَ یُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَ.

بسر کے دونوں سلمی صاحبزادوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے مکھن اور کھجوریں پیش کیں۔ کیونکہ آپ مکھن اور کھجور پسند فرماتے تھے۔

۱۱۔ پنیر

حضور ﷺ نے پنیر بھی استعمال فرمایا ہے۔ اس لئے پنیر بطور سنت استعمال میں لانا بہت بہتر ہے۔ پنیر دودھ کو پھاڑ کر بنایا جاتا ہے۔ اس میں روغنی اجزا بکثرت ہوتے ہیں۔ یہ عموماً مٹھائیوں کی صورت میں استعمال ہوتا ہے اس کے متعلق نبی اکرم ﷺ کی احادیث مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِجُبْنَۃٍ فِیْ تَبُوْکَ فَدَعَا بِالسِّکِّیْنِ فَسَمّٰی وَقَطَعَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تبوک کے مقام پر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پنیر پیش کیا گیا۔

Marfat.com

آپ نے چھری منگوائی اور کاٹا۔ (ابوداؤد شریف)

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مِنْ ثَوْرِ اَقِطٍ ثُمَّ رَاٰهُ اَکَلَ مِنْ کَتِفِ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے پنیر کا ٹکڑا کھایا اور وضو فرمایا ہاتھ دھونے کو بھی وضو کہا جاتا ہے اور وضو فرمایا اس لئے یا تو آپ نے صرف ہاتھ مبارک دھوئے یا ویسے ہی تازہ وضو فرمایا، پھر (دوبارہ) دیکھا کہ آپ نے بکری کے بازو کا کچھ گوشت کھایا۔ (ترمذی شریف)

۱۲۔ حریرہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حریرے کی بھی تعریف کی ہے حریرے کو تلبینہ بھی کہا جاتا ہے۔ حریرہ، گھی آٹا، چینی اور دودھ ملا کر بنایا جاتا ہے۔ حریرہ کمزور آدمی کیلئے مفید ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بخار میں استعمال کرنے کیلئے تجویز فرمایا ہے۔ حریرے میں اگر مغزیات شامل کر لئے جائیں تو یہ اور بھی مفید ہو جاتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ اَهْلَهُ الْوَعْكُ اَمَرَ بِالْحَسَاءِ فَصُنِعَ ثُمَّ اَمَرَهُمْ فَحَسَوْا مِنْهُ وَکَانَ یَقُوْلُ اِنَّهٗ لَیَرْتُوْ فُؤَادَ الْحَزِیْنِ وَیَسْرُوْ عَنْ فُؤَادِ السَّقِیْمِ کَمَا تَسْرُوْا اِحْدٰکُنَّ الْوَسَخَ بِالْمَاءِ عَنْ وَجْهِهَا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے جب کسی کو بخار چڑھ جاتا تو حریرہ کا حکم فرماتے جو بنایا جاتا پھر انھیں گھونٹ گھونٹ پینے کا حکم فرماتے اور فرمایا کرتے یہ غمگین دل میں طاقت پہنچاتا اور مریض کے دل سے تنگی دور کرتا ہے جیسے تم میں سے کوئی پانی کے ساتھ اپنے چہرے کا میل دور کرتی ہے۔ (جامع ترمذی)

۱۳۔ روغن زیتون

زیتون ایک بابرکت درخت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی تعریف کی ہے اور قسم بھی کھائی ہے اس درخت کا تیل استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اس کا تیل دو طرح کا ہوتا ہے میٹھا اور کڑوا۔ میٹھے

Marfat.com

تیل کو کھانے میں ڈالا جاتا ہے اور کڑوے تیل کو چراغ وغیرہ جلانے کے کام میں لایا جا سکتا ہے طبی طور پر اس تیل کے بہت سے فوائد ہیں اس لئے حضور ﷺ خود بھی اس کا استعمال فرماتے رہے ہیں اور اس کے استعمال کی ترغیب بھی دی ہے۔ حکماء نے کہا ہے کہ زیتون ستر بیماریوں کا علاج ہے۔ اس کا مزاج گرم تر ہے اسے بلغمی اور سردی کے امراض کے لئے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے اس میں شفا رکھی ہے۔

۱۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَدَّتِهٖ سَلْمٰى اَنَّ الْحَسَنَ ابْنَ عَلِيٍّ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ جَعْفَرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ) اَتَوْهَا فَقَالُوْا لَهَا اِصْنَعِيْ لَنَا طَعَامًا مِمَّا كَانَ يُعْجِبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُحْسِنُ اَكْلَهٗ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ لَاتَشْتَهِيْهِ الْيَوْمَ قَالَ بَلٰى اِصْنَعِيْهِ فَقَامَتْ فَاَخَذَتْ شَيْئًا مِّنَ الشَّعِيْرِ فَطَحَنَتْهُ ثُمَّ جَعَلَتْهُ فِيْ قِدْرٍ وَصَبَّتْ عَلَيْهِ شَيْئًا مِّنْ زَيْتٍ وَدَقَّتِ الْفُلْفُلَ وَالتَّوَابِلَ فَقَرَّبَتْهُ اِلَيْهِمْ فَقَالَتْ هٰذَا مِمَّا كَانَ يُعْجِبُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُحْسِنُ اَكْلَهٗ۔

حضرت عبید اللہ بن علی رضی اللہ عنہ اپنی دادی حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہم ان کے پاس آئے اور کہا۔ ہمارے لئے وہ کھانا تیار کریں جو حضور ﷺ کو پسند تھا اور آپ ﷺ اسے چاہت سے تناول فرماتے تھے انھوں (حضرت سلمیٰ) نے فرمایا اے میرے بیٹے! آج تو وہ کھانا خوشی سے نہیں کھائے گا۔ عرض کیا کیوں نہیں (یعنی ضرور کھائیں گے) آپ ہمارے لئے وہ (کھانا) پکائیں۔ اس پر حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے تھوڑے سے جو لے کر ان کو پیسا اور ہانڈی میں ڈال دیا۔ پھر اس میں کچھ زیتون کا تیل ڈالا۔ اور کچھ سیاہ مرچ مصالحے کوٹ کر اس میں ڈالے۔ اور پھر (یہ کھانا) ان کے قریب کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ وہ کھانا ہے جس کو آنحضرت ﷺ پسند فرماتے اور خوشی سے کھاتے تھے۔

عربوں میں یہ رواج تھا کہ کھانے میں زیتون کا تیل ڈالتے ہیں جس سے سالن خوش ذائقہ اور لذیذ ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ جو سالن استعمال فرمایا کرتے تھے اس میں زیتون کا تیل ہوتا تھا۔

۲۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ۔

Marfat.com

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زیتون کا تیل کھایا کرو اور بدن پر بھی لگایا کرو۔ کیونکہ وہ مبارک درخت سے نکلتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زیتون کا تیل کھانے کے علاوہ مالش کے لئے بھی مفید ہے۔ جس شخص کے پٹھے کمزور ہو گئے ہوں یا اسے سردی لگ گئی ہو یا فالج ہو گیا ہو تو اسے زیتون کے تیل کی مالش کرنی چاہئے۔ انشاء اللہ بے پناہ فائدہ ہو گا۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُوا الزَّیْتَ وَادَّھِنُوْا بِہٖ فَاِنَّہٗ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ۔

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زیتون کا تیل کھایا کرو اور بدن پر (بھی) لگایا کرو کیونکہ وہ ایک مبارک درخت سے نکلتا ہے۔

زیتون کا چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود استعمال کیا ہے اور استعمال کا حکم بھی دیا ہے اس لئے اس تیل کو استعمال کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے لہٰذا جب یہ تیل میسر آئے حضور کی اس سنت پر عمل کر لینا چاہئے۔

۱۴۔ کدّو

سبزیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو بہت پسند تھا اس لئے کدو کی سبزی کو استعمال کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ طبی نقطہ نظر سے کدو کے بہت سے فوائد ہیں۔ کدو میں زیادتی عقل اور اعتدالی دماغ کے جوہر ہیں۔ پیاس بجھاتا ہے۔ بخار کی حالت میں کدو کے بڑے بڑے ٹکڑے ہاتھوں اور پاؤں کی تلیوں پر ملنے سے بخار میں کمی ہو جاتی ہے۔ اکثر بزرگان دین نے کدو کو سنت سمجھ کر استعمال کیا۔ کدو کے استعمال کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ عَنْ اَنَسِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْجِبُہُ الدُّبَّاءُ فَاُتِیَ بِطَعَامٍ اَوْ دُعِیَ لَہٗ فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُہٗ فَاَضَعُہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ لِمَا اَعْلَمُ اَنَّہٗ یُحِبُّہٗ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کدو پسند فرماتے تھے پس جب آپ کے لئے کھانا لایا گیا یا آپ کھانے کیلئے بلائے گئے تو میں تلاش کر کے کدو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھتا تھا کیونکہ مجھے علم تھا کہ آپ اسے پسند کرتے ہیں۔ (جامع ترمذی)

Marfat.com

۲۔عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ اَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُ عِنْدَهٗ دُبَّآءً يُقَطَّعُ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَ نُكْثِرُ بِهٖ طَعَامَنَا.

حضرت حکیم بن جابر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔انھوں نے فرمایا جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کدو دیکھے جنھیں آپ کاٹ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا ہیں۔آپ نے فرمایا ہم اس کے ذریعے کھانا زیادہ کرتے ہیں۔(جامع ترمذی)

۳۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ اَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ اِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ فَقَالَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِّنْ شَعِيْرٍ وَّمَرَقًا فِيْهِ دُبَّآءٌ وَّقَدِيْدٌ.

حضرت عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک درزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو کی روٹی اور شوربا جس میں کدو اور (نمک لگا کر) سکھایا ہوا گوشت حاضر کیا گیا۔(جامع ترمذی)

۴۔قَالَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ حَوَالَى الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّآءَ مِنْ يَّوْمَئِذٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پیالے کے کناروں سے کدو تلاش کر رہے تھے۔میں اس دن سے مسلسل کدو پسند کرتا ہوں۔(جامع ترمذی)

۱۵۔قدیر

قدیر ایک طرح کا گوشت ہوتا ہے جس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے دھوپ میں خشک کر لیا جاتا ہے پھر ضرورت پر اسے پانی میں بھگو کر پکایا جاتا ہے۔مرچ مصالحہ اس میں خشک کرتے وقت ڈال دیا جاتا ہے یعنی یہ وڑیوں کی طرح ہے جو ہمارے ہاں استعمال ہوتی ہیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز قدیر تناول فرما رہے تھے کہ ایک بدزبان عورت حاضر خدمت

Marfat.com

ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے بھی قدیر عنایت فرمایئے۔آپ ﷺ نے جو قدیر سامنے رکھا تھا اس میں سے اسے بھی عطا فرمایا۔اس عورت نے عرض کی کہ اپنے منہ سے نکال کر دیجئے۔آپ ﷺ نے اپنے منہ سے نکال کرا سے عطا فرمایا۔ اور وہ کھا گئی۔اس روز کے بعد کبھی بھی اس کے منہ سے قبیح اور فحش کلام سننے میں نہ آیا (خصائص کبریٰ جز اول)

۱۶۔ثرید

روٹی کو شوربے میں پکانا یا گوشت کے شوربے میں توڑ کر بھگونا۔تا کہ اچھی طرح گل جائے ثرید کہلاتا ہے۔ثرید آپ کو بہت پسند تھا اس لئے آپ ﷺ ثرید کو بڑی چاہت سے تناول فرماتے تھے۔ثرید استعمال کرنے کے متعلق چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اَحَبُّ الطَّعَامِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثَّرِيْدُ مِنَ الْخُبْزِ وَالثَّرِيْدُ مِنَ الْحَيْسِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام کھانوں سے روٹی کا ثرید اور حیس کا ثرید سب سے زیادہ پسند تھا۔(سنن ابوداؤد)

حیس کا ثرید اس کھانے کو کہا جاتا ہے جو چھوہارے گھی اور پنیر کو ملا کر تیار کیا جاتا ہے اگر اس میں شوربا ملانا چاہیں تو وہ بھی ملایا جا سکتا ہے۔ایسا ثرید بہت لذیذ ہوتا ہے اور طاقت بخش ہوتا ہے اسے کھانے سے جسم میں طاقت پیدا ہوتی ہے اور جسم تروتازہ ہو جاتا ہے۔ایسا ثرید حضور ﷺ کو بہت پسند تھا۔

۲۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اُتِيَ بِقَصْعَةٍ مِّنْ ثَرِيْدٍ فَقَالَ كُلُوْا مِنْ حَوَانِبِهَا وَلَا تَاْكُلُوْا مِنْ وَسَطِهَا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِيْ وَسَطِهَا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ثرید کا ایک پیالہ پیش کیا گیا۔فرمایا کہ اس کے درمیان سے نہ کھاؤ۔کیونکہ برکت درمیان میں نازل ہوتی ہے۔

(جامع ترمذی)

ثرید چونکہ حضور ﷺ نے بہت پسند فرمایا ہے اس لئے اسے کبھی کبھی ضرور کھانا چاہیئے۔اس طرح حضور ﷺ کی اس سنت پر عمل ہو جائے گا اس حدیث میں یہ تاکید کی گئی ہے کہ سالن کو کناروں کی طرف

Marfat.com

سے کھانا شروع کرو۔

۳۔عَنْ اَنَس بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى الطَّعَامِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دوسری عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح ثرید کو دوسرے کھانوں پر۔

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثرید کی اہمیت کے باعث اسے دوسرے کھانوں سے افضل قرار دیا ہے۔

حضرت عکراش بن ذویب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک بڑا پیالہ لایا گیا جس میں بہت سا ثرید اور بوٹیاں تھیں۔ میرا ہاتھ پیالے میں ہر جانب پڑتا تھا (یعنی میں اپنے آگے سے نہیں کھاتا تھا بلکہ کبھی کہیں سے اور کبھی کہیں سے) جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آگے سے تناول فرمار ہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے عکراش! ایک جگہ سے کھاؤ کیونکہ یہ ایک قسم کا کھانا ہے۔ پھر ہمارے سامنے ایک طباق لایا گیا جس میں مختلف اقسام کی کھجوریں تھیں۔ میں اپنے آگے سے ہی کھاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طباق کے مختلف جگہوں سے تناول فرمار ہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عکراش! اب جہاں سے تیرا جی چاہے کھا۔ کیونکہ یہ کھانا ایک قسم کا نہیں۔ پھر ہمارے پاس پانی لایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور اپنے ہاتھوں کی تری کو اپنے چہرے، بازوؤں اور سر پر مل لیا۔ اور فرمایا اے عکراش! یہ اس کھانے کا وضو ہے جو آگ سے پکایا گیا ہو۔ (ترمذی شریف)

طبی نقطہ نظر سے ثرید ایک زود ہضم غذا ہے اور اسے استعمال کرنے سے انسان بلغمی امراض سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کے استعمال سے گیس کا مرض کم ہو جاتا ہے لہٰذا حکماء نے اسے گاہے بگاہے استعمال کرنے کی ترغیب دی ہے۔

۱۷۔سرکہ

سرکہ ایک عام چیز ہے جو اس زمانے میں آسانی سے میسر تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات سرکے کے ساتھ روٹی تناول فرمالیتے یعنی اسے بطور سالن استعمال میں لاتے۔ سرکہ کے بہت سے فوائد ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکہ کے استعمال کی ترغیب دی ہے۔ سرکہ قالع صفراء ہے اور بدن کو فائدہ پہنچاتا ہے

Marfat.com

غذا کو ہضم کرتا ہے اور پیٹ کے کیڑے مار دیتا ہے۔ سرکہ کو غذا میں سالن کے طور پر استعمال کرنا سنت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس کی افادیت کے متعلق حضور ﷺ کی احادیث مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فِيْ حَدِيْثِهٖ نِعْمَ الْاِدَامُ اَوِالْاِدَامُ الْخَلُّ.

حضرت عائشہ فرماتی رضی اللہ عنہا ہیں۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بہترین سالن سرکہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اپنی روایت میں کہتے ہیں۔ ''اچھے سالن'' یا ''اچھا سالن'' سرکہ ہے۔ (جامع ترمذی)

اس حدیث میں سرکہ کو ایک سالن قرار دیا گیا ہے یعنی جب سالن میسر نہ ہو تو سرکہ سے روٹی کھالیں تو اس سے سالن کی کمی پوری ہو جاتی ہے اس سے معدے کا فعل تیز ہو جاتا ہے وہ غذائیں کو آسانی سے ہضم نہیں ہوتیں۔ اگر ان کے ساتھ سرکہ شامل کر لیا جائے تو ہضم ہو جاتی ہیں۔

۲۔ عَنْ اُمِّ هَانِیءٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعِنْدَكِ شَیْءٌ قُلْتُ لَا اِلَّا خُبْزٌ يَابِسٌ وَّخَلٌّ فَقَالَ هَاتِیْ مَا اَقْفَرَ بَيْتٌ مِّنْ اُدْمٍ فِيْهِ خَلٌّ.

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تمھارے پاس کوئی چیز ہے! میں عرض گزار ہوئی کہ سوکھی روٹی اور سرکہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ فرمایا لے آؤ۔ وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس میں سرکہ ہو۔ (جامع ترمذی)

اس حدیث میں حضور ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ گھر میں سرکہ رکھنا چاہئے تاکہ جب روٹی کے ساتھ کھانے کے لئے کچھ نہ ہو تو اس کے ساتھ روٹی کھالیں اس طرح سالن نہ ہونے کا احساس نہ ہوگا۔

۳۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَ اَهْلَهُ الْاُدُمَ فَقَالُوْا مَا عِنْدَنَا اِلَّا خَلٌّ فَدَعَا بِهٖ فَجَعَلَ يَاْكُلُ بِهٖ وَيَقُوْلُ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ. نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر والوں سے سالن مانگا عرض گزار ہوئے کہ نہیں ہے ہمارے پاس مگر سرکہ پس وہی منگوایا اور اسی کے ساتھ کھانے لگے۔ اور فرماتے جاتے۔ سرکہ اچھا سالن ہے۔ سرکہ اچھا سالن ہے۔ (مسلم شریف)

زمانہ قدیم میں سرکہ عام سرکہ کی صورت ہی میں استعمال کیا جاتا تھا جبکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مختلف چیزوں کے ساتھ مل کر استعمال ہونے لگا ہے۔ سرکہ میں انڈا اور زیتون ڈال کر خوب ہلانے

Marfat.com

سے چٹنی بن جاتی ہے جسے لوگ کھانے کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

۴۔عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ.

حضرت جابر عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سرکہ بہترین سالن ہے۔ (جامع ترمذی)

سرکہ گنے کا رس چقندر، جامن، انگور، منقیٰ ، میوہ، تاڑی، گندم ، جو اور دوسرے پھلوں سے تیار ہوتا ہے۔ یہ بنیادی طور پر کسی بھی شکر یا نشاستہ میں خمیر اٹھانے سے پیدا ہوتا ہے۔ سرکہ ٹھنڈک اور حرارت کا ایک حسین امتزاج ہے۔ طبیعت میں فرحت پیدا کرتا ہے اس لئے اس کا استعمال ہر لحاظ سے فائدہ مند ہے۔

۱۸۔ کھجور۔

کھجور ایک درخت کا عام پھل ہے جو عرب میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ یہ پھل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت استعمال فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اسے غذا کے طور پر تناول فرماتے تھے۔ یہ مزاج میں گرم تر ہے۔ صالح خون پیدا کرتی ہے۔ معدہ اور جگر کو قوی کرتی ہے۔ بدن کو فربہ کرتی ہے لہٰذا کھجور کا غذا میں بکثرت استعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ جب کھجور کے پھل کا موسم آتا اور نئی کھجوریں درختوں سے اتارتے تو پہلا پھل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفے کے طور پر پیش کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت کے مطابق تناول فرمالیتے اور لانے والے کے حق میں دعا کرتے۔ کھجوریں استعمال میں لانے کے متعلق چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَّمْ یَضُرُّهٗ ذٰلِكَ الْیَوْمَ سَمٌّ وَّلَا سِحْرٌ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو صبح کے وقت سات کھجوریں کھائے تو اس روز اسے کوئی زہر یا جادو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

(مسلم شریف)

۲۔عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُقْعِیًا یَاكُلُ تَمْرًا وَفِیْ رِوَایَةٍ

Marfat.com

يَأْكُلُ مِنْهُ أَكْلًا ذَرِيْعًا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اکڑوں بیٹھے کھجوریں کھا رہے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ان میں سے جلدی جلدی کھا رہے تھے۔

(مسلم شریف)

۳۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقْرِنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتّٰى يَسْتَاْذِنَ اَصْحَابَهٗ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملا کر دو کھجوریں کھانے سے منع فرمایا ہے یہاں تک اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل کر لے۔

(بخاری شریف)

۴۔عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجُوْعُ اَهْلُ بَيْتٍ عِنْدَهُمُ التَّمْرُ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لَّا تَمْرَ فِيْهِ جِيَاعٌ اَهْلُهٗ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس گھر والے بھوکے نہیں رہتے جن کے پاس کھجوریں ہوں۔ دوسری روایت میں فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا جس گھر میں کھجوریں نہیں ہیں اس گھر والے بھوکے ہیں۔ ایسا دو یا تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ (مسلم شریف)

۵۔عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اَلَسْتُمْ فِيْ طَعَامٍ وَّشَرَابٍ مَّا شِئْتُمْ لَقَدْ رَاَيْتُ نَبِيَّكُمْ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَاُ بَطْنَهٗ.

حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا۔ کیا تم لوگ اپنے کھانے پینے کی پسندیدہ چیزیں نہیں تناول کرتے؟ بے شک میں نے تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے پاس اتنی بھی خشک کھجور نہیں تھی جسے آپ سیر ہو کر کھاتے تھے۔

۶۔عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْنِيْ فَيَقُوْلُ اَعِنْدَكِ غَدَاءٌ فَاَقُوْلُ لَا قَالَتْ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ صَائِمٌ قَالَتْ فَاَتَانَا يَوْمًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ اُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ قَالَ وَمَا هِيَ قُلْتُ حَيْسٌ قَالَ اَمَا اِنِّيْ اَصْبَحْتُ صَائِمًا قَالَتْ ثُمَّ اَكَلَ.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس (کچھ دن چڑھے)

Marfat.com

تشریف لاتے اور فرماتے کیا تیرے پاس اس وقت کا کھانا ہے (آپ فرماتی ہیں) میں عرض کرتی نہیں، تو آپ فرماتے میں نے روزے کی نیت کرلی۔ پھر ایک دن آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں (کہیں سے) تحفہ آیا ہے تو آپؐ نے فرمایا وہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ''کھجور کا حلوہ۔'' آپ نے فرمایا میں صبح سے روزدار ہوں۔ پھر حلوہ تناول فرمایا۔

۱۹۔ شہد

شہد حضور ﷺ کو بہت پسند تھا۔ جب میسر آتا نوش فرماتے۔ شہد غذا بھی ہے اور دوا بھی ہے۔ شہد ایک مکھی سے حاصل ہوتا ہے اور یہ اللہ کی حکمت ہے کہ وہ پھلوں کا رس چوس کر ایک چھتے کی صورت میں شہد جمع کر دیتی ہے۔ اور پھر اس چھتے سے شہد نکال کر استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شہد کی مکھی کی تعریف کی ہے۔ سورۃ النحل میں ہے کہ تمھارے رب نے شہد کی مکھی پر وحی کی کہ وہ پہاڑوں اور درختوں کی بلندیوں پر اپنا گھر بنائے۔ پھر وہ ہر قسم کے پھلوں سے اپنا رزق حاصل کرے اور اپنے رب کے مقرر کردہ راستے پر چلے۔ ان کے پیٹوں سے مختلف رطوبتیں نکلتی ہیں۔ جن میں لوگوں کے لئے شفا رکھی گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نشانی ہے تاکہ لوگ اس پر غور کر کے فائدہ اٹھائیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ شہد کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی فوائد کے ساتھ بنایا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے خود استعمال کیا اور اسے کھانے کی تاکید فرمائی۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَآءَ وَالْعَسَلَ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میٹھی چیزوں اور شہد کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

مدارج النبوت میں ہے کہ عام طور پر حضور ﷺ علی الصبح شہد میں پانی ملا کر نوش فرمایا کرتے تھے۔ پھر جب کچھ وقت گزر جاتا اور بھوک محسوس ہونے لگتی تو جو میسر آتا کھا لیتے۔

حضرت ام سلمیٰؓ سے روایت ہے کہ میرے پاس شہد کی ایک کپی تھی۔ رسول اکرم ﷺ اس شہد کو پسند فرماتے اور اس میں سے کچھ نوش فرمایا کرتے تھے۔

ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ حضور ﷺ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر شہد نوش فرمایا کرتے

Marfat.com

تھے ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو شہد بہت مرغوب تھا اس لئے اسے کثرت سے استعمال کیا لہٰذا شہد کو ضرورت کے مطابق استعمال کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ شہد میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے اس کا مزاج گرم خشک ہے اس لئے بلغمی امراض اور پیٹ کے ریاحی امراض کے لئے بہت مفید ہے کھانسی کے لئے خاص طور سے مفید ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخِیْ اسْتَطْلَقَ بَطْنُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْقِہٖ عَسَلًا فَسَقَاہُ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ سَقَیْتُہٗ فَلَمْ یَزِدْہُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ لَہٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَآءَ الرَّابِعَۃَ فَقَالَ اسْقِہٖ عَسَلًا فَقَالَ لَقَدْ سَقَیْتُہٗ فَلَمْ یَزِدْہُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَ اللّٰہُ وَکَذَبَ بَطْنُ اَخِیْکَ فَسَقَاہُ فَبَرَاَہٗ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میرے بھائی کا پیٹ چل رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ۔ اس نے پلایا۔ پھر حاضر بارگاہ ہو کر عرض گزار ہوا کہ میں نے اسے پلایا لیکن دست اور زیادہ ہونے لگے۔ تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا۔ پھر چوتھی مرتبہ آکر عرض گزار ہوا تو فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ۔ عرض گزار ہوا کہ میں نے اسے پلایا لیکن دست اور زیادہ آنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔ اور تمھارے بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے۔ پس اس نے پھر پلایا تو وہ تندرست ہو گیا۔ (بخاری شریف)

جسے ریاح کی وجہ سے دست آرہے ہوں تو اسے پانی میں شہد ملا کر پلانے سے دست رک جائیں گے اس کے استعمال سے پیٹ کے فاسد مادے بھی نکل جاتے ہیں اور طبیعت ہلکی اور پرسکون ہو جاتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الشِّفَاءُ فِیْ ثَلٰثٍ فِیْ شَوْطَۃِ مِحْجَمٍ اَوْ شَرْبَۃِ عَسَلٍ اَوْ کَیَّۃٍ بِنَارٍ وَّاَنَا اَنْھٰی اُمَّتِیْ عَنِ الْکَیِّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ شفا تین چیزوں میں ہے یعنی پچھنے لگانے والے کے نشتر میں شہد کے گھونٹ میں اور آگ کے داغ میں لیکن میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

طب جدید کی رُو سے شہد قرد سے ملیّن، محلل ریاح اور دافعِ تعفن ہے جسم کو قوت دیتا ہے دل کو مضبوط کرتا ہے۔ پھیپھڑوں سے بلغم کو خارج کرتا ہے۔ دمہ کے لئے بہت مفید ہے۔ لقوہ اور فالج کے لئے بھی بہت فائدہ مند ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالشِّفَاءَيْنِ الْعَسَلِ وَالْقُرْاٰنِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ۲ دوشفاؤں کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ یعنی شہد اور قرآن مجید کو۔ (سنن ابن ماجہ)

قرآن مجید روح اور جسم یعنی دونوں کی امراض کا مجرب علاج ہے اور شہد صرف جسمانی امراض کی بہترین دوا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَسَلَ ثَلَاثَ غَدَوَاتٍ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ لَّمْ يُصِبْهُ عَظِيْمٌ مِّنَ الْبَلَاءِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر مہینے میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے اسے کوئی بڑی بیماری نہیں پہنچے گی۔ (سنن ابن ماجہ، بیہقی)

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ جو شخص ہر مہینے تین دن صبح کے وقت شہد چاٹنے کا معمول بنالے گا۔ وہ انشاء اللہ بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔ القصہ شہد کے بہت سے فوائد ہیں اس لئے اسے روزمرہ کی خوراک میں استعمال میں لاتے رہیں۔ انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

۲۰۔ ککڑی کا استعمال

ککڑی کو پنجابی میں کھیرا کہا جاتا ہے یہ ہمارے ہاں اکثریت سے پیدا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ککڑی کھجوروں کے ساتھ ملا کر کھائی ہے اس لئے ککڑی یعنی کھیرے کا کھانا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ لہٰذا جب کھیرا میسر ہو اسے استعمال میں لائیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہوجائے۔ ہمارے ہاں کھیرا اکثر سلاد میں کاٹ کر استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے خام حالت ہی میں نمک اور مرچ لگا کر بھی کھایا جاتا ہے۔ یہ مزاج کے لحاظ سے سرد ہے اس لئے گرمیوں کے موسم میں حدت کو کم کرنے اور جگر کو تسکین پہنچانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تر کھجوریں ککڑی کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا۔ (بخاری شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب میری شادی کے دن قریب آگئے تو میری والدہ کے دل میں خیال آیا کہ میرا جسم اچھا صحت مند ہو جائے تو انھوں نے مجھے چند دن تک تازہ کھجوروں کے ساتھ ککڑیا کھلانا شروع کیں۔ جنھیں میں چند روز تک کھاتی رہی اس طرح میرا جسم پہلے سے اچھا ہو گیا۔

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِبْنِ عَفْرَآءَ قَالَتْ بَعَثَنِيْ مُعَاذُبْنُ عَفْرَآءَ بِقِنَاعٍ مِّنْ رُّطَبٍ وَّعَلَيْهِ اَجْرٍ مِّنْ قِثَّاءٍ زُغْبٍ وَّكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْقِثَّاءَ فَاَتَيْتُهٗ بِهٖ وَعِنْدَهٗ حِلْيَةٌ قَدْ قَدِمَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَمَلَاَيَدَهٗ فَاَعْطَانِيْهِ وَعَنْهَا قَالَتْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِنَاعٍ مِنْ رُّطَبٍ وَّاَجْرٍ زُغْبٍ فَاَعْطَانِيْ مِلْاَ كَفِّهٖ حُلِيًّا اَوْقَالَتْ ذَهَبًا.

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے میرے چچا معاذ بن عفواء نے تازہ کھجوروں کا ایک تھال دیا جس کے اوپر روئیں دار کھیرے یعنی ککڑیاں رکھی ہوئی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کیونکہ آپ کو ککڑیاں پسند تھیں۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے آئے ہوئے بہت سے زیور رکھے ہوئے تھے اس میں سے آپ نے کچھ مجھے دے دیئے۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تازہ کھجوروں کے ساتھ ککڑیاں لائی تو آپ نے مجھے ہاتھ بھر سونا دے دیا۔ (شمائل ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ککڑیاں دستیاب آنے پر تناول فرمایا کرتے تھے اس لئے کھیرے کو سنت سمجھ کر کھانا کارِ ثواب ہے۔

۲۱۔ خربوزہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ بھی استعمال کیا ہے اس لئے خربوزہ کھانا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ خربوزہ ایک مشہور پھل ہے۔ جو بیل کے ساتھ لگتا ہے۔ یہ قبض کشا اور پیشاب آور ہے اس لئے پیٹ کے امراض میں قدرے مفید ہے۔ اس کا طبی مزاج گرم تر ہے۔ بعض حکماء نے یہ بھی کہا ہے کہ اس سے پیٹ کے کیڑے مرتے ہیں۔ اور اس کا استعمال نظر کے لئے مفید ہے۔ خربوزے کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

Marfat.com

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَجْمَعُ بَیْنَ الْخِرْبِزِ وَالرُّطَبِ.
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خربوزہ اور تر کھجور کھانے میں جمع کرتے ہوئے دیکھا۔ (شمائل ترمذی)

۲۲۔ تربوز

یہ گرم علاقوں کا ایک مشہور پھل ہے جو ایک قسم کی بیل کے ساتھ لگتا ہے اس کا مزاج سرد تر ہے اس لئے گرمی کے موسم میں اس کا کھانا گرمی کی حدت کو کم کرتا ہے اور دل کو سکون مہیا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بڑے شوق سے تناول فرمایا۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْکُلُ الْبِطِّیْخَ بِالرُّطَبِ. یُکْسَرُ حَرُّ هٰذَا بِبَرْدِ هٰذَا وَبَرْدُ هٰذَا بِحَرِّ هٰذَا.
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کو تر کھجوروں کے ساتھ کھا لیا کرتے تھے۔ اس کی گرمی اس کی ٹھنڈک سے توڑی جاتی ہے اور اُس کی ٹھنڈک اس کی گرمی سے۔ (سنن ابوداؤد)

قدیم عربی میں بطیخ تربوز کو کہا جاتا تھا مگر موجودہ زمانے میں عربوں نے خربوزے کو بطیخ کہنا شروع کر دیا۔ لیکن اس حدیث میں محدثین نے بطیخ سے مراد تربوز ہی لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کو کھجوروں کے ساتھ ملا کر نوش فرماتے تاکہ گرم اور سرد مزاج مل کر معتدل ہو جائے۔

۲۳۔ انجیر

انجیر ایک درخت کا پھل ہے۔ یہ پھل بڑا نازک ہوتا ہے۔ پکنے کے بعد درخت کی شاخوں سے خود بخود گر جاتا ہے۔ اسے خشک کرنے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ پھل بڑا کارآمد ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی قسم کھائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک بابرکت اور مفید پھل ہے جس کے استعمال میں اللہ تعالیٰ نے چند امراض کی شفا بھی رکھی ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے استعمال کی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہیں سے انجیر کا بھرا ہوا تھال

Marfat.com

آیا۔ آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ کھاؤ۔ ہم نے اس سے کچھ کھایا۔ پھر ارشاد فرمایا۔ اگر کوئی کہے کہ کوئی پھل جنت سے زمین پر آسکتا ہے تو میں کہوں گا کہ یہی وہ پھل ہے جو جنت کا ہے۔ اس میں سے کھاؤ کیونکہ یہ بواسیر اور جوڑوں کے درد میں مفید ہے۔ (کنز العمال)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دو طباق انجیر بارگاہِ نبویؐ میں پیش کیے۔ نبی اکرم ﷺ نے خود بھی انجیریں تناول فرمائیں اور صحابہ کرامؓ سے بھی فرمایا کہ کھاؤ۔ (نزہتہ المجالس)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تر اور خشک یعنی دونوں طرح کی انجیر کھایا کرو کیونکہ یہ جسم میں طاقت پیدا کرتی ہے۔ بواسیر کو ختم کرتی ہیں اور بہت سے بیماریوں میں نفع بخش ہیں۔

۲۴۔ انگور و کشمش

نبی اکرم ﷺ نے انگور اور میوہ بھی تناول فرمایا ہے اس لئے انگوروں کے موسم میں انگور کھانا بھی حضور ﷺ کی سنت ہے۔ انگور ایک بیل کا پھل ہے۔ تازہ کو انگور اور خشک کو کشمش کہا جاتا ہے یہ مزاج میں گرم تر ہے۔ زود ہضم اور مصفی خون ہے۔ یہ جسم کو فربہ کرتا ہے۔ صالح خون بکثرت پیدا کرتا ہے۔ سوداوی امراض میں فائدہ مند ہے۔ اسے زیادہ مقدار میں کھانے سے اسہال بھی لگ جاتے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ اَوْ غَیْرِہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَاْذَنَ عَلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ فَقَالَ سَعْدٌ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَلَمْ یُسْمِعِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی سَلَّمَ ثَلَاثًا وَرَدَّ عَلَیْہِ سَعْدٌ ثَلٰثًا وَّلَمْ یُسْمِعْہُ فَرَجَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاتَّبَعَہٗ سَعْدٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا سَلَّمْتَ تَسْلِیْمَۃً اِلَّا ھِیَ بِاُذُنِیْ وَلَقَدْ رَدَدْتُّ عَلَیْکَ وَلَمْ اُسْمِعْکَ اَحْبَبْتُ اَنْ اَسْتَکْثِرَ مِنْ سَلَامِکَ وَمِنَ الْبَرَکَۃِ ثُمَّ دَخَلُوا الْبَیْتَ فَقَرَّبَ لَہٗ زَبِیْبًا فَاَکَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَاَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّآئِمُوْنَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ یا کسی دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے وعلیکم اسلام ورحمۃ اللہ کہا کہ نبی کریم ﷺ کو سنائی نہ دے یہاں تک حضور ﷺ نے تین دفعہ سلام کیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

تینوں دفعہ جواب دیا کہ آپ ﷺ نہ سنیں۔ پس نبی کریم ﷺ لوٹ گئے اور حضرت سعد آپ ﷺ کے پیچھے ہو لئے۔ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! جتنی دفعہ بھی آپ ﷺ نے سلام کیا میرے ان کانوں نے سنا اور میں نے آپ کو جواب دیا لیکن ایسا کہ نہ سنیں تاکہ آپ زیادہ دفعہ ہم پر سلامتی اور برکت بھیجیں۔ پھر گھر میں داخل ہوئے اور انھوں نے کشمش پیش کیں۔ نبی کریم ﷺ نے تناول فرمائیں۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا تمھارا کھانا نیک بندوں نے کھایا۔ فرشتوں نے تمھارے لئے دعائے رحمت کی اور تمھارے پاس روزہ داروں نے روزہ افطار کیا۔ (مشکوٰۃ باب ضیافت)

ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ میں نبی اکرم ﷺ کو انگور کے خوشے اس طرح کھاتے ہوئے دیکھا کہ ایک خوشہ لے کر منہ سے دانے توڑتے اور تنکے باہر نکال دیتے۔ (مدارج النبوت)

ایک روایت میں ہے کہ طائف سے واپسی پر آپ ﷺ ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ کے باغ میں گئے انھوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں ایک انگور کا گچھا پلیٹ میں رکھ کر پیش کیا جسے حضور ﷺ نے تناول فرمالیا۔ (مدارج النبوت۔ سیرت ابن ہشام)

۲۵۔ پیلو

پیلو ایک مشہور درخت کا پھل ہے آپ ﷺ نے اسے بھی پسند فرمایا ہے۔ کالے رنگ کے پیلو اچھے ہوتے ہیں۔ حکماء کے نزدیک اس کا مزاج گرم خشک ہے ورم کو تحلیل کرتا ہے۔ بلغم کو چھاتی سے نکالتا ہے۔ ریاح کو خارج کرتا ہے اس کا پھل پیشاب کھول کر لاتا ہے۔ طبیعت میں فرحت پیدا کرتا ہے اس کی جڑ کی مسواک دانتوں کو مضبوط کرتی ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ فَاِنَّهُ اَطْيَبُ فَقِيْلَ اَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا رَعَاهَا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ہم مرالظہر ان کے مقام پر تھے۔ پیلو چن رہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کالے کالے چنو کیونکہ وہ زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ عرض

Marfat.com

کی گئی کہ آپ ﷺ نے بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا ہاں اور کوئی نبی نہیں ہوا مگر اس نے بکریاں چرائی ہیں۔ (بخاری شریف)

۲۶۔ چقندر

چقندر ایک سبزی ہے جو شلجم کی مانند ہے اور زمین میں ہوتی ہے۔ ذائقے کے لحاظ سے شیریں ہوتی ہے اور مزاج کے لحاظ سے گرم تر ہے۔ ورم اور ریاح کو تحلیل کرنے میں بڑا بے نظیر ہے۔ گوشت کے ہمراہ پکانے سے بڑا لذیذ بنتا ہے۔ اور ہمارے ہاں سلاد میں چقندر استعمال ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے چقندر بھی استعمال فرمایا ہے۔ بلکہ اسے جو کے ساتھ ملا کر تناول فرمایا۔ اس لئے چقندر کھانا بھی نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔

عَنْ اُمِّ الْمُنْذِرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَلَنَا دَوَالٍ مُعَلَّقَةٌ .قَالَتْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ وَعَلِيٌّ مَعَهُ يَاْكُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَهْ يَا عَلِيُّ فَاِنَّكَ نَاقِهٌ قَالَتْ فَجَلَسَ عَلِيٌّ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ قَالَتْ فَجَعَلْتُ لَهُمْ سِلْقًا وَّشَعِيْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ مِنْ هٰذَا فَاَصِبْ فَاِنَّهٗ اَوْفَقُ لَكَ.

حضرت اُم منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرے ہاں تشریف لائے۔ ہمارے ہاں کھجور کے کچھ خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے کھجوریں کھانی شروع کر دیں۔ جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی کھانے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ! تو نہ کھا کیونکہ تو ابھی کمزور ہے۔ (یعنی آپ کا معدہ ابھی اسے قبول نہیں کرتا) (حضرت ام منذر کا بیان ہے) کہ پھر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور حضور ﷺ کھاتے رہے اور (راویہ کہتی ہیں) کہ پھر میں نے ان کے لئے چقندر اور جو کو ملایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ! اس سے کھائیں کیونکہ تمھارے لئے بہت موافق ہے۔

Marfat.com

۲۷۔ کھنبی

یہ خود بخود اگنے والی نباتات میں سے ہے۔ برسات کے موسم میں باغوں اور نہروں کے کنارے کے ساتھ خود بخود اُگ آتی ہے۔ یہ مزاج کے لحاظ سے سرد تر ہے۔ اس کا سالن بڑا لذیذ ہوتا ہے۔ یہ تین قسم کی ہوتی ہے۔ سفید سرخ اور سیاہ، صرف سفید کھنبی کھانے کے کام آتی ہے۔ باقی دو کے اثرات زہریلے ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اس کی تعریف کی ہے:۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمَاةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآءُ هَاشِفَاءٌ لِّلْعَيْنِ . هٰذَا مِنَ الْمَنِّ الَّذِيْ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامِ.

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کھنبی مَن سے ہے اور اس کے پانی میں آنکھوں کے لئے شفا ہے۔ اس مَنّ سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ (مسلم شریف)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کھنبی تمھارے فائدے کے لئے ہے۔ یہ مَنّ میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفا ہے (ابونعیم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ نے ایک روز حضور کو مخاطب کر کے کہا۔

یہ کھنبی زمین کا جوش ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ کھنبی مَن میں سے ہے۔ اور اس کا پانی آنکھوں کی بیماریوں کے لئے شفا ہے جبکہ عجوہ کھجور جنت سے ہے اور زہروں کا تریاق ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نے اس کے بعد پانچ یا سات کھنبیاں لیں اور ان کا پانی نچوڑ کر ایک شیشی میں ڈال لیا۔ پھر میں نے یہ پانی اپنی ایک لونڈی کی آنکھوں میں ڈالا جس کی آنکھیں خراب تھیں وہ اس پانی سے شفایاب ہوگئیں۔ (جامع ترمذی)

۲۸۔ میتھی

یہ ترکاری کے طور پر عام استعمال ہوتی ہے۔ یہ گرم ہوتی ہے اس لئے سرد ملکوں میں اسے ترکاری کے طور پر استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اسے خشک کر کے بھی رکھ لیا جاتا ہے اور ضرورت کے مطابق

Marfat.com

دوسرے سالنوں میں ڈال لیا جاتا ہے۔ یہ کھانسی کے لئے بہت مفید ہے اس کے استعمال جسم میں سے ریاح خارج ہوتی ہے۔ اس کے فوائد کے پیش نظر حضور اکرم ﷺ نے اس کے استعمال کی بھی اجازت دی ہے۔

قاسم بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میتھی سے شفا حاصل کرو۔

(طب نبوی)

ایک ضعیف حدیث میں یہ روایت بھی ہے کہ حضور ﷺ کا قول ہے میری امت اگر میتھی کے فوائد کو سمجھ لے تو اسے سونے کے ہم وزن خرید نے سے بھی دریغ نہ کریں۔

پینے کی سنتیں

پانی یا کوئی اور چیز پینے کا سنت اور اسلامی طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے بیٹھ جائیں۔ پھر پینے والی چیز کے گلاس یا برتن کو دائیں ہاتھ میں پکڑیں۔ پھر اسے منہ کے قریب لا کر بسم اللہ شریف پڑھیں۔ پھر برتن کو منہ لگا کر چسکی سے پینا شروع کر دیں۔ پینے کے دوران تین مرتبہ برتن کو اپنے منہ سے ہٹا کر سانس لیں اور پینے کے اختتام پر اللہ کا شکر ادا کریں۔ اور ہم الحمدللہ کہیں۔ حضور ﷺ اسی طریقے سے پیتے تھے لہٰذا ہمیں بھی پانی پیتے وقت حضور ﷺ کے اسی سنت طریقہ سے پینا چاہئے کیونکہ اس کا بے حد ثواب ہے۔ پینے کے متعلق احادیث کے مطابق آداب حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ دائیں ہاتھ سے پینے کا حکم

شریعت نے کھانے پینے کے لئے دایاں ہاتھ مقرر فرمایا ہے اس لئے ہمیشہ دائیں ہاتھ سے برتن کو پکڑ کر پینا چاہئے۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر بایاں ہاتھ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی کھانا کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے۔ اور جب پانی پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے۔ کیونکہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طریقہ ہے۔ (مسلم شریف)

Marfat.com

عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْعَلُ يَمِيْنَهٗ يَطْعَامِهٖ وَشَوَابِهٖ وَثِيَابِهٖ وَيَجْعَلُ يَسَارَهٗ لِمَا سِوٰى ذٰلِكَ .

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم داہنا ہاتھ مبارک کھانے پینے اورلباس کے لئے استعمال فرماتے اور دیگرامور کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کرتے۔(ابوداؤدشریف)

ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ دائیں ہاتھ سے کھائے اور دائیں ہاتھ سے پیئے اور دائیں ہاتھ سے دے اور دائیں ہاتھ ہی سے لے۔کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔بائیں ہاتھ سے لیتا ہےاور بائیں ہاتھ سے دیتا ہے۔(سنن ابن ماجہ)

۲۔بیٹھ کر پینا

پانی بیٹھ کر پینا چاہئے۔اسلام کے ابتدائی ایام میں لوگ چلتے پھرتے کھالیا کرتے تھےاور کھڑے ہوکر پی بھی لیا کرتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کرکھانے پینے کی تلقین فرمائی اور صحابہ کوکھڑے ہوکر پانی یا کوئی اور مشروب پینے سے منع فرمایا کیونکہ بیٹھ کر پانی پینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے لہٰذا مجبوری کی حالت کے علاوہ پانی بیٹھ کرہی پینا چاہئے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا قَالَ قَتَادَةُ: فَقُلْنَا لِاَنَسٍ: فَالْاَكْلُ :ذٰلِكَ اَشَرُّ اَوْاَخْبَثُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پینے سے منع فرمایا۔حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کھانے سے بھی (منع فرمایا ہے؟)انھوں نے فرمایا یہ بدترین یازیادہ خبیث کام ہے۔(مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک یہ تھی کہ آپ پانی یا کوئی اور پینے والی چیز بیٹھ کرہی نوش فرمایا کرتے تھے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِيْءْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔تم میں سے کوئی شخص کھڑے

Marfat.com

ہو کر نہ پیئے اور جو بھول کر پی لے وہ قے کر لے۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں مروی ہے کہ انھوں نے دیکھا کہ ایک شخص کھڑے ہو کر پانی پی رہا ہے تو انھوں نے کہا کہ اس پانی کو قے کر دے۔ اس شخص نے کہا کس لئے میں قے کروں؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمھیں اچھا معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے ساتھ بلی پانی پیئے؟ اس نے کہا اچھا نہیں۔ تو فرمایا بلاشبہ جس نے تیرے ساتھ پانی پیا ہے وہ بلی سے بھی بدتر ہے یعنی شیطان۔
(مدارج النبوت)

۳۔ پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

اسلام نے ہمیں سب سے پہلا درس یہی دیا ہے کہ جو کام بھی کریں اس کے شروع میں اللہ کا نام لیں کیونکہ جو چیز اللہ کے نام سے شروع کی جائے گی اللہ کی رضا اس میں شامل حال ہو جاتی ہے۔ اس لئے جب بھی پانی یا کوئی اور مشروب پیئیں تو گھونٹ بھرنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھیں اور فراغت پر الحمدللہ کہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَشْرَبُوْا وَاحِداً کَشُرْبِ الْبَعِیْرِ وَلٰکِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰی وَثُلَاثَ وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمَدُوْا اِذَا اَنْتُمْ رَفَعْتُمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اونٹ کی طرح ایک سانس میں نہ پیو بلکہ دو یا تین سانسوں میں پیو۔ نیز پیتے وقت ''بسم اللہ'' پڑھو۔ اور فراغت پر ''الحمدللہ'' کہو۔ (ترمذی شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب پانی پینے لگتے تو بسم اللہ کہتے۔ پھر پانی کو کم از کم دو یا تین وقفوں میں پیتے اور آخر میں الحمدللہ کہتے اور ہر وقفے پر بسم اللہ سے شروع کرتے اور الحمدللہ پر ختم کرتے۔ اس طرح دو یا تین مرتبہ بسم اللہ پڑھتے۔

۴۔ پیتے وقت تین بار سانس لینا

پیتے وقت تین بار سانس لینا چاہئے یعنی پانی تین سانس میں ٹھہر ٹھہر کر پینا چاہئے اس سے پانی

Marfat.com

ضرورت کے مطابق پیا جاتا ہے اور پیٹ پر یکدم بوجھ نہیں پڑتا۔ طبی نقطۂ نظر سے یکدم پیٹ میں پانی ڈال لینا بسا اوقات نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ جب سانس لیں تو گلاس یا برتن کو منہ سے ہٹا کر ایک طرف کر لیں تا کہ گندی سانس پانی کو نہ لگے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلٰثًا اِنَّهٗ اَرْوٰى وَاَبْرَءُ وَاَمْرَءُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیتے ہوئے تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے۔ یہ زیادہ صبر کرنے والا، زیادہ صحت بخش اور زود ہضم ہے۔ (مسلم شریف)

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانی چوس چوس کر پیؤ اور غٹ غٹ کر کے نہ پیؤ۔ اس لئے معلوم ہوا کہ پانی والی ٹونٹی کو منہ کے اندر نہ لیں جیسا کہ لوگ کر لیتے ہیں کیونکہ چسکی ہونٹوں اور لبوں سے ہوتی ہے اور چوس کر پینے سے پانی کا طبی فائدہ بہتر طریقے سے حاصل ہوتا ہے۔

۵۔ پھونک مارنے کی ممانعت

پینے کی چیز میں پھونک نہیں مارنی چاہئے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے اور پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پھونک مارنے سے اندر کی گندی سانس کے جراثیم پینے والی چیز میں مل جائیں گے۔ کیونکہ جو سانس اندر سے باہر آتی ہے وہ جسم کی گندی کثافتوں کو لے کر باہر آتی ہے۔ پھونک مارنے سے وہی کثافت پانی یا پینے والی چیز میں شامل ہو کر دوبارہ اندر چلی جائے گی جو صحت کے لئے نقصان دہ ہوگا اس کے پھونک مارنے سے منہ کی تھوک وغیرہ بھی گرنے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے پینے کی چیز میں پھونک مارنا منع ہے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ. فَقَالَ رَجُلٌ اَلْقَذَاةُ اَرَاهَا فِي الْاِنَاءِ. فَقَالَ اَهْرِقْهَا. قَالَ اِنِّيْ لَا اَرْوٰى مِنْ نَّفَسٍ وَّاحِدٍ قَالَ فَاَبِنِ الْقَدَحَ اِذًا عَنْ فِيْكَ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر برتن میں تنکا وغیرہ دکھائی دے۔ فرمایا اسے بہا دو۔ اس نے عرض کیا۔ میں ایک سانس سے سیراب نہیں ہوتا۔ فرمایا پھر پیالہ منہ سے دور کر لیا

Marfat.com

کرو۔(ریاض الصالحین بحوالہ ترمذی)

۶۔مشکیزے سے منہ لگانے کی ممانعت

پانی پینے کے لئے مشکیزے یا بڑے برتن یعنی گھڑا ڈول یا جگ وغیرہ کو منہ سے لگا لینا خلاف ادب ہے کیونکہ ایسا کرنے سے تمام کو منہ لگ جائے گا اس کے علاوہ ایسا کرنے سے یہ بات معلوم نہیں رہے گی کہ پانی کتنا پیا ہے اور یہ پتہ بھی نہیں چل سکتا کہ مشکیزہ یا گھڑے میں کوئی نقصان دہ چیز تو نہیں۔ان وجوہات کی بنا پر حضور ﷺ نے مشکیزہ کو منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

۱۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِی السِّقَآءِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کے دہانے سے منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا ہے(مسلم شریف)

۲۔عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اِخْتِنَاثِ الْاَسْقِیَۃِ وَزَادَفِیْ رِوَایَۃٍ وَّ اخْتِنَاثُھَا اَنْ یُّقْلَبَ رَاْسُھَا ثُمَّ یُشْرَبُ مِنْہُ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ مشکیزے کے منہ سے پانی پیا جائے۔ایک روایت میں یہ بھی ہے۔اس کا الٹانا یہ ہے کہ اس کے دہانے کو نیچے کر دیا جائے اور اس سے پیا جائے۔(بخاری شریف)

۷۔آب زمزم کھڑے ہو کر پینا

آبِ زمزم کھڑے ہو کر پینا چاہئے کیونکہ اس کا کھڑے ہو کر پینا سنت ہے البتہ اگر کہیں بیٹھ کر پینا پڑ جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔مکہ میں مسجد حرام کے وسیع احاطہ میں آبِ زمزم کولروں میں پڑا ہوا مل جاتا ہے اور جہاں آدمی بیٹھا ہوتا ہے وہاں کولر سے ڈال کر بیٹھ کر پی لیا جائے تو اس میں کوئی خلاف ادب بات نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّآءِ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَھُوَ قَآئِمٌ.

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آبِ زمزم کا ایک ڈول پیش کیا گیا تو آپ نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔ (مسلم شریف)

۸۔ سونے چاندی کے برتن میں پینے کی ممانعت

سونے چاندی کے برتن قیمتی ہوتے ہیں اس لئے انھیں پینے میں استعمال کرنے سے امارت ظاہر ہوگی جو غرور اور فخر کا باعث بنے گی اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع فرمایا تا کہ کسی غریب کے دل میں احساس کمتری پیدا نہ ہو۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِیْ یَشْرَبُ فِیْ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص سونے کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ ڈالتا ہے۔ (بخاری شریف)

۹۔ مجلس میں مشروب تقسیم کرنے کا طریقہ

وہ محفل جہاں ایک سے زائد انسان ہوں تو ان میں مشروب تقسیم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں طرف سے تقسیم کرنا شروع کریں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہی تعلیم دی کہ دائیں طرف سے شروع کریں۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ یَّمِیْنِهٖ غُلَامٌ وَّعَنْ یَّسَارِهٖ اَشْیَاخٌ فَقَالَ لِلْغُلَامِ . اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اُعْطِیَ هٰٓؤُلَاءِ ؛ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللّٰہِ لَا اُوْثِرُ بِنَصِیْبِیْ مِنْكَ اَحَدًا فَتَلَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ یَدِهٖ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی پیش کیا گیا۔ آپ نے نوش فرمایا۔ آپ کی داہنی جانب ایک لڑکا اور بائیں جانب عمر رسیدہ لوگ تھے آپ نے لڑکے سے پوچھا کیا تم اجازت دیتے ہو کہ (پہلے) ان کو دوں۔ لڑکے نے عرض کیا نہیں۔ اللہ کی قسم! میں آپ کی جانب سے ملنے والے اپنے حصہ پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ چنانچہ آپ نے برتن اسے

Marfat.com

ہاتھ میں رکھ دیا۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۔ پینے کے بعد کی دُعا

پینے کے بعد یہ دعا مانگنا مسنون ہے لہٰذا پانی پینے کے بعد ہر ایک کو یہ دعا پڑھنے چاہئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.

اس خدا کا شکر ہے جس کے کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔

۱۱۔ برتن کے اندر سانس نہ لیں

پینے کے آداب میں سے ایک ادب اور سنت یہ بھی ہے کہ پانی پیتے وقت برتن کے اندر سانس نہ لیں کیونکہ حضور ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ پانی پیتے وقت سانس برتن کے باہر لیتے بلکہ برتن کو اپنے منہ مبارک کے آگے سے ہٹا کر ذرا ایک طرف کر لیتے کیونکہ جو سانس ہم اندر سے نکالتے ہیں وہ گندہ ہوتا ہے اور اس میں جراثیم ہوتے ہیں اس لئے اگر برتن میں سانس لیں گے تو وہ پینے والی چیز میں شامل ہو جائیں گے اس لئے حضورؐ نے پانی پیتے وقت برتن کے اندر سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَنَفَّسَ فِى الْاِنَآءِ اَوْيُنْفَخَ فِيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے اور اس میں پھونکیں مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابوداؤد۔ سنن ابن ماجہ)

ایک حدیث میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے۔ اور جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنی شرمگاہ کو دایاں ہاتھ نہ لگائے اور اگر لگانا پڑے تو دایاں ہاتھ نہ لگایا جائے۔ (بخاری شریف)

۱۲۔ پیالے میں پینا سنت ہے

حضور ﷺ پانی پینے کے لئے پیالہ استعمال کیا کرتے تھے اس لئے پیالے میں پانی پینا سنت ہے۔ آپؐ کے دور میں کھانے پینے میں پیالے کثرت سے استعمال کئے جاتے تھے۔ حضور ﷺ کا پیالہ موٹی

Marfat.com

لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد یہ پیالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ حضرت عبدالسلام رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں آپ کو اس پیالے میں پانی نہ پلاؤں جس میں حضور ﷺ پیا کرتے تھے۔

عَنْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ قَالَ رَأَيْتُ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَدِ انْصَدَعَ فَسَلْسَلَهُ بِفِضَّةٍ قَالَ وَهُوَ قَدَحٌ جَيِّدٌ عَرِيضٌ مِنْ نُضَارٍ قَالَ قَالَ اَنَسٌ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْقَدَحِ اَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا. قَالَ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ اَنَّهُ كَانَ فِيْهِ حَلْقَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ فَاَرَادَ اَنَسٌ اَنْ يَّجْعَلَ مَكَانَهَا حَلْقَةً مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ فَقَالَ لَهُ اَبُوْ طَلْحَةَ لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَكَهُ.

حضرت عاصم احوال کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کا مبارک پیالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس دیکھا جو پھٹ گیا تھا اور چاندی کی تاروں سے گانٹھا ہوا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ وہ پیالہ بہت عمدہ، عریض اور بہترین لکڑی کا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس پیالے میں بے شمار مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو پلایا۔ ان کا بیان ہے کہ ابن سیرین نے کہا کہ اس کے گرد لوہے کا ایک حلقہ تھا۔ پس حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہوا کہ اس کے گرد سونے یا چاندی کا حلقہ لگوائیں تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے بنایا ہے اس کو تبدیل کرنے کی ذرا بھی کوشش نہ کرو۔ چنانچہ انھوں نے ارادہ ترک کر دیا۔ (بخاری شریف)

حضور ﷺ کے پیالے کے بارے میں ایک اور حدیث یہ ہے:۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِّنَ الْعَرَبِ فَاَمَرَ اَبَا اُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ اَنْ يُّرْسِلَ اِلَيْهَا فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَقَدِمَتْ فَنَزَلَتْ فِيْ اُجُمِ بَنِيْ سَاعِدَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ حَتّٰى جَآءَهَا فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَاِذَا امْرَأَةٌ مُّنَكِّسَةٌ رَاْسَهَا فَلَمَّا كَلَّمَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ. فَقَالَ قَدْ اَعَذْتُكِ مِنِّيْ فَقَالُوْا لَهَا اَتَدْرِيْنَ مَنْ هٰذَا قَالَتْ لَا. قَالُوْا هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ لِيَخْطُبَكِ. قَالَتْ كُنْتُ اَنَا اَشْقٰى مِنْ ذٰلِكَ فَاَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى جَلَسَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ هُوَ وَاَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ

Marfat.com

اُسْقِنَا یَا سَہْلُ. فَخَرَجْتُ لَھُمْ بِھٰذَا الْقَدَحِ فَاَسْقَیْتُھُمْ فِیْہِ. فَاَخْرَجَ لَنَا سَہْلٌ ذٰلِکَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْہُ. قَالَ ثُمَّ اسْتَوْھَبَہٗ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بَعْدَ ذٰلِکَ فَوَھَبَہٗ لَہٗ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک عربی عورت کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے حضرت ابواسید ساعدی کو حکم دیا کہ اسے بلا بھیجو۔ پس انھوں نے اس کی طرف پیغام بھیج دیا تو وہ آئی اور بنی ساعدہ کے ایک گھر میں آ ٹھہری۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے اور اس کے پاس جا پہنچے۔ دیکھا تو وہ عورت سر جھکائے بیٹھی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ سلسلہ کلام شروع کیا تو اس نے کہا میں آپ سے اللہ کی پناہ پکڑتی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری جانب سے تم پناہ میں ہو۔ لوگوں نے اس عورت سے کہا کیا تو جانتی ہے کہ یہ کون ہیں عورت نے نفی میں جواب دیا تو لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو تجھے نکاح کا پیغام دینے آئے تھے۔ عورت کہنے لگی کہ پھر تو میں بڑی بد بخت ہوں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ اپنے ساتھیوں سمیت سقیفہ بنی ساعدہ میں جلوہ افروز جا ہوئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سہل ہمیں پانی تو پلاؤ۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان کے لئے یہ پیالہ لایا اور میں نے اس میں انہیں پانی پلایا۔ پھر حضرت سہل رضی اللہ عنہ وہی پیالہ ہمارے لئے بھی نکال کر لائے اور ہم نے بھی اس میں پانی پیا۔ روای کا بیان ہے کہ بعد میں وہ پیالہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو دے دیا گیا۔ (بخاری شریف)

۱۳۔ گلاس میں پینا بھی سنت ہے

پیالے کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پینے کے لئے گلاس بھی استعمال کیا ہے اس لئے گلاس کا استعمال بھی سنت ہے مطابق ہے۔ اس زمانے میں گلاس کم ہوتے تھے جبکہ آج کل گلاس کا استعمال عام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکندریہ کے بادشاہ نے ایک شیشے کا گلاس تحفے میں بھیجا تھا جس میں حضورؐ مشروب پیا کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدَحٌ قَوَارِیْرَیَشْرِبُ فِیْہِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شیشے کا گلاس تھا جس میں آپؐ پانی پیا کرتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ)

Marfat.com

مسنون مشروبات

مشروب ضروریاتِ زندگی سے ہے کیونکہ صحت اورزندگی کی بقا کا خاصا دخل مشروب سے ہے۔خوراک کے ساتھ پانی بھی لازمی جزو ہے جس کے بغیر زندہ رہنا ممکن نہیں۔حضور ﷺ نے جو مشروب اپنی حیات میں استعمال کیے ان میں سادہ پانی سرفہرست ہے۔اس کے علاوہ دودھ،شربت لسی اور نبیذ بھی استعمال فرمائی ہے۔اس لئے حضور ﷺ کی اتباع میں ان چیزوں کا استعمال سنت نبوی ﷺ پر عمل کرنا ہے۔پھران اشیاء کوحضور ﷺ کے طریقے سے پینے سے ضرورت بھی پوری ہوجاتی ہے اورسنت کاثواب بھی مل جاتا ہے۔احادیث کے مطابق ان اشیاء کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ا۔پانی

حضور نبی کریم ﷺ عام طور پر سادہ پانی پسند فرماتے۔اگرکبھی ٹھنڈا پانی میسر آتا تو اسے بڑے شوق سے پیتے۔مدینہ شریف میں ایک کنواں سقیا تھا آپؐ وہاں سے پانی منگوا کرکبھی کبھار پی لیا کرتے تھے۔ اس کنوئیں کا پانی ٹھنڈا اورشیریں ہوتا ہے۔

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَعْذَبُ لَهُ الْمَآءُ مِنَ السُّقْيَا قِيْلَ هِيَ عَيْنٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمَدِيْنَةِ يَوْمَان. (سنن ابوداؤد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے لئے شیریں پانی سقیا سے منگوایا جاتا۔کہا گیا کہ وہ ایک چشمہ ہے جومدینہ منورہ سے دودن کی مسافت پر ہے۔

اس حدیث سے ایک مسئلے کی وضاحت ہوتی ہے کہ ٹھنڈا پانی پینا فقراورزُہد کے خلاف نہیں بلکہ اچھی نعمت ملنے پر اللہ کا شکرادا کرنا ہے۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ایک انصاری خادم تھا جوآپ ﷺ کے پینے کیلئے پانی کو پرانے مشکیزے میں بھر کرکھجور کی شاخ سے لٹکا چھوڑتا۔جب ٹھنڈا ہوجاتا تو پھرحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتا۔

عَنْ كَبْشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنْ فِيْ قِرْبَةٍ

Marfat.com

مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا فَقُمْتُ اِلٰی فِیْهَا فَقَطَعْتُهٗ.

حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور لٹکے ہوئے مشکیزے سے کھڑے ہو کر پانی نوش فرمایا۔ پس میں کھڑی ہوئی اور اس کے منہ کو کاٹ کر رکھ لیا۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لٹکے ہوئے مشکیزے سے پانی پیا یہ ایک اتفاق تھا ورنہ حضور خود بیٹھ کر ہی پانی پیتے تھے اور بیٹھ کر ہی پینے کی تاکید فرمائی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ صحابیہؓ نے اس مشک کے منہ کا کنارہ کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا۔ تو یہ تبرکاً تھا اور حصول برکت کی خاطر اس سے یہ بات بالکل نہ سمجھیں کہ کھڑے ہو کر پانی پینا درست ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ یَّمِیْنِهٖ غُلَامٌ اَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْاَشْیَاخُ عَنْ یَّسَارِهٖ فَقَالَ یَا غُلَامُ اَتَاْذَنُ اَنْ اُعْطِیَهُ الْاَشْیَاخَ فَقَالَ مَا کُنْتُ لِاُوْثِرَ بِفَضْلٍ مِّنْكَ اَحَدًا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَاهُ اِیَّاهُ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے نوش فرمایا اور آپ کے دائیں جانب تمام لوگوں سے چھوٹا ایک لڑکا تھا اور بائیں جانب عمر رسیدہ حضرات۔ فرمایا کہ اے لڑکے! کیا تم اجازت دیتے ہو کہ یہ عمر رسیدہ حضرات کو دے دوں؟ وہ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس خوردہ کے سلسلے میں اپنے اوپر میں کسی کو ترجیح نہیں دوں گا پس آپؐ نے اسی کو عطا فرما دیا۔ (بخاری شریف)

محدثین کا کہنا ہے کہ اس پیالے میں دودھ یا پانی تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرام میں تشریف فرما ہوتے تو پہلے انھیں پلاتے۔ بعض اوقات صحابہؓ عرض کرتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے پی لیتے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ قوم کو پلانے والے کا حق یہ ہے کہ وہ خود آخر میں پیئے۔ (الوفا)

۲۔ آبِ زمزم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آبِ زمزم بڑے شوق سے نوش فرمایا کرتے تھے۔ آبِ زمزم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے

Marfat.com

ہو کر پیا اس لئے آبِ زمزم کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّآءِ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَھُوَ قَآئِمٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آبِ زمزم کا ایک ڈول پیش کیا گیا تو آپ نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا (مسلم شریف)

شمائل ترمذی میں یوں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آبِ زمزم پیا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے۔ بہر کیف آبِ زمزم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیا ہے۔ زمزم اس کنوئیں کا نام ہے جو کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیاں رگڑنے کے مقام پر معجزانہ طور پر ظہور پذیر ہوا تھا۔ یہ کنواں حرم شریف کے اندر ہے۔

۳۔ دُودھ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو بہت پسند فرمایا ہے۔ جب میسر آیا نوش فرمایا۔ آپ نے زندگی میں جو خوراک استعمال فرمائی۔ اس میں مناسب مقدار میں دودھ شامل ہے۔ اس لئے دودھ کا استعمال سنت بھی ہے اور ضرورت بھی ہے۔ دودھ ایک لطیف اور زود ہضم غذا ہے۔ طبیب حضرات اسے ایک کامل غذا کہتے ہیں کیونکہ اس میں خوراک کے تمام اجزاء شامل ہیں۔ مختلف حیوانات کے دودھ کی خاصیت مختلف ہوتی ہے۔ مگر غذا کے طور پر زیادہ تر بھینس اور گائے کا دودھ استعمال ہوتا ہے۔ بکری کا دودھ طبی فوائد کے لحاظ سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ سَقَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَدْحِیْ ھٰذَا الشَّرَابَ کُلَّہُ الْعَسَلَ وَالنَّبِیْذَ وَالْمَاءَ وَاللَّبَنَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے اس پیالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پینے کی تمام چیزیں پلائی ہیں یعنی شہد، نبیذ، پانی اور دودھ۔ (مسلم شریف)

ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا پھر کلی کر کے کہا اس میں چکنائی ہوتی ہے۔ (بخاری شریف)

عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ شَکَّ النَّاسُ فِیْ صِیَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ

Marfat.com

عَرَفَةَ فَاَرْسَلْتُ اِلَیْهِ بِاِنَآءٍ فِیْهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ.

حضرت ام الفضلؓ سے روایت ہے کہ عرفہ کے دن لوگوں کو حضور ﷺ کے متعلق خیال آیا کہ آپ روزے سے ہیں۔ پس میں نے ایک برتن کے اندر آپ ؐ کی خدمت میں دودھ بھیجا تو آپ ؐ نے نوش فرمالیا۔(بخاری شریف)

ایک اور حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ انصار سے ابوحمید نامی ایک شخص نقیع سے آیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک برتن کے اندر دودھ لاکر پیش خدمت کیا۔ حضور ﷺ نے اس سے کہا کہ اسے ڈھانپا کیوں نہیں۔ خواہ ایک لکڑی کا ٹکڑا اوپر رکھ لیتے۔(بخاری شریف)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ طَعَامًا فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْہِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْہُ وَاِذَا سُقِیَ لَبَنًا فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ فَاِنَّہٗ لَیْسَ شَیْءٌ یُجْزِیْءُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اِلَّا اللَّبَنُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو کہے۔ ''اے اللہ! ہمیں اس میں برکت دے اور اس سے ہمیں بہتر کھلانا۔'' جب دودھ پیئے تو کہے۔ ''اے اللہ ہمیں اس میں برکت دے اور اس سے زیادہ دینا۔'' کیونکہ جو چیز کھانے اور پینے دونوں کی جگہ کفایت کرے اسی دودھ کے سوا کوئی نہیں۔ (جامع ترمذی، ابوداؤد)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا خدا کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ مجھ میں بھوک برداشت کرنے کی بڑی صلاحیت تھی۔ میں بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن سرراہ بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے۔ میں نے ان سے کلام اللہ شریف کی آیہ مبارکہ پوچھی۔ میں نے ان کو اس لئے مخاطب کیا تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے مگر وہ نہ لے گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزرے۔ میں نے ان سے بھی آیت مبارکہ پوچھی۔ یہ بھی اس لئے کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لیں جائیں گے مگر انھوں نے بھی ساتھ نہ لیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور مجھے دیکھا تو تبسم فرمایا۔ آپ ﷺ میرے دل اور چہرے کی کیفیت جان گئے اور فرمایا میرے ساتھ چلو۔ میں ساتھ ہولیا۔ یہاں تک کہ اپنے خانہ اقدس تشریف لے گئے۔ میں بھی اجازت لے کر اندر چلا گیا۔ وہاں دیکھا کہ ایک پیالہ دودھ کا رکھا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ دودھ کہاں سے آیا؟ گھر والوں نے

Marfat.com

عرض کیا کہ فلاں صحابی نے خدمت عالیہ میں ہدیۃً بھیجا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ ﷺ! فرمایا اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔اصحاب صُفّہ اہل اسلام کے مہمان تھے۔ جب کوئی صدقہ خدمت عالیہ میں پیش کیا جاتا تو تمام اصحاب صفہ کو عنایت فرمادیتے۔اگر ہدیہ ہوتا تو خود بھی تناول فرماتے۔اور اصحاب صفہ کو بھی عنایت فرماتے۔غرض یہ کہ میں بلانے کے لئے چل دیا۔میں دل میں خیال کرتا تھا ہے کہ اتنے تھوڑے سے دودھ سے اتنے زیادہ آدمیوں کا کیا بنے گا؟ اگر مجھے پیاس بجھانے کو مل جاتا تو ٹھیک تھا۔اب جب کہ اصحاب صفہ تشریف لائیں گے تو مجھے حکم ہوگا کہ ان کو پلاؤ۔ بہرحال تعمیل ارشاد گرامی کرتے ہوئے میں اصحاب صفہ کو لے گیا۔سب آکر بیٹھ گئے۔تو مجھے ارشاد ہوا۔ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ ﷺ! فرمایا کہ یہ دودھ اٹھاؤ اور اصحاب صفہ کو پلاؤ۔میں نے پیالہ لیا اور باری باری ہر آدمی کو پیالہ دیتا رہا جب وہ دودھ سے اچھی طرح سیر ہوجاتا تو پیالہ مجھے واپس لوٹا دیتا۔یہاں تک کہ تمام اصحاب صفہ سیر ہوگئے۔اور میں سید عالم ﷺ تک پہنچا۔آپ ﷺ نے وہ پیالہ مجھ سے لے کر اپنے دست مبارک پر رکھا اور تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھ کر فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ ﷺ! فرمانے لگے، اے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ! اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔میں نے عرض کیا۔آپ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔یارسول اللہ ﷺ! پھر مجھے ارشاد ہوا کہ بیٹھ جاؤ اور دودھ پیو۔میں نے دودھ پیا (پیالہ واپس کرنے لگا تو) فرمایا اور پیو میں نے اور پیا۔ آپ ﷺ مجھے فرماتے رہے کہ اور پیو اور میں پیتا رہا۔بالآخر میں نے عرض کیا کہ اب نہیں پی سکتا۔مجھے اس خدا کی قسم کہ جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا ہے۔اب کوئی گنجائش نہیں۔یہ کہہ کر وہ پیالہ اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنے کے بعد دودھ نوش فرمالیا۔(بخاری شریف)

۴۔ ستّو

خام جو کہ بھون کر جو آٹا بنالیا جاتا ہے اسے ستو کہا جاتا ہے۔ستو چینی یا شکر یا شہد کے شربت میں ملا کر استعمال کئے جاتے ہیں۔یہ کثیر الغذا ہے یعنی اس میں غذا کا کافی حصہ موجود ہے۔موسم گرما میں ستو کا شربت پینے سے پیاس کو تسکین ملتی ہے۔طبی طور پر اس میں وٹامن سی کثرت سے ہوتا ہے۔یہ زود ہضم اور مقوی ہوتے ہیں۔حضور ﷺ نے ستو کو استعمال فرمایا ہے اس لئے سنت سمجھ کر ستو کو استعمال میں لانا ثواب ہے۔

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (سے شادی) پر کھجوروں اور ستو سے ولیمہ کیا۔ (شمائل ترمذی)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَوْ لَمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی صَفِیَّةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا بِتَمْرٍ وَّسَوِیْقٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ انھوں نے ایک پیالہ دکھایا اور فرمایا کہ اس پیالے میں میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ، شہد، ستو، نبیذ اور ٹھنڈا پانی پلایا کرتا تھا۔ (الوفا)

۵۔ لسّی

لسی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرغوب تھی لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی لسی بھی نوش فرمایا کرتے تھے۔ دودھ کی لسی گرمیوں میں حدت دور کرنے کیلئے بہت مفید ہوتی ہے۔ شدید دھوپ میں پیاس کے وقت لسی پینے سے بہت راحت اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔ دودھ کی لسی ایک عام چیز ہے لہٰذا دستیاب ہونے پر کبھی کبھار لسی پی لینے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت پر عمل کر لینا بہت بہتر ہے۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَمَعَهٗ صَاحِبٌ لَّهٗ فَسَلَّمَ فَرَدَّ الرَّجُلُ وَهُوَ یُحَوِّلُ الْمَآءَ فِیْ حَآئِطٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَآءٌ بَاتَ فِیْ شَنَّةٍ وَّاِلَّا كَرَعْنَا فَقَالَ عِنْدِیْ مَآءٌ بَاتَ فِیْ شَنٍّ فَانْطَلَقَ اِلَی الْعَرِیْشِ فَسَكَبَ فِیْ قَدَحٍ مَآءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَیْهِ مِنْ دَاجِنٍ فَشَرِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَصَابَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِیْ جَآءَ مَعَهٗ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے پاس پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ساتھی تھے۔ آپؐ نے سلام کیا اور اس نے سلام کا جواب دیا اور وہ باغ کو پانی دے رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمھارے پاس رات کا باسی پانی ہو تو فبہا ورنہ ہم نالی سے منہ لگا کر پی لیں گے۔ عرض گزار ہوا کہ میرے پاس مشکیزے میں رات کا باسی پانی ہے پس وہ جھونپڑے کی طرف گیا۔ پیالے میں پانی ڈالا۔ پھر گھر کی پلی ہوئی بکری کا دودھ اس میں دوہا پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمالیا۔ وہ دوبارہ لایا تو اس آدمی نے پی لیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔

(بخاری شریف)

Marfat.com

ایک اور حدیث میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تم ہجرت کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ وہ واقعہ مجھے سناؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ساری رات چلتے رہے۔ اگلے دن بھی چلتے رہے۔ جب دوپہر کا وقت ہوا اور لوگوں کی آمدورفت ختم ہوئی تو ہم ایک لمبے پتھر کے سایہ میں اُترے۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے جگہ ہموار کیا۔ حتیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور میں نگرانی کرنے لگا۔ تو سامنے ایک چرواہا آتا ہوا دکھائی دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہاں ہاں! میں نے پوچھا کیا دوہے گا؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر اس نے ایک بکری پکڑی اور پیالہ میں دودھ نکالا۔ میرے پاس ایک برتن تھا کہ جس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے اور پانی اور دودھ نوش فرماتے تھے۔ میں نے دودھ اس برتن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ڈال لیا۔ پھر میں بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو ابھی تک آپ محوِ خواب تھے۔ میں نے جگانا مکروہ سمجھا۔ پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بیدار ہوئے تو میں نے ٹھنڈا کرنے کی غرض سے اس دودھ میں تھوڑا سا پانی ملایا۔ اور عرض کیا یا نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اسے نوش فرمالیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا۔ (مسلم شریف)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ حُلِبَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ دَاجِنٌ وَّشِيْبَ لَبَنُهَا بِمَآءٍ مِّنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ فِيْ دَارِ اَنَسٍ فَاَعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَعَلٰى يَسَارِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ وَّ يَمِيْنِهٖ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ عُمَرُ اَعْطِ اَبَا بَكْرٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ الَّذِيْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ الْاَيْمَنُ فَالْاَيْمَنُ فِيْ رِوَايَةِ الْاَيْمَنُوْنَ الْاَيْمَنُوْنَ اَلَا فَيَمِّنُوْا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک گھر میں پالی ہوئی بکری دوہی گئی۔ اور اس میں اس کنوئیں کا پانی ملایا گیا جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیالہ پیش کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا جبکہ آپ کے بائیں جانب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دائیں جانب ایک اعرابی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دیجئے پس آپ نے اعرابی کو عطا فرمادیا جو آپ کے دائیں دستِ اقدس میں تھا۔ پھر فرمایا کہ دائیں والا زیادہ حقدار ہے۔ دوسری روایت میں ہے دائیں جانب والے زیادہ حقدار ہیں لہٰذا ان کا زیادہ خیال رکھو (بخاری شریف)

Marfat.com

۶۔ نبیذ

نبی اکرم ﷺ جو چیزیں پیا کرتے تھے ان میں ایک نقیع اور نبیذ بھی ہے۔ یہ دونوں چیزیں شربت کی طرح ہیں۔ ان میں سے نقیع کو بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ انگور یا کھجور کو پانی میں ڈال کر رکھ دیا جاتا ہے اور اس کو جوش نہیں دیا جاتا۔ اس طرح انگور یا کھجور کی مٹھاس اس پانی میں آجاتی ہے اور ایک عمدہ قسم کا شربت بن جاتا ہے۔ یہ شربت بہت فرحت بخش ہوتا ہے اور جسم کو تسکین پہنچاتا ہے۔ نبیذ بھی اسی طرح بنتا ہے صرف فرق یہ ہے کہ نبیذ بنانے کے لئے انگور اور کھجور کو پانی میں بھگو کر کچھ عرصہ کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے تا کہ اس میں تھوڑی سی شدت پیدا ہو جائے۔ مگر اتنا خمار نہیں اٹھایا جاتا جس سے نشہ پیدا ہو جائے کیونکہ جو نبیذ نشہ پیدا کرنے کی حد تک ہو اس کا پینا حرام ہے۔ اس لئے حضور ﷺ اس نبیذ کو ہرگز نہیں پیتے تھے جس پر تین دن سے زائد کا عرصہ گزر جاتا تھا نبیذ جسم کی طاقت میں اضافہ کرتا ہے اور عام صحت کی حفاظت کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے جو نبیذ استعمال فرمائی اس کے متعلق چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سِقَاءٍ يُوْكَأُ اَعْلَاهُ وَلَهُ عَزْلَاءُ نَنْبِذُهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عِشَاءً وَنَنْبِذُهُ عِشَاءً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لئے مشکیزے میں نبیذ بناتے تو اسے اوپر کی جانب سے باندھ دیتے اور اس کا دہانہ تھا۔ صبح کو نبیذ بھگوتے تو شام کو آپ نوش فرما لیتے اور شام کو بھگوتے تو اسے صبح کو نوش فرما لیتے۔ (مسلم شریف)

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْبَذُ لَهُ اَوَّلَ اللَّيْلِ فَيَشْرَبُهُ اِذَا اَصْبَحَ يَوْمَهُ ذٰلِكَ وَاللَّيْلَةَ الَّتِيْ تَجِيْءُ وَالْغَدَ وَاللَّيْلَةَ الْاُخْرٰى وَالْغَدَ اِلَى الْعَصْرِ فَاِنْ بَقِيَ شَيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمَ اَوْ اَمَرَ بِهٖ فَصُبَّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے رات کی ابتدا میں نبیذ بھگویا جاتا تو اسے اگلے روز صبح کو نوش فرما لیتے اور آنے والی رات میں یا اس کے بعد دوسری رات میں یا اگلے روز عصر تک۔ اگر اس کے بعد کچھ بچتا تو خادم کو پلا دیتے یا حکم فرماتے تو بہا دیا جاتا۔

(مسلم شریف)

۳۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سِقَاءٍ فَاِذَا لَمْ

Marfat.com

يَجِدُوْا سِقَاءً يُنْبَذُ لَهُ فِيْ تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مشکیزے میں نبیذ بنایا جاتا اور اگر مشکیزہ نہ ملتا تو پتھر کے بڑے پیالے میں آپ کے لئے نبیذ بنایا جاتا تھا۔ (مسلم شریف)

۴۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ وَاَمَرَ اَنْ يُّنْبَذَ فِيْ اَسْقِيَةِ الْاَدَمِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو کے تو بنے، سبز لاکھی برتن، روغنی برتن، جڑ کے برتن سے منع فرمایا ہے اور حکم فرمایا کہ چمڑے کے مشکیزوں میں نبیذ بنایا جائے۔
(مسلم شریف)

۷۔میٹھی اور ٹھنڈی اشیاء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھے مشروب اور ٹھنڈے مشروب بہت پسند تھے۔ خواہ وہ میٹھا پانی ہوتا۔ یا میٹھا دودھ ہوتا۔ یا شہد وغیرہ کا شربت ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ٹھنڈا میٹھا شربت حضور صلی اللہ علیہ وسلم استعمال میں لایا کرتے تھے۔ لہٰذا طبیعت کے مطابق ٹھنڈی اور میٹھی اشیاء پینا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ اَحَبُّ الشَّرَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُلْوَ الْبَارِدَ.

زہری، عروہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پینے کی چیزوں میں میٹھی اور ٹھنڈی زیادہ پسند تھیں۔ (جامع ترمذی)

Marfat.com

مہمان نوازِی کی سنتیں

مہمان نوازی اخلاق حسنہ کا ایک اہم جزو ہے۔ اسلامی اخلاق میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ اللہ کے ہاں اس کا بڑا درجہ ہے اور اس وصف کو بہت پسند فرمایا ہے بلکہ اسے اپنی دوستی کی ایک علامت قرار دیا ہے کہ میرے دوست مہمان نواز ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا قصہ بیان فرما کر مہمان نوازی کی ترغیب دی ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف مہمان بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی بھیجے تھے۔

هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَاۗءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝

بھلا تمھارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے۔ جب وہ ان کے پاس آئے تو سلام کہا، انھوں نے بھی (جواب میں) سلام کہا (دیکھا تو) ایسے لوگ کہ نہ جان نہ پہچان۔ تو اپنے گھر جا کر ایک (بھنا ہوا) موٹا بچھڑا لائے (اور کھانے کے لئے) ان کے آگے رکھ دیا۔ کہنے لگے کہ آپ تناول کیوں نہیں کرتے؟۔ اور دل میں ان سے خوف معلوم کیا۔ انھوں نے کہا کہ خوف نہ کیجئے اور ان کو ایک دانشمند لڑکے کی بشارت بھی سنائی۔ (الذاریات، ۲۴ تا ۲۷)

یہ مہمان نوازی کا قصہ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب فرشتوں کو انسانی شکل میں بطور مہمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ ان فرشتوں نے آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا آپ یہ سمجھے کہ یہ مہمان ہیں لہٰذا ان کی مہمان نوازی کا بندوبست کرنے میں مصروف ہوگئے۔ مقصد یہ ہے کہ پتہ چل جائے کہ یہ شخص میرے پاس بطور مہمان آیا ہے تو پھر اس کی مہمان نوازی کرنا ضروری ہے یہی فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کے بعد آپ کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس بھی گئے۔ انھوں نے بھی انہیں مہمان سمجھا اور ان کی بیحد عزت اور تکریم فرمائی۔ بستی کے لوگوں نے ان مہمان فرشتوں کے ساتھ بھی اخلاق گراوٹ کا مظاہرہ کرنا چاہا تو اس پر حضرت لوط

Marfat.com

علیہ السلام نے لوگوں کو جواب دیا کہ یہ تو میرے مہمان ہیں لہٰذا تمھارا فرض ہے کہ تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ جیسا کہ میں کررہا ہوں۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

وَجَآءَ اَھۡلُ الۡمَدِیۡنَۃِ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ○ قَالَ اِنَّ ھٰۤؤُلَآءِ ضَیۡفِیۡ فَلَا تَفۡضَحُوۡنِ ○ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَلَا تُخۡزُوۡنِ ○

اور اہل شہر (لوط علیہ السلام کے پاس) خوش خوش (دوڑے) آئے۔ (لوط نے) کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں (کہیں) ان کے بارے میں مجھے رسوانہ کرنا۔ اور خدا سے ڈرو اور میری بے آبروئی نہ کیجو۔
(الحجر: ۶۷ تا ۶۹)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مہمان کے آرام و آسائش کے ساتھ مہمان کی عزت و آبرو کی حفاظت کرنا بھی میزبان کے فریضہ میں ہے۔ اس لئے اگر کوئی دوسرا شخص کسی مہمان کے ساتھ برا سلوک کرنا چاہے تو میزبان کو چاہئے کہ مہمان کا بچاؤ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ جب قوم لوط نے ان مہمان فرشتوں کے ساتھ توہین آمیز برتاؤ کرنا چاہا تو لوط علیہ السلام نے قوم کو کہا کہ میرے مہمانوں کے ساتھ بدسلوکی مت کرو کیونکہ یہ میرے مہمان ہیں۔

مہمان نوازی کا وصف اگرچہ اہل عرب میں اسلام سے پہلے بھی موجود تھا اور عرب میں مہمانان کی ہر لحاظ سے خدمت کرنا اور اخلاقی فریضہ سمجھا جاتا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرض کی اہمیت کو اور بڑھادیا اور اخلاقی نقطۂ نظر سے یہ مسلمانوں کے لئے ضروری قرار دیا کہ وہ مہمان نوازی میں کسی قسم کی کسر اٹھا نہ رکھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بڑے مہمان نواز تھے۔ مہمانوں کو خدا کی رحمت سمجھتے تھے کوئی مہمان آتا تو خود اس کی میزبانی کرتے اور مہمان نوازی میں از حد کوشش تک خدمت کرتے۔ اس لئے مہمان کی اپنی بساط کے مطابق خدمت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے۔ مہمان نوازی کی اہمیت کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان نوازی کو ایمان کامل کا حصہ قرار دیا ہے اور فرمایا کہ جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کو عزت کے ساتھ رکھے۔

مہمان نوازی میں وہ ساری باتیں داخل ہیں جو کسی کے آنے کی خوشی میں اعزاز و اکرام آرام و راحت اور سکون و مسرت کے جذبات کے لئے ہوں۔ ایک شخص دور سے چل کر ہمارے پاس آتا ہے۔

Marfat.com

ہمارا فرض ہے کہ اس کے لئے ہر طرح کا انتظام کریں۔ مہمان نوازی کی مسنون باتیں احادیث کے مطابق مندرجہ ذیل ہیں:۔

ا۔ مہمان کی عزت واحترام کرنا

ایمان کا تقاضا ہے کہ مہمان کی عزت کی جائے مہمان کے آنے پر خوشی اور محبت کا اظہار کیا جائے۔ وسعت قلبی کے ساتھ مہمان کا استقبال کیا جائے۔ تنگ دلی اور بے رخی کا اظہار نہ کیا جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمانوں کی عزت کرنا ایمان کامل کا جزو ہے اس لئے مہمان کی پوری خدمت وعزت نہ کرنا اہل ایمان کا شیوہ نہیں۔

حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مہمانوں کا بہت احترام کرتے اور جو شخص یہ کہتا کہ حضرت میں آپ سے ملاقات کے لئے آیا ہوں تو آپ خادموں سے کہتے کہ اس کی خدمت کر کے اللہ کی رحمت کو لوٹ لو اور حضرت کے خادم جو لنگر خانے میں کھانے کے لئے ہوتا لا کر پیش کر دیتے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْلِیَصْمُتْ وَفِیْ رِوَایَةٍ بَدَلَ الْجَارِ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے۔ جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے ایک روایت میں ہمسائے کی جگہ ہے کہ جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔ (متفق علیہ)

۲۔ مہمان کی خیر وعافیت دریافت کرنا

مہمان سے ملاقات پر اس سے سلام دعا کریں اور اس کے بعد اس کی خیر وعافیت دریافت کریں۔ جہاں سے وہ آیا ہے وہاں کی عافیت پوچھیں اگر مہمان قریبی رشتہ دار ہے تو رشتہ داروں کی خیریت

Marfat.com

پوچھیں۔ اس کے اہل وعیال، بہن بھائی اور والدین کے بارے میں معلوم کریں کہ ان کا حال کیسا تھا۔ پھر کاروبار ذریعہ معاش کے بارے میں پوچھیں۔ ان تمام باتوں پر تبادلہ خیال کرنے سے مہمان آپ کو صاحب ہمدردی محسوس کرے گا۔ حضور ﷺ کا یہی طریقہ کار تھا کہ جب کوئی آپ کی خدمت میں آتا تو آپ اس کی خیر وعافیت دریافت فرماتے اور اس کے بعد اپنے گھر میں پیغام بھیجتے جو گھر میں ہوتا وہ اس مہمان کی خدمت میں پیش کر دیتے۔

۳۔ مہمان ٹھہرانے کا بہتر بندوبست کرنا

مہمان کے آنے پر اسے بنیادی سہولتیں مہیا کریں۔ رفع حاجت کی اگر ضرورت ہو تو اسے جگہ بتائیں۔ اس کے ہاتھ منہ دھونے کا بندوبست کریں اگر مہمان غسل کرنا پسند کرے تو اس کے غسل کا انتظام کرنا چاہئے۔ جس کمرے میں اس کے ٹھہرنے کا ارادہ ہو اسے بتا دیں۔ کھانے کا وقت نہ بھی ہو تو پھر بھی دریافت کریں کہ کھانے کی ضرورت ہے اگر ضرورت ہو تو فوراً خوراک کا بندوبست کریں۔ اگر مہمان تھکا ماندہ ہو اور وہ آرام کرنا چاہے تو آرام کا موقعہ دیں۔ اگر وہ بات چیت کرنا چاہے تو اس کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کریں تاکہ وہ خلوت اور پریشانی محسوس نہ کرے۔ مہمان اگر گھر میں نماز پڑھنا چاہے تو اس کے پاس مصلیٰ لاکر رکھ دیں۔ اور اگر مسجد میں جانا چاہے تو اسے مسجد کا راستہ بتا دیں۔ اگر پہلی مرتبہ ساتھ جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ قبلے کا رخ بھی بتا دیں تاکہ وہ صحیح سمت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ سکے۔

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ الْکَعْبِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ جَائِزَتُهٗ یَوْمٌ وَّلَیْلَةٌ وَالضِّیَافَةُ ثَلٰثَةُ اَیَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ صَدَقَةٌ وَّلَا یَحِلُّ لَهٗ اَنْ یَّثْوِیَ عِنْدَهٗ حَتّٰی یُحْرِجَهٗ.

حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن رات پر تکلف دعوت ہے۔ تین دن ضیافت ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ صدقہ ہے اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ دوسرے کے پاس اتنا ٹھہرے کہ وہ تنگ آجائے۔ (متفق علیہ)

Marfat.com

۴۔ حیثیت کے مطابق کھانے کا انتظام کرنا

مہمان نوازی میں تکلف سے گریز کرنا چاہئے اور سادہ طریقے سے اپنی حیثیت کے مطابق انتظام کرنا چاہئے۔ تکلف کا مطلب یہ ہے کہ مہمان کو اپنی حیثیت سے بڑھ کر ایسا کھانا کھلائے جو وہ خود نہ کھا سکتا ہو۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ میرے پاس کوئی بھائی بھی آ جائے اس لئے کہ میں اس کی خاطر تکلف نہیں کرتا جو موجود ہوتا ہے وہ پیش کر دیتا ہوں۔ اور اگر میں تکلف کروں اور جو حاضر نہ ہو وہ لا کر دوں تو میں اس کے بار بار آنے سے تنگ آ جاؤں اور اس کی مہمان نوزی مجھے ناگوار لگے۔ میں نے چونکہ تکلف کی راہ اختیار نہیں کی اس لئے اس کی مہمان نوازی مجھ پر کوئی بوجھ نہیں یہی بات حدیث پاک میں یوں بیان کی گئی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ اَوْ غَیْرِہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اسْتَأذَنَ عَلٰی سَعْدِبْنِ عُبَادَۃَ فَقَالَ سَعْدٌ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُاللّٰہِ وَلَمْ یُسْمِعِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی سَلَّمَ ثَلَاثًا وَرَدَّ عَلَیْہِ سَعْدٌ ثَلٰثًا وَّ لَمْ یُسْمِعْہُ فَرَجَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاتَّبَعَہٗ سَعْدٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَاسَلَّمْتَ تَسْلِیْمَۃً اِلَّا ھِیَ بِاُذُنِیَّ وَ لَقَدْ رَدَدْتُّ عَلَیْکَ وَلَمْ اُسْمِعْکَ اَحْبَبْتُ اَنْ اَسْتَکْثِرَ مِنْ سَلَامِکَ وَمِنَ الْبَرَکَۃِ ثُمَّ دَخَلُو االْبَیْتَ فَقَرَّبَ لَہٗ زَبِیْبًا فَاَکَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَاَفْطَرَ عِنْدَ کُمُ الصَّائِمُوْنَ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ یا کسی دوسرے صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی نہ دے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ سلام کیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے تینوں دفعہ جواب دیا کہ آپ نہ سنیں۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ گئے اور حضرت سعدؓ آپ کے پیچھے ہو لئے۔ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان جتنی دفعہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا میرے ان کانوں نے سنا اور میں نے آپ کو جواب دیا۔ لیکن ایسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ سنیں تا کہ آپ زیادہ دفعہ ہم پر سلامتی اور برکت بھیجیں پھر گھر میں داخل ہوئے اور انھوں نے کشمش پیش کیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمائیں۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا۔ تمھارا

Marfat.com

کھانا نیک بندوں نے کھایا۔ فرشتوں نے تمھارے لئے دعائے رحمت کی اور تمھارے پاس روزہ داروں نے روزہ افطار کیا۔ (شرح السنۃ)

۵۔ مہمان اللہ کی رحمت ہے

مہمان کے کھانے میں اظہار مسرت کرنا چاہئے مہمان نوازی میں کھانا کھلانے میں خدمت کرنے میں تنگ دلی کا ثبوت نہ دیں۔ مہمان زحمت نہیں بلکہ اللہ کی رحمت لے کر آتا ہے اور خیر و برکت کا ذریعہ بنتا ہے کیونکہ جس گھر میں مہمان کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اللہ کی رحمت وہاں اُمڈ آتی ہے۔ کیونکہ جس نے مہمان کو بھیجا اسی نے اس کا رزق بھی بھیجا۔ وہ آپ کے دستر خوان پر کچھ نہیں کھاتا بلکہ مہمان اپنی قسمت خود لے کر آتا ہے اور مہمان کا آنا عزت میں اضافے کا ذریعہ بنتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَيْرُ اَسْرَعُ اِلَى الْبَيْتِ الَّذِىْ يُؤْكَلُ فِيْهِ مِنَ الشَّفْرَةِ اِلَى سَنَامِ الْبَعِيْرِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس گھر میں کھانا کھلایا جائے بھلائی اس کی طرف کوہان کی طرف جانے والی چھری سے زیادہ تیزی کے ساتھ دوڑتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

۶۔ مہمان سے دعا کروانا سنت ہے

مہمان سے اپنے حق میں خیر و برکت کی دعا کروانا مسنون ہے۔ خاص کر جب کوئی اللہ کا نیک بندہ مہمان ہو تو اس سے دعا کروانا بہت ہی بہتر ہے۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کے یہاں ٹھہرے ہم نے آپ کے سامنے ہریسہ پیش کیا۔ آپ نے تھوڑا سا تناول فرمایا۔ پھر ہم نے کھجوریں پیش کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوریں کھاتے تھے اور گٹھلیاں شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں پکڑ پکڑ کر پھینکتے جاتے تھے۔ پھر پینے کے لئے کچھ پیش کیا گیا آپؐ نے نوش فرمایا اور اپنے دائیں طرف بیٹھنے والے کے آگے بڑھا دیا۔ جب آپ تشریف لے جانے لگے تو والد محترم نے آپ کی سواری کی لگام پکڑ لی۔ اور درخواست کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے دعا فرمائیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

Marfat.com

۷۔ مہمان کی فرمائش کا خیال کرنا

کھانا تیار کرنے سے پہلے مہمان سے اس کی پسندیدہ چیز کے بارے میں پوچھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ بعض حضرات کو طبی لحاظ سے کسی نہ کسی چیز کا پرہیز ہوتا ہے اور آپ پوچھے بغیر ایسی چیز پکوالیں جو مہمان نہ کھاتا ہو۔ اس سے پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔ مہمان کو بھی چاہئے کہ بے تکلف ہو کر جس چیز کو کھانا ہو میزبان کو بتادے اس طرح دونوں فریقوں کی آسانی ہوگی۔

ایک حدیث میں ہے کہ جس نے اپنے بھائی کی جائز خواہش کو پورا کیا، اس کی بخشش ہوگئی۔ اور جس نے اپنے مسلمان بھائی کو خوش کیا گویا اس نے اللہ کو خوش کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنے بھائی کو اس کی چاہت سے لذت یاب کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس لاکھ گناہ معاف کردے گا اور اس کے ایک ہزار درجات بلند کریگا اور اللہ تعالیٰ اسے جنت فردوس، جنت عدن اور جنت خلد سے کھانے کے لئے آخرت میں عطا فرمائے گا۔ (قوت القلوب)

۸۔ ہاتھ دُھلانا اور دستر خوان پر کھانا لگانا

مہمان کے لئے سنت کے مطابق دستر خوان بچھائیں۔ میز وغیرہ پر کھلانے کا بندوبست نہ کریں۔ اگر چارپائی پر مہمان بیٹھنا چاہے تو چارپائی کے ساتھ میز لگا کر اسی پر کھانا رکھ دیں۔ بہرکیف جیسے آسانی ہو ویسے ہی کریں۔ جب کھانا دستر خوان پر لگائیں تو مہمان کی تعداد کو مدنظر رکھیں۔ برتن مہمانوں کی تعداد سے زیادہ رکھیں۔ ہوسکتا ہے کہ کھانے کے دوران کوئی اور آدمی آجائے یا کسی برتن کی ضرورت پڑ جائے کھانا لگانے سے قبل مہمان کے ہاتھ دھلائیں۔ اگر ہاتھ دھونے کا انتظام ہو تو مہمان کو بتادیں کہ وہ ہاتھ دھولے۔ اگر ٹوٹی کا انتظام نہیں تو پھر خود لوٹے میں پانی لے کر مہمان کے ہاتھ دھلائیں اور اپنے ہاتھ بھی دھولیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور ثابت بنانی رضی اللہ عنہ کھانے پر جمع ہوئے۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف طشتری بڑھائی گئی تا کہ وہ ہاتھ دھولیں۔ وہ رک گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تیرا بھائی تیرا اکرام کرے تو اس کی عزت افزائی کو قبول کرلے۔ اور رد نہ کر۔ اس لئے کہ وہ رضائے الٰہی کے لئے

Marfat.com

اکرام کررہا ہے۔

ہارون الرشید نے ابومعاویہ نابینا کو کھلانے پر بلایا اور طشتری میں ان کے ہاتھوں پر خود پانی ڈالا۔ جب فارغ ہوئے تو پوچھا کہ اے ابومعاویہ! آپ جانتے ہیں کہ آپ کے ہاتھوں پر کس نے پانی ڈالا؟ فرمایا نہیں، کہا امیر المومنین نے۔ تو انھوں نے جواباً عرض کیا اے امیر المومنین! تو نے علم کی عزت وتکریم کی۔ اللہ تعالیٰ تجھے عزت عطا فرمائے گا جیسے کہ تو نے علم کی عزت وتکریم کی۔

۹۔ مہمان نوازی سے محروم رہنے والے مہمان کا حق

ایسا شخص جو کسی مقام پر جائے اور وہاں کے لوگ اس کی مہمان نوازی نہ کریں یا اس کا میزبان اس کیلئے خاطر خواہ بندوبست نہ کرے اور کھانے پینے سے محروم رہے اور بھوک برداشت کررہا ہو تو اسے حق پہنچتا ہے کہ وہ میزبان کی اشیاء سے از خود اٹھا کر کھالے کیونکہ جہاں مہمان کو حق نہ ملے وہاں وہ اپنا حق خود حاصل کرسکتا ہے۔

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ كَرِبَ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَیُّمَا مُسْلِمٍ ضَافَ قَوْمًا فَاَصْبَحَ الضَّیْفُ مَحْرُوْمًا كَانَ حَقًّا عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ نَصْرُهٗ حَتّٰی یَاْخُذَ لَهٗ بِقِرَاهُ مِنْ مَّالِهٖ وَ زَرْعِهٖ (روا الدارمی و ابوداؤد) وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ وَاَیُّمَا رَجُلٍ ضَافَ قَوْمًا فَلَمْ یَقْرُوْهُ كَانَ لَهٗ اَنْ یُّعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ.

روایت ہے کہ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ جو مسلمان کسی قوم کا مہمان ہو اور صبح تک مہمانی سے محروم رہے تو ہر مسلمان پر اس کا حق ہے یہاں تک کہ وہ اپنی مہمانی اس کے مال اور زراعت سے حاصل کرے (سنن دارمی، سنن ابوداؤد)

اور اسی کی ایک روایت میں ہے کہ جو آدمی کسی قوم کا مہمان ہو اور وہ اس کی مہمانی نہ کریں تو اسے اپنی مہمان کے برابر کرلینے کا حق ہے۔

۱۰۔ مہمان کے ساتھ مل کر کھانا

مہمان نوازی کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ کھانا مہمان کے ساتھ مل کر کھائیں۔ کیونکہ اس سے مہمان کی دلجوئی ہوگی اگر مہمان زیادہ ہوں اور آپ بذات خود میزبانی کے فرائض سرانجام دے رہے ہوں تو پھر

Marfat.com

بیشک کھانا نہ کھائیں بلکہ ان کی خدمت میں توجہ دیں تاکہ مہمان نوازی میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔ بعض امیر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے غریب مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانا نہیں کھاتے ایسا کرنا وہ اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ یہ حرکت قطعاً اچھی نہیں ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مل کر کھایا کرو۔ الگ الگ نہ کھاؤ۔ کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

۱۱۔ بے مروت مہمان کے ساتھ اچھے سلوک کی تاکید

ایسا مہمان جس نے تمھارے ساتھ مہمان نوازی میں برا سلوک کیا ہو۔ جب وہ مہمان بن کے تمھارے پاس آئے تو اس سے بدلہ نہ لیں اور نہ بدلے میں اس کے ساتھ برا سلوک کریں بلکہ اس کی بے مروتی کا بدلہ اچھے اخلاق اور سلوک کی صورت میں دیں اور ایسا کرنے سے ہوسکتا ہے کہ اس کی اصلاح ہوجائے۔

عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ الْجُشَمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ اِنْ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ فَلَمْ يَقْرِنِیْ وَلَمْ يُضِفْنِیْ ثُمَّ مَرَّبِیْ بَعْدَ ذٰلِكَ اَقْرِيْهِ اَمْ اَجْزِيْهِ قَالَ بَلْ اَقْرِهٖ.

ابوالاحوص جشمی سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے فرمایا۔ میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا ارشاد ہے جبکہ میں ایک آدمی کے پاس سے گزروں، تو نہ وہ میری مہمانی کرے اور نہ ضیافت۔ پھر اس کے بعد وہ میرے پاس سے گزرے تو کیا میں اس کی مہمانی کروں یا بدلہ دوں؟ فرمایا کہ اس کی مہمانی کرو۔ (جامع ترمذی)

۱۲۔ مہمان کو اپنی ذات پر ترجیح دینا

مہمان نوازی میں مہمان کو اپنی ذات پر ترجیح دینی چاہئے۔ کھانے پینے کی اشیاء اگر کم ہوں تو خود صبر کریں اور مہمان کو کھلا دیں اور ایسے ایثار پر اللہ راضی ہوگا۔

Marfat.com

ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور بولا حضور ﷺ! میں بھوک سے بیتاب ہوں۔ آپ نے اپنی کسی بیوی کے یہاں کہلایا کھانے کے لئے جو کچھ موجود ہو بھیج دو۔ جواب آیا اس خدا کی قسم جس نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ یہاں تو اپنی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پھر آپ نے دوسری بیوی کے یہاں کہلا بھیجا۔ وہاں سے بھی یہی جواب آیا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ایک ایک کر کے سب بیویوں کے یہاں کہلوایا اور سب کے یہاں سے اسی طرح کا جواب آیا اب آپ ﷺ اپنے صحابیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آج رات کے لئے اس مہمان کو کون قبول کرتا ہے۔ ایک انصاری صحابیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں قبول کرتا ہوں۔

انصاری مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور گھر جا کر بیوی کو بتایا۔ میرے ساتھ یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں ان کی خاطر داری کرو۔ بیوی نے کہا میرے پاس تو صرف بچوں کے لائق کھانا ہے۔ صحابی نے کہا بچوں کو کسی طرح بہلا کر سلا دو اور جب مہمان کے سامنے کھانا رکھو تو کسی بہانے سے چراغ بجھا دینا اور کھانے پر مہمان کے ساتھ بیٹھ جانا تا کہ یہ محسوس ہو کہ ہم بھی کھانے میں شریک ہیں۔

اس طرح مہمان نے تو پیٹ بھر کر کھایا اور گھر والوں نے ساری رات فاقے سے گزاری۔ جب یہ صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دیکھتے ہی فرمایا۔ تم دونوں نے رات اپنے مہمان کے ساتھ جو حسنِ سلوک کیا وہ خدا کو بہت ہی پسند آیا۔ (بخاری و مسلم شریف)

۱۳۱۔ مہمان کو الوداع کرنے کا سنت طریقہ

مہمان کو جب الوداع کریں تو سنت طریقے سے کریں، الوداع کا سنت طریقہ یہ ہے کہ جب مہمان گھر سے روانہ ہونے لگے تو اس کے ساتھ باہر دروازے تک تشریف لائیں اور اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسے رخصت کریں۔ صوفیا کا الوداع کے سلسلے میں یہ طریقہ کار رہا ہے کہ وہ مہمان کو الوداع کہتے ہوئے کچھ زادراہ کے لئے نقدی بھی دے دیتے۔ اگر کوئی مہمان اس بات کا مستحق ہو تو اس کے ساتھ اسی طرح کریں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ یَّخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَیْفِهٖ اِلٰی بَابِ الدَّارِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنت یہ ہے کہ آدمی اپنے مہمان

Marfat.com

کے ساتھ گھر کے دروازے تک جائے۔ (سنن ابن ماجہ)

۱۴۔ مہمان کے لئے پر تکلف کھانا تیار کروانا

مہمان کے لئے پر تکلف کھانا پکوانا بھی درست ہے مگر اس سلسلے میں اپنی مالی حیثیت سے بڑھ کر پاؤں نہیں پھیلانا چاہئے تاکہ آئندہ وقت میں پریشانی کا باعث نہ بنے اس کے ساتھ ہی ایک اخلاقی ادب یہ بھی ہے کہ کھانا تیار کروانے کے بعد مہمان اگر نہ کھائے تو اصرار کرنا بھی درست ہے تاکہ جس کے لئے کھانا تیار کروایا گیا ہے وہ کھالے اور اسے بار بار کہیں کہ وہ کھائے اگر وہ نہ کھائے تو پھر اس وقت خود بھی نہ کھائیں۔ مندرجہ ذیل روایت سے یہی بات اخذ ہوتی ہے۔

عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اٰخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَآءِ فَزَارَ سَلْمَانُ اَبِی الدَّرْدَآءِ فَرَاٰی اُمَّ الدَّرْدَآءِ مُتَبَذِّلَۃً فَقَالَ لَھَا مَا شَانُکِ قَالَتْ اَخُوْکَ اَبُو الدَّرْدَآءِ لَیْسَ لَہٗ حَاجَۃٌ فِی الدُّنْیَا. فَجَآءَ اَبُو الدَّرْدَآءِ فَصَنَعَ لَہٗ طَعَامًا فَقَالَ کُلْ اِنِّیْ صَآئِمٌ قَالَ مَا اَنَا بِاٰکِلٍ حَتّٰی تَاْکُلَ فَاَکَلَ فَلَمَّا کَانَ اللَّیْلُ ذَھَبَ اَبُو الدَّرْدَآءِ یَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَھَبَ یَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا کَانَ اٰخِرُ اللَّیْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْاٰنَ قَالَ فَصَلَّیَا فَقَالَ لَہٗ سَلْمَانُ اِنَّ لِرَبِّکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَلِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَلِاَھْلِکَ عَلَیْکَ حَقًّا فَاَعْطِ کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ. اَبُوْ جُحَیْفَۃَ وَھْبُ السُّوَآئِیُّ یُقَالُ وَھْبُ الْخَیْرِ.

عون بن ابو جحیفہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو بھائی بنادیا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور حضرت ام درداء کو خستہ حالی میں دیکھ کر پوچھا کہ تمھارا کیسا حال ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ آپکے بھائی ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا سے واسطہ ہی نہیں رہا جب حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ آگئے تو ان کے لئے کھانا تار کیا گیا اور کہا کہ کھایئے کیونکہ میں تو روزے سے ہوں۔ انھوں نے کہا کہ میں تو اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک آپ میرے ساتھ نہ کھائیں۔ چنانچہ انھوں نے بھی کھایا۔ جب رات ہوگئی تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ قیام کرنے لگے

Marfat.com

تو انھوں نے کہا کہ سو جائیے۔ وہ پھر پیام کرنے لگے تو انھوں نے کہا کہ سو جائیے۔ جب آخری رات ہوئی تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا اب کھڑے ہو جاؤ۔ چنانچہ دونوں نے تہجد کی نماز پڑھی۔ پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ کے رب کا آپ پر حق ہے اور آپ کے نفس کا بھی آپ پر حق ہے۔ اور آپ کی بیوی کا بھی آپ پر حق ہے۔ لہٰذا ہر حق والے کا حق ادا کیجئے۔ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے حضور اس امر کا تذکرہ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔ ابو جحیفہ کا لقب وہب السوائی ہے جنھیں وہب الخیر بھی کہا جاتا ہے۔ (بخاری شریف)

۱۵۔ مہمان کے سامنے غصے کے اظہار کی ممانعت

مہمان کی موجودگی میں غصے کا اظہار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس سے مہمان کے دل میں وسوسہ پیدا ہو سکتا ہے کہ کہیں اسے میرا آنا برا تو نہیں لگا جس وجہ سے یہ غصے کا اظہار کر رہا ہے۔ اس لئے گھر والوں سے مہمانوں کی موجودگی بڑے اچھے ماحول کا ثبوت دینا چاہئے۔ مندرجہ ذیل واقعہ سے یہی سبق حاصل ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا جَآءَ اَبُوْ بَکْرٍ بِضَیْفٍ لَہٗ فَاَمْسٰی عِنْدَالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَتْ اُمِّی احْتَبَسْتَ عَنْ ضَیْفِکَ اَوْ اَضْیَافِکَ اللَّیْلَۃَ قَالَ مَا عَشَّیْتِھِمْ فَقَالَتْ عَرَضْنَا عَلَیْہِ اَوْ عَلَیْھِمْ فَاَبَوْ اَوْ فَاَبٰی نَغَضِبَ اَبُوْ بَکْرٍ فَسَبَّ وَجَدَّعَ وَحَلَفَ لَا یَطْعَمُہٗ فَاخْتَبَاْتُ اَنَا فَقَالَ یَا غُنْثَرُ وَحَلَفَتِ الْمَرْاَۃُ لَا تَطْعَمُہٗ حَتّٰی یَطْعَمُہٗ فَحَلَفَ الضَّیْفُ اَوِ الْاَضْیَافُ اَنْ لَّا یَطْعَمَہٗ اَوْ یَطْعَمُوْہُ حَتّٰی یَطْعَمَہٗ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ کَانَ ھٰذِہٖ مِنَ الشَّیْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَاَکَلَ وَاَکَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا یَرْفَعُوْنَ لُقْمَۃً اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِھَا اَکْثَرُ مِنْھَا فَقَالَ: یَا اُخْتَ بَنِیْ فِرَاسٍ مَا ھٰذَا؟ فَقَالَتْ وَقُرَّۃِ عَیْنِیْ اِنَّھَا الْاٰنَ لَاَکْثَرُ قَبْلَ اَنْ نَاْکُلَ فَاَکَلُوْا وَبَعَثَ بِھَآ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ اَنَّہٗ اَکَلَ مِنْھَا.

ابو عثمان نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے مہمان یا مہمانوں کو لیکر تشریف لائے۔ پھر شام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے گئے۔ جب

Marfat.com

واپس تشریف لائے تو میری والدہ ماجدہ عرض گزار ہوئیں کہ آج رات آپ نے مہمان یا مہمانوں کے کھانے میں دیر کردی فرمایا کہ کیا تم نے انھیں کھانا نہیں کھلایا۔ انھوں نے کہا کہ ہم نے اس کے یا ان کے سامنے کھانا رکھا لیکن انھوں نے انکار کردیا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے اور برا بھلا کہنے لگے اور نہ کھانے کی قسم کھائی۔ چنانچہ میں چھپ گیا تو آپ نے کہا اے جاہل! پس والدہ ماجدہ نے بھی قسم کھالی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گی جب تک یہ نہ کھائیں۔ مہمان یا مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ وہ کھانا نہیں کھائے گا یا نہیں کھائیں گے جب تک یہ نہ کھائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ بات شیطان کی طرف سے تھی پھر انھوں نے کھانا منگوایا اور کھایا لہٰذا انھوں نے بھی کھایا۔ چنانچہ یہ جب لقمہ اٹھاتے تو اس کے نیچے اور بڑھ جاتا۔ پس انھوں نے فرمایا کہ اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ کھانا تو اس سے بھی زیادہ ہے جس کو ہم نے کھانے بیٹھے تھے۔ چنانچہ سب نے کھالیا اور پھر اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔ پھر بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے تناول فرمایا۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

سونے کی سنتیں

نیند اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے سونے سے جسم کو راحت ملتی ہے نقاہت اور تھکان دور ہوجاتی ہے۔ نیند انسان کو تازہ دم بنا دیتی ہے۔ دن بھر کی محنت اور مشقت کو راحت میں بدل دیتی ہے۔ نیند کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ:۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا○

اور وہی تو ہے جس نے رات کو تمھارے لئے پردہ اور نیند کو آرام بنایا اور دن کو اٹھ کھڑے ہونے کا وقت ٹھہرایا۔ (فرقان:۴۷)

اس آیت میں بتایا ہے کہ نیند کو تمھارے آرام بنایا ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ نے یہی فرمایا ہے کہ:۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ○

ترجمہ: تمھارا رات اور دن میں سونا اسی کی نشانیوں میں سے ہے ایسے ہی اس کا فضل تلاش کرنا۔ جو لوگ سنتے ہیں ان کے لئے ان (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔ (روم:۲۳)

یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے پہلے والی بات کا اعادہ فرمایا ہے کہ رات یا دن کے وقت سونا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔

وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا○ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا○ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا○

ترجمہ: اور نیند کو تمھارے لئے آرام بنایا۔ اور رات کو پردہ مقرر کیا اور دن کو معاش (کا وقت) قرار دیا۔ (نبا:۹ تا ۱۱)

مجموعی طور پر ان آیات سے یہی بات واضح ہوتی ہے کہ رات اللہ تعالیٰ نے آرام کے لئے بنائی ہے تا کہ لوگ سو کر تازہ دم ہوجائیں۔ نیند کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ جب تک تھکے ہوئے جسم کو سکون میسر نہ ہوگا۔ وہ احکام الٰہی سرانجام دینے کے قابل نہ ہوگا۔ مگر نیند کے سلسلے میں شریعت نے اعتدال کی حد قائم کی ہے کہ ضرورت کی حد تک سوئی، ضرورت سے زیادہ سونا باعث غفلت ہے۔

Marfat.com

پر رکھ لیتے۔(شرح السنۃ)

۲۔سونے سے پہلے وضو کرنا

عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے نہیں سونا چاہئے۔کیونکہ پہلے سونے سے عشاء کی نماز قضا ہو جائے گی۔اس لئے حضور ﷺ کبھی بھی عشاء کی نماز پڑھے بغیر اس سے پہلے نہ سوتے اور آپ تاکید فرماتے کہ سونے سے پہلے اگر وضو ہو تو بہتر ہے ورنہ وضو کرلو۔کیونکہ وضو سے انسان طہارت میں آجائے گا جس کے باعث سونے سے پہلے ذکر الٰہی کی طرف رغبت پیدا ہوگی۔اور پاکیزگی کی حالت میں شیطان بھی دور رہے گا اس لئے حضور ﷺ نے سونے سے پہلے وضو کو ضروری قرار دیا ہے۔اکثر بزرگانِ دین باوضو ہی آرام فرماتے رہے ہیں۔

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَیْتَ مَضْجَعَکَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَکَ لِلصَّلٰوۃِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّکَ الْاَیْمَنِ وَقُلْ .وَذَکَرَ نَحْوَہٗ وَفِیْہِ وَاجْعَلْھُنَّ اٰخِرَ مَاتَقُوْلُ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا جب اپنے بستر پر جانے کا ارادہ کرو تو نماز جیسا وضو کرلو۔پھر دائیں پہلو پر لیٹ جاؤ اور آخر میں یہ کلمات کہو۔یہ وہ کلمات ہیں جو اوپر والی حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔(بخاری شریف)

۳۔چراغ بجھانے کی تاکید

سوتے وقت چراغ کو بجھا دینا چاہے۔پرانے وقتوں میں عموماً سرسوں کا تیل کسی برتن میں ڈال کر چراغ بنالیا جاتا تھا جو اوپر سے ننگا ہوتا تھا۔جس سے آگ لگنے کا خطرہ ہوتا تھا۔نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ویسے ہی چراغ تھے تو آپؐ نے انھیں سوتے وقت بجھا دینے کی تاکید فرمائی۔بجلی کے چراغ جو اس سے بہت زیادہ محفوظ ہیں اگر انھیں کسی بنا پر جلتا رکھنے کی ضرورت ہو تو انھیں جلتا رکھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ بعض چھوٹے بچے اندھیرے میں ڈرتے ہیں اور سوتے نہیں۔یا کوئی بوڑھا مریض ہوتا ہے تو اس کی عیادت کیلئے بھی روشنی کی ضرورت پڑتی ہے تو اس صورت میں چراغ جلتا رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔عام حالات میں اگر بلب بھی ہوں تو انھیں بھی سوتے وقت بجھا لینا چاہئے۔تاکہ خرچے میں اسراف نہ ہو

Marfat.com

اور حضور ﷺ کے فرمان پر عمل ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ فَارَةٌ تَجُرُّ الْفَتِيْلَةَ فَأَلْقَتْهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتِيْ كَانَ قَاعِدًا عَلَيْهَا فَاحْتَرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضِعِ الدِّرْهَمِ فَقَالَ إِذَا نِمْتُمْ فَاطْفِئُوا سُرُجَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهٖ عَلٰى هٰذَا فَيُحْرِقُكُمْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک چوہا بتی کو گھسیٹتا ہوا آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے اسے چٹائی پر ڈال دیا۔ جس پر آپ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک درہم کے برابر جگہ جلا دی۔ فرمایا کہ جب تم سونے لگو تو اپنے چراغوں کو بجھا دیا کرو کیونکہ شیطان انھیں ایسے ہی کام سجھاتا ہے تا کہ تمھیں جلا دیں۔ (سنن ابوداؤد)

۴۔ جلتی آگ کو بجھا دیں

سوتے وقت جلتی آگ کو بجھا دینا چاہئے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ سوتے ہوئے اس سے کسی طریقے سے نقصان پہنچ جائے اس لئے انگیٹھی جلا کر نہیں سونا چاہئے۔ نہ گیس وغیرہ کا ہیٹر جلتا ہوا چھوڑ کر سونا چاہئے کیونکہ جلتی آگ خطرے سے خالی نہیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ سوتے وقت جلتی آگ نہ رہنے دیں۔ بلکہ اسے بجھا دیں۔ بند کمروں میں آگ جلنے سے جو گیس پیدا ہوتی ہے وہ صحت کے لئے انتہائی مضر ہے بلکہ بعض اوقات تو وہ جان لیوا ثابت ہوتی ہے مگر جہاں شدید سردی ہو اور آگ کے بغیر کوئی اور چارہ نہ ہو تو اس صورت میں محفوظ طریقہ سے آگ جلا نے والے کمرے کو گرم رکھے

وَعَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى أَهْلِهٖ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَأْنِهِمْ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات مدینہ طیبہ میں ایک گھر کو آگ لگ گئی۔ نبی اکرم ﷺ کو ان کا واقعہ بتایا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا یہ آگ تمھاری دشمن ہے۔ جب سونے لگو تو بجھا دیا کرو۔ (بخاری شریف)

ایک اور حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ برتنوں کو

Marfat.com

ڈھانپ دیا کرو۔ دروازے بند کر دیا کرو اور چراغوں کو بوجھا دیا کرو۔ کیونکہ بعض اوقات چوہا بتی کھینچ کر لے جاتا ہے اور گھر والوں کو جلا کر رکھ دیتا ہے۔ (بخاری شریف)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سوتے وقت گھروں میں (جلتی ہوئی) آگ نہ چھوڑو۔ (بخاری شریف)

۵۔ بلا چاردیواری چھت پر سونے کی ممانعت

ایسا مکان جس کی چھت پر پردہ کے لئے چاردیواری نہ ہو اس پر سونے سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ چاردیواری نہ ہونے سے ایک تو پردہ نہیں ہوتا اور دوسرے رات کو جب کوئی اچانک اٹھے تو اس کے گرنے کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے حضور ﷺ نے کھلی چھتوں پر سونے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی وساطت سے یہ حدیث بیان فرمائی ہے، کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی ایسے مکان کی چھت پر سو جائے کہ اس کی چاردیواری نہ ہو تو وہ میری ذمہ داری سے باہر ہے۔ (الادب المفرد)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّنَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَطْحٍ لَّيْسَ بِمَحْجُورٍ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے جس کے اوپر پردہ تعمیر نہ کیا گیا ہو۔ (جامع ترمذی)

۶۔ سونے سے پہلے بستر کو جھاڑنا

سونے سے پہلے بستر کو اچھی طرح جھاڑنا چاہئے کیونکہ بستر کو جھاڑنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ حضور ﷺ سونے سے پہلے بستر کو جھاڑا کرتے تھے تاکہ اگر کوئی موذی کیڑا مکوڑہ بستر پر ہو تو وہ بستر سے دور ہو جائے۔ اگر سونے سے پہلے خود بستر کو نہ جھاڑا بلکہ کسی اور نے جھاڑ کر بچھا دیا ہو تو وہ بھی درست ہے۔

Marfat.com

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَلْیَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ مَا خَلَفَهٗ عَلَیْهِ ثُمَّ یَقُوْلُ: بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِیْنَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر آئے تو اسے چاہئے کہ بستر کو اپنے تہ بند کے اندرونی کونے کے ساتھ جھاڑے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد بستر پر کیا چیز آئی ہے۔ پھر کہے اے میرے رب! میں نے تیرے نام سے اپنا پہلو بستر پر رکھا اور تیرے نام سے ہی اٹھاؤں گا۔ اگر تو میرے سانس کو روکے تو اس پر رحم فرما اور اگر اسے چھوڑ دے تو اسکی اس چیز کیساتھ حفاظت فرما جسکے ساتھ اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ (بخاری شریف)

تہ بند کے اندرونی کونے سے مراد کپڑے کا وہ حصہ ہے جو اندرونی طرف سے بدن کی طرف لگا ہوتا ہے۔ اندر کے کونے سے جھاڑنے کے لئے اس لئے فرمایا گیا ہے کہ باہر کے کونے سے جھاڑنے سے اوپر کا کونہ میلا ہو جائے گا جس سے بدنمائی پیدا ہو گی لہٰذا اس حکمت کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اندرونی کونے سے جھاڑنے کی تاکید فرمائی۔ اگر بستر کو کسی الگ کپڑے سے جھاڑ لیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ایسے ہی اگر بستر پر پڑی ہوئی چادر کو اٹھا کر جھاڑ کر دوبارہ بچھا لیا جائے تو اس سے بھی جھاڑنے کا مقصد حل ہو جائے گا۔ غرضیکہ جس طرح سہولت نظر آتی ہو ویسے ہی کر لیں بہرکیف بستر جھاڑنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

۷۔ گھر کا دروازہ بند کرنا

سونے سے پہلے گھر کا دروازہ بند کر لینا چاہئے۔ اگر باہر سے آنے والے دروازے زیادہ ہوں تو ہر ایک کو اچھی طرح چیک کریں۔ اگر کوئی کھلا ہو تو اسے ضرور بند کر لیں۔ دروازہ کھلا رہنے سے چور اور غیر لوگوں کے آنے کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے دروازہ بند کرنا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے سونے سے پہلے دروازوں کو بند کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غَطُّوا الْاِنَاءَ

Marfat.com

وَاَوْکِئُوا السِّقَآءَ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاَطْفِئُوا السِّرَاجَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَحِلُّ سِقَآءً وَّلَا یَفْتَحُ بَابًا وَّلَا یَکْشِفُ اِنَآءً. فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ اَحَدُکُمْ اِلَّا اَنْ یَّعْرِضَ عَلٰی اِنَآئِہٖ عُوْدًا وَّیَذْکُرَ اسْمَ اللّٰہِ فَلْیَفْعَلْ فَاِنَّ الْفُوَیْسِقَۃَ تُضْرِمُ عَلٰی اَھْلِ الْبَیْتِ بَیْتَھُمْ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ برتن ڈھانپ دیا کرو۔ مشکیزے کا منہ باندھ دیا کرو۔ دروازے بند کر دیا کرو اور چراغ بجھا دیا کرو کیونکہ شیطان بند مشکیزے کو نہیں کھولتا نہ بند دروازے کو کھولتا ہے اور نہ ہی (ڈھانپے ہوئے) برتن کو کھولتا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی لکڑی کے سوا کوئی چیز نہ پائے جس کو اس برتن پر رکھے یا صرف اللہ کا نام لینا ممکن ہو تو ایسا ہی کرے کیونکہ چوہا گھر والوں پر ان کے گھر کو جلا دیتا ہے۔ (مسلم شریف)

ایک اور حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب رات کے وقت تم کتے کے بھونکنے یا گدھے کے رینگنے کی آواز سنو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہا کرو کیونکہ وہ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جنھیں تم نہیں دیکھتے اور جب چلنے والے پیر کم ہو جائیں تو باہر کم نکلو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنی جس مخلوق کو چاہے پھیلا دیتا ہے اور اللہ کا نام لے کر دروازے بند کر لیا کرو۔ کیونکہ بند دروازے کو شیطان نہیں کھولتا اور جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ نیز گھڑے ڈھک کر دیا کرو۔ برتنوں کو الٹے کر دیا کرو اور مشکوں کے منہ باندھ دیا کرو۔

(مشکوٰۃ شریف)

۸۔ سونے سے پہلے اللہ کا ذکر کرنا سنت ہے

سوتے وقت کسی نہ کسی صورت میں اللہ کا ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ ذکر الٰہی سے ایک تو گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور دوسرے اللہ کے ذکر سے رات بھر انسان اللہ کی پناہ میں آ جاتا ہے اور اس پر اللہ کی رحمت رہتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی سونے کیلئے اپنے بستر پر پہنچتا ہے تو اسی وقت ایک فرشتہ اور شیطان اس کے پاس آ پہنچتے ہیں۔ فرشتہ اس سے کہتا ہے "اپنے اعمال کا خاتمہ بھلائی پر کرو" اور شیطان کہتا ہے "اپنے اعمال کا خاتمہ برائی پر کرو" پھر اگر وہ آدمی خدا کا ذکر کر کے سویا تو فرشتہ رات بھر اس کی حفاظت کرتا ہے (الادب المفرد)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَعَدَ

Marfat.com

مَقْعَدًا لَّمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى تِرَةٌ وَّمَنِ اضْطَجَعَ مَضْطَجَعًا لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی جگہ بیٹھا لیکن اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا۔ اللہ کی طرف سے اس پر گناہ ہے اور جو شخص کسی جگہ لیٹا اور ذکر الٰہی سے غافل رہا۔ اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نقصان ہے۔ (سنن ابوداؤد)

۹۔ سوتے وقت کی دعا

سوتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی دعاؤں کا پڑھنا مسنون ہے لہٰذا ان دعاؤں میں کوئی ایک دعا پڑھنا اتباع سنت ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ رات کو لیٹتے وقت دایاں ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھتے پھر فرماتے:۔

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ

یا اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ موت اور زندگی سے ہمکنار ہوتا ہوں اور جاگنے پر فرماتے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ستائش ہے کہ جس نے ہمیں مرنے (سونے) کے بعد زندہ (بیدار) کیا اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لاتے تو آپ یہ دعا پڑھتے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيَ.

شکر و تعریف خدا ہی کے لئے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور جس نے ہمارے کاموں میں بھرپور مدد فرمائی اور جس نے ہمیں رہنے بسنے کو ٹھکانہ بخشا کتنے ہی لوگ ہیں جن کا نہ کوئی معین و مددگار ہے اور نہ کوئی ٹھکانہ دینے والا۔ (شمائل ترمذی)

۱۰۔ سوتے وقت تینوں قل پڑھنا

سونے سے پہلے بستر پر بیٹھ کر یا لیٹ کر قرآن پاک کا کچھ حصہ پڑھنا مسنون ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے قبل قرآن پاک کا کچھ حصہ ضرور تلاوت فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے اکثر تینوں قل

Marfat.com

پڑھا کرتے تھے جن کے پڑھنے سے انسان شیطانی شر سے محفوظ ہو جاتا ہے اس لئے بستر پر پہنچ کر تینوں قل شریف کی تلاوت کرنا سنت ہے۔ اللہ ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَاَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ کُلَّ لَیْلَۃٍ جَمَعَ کَفَّیْہِ ثُمَّ نَفَثَ فِیْھِمَا .قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ .وَقُلْ اَعُوْذُبِرَبِّ الْفَلَقِ .وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ مَسَحَ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِہٖ یَبْدَأُ بِھِمَا عَلٰی رَأْسِہٖ وَوَجْھِہٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِہٖ یَفْعَلُ ذٰلِکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب جب بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو جمع کر کے سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورہ الناس پڑھ کر ان میں پھونکتے۔ پھر جس قدر ممکن ہوتا اپنے جسم اقدس پر پھیرتے۔ سر انور چہرہ اقدس اور جسم اطہر کے سامنے سے شروع فرماتے۔ تین مرتبہ یہ عمل دہراتے۔ (بخاری شریف)

۱۱۔ رات میں تہجد کیلئے اٹھنے کا مسنون طریقہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو رفع حاجت سے فارغ ہوتے۔ پھر وضو فرماتے اور نماز تہجد ادا فرماتے۔ پھر سونا ہوتا تو سو جاتے ورنہ بیدار رہتے اور نماز فجر ادا فرماتے۔ تہجد کے وقت آپ جو دعا پڑھتے اس کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسب ذیل ہے:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ مَیْمُوْنَۃَ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتٰی حَاجَتَہٗ وَغَسَلَ وَجْھَہٗ وَیَدَیْہِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَاَتَی الْقِرْبَۃَ فَاَطْلَقَ شِنَاقَھَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءً ا بَیْنَ وُضُوْءَ یْنِ لَمْ یُکْثِرْ وَقَدْ اَبْلَغَ فَصَلّٰی فَقُمْتُ فَتَمَطَّیْتُ کَرَاھِیَۃَ اَنْ یَّرٰی اَنِّیْ کُنْتُ اَتَّقِیْہِ فَتَوَضَّأْتُ فَقَامَ یُصَلِّیْ فَقُمْتُ عَنْ یَّسَارِہٖ فَاَخَذَ بِاُذُنِیْ فَاَدَارَنِیْ عَنْ یَّمِیْنِہٖ فَتَتَامَّتْ صَلَاتُہٗ ثَلٰثَ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً .ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰی نَفَخَ وَکَانَ اِذَانَامَ نَفَخَ فَاٰذَنَہٗ بِلَالٌ بِالصَّلَاۃِ فَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ وَکَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُعَآئِہٖ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّسَارِیْ نُوْرًا وَّفَوْقِیْ نُوْرًا وَّتَحْتِیْ نُوْرًا وَّ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّخَلْفِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا .قَالَ کُرَیْبٌ وَّ سَبْعٌ فِی التَّابُوْتِ. فَلَقِیْتُ رَجُلٌ مِّنْ وَّلَدِالْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِیْ بِھِنَّ فَذَکَرَ

Marfat.com

عَصَبِیْ وَلَحْمِیْ وَدَمِیْ وَشَعْرِیْ وَبَشَرِیْ وَذَکَرَ خَصْلَتَیْنِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رات حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گزاری پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ اور جب اپنی حاجت سے فارغ ہوئے تو منہ اور ہاتھ دھوئے اور سو گئے۔ پھر کھڑے ہوئے مشکیزے کے پاس آئے اسکا منہ کھولا اور درمیانہ وضو کیا۔ یعنی تھوڑا یا زیادہ پانی استعمال نہ فرمایا۔ پس آپ نے نماز پڑھی اور میں کھڑا ہو گیا مگر دیر کر کے اٹھا۔ کیونکہ مجھے یہ اچھا محسوس نہ ہوا کہ آپ یہ سمجھیں کہ میں دیکھ رہا تھا۔ پس میں نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لئے آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کان پکڑا اور مجھے بائیں جانب کھڑا کر لیا۔ آپ نے پوری تیرہ رکعتیں پڑھیں۔ پھر لیٹے اور سو گئے، یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور آپ جب بھی سوتے تو خراٹے لیتے۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لئے اذان پڑھ دی۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہ فرمایا۔ اور آپ اپنی دعا میں کہہ رہے تھے۔ اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا کر دے اور میری نگاہ میں نور اور میری سماعت میں نور، اور میرے دائیں نور، اور میرے بائیں نور۔ اور میرے اوپر نور، اور میرے نیچے نور، اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور، اور مجھے نور بنا دے۔ کریب کا بیان ہے کہ آپ نے سات چیزوں کا ذکر فرمایا۔ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک شخص سے ملا تو اس نے ان کا ذکر کر کے عصبی ولحمی ودمی وشعری وبشری کا ذکر کیا نیز دو چیزیں اور بیان کیں۔ (بخاری شریف)

۱۲۔ تہجد کے وقت کی دعا

تہجد کے وقت مندرجہ ذیل دعا پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ یَتَھَجَّدُ قَالَ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ. وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ وَقَوْلُکَ حَقٌّ وَلِقَاؤُکَ حَقٌّ وَالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ

Marfat.com

وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت تہجد پڑھتے تو کہتے اے اللہ! سب تعریفیں تیرے لئے ہیں تو آسمان اور زمین کا نور ہے اور جو کچھ ان میں ہے اور قابل تعریف تو ہے۔ تو آسمان اور زمین کا قائم رکھنے والا ہے اور جو کچھ ان میں ہے۔ تعریفیں تیرے لئے ہی ہیں۔ تو سچا ہے۔ تیرا وعدہ سچا ہے۔ تیری بات سچی ہے۔ تیرا دیدار یقینی ہے۔ جنت یقینی ہے، دوزخ یقینی ہے۔ قیامت یقینی ہے۔ سارے نبی سچے ہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں۔ اے اللہ! میں تیرا فرمانبردار ہوا اور میں نے تجھ پر بھروسہ کیا۔ اور تجھ پر ایمان لایا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا۔ تیری مدد کے سہارے (دشمنوں سے) جھگڑا۔ اور تیرے سپرد میں نے اپنا فیصلہ کیا پس جو میں نے پہلے کیا اور آئندہ کروں اسے معاف فرمادے اور جو میں نے چھپایا اور ظاہر کیا۔ تو ہی سب سے پہلے تھا اور تو ہی سب کے بعد ہے، نہیں کوئی معبود مگر تو ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ (بخاری شریف)

۱۳۔ رات کے وقت اللہ کی صدا

رات کے پچھلے پہر میں جاگ کر اللہ کی حسبِ توفیق عبادت کرنی چاہئے اس وقت جو مانگو گے اللہ عطا کرے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ يَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِىْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَّسْاَلُنِىْ فَاُعْطِيَهٗ وَمَنْ يَّسْتَغْفِرُنِىْ فَاَغْفِرَلَهٗ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر رات کو اللہ تبارک وتعالےٰ آسمان دنیا کی طرف اپنی شان کے مطابق نزول فرماتا ہے جبکہ رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے فرماتا ہے کون ہے مجھ سے دعا کرنے والا تاکہ میں اس کی دعا قبول فرماؤں۔ کون ہے مجھ سے سوال کرنے والا تاکہ میں اسے عطا کروں۔ کون ہے مجھ سے استغفار کرنے والا تاکہ میں اس کی مغفرت کردوں۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

۱۴۔ پیٹ کے بل سونے کی ممانعت

سوتے وقت اس امر کا خیال رکھیں کہ پیٹ کے بل یعنی الٹے ہو کر نہ سوئیں۔ کیونکہ حضور ﷺ نے پیٹ کے بل لیٹنے سے منع فرمایا ہے۔ پیٹ کے بل لیٹنا اخلاقی اقدار کے خلاف ہے اور دوسرے یہ کہ شیطانی شر کا خدشہ ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ طبی نقطہ نظر والا غیر مہذب معلوم ہوتا ہے۔ پانچویں یہ کہ پیٹ کے بل لیٹنے سے ستر ننگا ہونے کا ڈر ہوتا ہے اس لیے الٹا پیٹ کے بل سونا منع ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ مَرَّبِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مُضْطَجِعٌ عَلٰی بَطْنِیْ فَرَکَضَنِیْ بِرِجْلِہٖ وَقَالَ یَا جُنْدُبُ اِنَّمَا ھِیَ ضِجْعَۃُ اَھْلِ النَّارِ۔

حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے پائے اقدس سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا۔ اے جندب! یہ جہنمیوں کا لیٹنا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

اس حدیث میں پیٹ کے بل لیٹنے کو جہنم کے لیٹنے سے قرار دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جہنمیوں کی طرح لیٹنا درست نہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ پیٹ کے بل لیٹنے کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلٰی بَطْنِہٖ فَقَالَ اِنَّ ھٰذِہٖ ضِجْعَۃٌ لَّا یُحِبُّھَا اللّٰہُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ (جامع ترمذی)

۱۵۔ ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹنے سے بچنے کی تاکید

چت لیٹ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھنے سے سونے والے ننگا ہونے کا ڈر ہوتا ہے اور اس طرح ستر کا ننگا ہونا باعث شرم اور بے عزتی کا باعث بنتا ہے ویسے بھی ٹانگ پر ٹانگ چڑھانے سے فخر اور تکبر کے اظہار کا پہلو نمایاں ہوتا ہے اس لئے حضور ﷺ نے چت لیٹ کر پیر پر پیر رکھنے سے منع فرمادیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّرْفَعَ الرَّجُلُ اِحْدٰی رِجْلَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی وَھُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰی ظَھْرِہٖ۔

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنے ایک پیر کو اٹھا کر دوسرے پر رکھے جبکہ وہ چت لیٹا ہوا ہو۔ (مسلم شریف)

۱۶۔ مہمان کے لئے الگ بستر رکھنا

بستے گھروں میں اللہ کی رحمت سے مہمان آتے جاتے ہیں اس لئے ان کے سونے کے لئے الگ بستر بنا کر رکھنا سنت ہے۔ حیثیت کے مطابق بستر بنائیں مگر ضرورت سے بہت زیادہ فالتو بستر نہ بنائیں کہ پڑے پڑے خراب ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید یوں فرمائی ہے۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِامْرَاَتِهٖ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا ایک بستر اپنے لئے، دوسرا اس کی بیوی کے لئے، تیسرا مہمان کے لئے اور چوتھا شیطان کے لئے ہوتا ہے۔

(مسلم شریف)

امام نوویؒ نے اس کی یوں وضاحت فرمائی ہے کہ ضرورت کے مطابق ایک سے زائد بستر بنانا جائز اور درست ہے مگر کثرت سے تیار کرنا دنیا کی زینت، فخر اور تکبر کے اظہار کا ذریعہ بنے گا۔ یہ جرأت قابل مذمت ہے جو دراصل شیطان کہ پیدا کردہ ہوگی کیونکہ بڑی باتوں کے وسوسے شیطان ہی ڈالتا ہے۔ اس لئے ضرورت سے زائد سامان اور بستر بنانے سے گریز کریں۔

۱۷۔ سنت قیلولہ

دن کے وقت تھوڑی دیر کے لئے سونے کو قیلولہ کہا جاتا ہے اس سے جسم کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عموماً دوپہر کے کھانے کے بعد گرمیوں کے موسم میں قیلولہ فرماتے اس لئے دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کرنا سنت ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَهَبَ اِلٰى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مُلْحَانَ فَتُطْعِمُهٗ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ فَنَامَ رَسُوْلُ

Marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ یَضْحَکُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا یُضْحِکُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عُرِضُوْا عَلَیَّ غُزَاۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَرْکَبُوْنَ ثَبَجَ ھٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْکًا عَلَی الْاَسِرَّۃِ اَوْ قَالَ مِثْلَ الْمُلُوْکِ عَلَی الْاَسِرَّۃِ شَکَّ اِسْحَاقُ قُلْتُ ادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ فَدَعَا ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَہٗ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ یَضْحَکُ فَقُلْتُ مَا یُضْحِکُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؛ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عُرِضُوْا عَلَیَّ غُزَاۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَرْکَبُوْنَ ثَبَجَ ھٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْکًا عَلَی الْاَسِرَّۃِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْکِ عَلَی الْاَسِرَّۃِ فَقُلْتُ ادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ فَرَکِبَتِ الْبَحْرَ زَمَانَ مُعَاوِیَۃَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِھَا حِیْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَھَلَکَتْ.

عبداللہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے قبا میں پہنچے تو حضرت ام حرام بنت ملحان کے پاس ٹھہرے جو آپ کو کھانا کھلایا کرتیں یہ حضرت عبادہ صامت رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ چنانچہ ایک روز جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو انھوں نے آپ کو کھانا کھلایا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر آپ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت ام حرام کا بیان ہے کہ عرض گزار ہوئی یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس چیز نے ہنسایا۔ فرمایا کہ مجھے میرے کچھ امتی دکھائے گئے جو اس سمندر کی سطح پر سوار ہو کر اس طرح راہ خدا میں جہاد کر رہے ہیں جیسے بادشاہ تختوں پر۔ یا فرمایا کہ تخت پر بادشاہوں کی طرح۔ یہ اسحاق راوی کو شک ہے۔ میں نے عرض کی، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں شامل فرمالے۔ چنانچہ آپ نے دعا کی پھر اپنا سر رکھا اور سو گئے۔ پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے میں عرض گزار ہوئی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو کس چیز نے ہنسایا۔ فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے کچھ اور لوگ پیش کئے گئے جو راہ خدا میں اس سمندر کی سطح پر ایسے سوار ہیں جیسے بادشاہ تختوں پر یا تخت پر بادشاہ کی طرح۔ میں عرض گزار ہوئی اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں شامل فرمالے۔ فرمایا کہ تم پہلے لوگوں میں سے ہو۔ پس یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سمندری جہاز پر سوار ہوئیں۔ جب سمندر سے باہر آئیں تو اپنی سواری سے گر کر اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

(بخاری شریف)

نماز جمعہ کے بعد کھانا کھا کر قیلولہ کرنا بھی سنت ہے۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا نَقِيْلُ وَنَتَغَدّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

ابو حازم کا بیانؓ ہے کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارا قیلولہ کرنا اور کھانا کھانا نماز جمعہ کے بعد ہوتا ہے۔ (بخاری شریف)

۱۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ آرام دہ بستر استعمال کرنے کے قائل نہ تھے کیونکہ آرام دہ بستر غفلت کا باعث بنتا ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے ٹاٹ اور بورے کا بستر استعمال فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت یہ ہے:۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ عَلَيْهِ اَدَمًا حَشْوُهٗ لِيْفٌ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر جس پر سویا کرتے، چمڑے کا تھا جس میں کھجور کا گودا بھرا ہوا تھا۔ (مسلم شریف)

حضرت علامہ یوسف پنہائی نے تحریر فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس بستر مبارک پر استراحت فرماتے تھے چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے درخت کے ریشے کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔ (اس کی لمبائی تقریباً دو گز تھی۔ اور چوڑائی ایک گز اور ایک ہاتھ تھی آپ دنیاوی ساز و سامان سے بالکل کنارہ کش تھے۔ باوجود یکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا کے تمام خزانوں کی کنجیاں عنایت کر دی تھیں مگر آپؐ نے کبھی دنیا کی خواہش نہیں کی۔ ہمیشہ آخرت پر اور اس کی نعمت پر نظر رکھی اور آخرت کو اختیار کیا۔

عَنْ بَعْضِ آلِ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِمَّا يُوْضَعُ فِيْ قَبْرِهٖ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عِنْدَ رَاْسِهٖ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی آل میں سے کسی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر تقریباً اسی طرح کا تھا جو آپ کی قبر انور میں رکھا گیا اور آپ کے نماز پڑھنے کی جگہ سر اقدس کے پاس ہوتی تھی۔

(سنن ابوداؤد)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا؟ فرمایا ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے ایک روز مجھے خیال آیا کہ اگر اس کو چوہرا

Marfat.com

کر کے بچھا دیا جائے تو ذرا زیادہ نرم ہو جائے گا چنانچہ میں نے اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا۔ صبح کو آپ نے دریافت فرمایا۔ رات میرے نیچے کیا چیز بچھائی تھی۔ میں نے کہا وہی ٹاٹ کا بستر تھا۔ البتہ رات میں نے اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا تھا کہ کچھ نرم ہو جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا نہیں اسے دوہرا ہی رہنے دیا کرو۔ رات بستر کی نرمی تہجد کے لئے اٹھنے میں رکاوٹ بنی۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار ایک انصاری خاتون آئیں اور انھوں نے نبی ﷺ کا بستر دیکھا۔ گھر جا کر اس خاتون نے ایک بستر تیار کیا۔ اس میں اون بھر کر خوب ملائم بنا دیا۔ اور نبی ﷺ کے لئے بھیجا۔ نبی ﷺ جب گھر تشریف لائے اور وہ نرم بستر رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فلاں انصاری خاتون آئی تھیں اور آپ کا بستر دیکھ کر گئی تھیں۔ اب یہ انھوں نے آپ کے لئے تیار کر کے بھیجا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا نہیں اس کو واپس کر دو۔ مجھے وہ بستر بہت ہی پسند تھا اس لئے واپس کرنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ مگر نبی ﷺ نے اتنا اصرار فرمایا کہ مجھے واپس کرنا ہی پڑا۔ (شمائل ترمذی)

اس کے بعد فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا اگر میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ حاضر کر دیتا۔ مطلب یہ کہ میرا بستر میرا زہد اور میری ریاضت ہے۔ فقر و فاقہ نہ ملنے کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے کی محبت میں اور اس کی رضا میں میں نے اسے اختیار کیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایک بار چٹائی پر سو رہے تھے۔ چٹائی پر لیٹنے سے آپ کے جسم پر چٹائی کے نشانات پڑ گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر رونے لگا۔ نبی ﷺ نے مجھے روتے دیکھا تو فرمایا کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ قیصر و کسریٰ تو ریشم اور مخمل کے گدوں پر سوئیں اور آپ ﷺ بوریے پر۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یہ رونے کی بات نہیں ہے۔ ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت۔

حضور ﷺ نے کبھی کسی بچھونے اور پلنگ میں عیب جوئی نہیں کی۔ صحابہ کرام کا کہنا ہے کہ اگر ہم نے آپ کے لئے بستر بچھا دیا تو اس پر لیٹ گئے اور اگر نہ بچھایا تو زمین پر ہی لیٹ جاتے تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ ایک چٹائی پر آرام فرما تھے۔ اور چٹائی کے نشانات پہلوئے مبارک پر پڑے ہوئے تھے۔ حضرت عمر فاروق

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے جسم اطہر پر سوائے تہ بند شریفہ کے اور کچھ نہ تھا اور کاشانہ اقدس کے ایک کونے میں ایک صاع کے قریب جو پڑے تھے۔ اور اس کی کھال دیوار پر آویزاں تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اے خطاب کے بیٹے! تمھیں کس چیز نے رُلایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا نبی اللہ (ﷺ) میں کیوں نہ روؤں۔ جبکہ قیصر و کسریٰ باغوں اور نہروں میں سونے کے تختوں پر ریشم کے بستروں پر آرام کریں اور آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب چٹائی پر اس حال میں آرام فرمائیں۔ اے خطاب کے بیٹے! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ ہو کہ دنیا ان کے لئے ہو اور آخرت ہمارے لئے (مدارج النبوت)

حضور ﷺ نے چمڑے کے گدے پر قیلولہ فرمایا۔ اس کے متعلق حضرت انسؓ کی روات یہ ہے:۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطَعًا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا عَلٰى ذٰلِكَ النِّطَعِ قَالَ فَاِذَانَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذْتُ مِنْ عَرَقِهٖ وَشَعْرِهٖ فَجَمَعْتُهٗ فِيْ قَارُوْرَةٍ ثُمَّ جَمَعْتُهٗ فِيْ سُكٍّ. قَالَ فَلَمَّا حَضَرَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةُ اَوْصٰى اَنْ يُّجْعَلَ فِيْ حَنُوْطِهٖ مِنْ ذٰلِكَ السُّكِّ. قَالَ فَجُعِلَ فِيْ حَنُوْطِهٖ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لئے حضرت ام سلیمؓ چمڑے کا گدا بچھایا کرتیں اور آپ اسی گدے پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سو جاتے تو میں آپ کا مقدس پسینہ اور موئے مبارک جمع کر لیتا اور انھیں ایک شیشی میں ڈال کر خوشبو میں ملا لیا کرتا۔ ثمامہ کا بیان ہے کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے وصیت فرمائی کہ وہ خوشبو ان کے کفن کو لگائی جائے۔ ان کا بیان ہے کہ وہی خوشبو ان کے کفن کو لگائی گئی۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

خواب

نیند کی حالت میں جو بات نظر آتی ہے اُسے خواب کہا جاتا ہے۔ خواب اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔ اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں جسے بشارت کہا جاتا ہے اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ جن کا مطلب ڈرانا اور اللہ کے راستے سے ہٹانا ہوتا ہے۔ اچھے خواب سچے ہوتے ہیں اور ان کی تعبیر ہو کر سامنے آتی ہے اور خواب حقیقت بن جاتا ہے ایسے خوابوں کو رویائے صالحہ کہا جاتا ہے۔ ایسے خواب اللہ کے انبیاء اور اس کے اولیاء کو آتے ہیں اور ان کی حقیقت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نیند میں اپنے بندوں کے دل میں اپنی طرف سے خبر ڈال دیتا ہے جو سچی ہوتی ہے اور سچی خوابوں ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انھیں نور معرفت عطا کرتا ہے۔ خوابوں کے ذریعے ہی سے اللہ اپنے بندوں پر بہت سے باطنی اسرار کھول دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سونے والا اپنے خواب میں جن باتوں کو دیکھتا ہے اور ادراک کرتا ہے۔ وہ دراصل وقوع پذیر ہونے والی چیزوں کی علامت و اشارہ ہے اور یہی علامت و اشارہ تعبیر کی بنیاد بنتا ہے۔ کبھی یہ علامت اور اشارہ اتنا غیر واضح ہوتا ہے کہ اسے صرف عارف ہی سمجھ پاتے ہیں اور کبھی اتنا واضح ہوتا ہے کہ خواب دیکھنے والا اور ہر عام انسان اسے خود بھی سمجھ جاتا ہے۔

اس کے علاوہ خواب کی ایک صورت عام ذہنی خیالات ہوتے ہیں جو دن بھر میں ذہن پر چھائے رہتے ہیں اور خواب میں بھی وہی نظر آ جاتے ہیں مگر ان سے کچھ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ ایسے خواب نہ اچھے ہوتے ہیں اور نہ ہی برے۔ القصہ حاصل کلام یہ ہوا کہ خواب تین طرح کے ہیں۔ یعنی ایک رحمانی۔ دوسرا شیطانی اور تیسرا ہیجانی۔ ان تینوں کی تفصیل کے بارے میں حضور ﷺ کے ارشادات گرامی حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ اچھا اور برا خواب

جیسا کہ پہلے بیان کیا ہے کہ اچھا خواب اللہ کی طرف سے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اچھے خواب کی دلیل یہ ہے کہ اس میں اچھی چیزیں نظر آتی ہیں اور اس کی تعبیر میں اچھائی ہوتی ہے

Marfat.com

اس لئے حضور نے تاکید فرمائی ہے کہ جب اچھا خواب نظر آئے تو اس کا ذکر دوسروں سے عام نہ کرے۔ البتہ ایسے شخص سے کرسکتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہو۔ اس کے علاوہ جب شیطانی خواب یعنی ایسی چیز جسے خواب دیکھنے والا ناپسند کرتا ہو۔ نظر آئے تو اس کا کسی سے ذکر نہ کرے بلکہ اللہ سے پناہ مانگے۔ اور دعا کرے کہ اے اللہ شیطانی اثرات اور وسوسے کو دور کردے اور تین مرتبہ کھنکار دے تو انشاء اللہ شیطانی خواب کے برے اثرات سے محفوظ رہے گا۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّیْطٰنِ فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ مَّا یُحِبُّ فَلَا یُحَدِّثْ بِهٖ اِلَّا مَنْ یُّحِبُّ وَاِذَا رَاٰی مَا یَکْرَهُ فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطٰنِ وَلْیَتْفُلْ ثَلٰثًا وَّلَا یُحَدِّثْ بِهَا اَحَدًا فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے جب تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جس کو پسند کرتا ہے تو اس کا ذکر نہ کرے مگر جس شخص کو ناپسند کرتا ہو۔ اور جب ایسی چیز دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہو تو اس کی برائی اور شیطان کی برائی سے اللہ کی پناہ پکڑے۔ تین مرتبہ تھتکارے اور کسی سے اسکا ذکر نہ کرے تو وہ کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (بخاری شریف)

اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم کو خواب میں دیکھنا ایک اچھی خواب کی دلیل ہے۔ ایسے ہی فرشتوں کو خواب میں دیکھنا، انبیاء کی زیارت کرنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل ہونا، اولیا کرام سے خواب میں ملاقات کرنا، نیک علماء کو خواب میں دیکھنا یا ان سے ملاقات کرنا، کعبہ میں داخل ہونا یا کعبہ کی عمارت کو دیکھنا یا خواب میں حج کرنا، یا اذان دینا نماز پڑھنا سب اچھی خوابیں ہیں۔ ایسے ہی خواب میں آسمان کی طرف بلند ہونا یا جنت میں داخل ہونا اچھی خواب ہونے کی دلیل ہے۔ تو مطلب یہ نکلا کہ جو اچھی چیز خواب میں دیکھیں وہ خواب اچھی کہلائے گی۔ اس کے علاوہ خواب میں عورتوں اور مردوں کے اعضاء دیکھنا، حیوانات کے فضلات دیکھنا، سانپ بچھو، کیڑے مکوڑے دیکھنا، برے خوابوں کی دلیل ہیں اور برے خوابوں سے بچنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں یہ تاکید فرمائی ہے کہ برا خواب دیکھنے پر تین مرتبہ بائیں جانب تھوک دینا چاہیے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یَکْرَهُهَا

Marfat.com

فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ ثَلٰثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلٰثًا وَّلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِیْ كَانَ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہو تو بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دے اور تین مرتبہ شیطان سے اللہ کی پناہ لے۔ اور اس کروٹ کو بدل دے جس پر لیٹا ہوا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جو اچھائی کی علامت تھی۔ پھر اسی خواب میں دجال کو دیکھا جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ ایک برا شخص ہے لہٰذا اپنی امت کو اس سے بچنے کی خبر دی۔ اس خواب کی حدیث یوں بیان ہوئی ہے:۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرَانِی اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَآءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهٗ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَآءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا تَقْطُرُ مَآءً مُتَّكِئًا عَلٰی رَجُلَيْنِ اَوْ عَلٰی عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا؟ فَقِيْلَ الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ. ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰی كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے رات کے وقت کعبۃ اللہ کے پاس خواب دکھایا گیا۔ پس میں نے ایک گندمی رنگ کے آدمی کو دیکھا جیسے کہ تم گندمی رنگ کے خوبصورت آدمی کو دیکھتے ہو۔ اس کے بڑے خوبصورت گیسو تھے جیسے خوبصورت تم نے کسی آدمی کے دیکھے ہوں۔ اس نے کنگھی کی ہوئی تھی اور پانی ٹپک رہا تھا۔ وہ دو آدمیوں کا سہارا لیئے ہوئے یا دو آدمیوں کے کندھوں کا سہارا لئے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ پس میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ کہا گیا کہ یہ حضرت مسیح بن مریمؑ ہیں پھر میں نے ایک گھنگریالے بالوں والے آدمی کو دیکھا جو داہنی آنکھ سے کانا تھا۔ گویا وہ پھولا ہوا انگور تھا۔ میں نے سوال کیا کہ یہ کون ہے۔ چنانچہ کہا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

۲۔ حضور ﷺ کی زیارت

خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کرنا بڑی خوش نصیبی کی بات ہے اور جو شخص خواب میں حضور ﷺ کا دیدار کرتا ہے تو وہ دیدار دراصل آپ ہی کا ہوتا ہے کیونکہ حضور ﷺ نے اس بات کی بذات خود یوں تصدیق فرمائی ہے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ.

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا۔ (بخاری شریف)

یہاں بتایا گیا ہے کہ حضور ﷺ کو جس نے خواب میں دیکھا۔ تو درحقیقت اس نے حضور ﷺ ہی کو خواب میں دیکھا کیونکہ اس بارے میں شیطانی اثرات کا قطعاً دخل نہیں ہوتا۔ چنانچہ علماء نے اس چیز کو حضور ﷺ کے خصائص میں شمار کیا ہے اور اسے اعجاز نبوی قرار دیا ہے۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس حدیث کا تعلق اس شخص کے خواب سے ہے جس نے حضور ﷺ کو اس مخصوص حلیہ میں دیکھا جس سے آپ متصف تھے مگر بعض نے اس بات میں ذرا اور وسعت سے کام لیا ہے اور کہا ہے کہ آپ کو اس صورت میں جو پوری عمر آپ سے متعلق رہی ہے خواہ جوانی کی شکل وصورت میں دیکھے خواہ جوانی کی عمر ڈھلنے کے وقت اور خواہ آخری عمر کی صورت میں دیکھے اور بعض حضرات نے اس دائرہ کو اور محدود کیا ہے اور کہا ہے کہ خواب میں دیکھنے میں صرف اس شکل وصورت کا اعتبار ہے جو آپ کی آخری یعنی عمر وصال سے پہلے تھی۔ جس میں آپ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ امام ابن سیرین کے پاس جب کوئی شخص آکر یہ بیان کرتا کہ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپ کہتے کہ بتاؤ تم نے حضور کو کس شکل وصورت اور حلیہ میں دیکھا ہے اگر وہ شخص حضور ﷺ کا حلیہ بیان نہ کرتا جو آپ کے ساتھ مخصوص ہے تو امام ابن سیرین کہتے، بھاگ جاؤ۔ تم نے حضور ﷺ کو خواب میں نہیں دیکھا۔

حضرت امام نووی کا قول ہے کہ جس شخص نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا اس نے بہر صورت آپ ہی کو دیکھا خواہ اس نے اس مخصوص صورت یا حلیہ میں دیکھا ہو جو آپ کے بارے میں منقول ہے یا کسی اور شکل وشباہت میں دیکھا کیونکہ شکل وشباہت کا مختلف ہونا ذات کے مختلف ہونے کو ضروری قرار

Marfat.com

نہیں دیتا بلکہ یہ بات یادرکھو کہ شکل وشباہت میں اختلاف وتفاوت کا تعلق خواب دیکھنے والے کے ایمان مستحکم یا غیر مستحکم سے بھی ہوسکتا ہے۔ یعنی جس شخص نے خواب دیکھا یہ اس کے ایمان کی کمزوری اور عقیدے میں فساد کی علامت قرار پائے گا۔ جیسا کہ اگر کسی شخص نے حضور ﷺ کو بوڑھا دیکھا اور ایک شخص نے جوان دیکھا ایک شخص نے خوشی کے عالم میں دیکھا۔ ایک نے خفگی کے عالم میں دیکھا۔ ایک نے روتے ہوئے دیکھا، ایک نے تبسم فرماتے ہوئے دیکھا۔ ایک نے ناخوش دیکھا تو یہ ساری حالتیں خواب دیکھنے والے کے ایمانی احوال کے فرق وتفاوت پر مبنی ہوں گی کہ جو شخص جس درجہ کے ایمان کا حامل ہوگا وہ آپ ﷺ کو اسی درجہ کی مثالی صورت میں دیکھے گا۔ اس اعتبار سے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھنا گویا اپنے احوال ایمانی کو پہچاننے کا ایک معیار ہے لہٰذا یہ چیز اہل طریقت کے لئے ایک مفید ضابطہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ وہ اس کے ذریعے اپنے باطن کو پہچان کر اس کی اصلاح کریں۔

حضرت امام ابن سیرین کا کہنا ہے کہ جس نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی تو یہ نیکی کی بشارت ہے اور اس شخص سے نیک اعمال سرزد ہوں گے اور اگر کوئی ناگوار بات دیکھی تو وہ دنیا میں تنگی سے دوچار ہوگا اور جس نے حضور ﷺ کو خشک زمین پر دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہاں سبزہ آجائے گا اور اگر کسی شخص نے سرکار دوعالم ﷺ کو اس وقت خواب میں دیکھا جب وہ کسی تکلیف یا رنج وغم میں مبتلا تھا تو اس کے تمام مصائب دور ہوجائیں گے اور اگر حضور ﷺ کو اپنے گھر کے صحن میں دیکھا تو اس کی اللہ کی طرف سے مدد ہوگی۔

جس شخص نے حضور ﷺ کو حج کرتے ہوئے دیکھا تو وہ خود حج کی سعادت پائے گا اور جس نے دیکھا کہ آپ وعظ فرمارہے ہیں تو آپ کی امت آپ کی اطاعت کریگی اور جس نے یہ دیکھا کہ آپ ﷺ آئینہ دیکھ رہے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ امت کو امانت ادا کرنے کی تلقین کررہے ہیں۔ جس نے حضور ﷺ کو کچھ کھاتے دیکھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ امت کو زکوٰۃ ادا کرنے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ اور جس کو خواب میں حضور ﷺ نے اپنے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا یا اپنی انگوٹھی یا تلوار یا اسی قسم کی کوئی چیز عنایت فرمائی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی عزت میں اضافہ ہوگا۔

زیارت النبی ﷺ کے سلسلے میں ایک اور چیز کی وضاحت یہ ہے کہ جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ (مسلم شریف)

شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اختیار کرنے سے عاجز ہے اس لئے وہ خواب میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت ہرگز نہیں بن سکتا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر جوٹ لگا سکتا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سراپا ہدایت وراستی کا مظہر ہیں جبکہ شیطان لعین ضلالت وگمراہی کا مظہر ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اس لئے شیطان زیارت النبی کے سلسلے میں کسی کو دھوکا نہیں دے سکتا۔

زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں ایک اور حدیث یہ ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو عنقریب وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھ لے گا۔

اس حدیث کا تعلق ان اولیا اکرام سے ہے جو بہت ہی صاحب مقام ہوتے ہیں اور اللہ جب چاہتا ہے تو حالت بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف عطا فرما دیتا ہے۔ کیونکہ ہر چیز اللہ کے اختیار میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطٰنُ بِیْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو عنقریب وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھ لے گا اور شیطان میرے جیسی صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ (بخاری شریف)

۳۔ اچھے خواب مبشرات ہیں

مسلمان کا اچھا خواب برحق ہے اور اس کی تعبیر سچ ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اچھے خواب مبشرات ہیں۔ مبشرات اللہ تعالیٰ صرف اپنے خاص بندوں کو دیتا ہے اور مبشرات نبوت کے فیضان سے ایک فیض ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا

Marfat.com

اَلْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ .رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَزَادَ مَالِكٌ بِرِوَايَةِ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ يَرَاهَا الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰى لَهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔نبوت سے بشارتوں کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔لوگ عرض گزار ہوئے کہ بشارتیں کیا ہیں؟ فرمایا کہ اچھے خواب۔(بخاری شریف)

امام مالک نے عطار بن یسار سے روایت کرتے ہوئے یہ بھی کہا۔جس کو کوئی مسلمان دیکھے یا اس کے لئے کسی کو دکھایا جائے۔(مشکوۃ شریف)

مبشرات بشارت سے مشتق ہے جس کے معنی خوشخبری کے ہیں۔یعنی اچھے خواب خوشخبری دیتے ہیں۔جو خوشی اور سعادت مندی کی دلیل ہے۔اس لئے اچھے خوابوں کو مبشرات کہا گیا ہے۔خوشخبری ہمیشہ متقی اور پرہیزگاروں کے لئے ہے۔یہی وجہ ہے کہ اچھے اور سچے خواب جو حقیقت میں مبشرات میں سے ہوتے ہیں۔اہل تقویٰ اور اہل تصوف کو آتے ہیں۔کیونکہ صوفیاء کو بہت سے چیزوں کی خوشخبری اللہ تعالیٰ بذریعہ خواب دیتا ہے جن کی تعبیر بالکل سچی ہوتی ہے۔بزرگان دین جب باطل قوتوں کے ساتھ جہاد میں مصروف ہوتے ہیں تو اللہ انھیں خواب کے ذریعے غالب آنے کی خبر دیتا ہے جو بعد میں حقیقت بن جاتی ہے۔تو معلوم ہوا کہ ہر سچی بات جس کی خبر خواب کے ذریعے ملے وہ مبشرات میں سے ہے۔

۴۔اچھے خواب روحانی نعمت کا حصہ ہیں

نبوت کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت سچ ہے کہ نبی کا ہر حکم اور پیغام سچ پر مبنی ہوتا ہے لہٰذا وہ خواب جو سچا ہو۔اسے نبوت کے اوصاف میں قرار دیا گیا ہے اسی بنا پر اچھے خواب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اچھا خواب نبوت کے حصوں میں سے چھیالیسواں حصہ ہے۔

جس طرح انبیاء کے خواب سچے ہوتے ہیں ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا وہ ولی جو مقام صدیقیت پر فائز ہوگا اس کا ہر خواب سچا ہوگا کیونکہ تمام مقام صدیقیت ملتا ہی اس ولی اللہ کو ہے جس کی ہر

Marfat.com

بات سچی ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ یَکَدْ یَکْذِبُ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَمَا کَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَاِنَّهٗ لَا یَکْذِبُ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِیْرِیْنَ وَاَنَا اَقُوْلُ الرُّؤْیَا ثَلَاثٌ حَدِیْثُ النَّفْسِ وَتَخْوِیْفُ الشَّیْطٰنِ وَبُشْرٰی مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ رَاٰی شَیْئًا یَکْرَهُهٗ فَلَا یَقُصُّهٗ عَلٰی اَحَدٍ وَلْیَقُمْ فَلْیُصَلِّ قَالَ وَکَانَ یَکْرَهُ الْغُلَّ فِی النَّوْمِ وَیُعْجِبُهُمُ الْقَیْدُ وَیُقَالُ الْقَیْدُ ثَبَاتٌ فِی الدِّیْنِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب زمانہ قریب ہوجائے گا تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوا کریگا کیونکہ مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور جو نبوت کا حصہ ہو وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ محمد بن سیرین نے فرمایا۔ میں کہتا ہوں کہ خواب تین قسم کے ہیں۔ ایک دلی خیالات، دوسرے شیطان کے ڈراوے اور تیسرے اللہ کی طرف سے بشارتیں۔ جو تم میں سے ناپسندیدہ چیز دیکھے تو وہ کسی سے بیان نہ کرے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہئے۔ روای کا بیان ہے کہ وہ خواب میں طوق دیکھنے کو ناپسند کرتے اور بیڑی کو پسند فرماتے۔ کہا جاتا ہے کہ بیڑی دین میں ثابت قدمی کی نشانی ہے۔ (مسلم شریف)

۵۔ نماز صبح کے بعد تعبیر کرنا سنت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نماز فجر کے فارغ ہونے کے بعد صحابہ کرامؓ کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ کسی نے خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کرتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر فرما دیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز فجر کے بعد کسی خواب کی تعبیر پوچھنا سنت ہے اور ایسے ہی جو تعبیر کرنے کے لائق ہو اس کے لئے تعبیر بتانا سنت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خواب کا مفصل ذکر حسب ذیل ہے:۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ مَنْ رَاٰی مِنْکُمُ اللَّیْلَةَ رُؤْیَا قَالَ فَاِنْ رَاٰی اَحَدٌ فَقَصَّهَا فَیَقُوْلُ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَسَاَلَنَا یَوْمًا فَقَالَ هَلْ رَاٰی مِنْکُمْ اَحَدٌ رُؤْیَا قُلْنَا لَا قَالَ لٰکِنِّیْ رَاَیْتُ

Marfat.com

اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِیْ فَاَخَذَبِيَدَیَّ فَاَخْرَجَانِیْ فَاَخَذَ بِيَدَیَّ فَاَخْرَجَانِیْ اِلَى الْاَرْضِ مُقَدَّسَةٍ فَاِذَارَجُلٌ جَالِسٌ وَّرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهٖ كَلُّوْبٌ مِّنْ حَدِيْدٍ يُدْخِلُهٗ فِیْ شِدْقِهٖ فَيَشُقُّهٗ حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْاٰخَرِمِثْلَ ذٰلِكَ وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهٗ هٰذَا فَيَعُوْدُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهٗ قُلْتُ مَا هٰذَاقَالَ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلٰى قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَاْسِهٖ بِفِهْرٍ اَوْ صَخْرَةٍ يَشْدَخُ بِهٖ رَاْسَهٗ فَاِذَاضَرَبَهٗ تَدَهْدَهُ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ اِلَيْهِ لِيَاْخُذَهٗ فَلَا يَرْجِعُ اِلٰى هٰذَا حَتّٰى يَلْتَئِمَ رَاْسُهٗ وَعَادَرَاْسُهٗ كَمَا كَانَ فَعَادَاِلَيْهِ فَضَرَبَهٗ فَقُلْتُ مَا هٰذَا. قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَآ اِلٰى ثَقْبٍ مِّثْلِ التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَّاَسْفَلُهٗ وَاسِعٌ تَتَوَقَّدُ تَحْتَهٗ نَارٌ فَاِذَاارْتَفَعَتْ اِرْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادُوْا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا وَاِذَاخَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا وَفِيْهَا رِجَالٌ وَّنِسَآءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَاقَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ مِّنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى وَسَطِ النَّهَرِ وَعَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِیْ فِی النَّهَرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِیْ فِيْهِ فَرَدَّهٗ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَآءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِیْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَ لَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا اِلٰى رَوْضَةٍ خَضْرَآءَ فِيْهَاشَجَرَةٌ عَظِيْمَةٌ وَفِیْ اَصْلِهَا شَيْخٌ وَصِبْيَانٌ وَّاِذَارَجُلٌ مِّنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوْقِدُهَا فَصَعِدَ اِبِیَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِیْ دَارًاهِیَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ مِنْهَا فِيْهَا شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ فَقُلْتُ لَهُمَا اِنَّكُمَا قَدْ طَوَّفْتُمَانِی اللَّيْلَةَ فَاَخْبِرَانِیْ عَمَّا رَاَيْتُ قَالَ نَعَمْ اَمَّا الرَّجُلُ الَّذِیْ رَاَيْتَهٗ يُشَقُّ شِدْقُهٗ فَكَذَّابٌ يُّحَدِّثُ بِالْكِذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ مَا تَرٰى اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَالَّذِیْ رَاَيْتَهٗ يُشْدَخُ رَاْسُهٗ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ بِمَا فِيْهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهٖ مَا رَاَيْتَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِیْ رَاَيْتَهٗ فِی النَّهَرِ اٰكِلُ الرِّبٰوا وَالشَّيْخُ الَّذِیْ رَاَيْتَهٗ فِیْ اَصْلِ الشَّجَرَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهٗ فَاَوْلَادُالنَّاسِ وَالَّذِیْ يُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْاُوْلَى الَّتِیْ دَخَلْتَ دَارُعَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُفَدَارُ الشُّهَدَاءِ وَاَنَا جِبْرَآئِيْلُ وَهٰذَ مِيْكَائِيْلُ فَارْفَعْ رَاْسَكَ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ وَاِذَ فَوْقِیْ مِثْلَ السَّحَابِ وَفِیْ رِوَايَةٍ مِثْلَ فِی الرَّبَابَةِ الْبَيْضَآءِ قَالَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ قُلْتُ

Marfat.com

وَعْدِنِیْ اُدْخُلْ مَنْزِلِیْ قَالَا اِنَّهٗ بَقِیَ لَكَ عُمْرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ فَاِذَا اسْتَكْمَلْتَهٗ اَتَیْتَ بِمَنْزِلِكَ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ لیتے تو چہرہ انور ہماری جانب کر کے فرماتے۔ تم میں سے آج رات کس نے خواب دیکھا ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو بیان کر دیتا اور جو اللہ چاہتا آپ فرماتے۔ چنانچہ ایک روز آپ نے ہم سے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کی نہیں۔ فرمایا کہ آج رات میں نے دو شخص دیکھے کہ میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ارض مقدس کی طرف لے گئے۔ وہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اور ایک کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور تھا۔ جو اس کے گال میں داخل کر کے چیرتا یہاں تک کہ گدی تک پہنچ جاتا۔ پھر دوسرے گال میں بھی اسی طرح کرتا اور پہلا گال درست ہو جاتا۔ پھر دوبارہ اسی طرح کرتا۔ میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ کہا چلئے! ہم چل دیئے۔ یہاں تک کہ ایک آدمی کے پاس آئے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ اور ایک آدمی پہلے کی طرح درست ہو جاتا۔ وہ واپس آ کر اسے مارتا میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ دونوں نے کہا کہ چلیئے۔ ہم آگے چلے۔ یہاں تک کہ ایک گڑھے کے پاس پہنچے جو تنور کی طرح تھا۔ جو اوپر سے تنگ اور نیچے سے وسیع تھا۔ اس کے نیچے آگ تھی۔ جب وہ بلند ہوتی تو لوگ بھی اوپر آ جاتے اور اس سے نکلنے کے قریب ہو جاتے۔ جب وہ نیچے جاتی تو وہ بھی نیچے چلے جاتے اور اس میں ننگے مرد و عورت تھے۔ میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ دونوں نے کہا کہ چلیئے۔ ہم چل دیئے۔ یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ جس کے درمیان میں ایک آدمی کھڑا تھا اور نہر کے کنارے ایک آدمی اس کے سامنے پتھر لے کر کھڑا تھا جب نہر والا آگے بڑھتا اور باہر نکلنے کا ارادہ کرتا تو یہ آدمی اس کے ناف پر پتھر مارتا اور اسی جگہ واپس لوٹا دیتا۔ جب وہ نکلنے کے لئے آتا تو یہ اس کے منہ پر پتھر مار کر واپس اسی جگہ لوٹا دیتا۔ میں نے کہا یہ کیا یا چٹان لے کر اس کے سر پر کھڑا تھا۔ جس کے ساتھ اس کے سر کو کچلتا۔ جب وہ مارتا تو پتھر دور چلا جاتا۔ وہ اُسے لینے کے لئے جاتا تو واپس نہ آتا کہ اس کا سر ہے؟ دونوں نے کہا چلیئے۔ ہم چل دیئے۔ یہاں تک کہ ایک سرسبز باغ میں پہنچے جس میں ایک بہت بڑا درخت تھا اس کی جڑ میں ایک بوڑھا اور بچے تھے اور ایک آدمی درخت کے سامنے آگ جلا رہا تھا۔ وہ مجھے لے کر درخت پر چڑھ گئے۔ اور ایک گھر میں لے گئے جو درخت کے درمیان تھا۔ اور اس

Marfat.com

سے خوبصورت میں نے کوئی گھر نہیں دیکھا تھا۔ اس میں بوڑھے جوان، عورتیں اور بچے تھے پھر مجھے نکال لائے اور درخت پر لے چڑھے۔ پھر مجھے دوسرے گھر میں لے گئے جو پہلے سے بھی خوبصورت اور عمدہ تھا اس میں بوڑھے اور جوان تھے۔ میں نے دونوں سے کہا کہ آج رات تم نے مجھے پھرایا ہے لہٰذا جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کے متعلق مجھے بتاؤ۔ کہا ہاں وہ آدمی جس کا جبڑا چیرا جاتا تھا وہ بہت جھوٹا ہے۔ جھوٹی باتیں بنایا کرتا اور لوگ اس سے سن کر دنیا میں پھیلاتے رہے پس قیامت تک اس کے ساتھ یہی ہوتا رہے گا جس کو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جاتا ہے تو اس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سکھایا لیکن وہ رات کو سو جاتا اور دن میں اس پر عمل نہ کرتا۔ جو آپ نے ملاحظہ فرمایا اس کے ساتھ قیامت تک وہی ہوتا رہے گا۔ جن کو آپ نے تنور میں دیکھا وہ زنا کار تھا۔ جس کو آپ نے نہر میں دیکھا وہ سود خور تھا۔ جس بوڑھے شخص کو آپ نے درخت کی جڑ میں دیکھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے گرد جو بچے تھے۔ وہ ان کی اولاد ہے۔ جو آگ جلا رہا تھا وہ جہنم کا انچارج فرشتہ مالک تھا۔ پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے عام مومنین کا ہے۔ یہ دوسرا گھر شہیدوں کا ہے میں جبریل علیہ السلام ہوں اور یہ میکائیل علیہ السلام ہیں۔ اپنا سر اٹھایئے۔ میں نے سر اٹھایا تو میرے اوپر بادل جیسی چیز تھی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تہ بہ تہ سفید بادل۔ دونوں نے کہا کہ آپ کی منزل یہی ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے چھوڑو تا کہ میں اپنے مکان میں داخل ہو جاؤں۔ کہا کہ ابھی آپ کی عمر باقی ہے جو پوری نہیں کی۔ جب اسے پوری کر لیں گے تو اسی میں جلوہ افروز ہوں گے۔ (بخاری شریف)

۶۔ ورقہ بن نوفل کے بارے میں ایک خواب

حضرت ورقہ بن نوفل کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک خواب دیکھا جس میں آپ نے انھیں سفید لباس میں دیکھا۔ اور پھر اس کی یہ تعبیر فرمائی کہ وہ راحت میں ہیں۔

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَرَقَةَ فَقَالَتْ لَهٗ خَدِيْجَةُ اِنَّهٗ كَانَ قَدْ صَدَّقَكَ وَلٰكِنْ مَاتَ قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُهٗ فِي الْمَنَامِ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ بِيْضٌ وَّلَوْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَكَانَ عَلَيْهِ لِبَاسٌ غَيْرُ ذَالِكَ.

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ورقہ کے متعلق پوچھا گیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں عرض گزار ہوئیں۔ انھوں نے آپ کی تصدیق کی تھی۔ لیکن آپ کے ظہور سے پہلے فوت ہوگئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے وہ خواب میں دکھائے گئے اور ان کے اوپر سفید کپڑے تھے۔ اگر وہ جہنمی ہوتے تو ان کے اوپر کوئی اور لباس ہوتا۔

(ترمذی شریف)

۷۔ جھوٹا خواب بنانے کی مذمت

جھوٹ ہر صورت میں جھوٹ ہی ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے جھوٹا خواب بنانے کی بہت مذمت فرمائی ہے۔ اس لئے میرے دوست! جھوٹا خواب بنانے کی کبھی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ اَفْرَى الْفِرَآى اَنْ يُرِىَ الرَّجُلُ عَيْنَيْهِ مَالَمْ تَرَيَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ آدمی کسی چیز کو دیکھنے کا دعویٰ کرے اور اس نے دیکھی نہ ہو۔ (بخاری شریف)

۸۔ سحری کے وقت کا خواب عموماً سچا ہوتا ہے

رات کا پچھلا پہر چونکہ بہت بابرکت ہوتا ہے۔ رحمت خداوندی پورے زور میں ہوتی ہے اس لئے اس رحمت کے وقت میں دیکھا ہوا خواب سچا ہوتا ہے۔ اس کی تصدیق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔

وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْاَسْحَارِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سچا خواب سحری کے وقت کا ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی، سنن دارمی)

۹۔ خواب میں گائے دیکھنا

خواب میں گائے دیکھنا اچھے انجام اور خوشحالی کی علامت ہے اور اللہ کی رحمت سے حصہ ملنے کی

Marfat.com

علامت ہے۔

عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ جَدِّہٖ اَبِیْ مُوْسٰی اُرَاہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اُھَاجِرُ مِنْ مَّکَّۃَ اِلٰی اَرْضٍ بِھَا نَخْلٌ فَذَھَبَ وَھْلِیْ اِلٰی اَنَّھَا الْیَمَامَۃُ اَوْ ھَجَرٌ فَاِذَا ھِیَ الْمَدِیْنَۃُ یَثْرِبُ وَرَاَیْتُ فِیْھَا بَقَرًا وَاللّٰہِ خَیْرٌ فَاِذَا ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ اُحُدٍ وَاِذَا الْخَیْرُ مَا جَآءَ اللّٰہُ مِنَ الْخَیْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِیْ اٰتَانَا اللّٰہُ بِہٖ بَعْدَ یَوْمِ بَدْرٍ.

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اور ان کے خیال میں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ مکرمہ سے ایسی جگہ کی طرف ہجرت کرر ہا ہوں۔ جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہے لیکن وہ تو مدینہ ہے جس کو یثرب کہتے تھے چنانچہ میں نے وہاں گائے دیکھی اور اللہ کی بھلائی۔ گائے تو وہ مسلمان ہیں جو غزوہ اُحد میں شہید ہوئے اور بھلائی وہ جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھلائی عطا فرمائی اور سچائی کا بدلہ وہ جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں غزوہ بدر کے بعد مرحمت فرمایا۔ (بخاری شریف)

۱۰۔ بال بکھرے والی کالی عورت دیکھنا

خواب میں کالی عورت دیکھنا وباء کی علامت ہے۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فِیْ رُؤْیَا النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَدِیْنَۃِ رَاَیْتُ امْرَاَۃً سَوْدَآءَ ثَائِرَۃَ الرَّاْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ حَتّٰی نَزَلَتْ بِمَھْیَعَۃَ نَتَاَوَّلْتُھَا اَنَّ وَبَآءَ الْمَدِیْنَۃِ نُقِلَ اِلٰی مَھْیَعَۃَ وَھِیَ الْجُحْفَۃُ.

سالم بن عبداللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کے بارے میں روایت کی جو آپ نے مدینہ طیبہ کے بارے میں دیکھا کہ میں نے ایک کالی عورت دیکھی جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ وہ مدینہ منورہ سے نکل کر مہیعہ جا ٹھہری۔ پس میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ مدینہ منورہ کی وبا مہیعہ کی جانب بھیج دی گئی جس کو جحفہ کہتے ہیں۔

(بخاری شریف)

Marfat.com

۱۱۔ حضور ﷺ کا ایک خواب

حضور ﷺ نے ایک مرتبہ امت کے بارے میں خواب دیکھا جس میں آپ کو اُمت کے مختلف لوگوں کی مختلف کیفیات دکھائی گئیں جس کی تفصیل یہ ہے:۔

عَنْ اِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِیْ رَاْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ :مَا يُضْحِكُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عُرِضُوْلَ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَاالْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْمِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ شَكَّ اِسْحَاقُ. قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ عُرِضُوْا عَلَیَّ غُزَاةً فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِی الْاُوْلٰى قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِیْ زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ پس ایک روز آپ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ تو انھوں نے کھانا کھلایا اور وہ آپ ﷺ کے سر مبارک کو سہلانے لگیں تو رسول اللہ ﷺ کو نیند آ گئی۔ جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو آپ ہنس رہے تھے ان کا بیان ہے کہ میں عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کس چیز نے ہنسایا؟ فرمایا کہ مجھے میری امت کے کچھ لوگ دکھائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں اور اس سمندر کے سینے پر اس طرح سوار ہیں جیسے بادشاہ تختوں پر یا بادشاہوں کی طرح جو تختوں پر ہوں۔ یہ اسحاق راوی کا شک ہے، ان کا بیان ہے کہ میں عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ ﷺ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شمار فرمالے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

ان کے لئے دعا کی اور سر رکھ کر سو گئے پھر جب بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کس چیز نے ہنسایا؟ فرمایا کہ مجھے میری امت کے کچھ لوگ دکھائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں۔ پھر اسی طرح فرمایا جیسے پہلے فرمایا تھا ان کا بیان ہے کہ میں عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ ﷺ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شمار فرمالے۔ فرمایا کہ تم پہلے گروہ میں ہو۔ پس یہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان کے زمانہ میں سمندری جہاز پر سوار ہوئیں اور جب سمندر سے باہر نکلیں تو اپنی سواری سے گر کر جاں بحق ہو گئیں۔ (بخاری شریف)

۱۲۔ خواب میں بہتا ہوا چشمہ دیکھنا

خواب میں بہتا ہوا چشمہ دیکھنے سے مراد عمل کا جاری رہنا ہے۔

عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ وَهِيَ امْرَأَةٌ مِّنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ طَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ فِي السُّكْنَىٰ حِينَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلَىٰ سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ فَاشْتَكَىٰ فَمَرَّضْنَهُ حَتَّىٰ تُوُفِّيَ ثُمَّ جَعَلْنَهُ فِي أَثْوَابِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ. قَالَ وَمَا يُدْرِيكَ. قُلْتُ لَا أَدْرِي وَاللّٰهِ قَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَوَاللّٰهِ لَا أُزَكِّي أَحَدًا بَعْدَهُ. قَالَتْ وَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِي. فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ ذٰلِكَ عَمَلُهُ يَجْرِي لَهُ.

خارجہ بن زید بن ثابت نے حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جوان کی عورتوں میں سے ایک عورت تھیں اور جنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ حضرت عثمان بن مظعون رہائش کے لئے قرعہ اندازی میں ہمارے لئے نکلے جبکہ انصار نے مہاجرین کی رہائش کے لئے قرعہ اندازی کی تھی۔ وہ بیمار پڑ گئے اور ہم نے تیمارداری کی لیکن وہ وفات پا گئے تو ہم نے ان کے کپڑوں کا کفن دے دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا۔ اے ابوسائب! آپ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بزرگی عطا فرمائی ہے فرمایا کہ تمھیں کیسے معلوم ہوا؟

Marfat.com

میں عرض گزار ہوئی۔ کہ خدا کی قسم! مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں۔ فرمایا کہ تمھیں کیسے معلوم ہوا؟ میں عرض گزار ہوئی کہ خدا کی قسم مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں۔ فرمایا کہ جہاں تک ان کی بات ہے تو انھوں نے وفات پائی اور میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی امید رکھتا ہوں لیکن خدا کی قسم میں اپنی عقل سے نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟۔ حضرت ام العلاءؓ نے کہا کہ خدا کی قسم اس کے بعد میں کسی کی تعریف نہیں کروں گی۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عثمان کے لئے خواب میں دیکھا کہ چشمہ جاری ہے پس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس بات کا آپ سے ذکر کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ان کا عمل ہے جو ان کے لئے جاری رہے گا۔ (بخاری شریف)

۱۳۔ خواب میں کعبہ کا طواف کرنا

خواب میں کعبہ کا طواف کرنا حقیقت میں طواف کرنے کے مترادف ہے۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ اَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ بَیْنَ رَجُلَیْنِ یَنْطِفُ رَاْسُهٗ مَآءً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا ابْنُ مَرْیَمَ فَذَهَبْتُ اَلْتَفِتُ فَاِذَا رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِیْمٌ جَعْدُ الرَّاْسِ اَعْوَرُ الْعَیْنِ الْیُمْنٰی كَاَنَّ عَیْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِیَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبْهًا ابْنُ قَطَنٍ وَابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِی الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ.

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ وہاں گندمی رنگ، سیدھے بالوں والا ایک آدمی دو آدمیوں کے درمیان تھا اور اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا میں نے کہا یہ کون ہے؟ جواب دیا گیا کہ یہ حضرت ابن مریم ہیں۔ میں واپس لوٹنے لگا تو ایک سرخ رنگ کے بھاری آدمی پر نظر پڑی جس کے بال گھنگھریالے اور وہ داہنی آنکھ سے کانا تھا۔ جو پکے ہوئے انگور کے مانند تھی۔ میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ جواب دیا گیا کہ یہ دجال ہے۔ جو تمام لوگوں میں ابن قطن کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ اور ابن قطن نامی آدمی بنی مصطلق کا تھا جو

Marfat.com

خزاعہ کی ایک شاخ ہے۔(بخاری شریف)

۱۴۔خواب میں محل دیکھنا

خواب میں محل دیکھنے کی تعبیر جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری ہے

عَنْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَاِذَا امْرَاَةٌ تَتَوَضَّأُ اِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ قُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ . قَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا قَالَ اَبَا هُرَيْرَةَ فَبَكٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ قَالَ اَعَلَيْكَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغَارُ.

حضرت سعید بن میّب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا۔ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ اس کے اندر کوئی عورت محل کے ایک جانب وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کا۔ چنانچہ مجھے کی غیرت یاد آ گئی اور میں واپس لوٹ آیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب روئے اور عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا میں آپ پر غیرت کھاتا۔ (بخاری شریف)

۱۵۔خواب میں قمیص دیکھنے کی تعبیر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں قمیص دیکھنے کو دین قرار دیا ہے۔

عَنْ اَبُوْ اُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَمَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ قَالَ مَا اَوَّلْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ.

حضرت ابوامامہ بن سہل نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں

Marfat.com

اور وہ قمیص تو سینے تک تھی اور بعض کی اس سے نیچی۔ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو ان کی قمیص گھسٹ رہی تھی۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس سے کیا مراد لیتے ہیں؟ فرمایا کہ دین۔ (بخاری شریف)

۱۶۔ خواب میں دودھ دیکھنا

خواب میں دودھ سے سیراب ہونے کا مطلب علم سے سیراب ہونا ہے۔

حَدَّثَنِی حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى اِنِّیْ لَاَرَى الرِّیَّ يَخْرُجُ مِنْ اَطْرَافِیْ فَاَعْطَيْتُ فَضْلِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَنْ حَوْلَهٗ فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمُ

حمزہ بن عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس پیالے میں دودھ لایا گیا۔ پس میں نے پیا یہاں تک کہ اس کی سیرابی میرے ناخنوں سے نکلنے لگی۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ جو ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے وہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! (ﷺ) آپ اس سے کیا مراد لیتے ہیں؟ فرمایا کہ علم۔ (بخاری شریف)

۱۷۔ خواب میں ریشمی کپڑے دیکھنا

خواب میں کسی عورت کو ریشمی کپڑوں میں دیکھنے کی تعبیر شادی ہونا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ قَبْلَ اَنْ اَتَزَوَّجَكِ مَرَّتَيْنِ. رَاَيْتُ الْمَلَكَ يَحْمِلُكِ فِیْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقُلْتُ لَهٗ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَاِذَاهِیَ اَنْتِ فَقُلْتُ اَنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ يُمْضِهٖ ثُمَّ اُرِيْتُكِ يَحْمِلُكِ فِیْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَقُلْتُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَاِذَاهِیَ اَنْتِ. فَقُلْتُ اِنْ يَّكُ هٰذَامِنْ عِنْدِاللّٰهِ يُمْضِهٖ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے تم دو مرتبہ خواب میں

Marfat.com

دکھائی گئیں۔ کہا گیا کہ کیا آپ ان سے شادی کریں گے؟ پہلی دفعہ دیکھا کہ فرشتے نے تمھیں ریشمی کپڑے میں اٹھایا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ منہ کھول دو۔ اس نے کھول دیا تو تم تھیں پس میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ہو کر رہے گا۔ پھر دوسری مرتبہ مجھے تم دکھائی گئیں تو فرشتے نے تمھیں ریشمی کپڑے میں اٹھایا ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ منہ کھول دو۔ اس نے کھول دیا تو وہ تم تھیں۔ پس میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ہو کر رہے گا۔ (بخاری شریف)

۱۸۔ ہاتھ میں کنجیاں دیکھنا

خواب میں کنجیاں ملنے سے مراد اقتدار ملنا ہے۔

عَنْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ. قَالَ مُحَمَّدٌ وَبَلَغَنِيْ اَنَّ جَوَامِعَ الْكَلِمِ اَنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُ الْاُمُوْرَ الْكَثِيْرَةَ الَّتِيْ كَانَتْ تُكْتَبُ فِي الْكُتُبِ قَبْلَهٗ فِي الْاَمْرِ الْوَاحِدِ وَالْاَمْرَيْنِ اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ.

حضرت سعید بن مسیّب کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے جامع کلمات کے ساتھ معبوث فرمایا گیا ہے اور رعب کے ساتھ میری مدد فرمائی گئی ہے اور میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے پاس لائی گئیں۔ محمد نامی کسی بزرگ کا قول ہے کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ جوامع الکلم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے امور یعنی لمبے چوڑے مضامین جو پہلے کتابوں میں سمائے تھے اور ہوتے ایک دو باتوں کے متعلق تھے۔ وہ آپ کے لئے جمع فرمادیئے تھے۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

سُنتِ لباس

لباس قدرت کا بہترین عطیہ ہے جس سے انسان اپنا جسم ڈھانپتا ہے اور اظہار زینت بھی کرتا ہے۔ جسم کو ڈھانپنا انسانی فطرت میں شامل ہے۔ کیونکہ موسمی اثرات سے جسم کو بچانے کے لئے لباس ہی کام آتا ہے۔ سردی گرمی اور بارش سے بچنے کے لئے لباس پہنے بغیر گزارہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ لباس ہر لحاظ سے جسم کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے شریعت اسلامیہ میں ستر پوشی کو ضروری قرار دیا گیا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے لباس کے بارے میں مندرجہ ذیل باتیں بیان فرمائی ہیں:۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ کَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِّنَ الْجَنَّۃِ یَنْزِعُ عَنْھُمَا لِبَاسَھُمَا لِیُرِیَھُمَا سَوْاٰتِھِمَا ط اِنَّہٗ یَرٰکُمْ ھُوَ وَ قَبِیْلُہٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَھُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

ترجمہ: اے بنی آدم (دیکھنا کہیں) شیطان تمہیں بہکا نہ دے جس طرح تمہارے ماں باپ کو (بہکا کر) بہشت سے نکلوا دیا اور ان سے ان کے کپڑے اتروا دیئے تا کہ ان کے ستر ان کو کھول کر دکھا دے۔ وہ اور اسکے بھائی تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے رہتے ہیں جہاں سے تم انکو نہیں دیکھ سکتے۔ ہم نے شیطانوں کو انھی لوگوں کا رفیق بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے ہیں۔ (اعراف: ۲۷)

ستر پوشی اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں عطا کی ہے۔ جب حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام جنت میں رہتے تھے تو ان کے جسم پر لباس تھا۔ خدا کے حکم کی پابندی نہ کرنے کی بنا پر ان کا وہ لباس اتر گیا اور انھیں اپنی برہنگی کا فوراً احساس ہوا۔ تو وہ فوراً درخت کے پتوں سے اپنے آپ کو چھپانے لگے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اپنے جسم کو چھپانے کے لئے لباس ضروری ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط قُلْ ھِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا خَالِصَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ: پوچھو تو کہ جو زینت (و آرائش) اور کھانے (پینے) کی پاکیزہ چیزیں خدا نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں ان کو حرام کس نے کیا ہے؟ کہہ دو کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں

Marfat.com

کے لئے ہیں اور قیامت کے دن خاص انھی کا حصہ ہونگی۔ اسی طرح خدا اپنی آیتیں سمجھنے والوں کے لئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔ (اعراف:۳۲)

لباس جسم کی زینت ہے اس کے استعمال سے جسم کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے انسان مہذب اور اچھا معلوم ہوتا ہے مگر جب لوگوں نے لباس کی اہمیت اور قدر کو پس پشت ڈال کر جسم کے بیشتر اعضاء کو ننگا رکھنا شروع کر دیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ اپنے جسم کی زینت کو قائم رکھو اور اسے اپنے اوپر خود بخود حرام نہ کرلو۔ مقصد یہ تھا کہ لباس کو سلیقے سے استعمال کرو۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ؁

ترجمہ: اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت اپنے آپ کو مزین کیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور بے جانہ اڑاؤ کہ خدا بیجا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (اعراف:۳۱)

اسلام سے قبل عربوں نے حج کے موقعہ پر دستور بنالیا تھا کہ جسم کو ننگا رکھ کر طواف کرتے اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا اور یہ ضروری قرار دیا کہ جب تم اللہ کی عبادت کے لئے آؤ تو اپنے جسم کو لباس سے اچھی طرح آراستہ کر کے آؤ۔ یعنی نماز کے لئے آؤ تو صاف ستھرا لباس پہن کر آؤ۔ اس کے پیش نظر مردوں کے لئے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ اور شریف و آزاد عورتوں کے لئے سر کے بالوں سے ٹخنوں تک اور گٹوں تک کا حصہ ستر قرار دیا گیا۔ اس کا ڈھانپنا ہر حال میں ضروری ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ؁

ترجمہ: اے بنی آدم! ہم نے تم پر پوشاک اتاری کہ تمھارا ستر ڈھانکے اور (تمھارے بدن کو) زینت (دے) اور (جو) پرہیز گاری کا لباس (ہے) وہ سب سے اچھا ہے۔ یہ خدا کی نشانیاں ہیں تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں۔ (اعراف:۲۶)

بہترین لباس پرہیز گاری ہے یعنی تقویٰ کو بہترین لباس قرار دیا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ایسا لباس پہنو جسے پہن کر انسان تقویٰ کی راہ اختیار کر سکے۔ یعنی لباس کی بناوٹ میں سادگی ہونی چاہئے۔ جس سے جھوٹی کروفر کا اظہار نہ ہو سکے۔ لباس زیادہ قیمتی نہ ہو تاکہ اسراف نہ ہو۔ لباس میں شوخی نہ ہو تاکہ ریا سے محفوظ رہا جا سکے۔ لباس میں برہنگی نہ ہو تاکہ حیاء قائم رہ سکے۔ لباس کی بناوٹ شریعت کے مطابق

Marfat.com

ہوتا کہ حضور ﷺ کی سنت پر عمل ہو سکے۔ یعنی کسی دوسری قوم کے مشابہ نہ ہو۔ لباس میں شریفانہ وقار اس طرح کا ہو کہ شیطان دوسروں کے لعن طعن کا نشانہ نہ بنا سکے۔ گویا کہ لباس میں وہ تمام خصوصیات ہوں۔ جن سے تقویٰ اختیار کرنے میں آسانی رہے اور لباس کسی لحاظ سے بھی رکاوٹ نہ بنے۔ ہر قوم کا لباس جدا جدا ہے مگر مسلمان کا لباس سب سے ممتاز ہے قرآن وحدیث کی رو سے لباس پہننے کے آداب اور سنتیں مندرجہ ذیل ہیں:۔

ا۔ کپڑا سیدھی جانب سے پہننا سنت ہے

کپڑا سیدھی جانب سے پہننا حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔ حضور ﷺ جب قمیص یا کرتہ پہنتے تو پہلے دائیں آستین میں بازو ڈالتے۔ پھر بائیں آستین میں بازو ڈالتے۔ پھر قمیص کو اپنے گلہ مبارک میں پہن لیتے لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ جب بھی قمیص، کرتہ، شیروانی یا کوٹ یا بنیان پہنے تو حضور ﷺ کے اسی طریقہ سے پہنے۔ ایسے ہی جب شلوار یا پاجامہ وغیرہ ڈالیں تو پہلے دائیں پائنچہ میں پیر ڈالئے پھر بائیں پائنچہ میں پیر ڈالیں۔ قمیص یا شلوار اتارتے وقت الٹا یعنی بائیں طرف سے اتارنا شروع کریں۔ پھر دائیں طرف سے اتاریں۔ نبی اکرم ﷺ کا یہی طریقہ کار تھا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَالَبِسْتُمْ وَاِذَتَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوْا بِاَیَامِنِکُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لباس پہنتے وقت نیز وضو کرتے وقت دائیں جانب سے ابتداء کرو۔ (ترمذی شریف)

۲۔ کپڑا پہننے سے پہلے جھاڑنا

کپڑا پہننے سے پہلے جھاڑنا بھی حضور ﷺ کی سنت ہے۔ آپ ہمیشہ جس کپڑے کو پہنتے تو اسے پہلے جھاڑ لیتے لہٰذا ہمیں کپڑا استعمال کرنے سے پہلے اسے جھاڑ لینا چاہیئے۔ جھاڑنے کی مصلحت اور حکمت یہ ہے کہ اگر اس میں کوئی تکلیف دینے والی چیز یا موذی جانور ہوگا تو وہ نکل جائے گا اور کپڑا پہننے والا آنے والی پریشانی سے محفوظ رہے گا۔ حضور ﷺ نے سونے سے پہلے بستر جھاڑنے کی تاکید فرمائی ہے جس سے یہ بات اخذ ہوئی ہے کہ جو کپڑا بھی استعمال میں لایا جائے اسے جھاڑ لینا بہتر ہے۔

Marfat.com

حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَااَوٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَلْیَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهٗ لَایَدْرِیْ مَا خَلَفَهٗ عَلَیْهِ۔

حضرت ابوسعید مقبری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جانے لگے تو اسے چاہئے کہ اپنے بستر کو اپنی ازار کے اگلے زائد حصہ سے صاف کرے۔ کیونکہ اسے کیا معلوم کہ اس کے بعد کیا چیز اندر آ گئی۔ (بخاری شریف)

جوتے پہننے سے پہلے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ انھیں پہلے دیکھ لیا جائے کہ کہیں اس میں کوئی تکلیف دہ چیز تو نہیں ہے۔ جس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ استعمال کرنے سے پہلے چیز کو جھاڑ لینا چاہئے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگل میں اپنے موزے پہن رہے تھے۔ پہلا موزہ پہننے کے بعد جب آپ نے دوسرا موزہ پہننے کا ارادہ فرمایا تو کوا جھپٹا اور وہ موزہ اٹھا کر اڑ گیا اور کافی اوپر لے جا کر اسے چھوڑ دیا۔ موزہ جب اونچائی سے گرا تو گرنے کی چوٹ سے اس میں ایک سانپ دور جا پڑا۔ یہ دیکھ کر آپ نے خدا کا شکر ادا کیا اور ارشاد فرمایا۔ ”ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جب موزہ پہننے کا ارادہ کرے تو اس کو جھاڑ لیا کرے۔ (طبرانی شریف)

۳۔ شلوار یا تہ بند ٹخنوں کے اوپر رکھنا سنت ہے

شلوار یا تہ بند کو ٹخنوں سے اوپر رکھنا سنت ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔ اس کی مصلحت اور حکمت تواضع یعنی عاجزی ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِزَارَةُ الْمُسْلِمِ اِلٰی نِصْفِ السَّاقِ وَلَا حَرَجَ اَوْلَا جُنَاحَ فِیْمَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْکَعْبَیْنِ مَا کَانَ اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ فَهُوَ فِی النَّارِ وَمَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا لَمْ یَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَیْهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان کا تہ بند نصف پنڈلی تک ہونا چاہئے۔ ٹخنوں تک ہونے میں بھی کوئی ہرج نہیں۔ البتہ ٹخنوں سے نیچے ہو تو وہ آگ میں ہوگا اور جو شخص تکبر سے تہ بند نیچے گھسیٹے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔

(ابوداؤد شریف)

Marfat.com

۴۔ شلوار یا تہ بند کو لٹکانے کی ممانعت

شلوار یا تہ بند کو ٹخنوں سے اونچا رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ اسلام سے پہلے عربوں میں جو شخص امیر اور مغرور ہوتا وہ اپنے تہ بند کو زمین پر لٹکا کر چلتا کہ اس کا غرور اور امارت ظاہر ہو یعنی تہ بند لٹکانا تکبر اور غرور کی علامت تھا۔ حضور ﷺ نے اس غرور تکبر کو ختم کرنے کے لئے شلوار یا تہ بند کو لٹکانے سے منع کر دیا۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلٰی مَنْ جَرَّ اِزَارَہٗ بَطَرًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو تکبر سے اپنا تہ بند گھسیٹتا ہے۔ (بخاری شریف)

ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی روایت اس طرح ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک قریشی نوجوان جس کے کپڑے زمین سے لگ رہے تھے میرے پاس سے گزرا تو میں نے اس سے کہا کہ اے بھتیجے! میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ جو اپنا تہ بند تکبر سے نیچے لٹکائے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں اٹھائے گا۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَۃٌ لَّا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ. قَالَ فَقَرَأَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مِرَارٍ. قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ.

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین (قسم کے) آدمیوں سے نہ کلام فرمائے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ کلمات تین مرتبہ دہرائے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ لوگ ذلیل اور ناکام ہوئے یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تہ بند لٹکانے والا، احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کے ساتھ سودا بیچنے والا۔ (مسلم شریف)

Marfat.com

ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنی ازار گھسیٹ رہا تھا انھوں نے پوچھا کہ تو کس قبیلے کا ہے؟ اس نے کہا کہ بنی یعث سے ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے پہچانا تو کہا کہ میں نے اپنے دونوں کانوں سے سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص غرور کی بنا پر اپنی ازار لٹکائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ (مسلم شریف)

۳۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَآ اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِی النَّارِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تہ بند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہے وہ (جگہ) جہنم میں ہے۔ (بخاری شریف)

ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی آدمی زمین پر اپنے تہ بند کو گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا کہ دھنسا دیا گیا اور قیامت تک وہ زمین میں دھنستا ہی جائے گا۔ (بخاری شریف)

۴۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یُّصَلِّیْ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَكَ اَمَرْتَهٗ اَنْ یَّتَوَضَّأَ ثُمَّ سَکَتَّ عَنْهُ قَالَ اِنَّهٗ کَانَ یُصَلِّیْ وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَقْبَلُ صَلٰوةَ رَجُلٍ مُّسْبِلٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک شخص تہ بند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا جاؤ وضو کرو وہ گیا اور وضو کر کے حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ پھر وضو کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا بات ہے آپ نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا۔ پھر خاموش ہو گئے آپ نے فرمایا وہ تہ بند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا اور بے شک اللہ تعالیٰ تہ بند لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں فرماتا۔ (سنن ابوداؤد)

۵۔مردوں کے لئے ریشمی کپڑے کی ممانعت

مردوں کے لئے ریشم کا لباس پہننا منع ہے کیونکہ ریشم پہننے سے زیب و زینت کا اظہار ہوتا ہے اس

Marfat.com

لئے حضور ﷺ نے مردوں کیلئے ریشم کا استعمال منع فرمایا ہے۔ اگر کسی نے اپنے بچے کو ریشم کے کپڑے پہنائے تو اس کا گناہ بچے پر نہیں بلکہ پہنانے والے پر ہوگا۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّبِسَ الْحَرِیْرَ فِی الدُّنْیَا لَمْ یَلْبَسْہُ فِی الْاٰخِرَۃِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں ریشمی لباس پہنا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔ (بخاری شریف)

ایک اور حدیث میں ابن لیلیٰ کا بیان ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن یمان مدائن میں تھے کہ انھوں نے پانی مانگا۔ ایک کسان چاندی کے برتن میں پانی لے آیا انھوں نے اسے پھینک دیا اور فرمایا کہ میں اسے نہ پھینکتا لیکن میں نے اسے منع کیا تھا مگر پھر بھی یہ باز نہ آیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ سونا چاندی ریشم اور دیباج کافروں کے لئے دنیا میں ہے اور تمہارے لئے یعنی مسلمانوں کیلئے آخرت میں ہے۔ (بخاری شریف)

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِیْرًا فَجَعَلَہٗ فِیْ یَمِیْنِہٖ وَاَخَذَ ذَہَبًا فَجَعَلَہٗ فِیْ شِمَالِہٖ ثُمَّ قَالَ اِنَّ ھٰذَیْنِ حَرَامٌ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ نے ریشمی کپڑا اٹھا کر داہنے ہاتھ میں رکھا اور بائیں ہاتھ میں سونا رکھا۔ پھر فرمایا۔ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ (سنن ابوداؤد)

جب جسم پر بہت زیادہ خارش ہو یا کوئی اور تکلیف ہو کہ عام کپڑا تکلیف دے تو اس صورت میں ریشمی کپڑا پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کو ریشم پہننے کی اجازت دی تھی۔ کیونکہ وہ دونوں صحابہ خارش میں مبتلا تھے۔ (بخاری شریف)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّمَا یَلْبَسُ الْحَرِیْرَ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَہٗ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا ریشم وہی شخص پہنتا ہے جس کیلئے (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔ (بخاری و مسلم شریف)

Marfat.com

عورتوں کے لئے ریشم پہننا جائز ہے کیونکہ ریشمی کپڑا ملائم ہوتا ہے اسکے پہننے سے عورت کی زیبائش میں اضافہ ہوتا ہے اس لئے عورتوں کے لئے اس کا استعمال درست ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُرِمَ لِبَاسُ الْحَرِیْرِ وَالذَّهَبِ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ وَاُحِلَّ لِاِنَاثِهِمْ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریشمی لباس اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام اور عورتوں پر حلال کیا گیا

ایک اور حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفے کے طور پر ایک ریشمی جوڑا پیش کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مجھے دے دیا۔ جب میں نے وہ پہنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناراضگی کے تاثرات دیکھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جوڑا میں نے تمہارے پہننے کے لئے نہیں بھیجا۔ میں نے تمہارے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ اسے پھاڑ کر عورتوں کے ڈوپٹے بنالو۔

(بخاری شریف)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے ریشمی کپڑا پہننا درست ہے اسی لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ اس کے ڈوپٹے بنالو تاکہ خواتین اسے سروں پر لے لیں۔

ایسا کپڑا جس میں ریشم ملا ہو تو اس کے بارے میں فقہا کا قول ہے کہ اگر تانا ریشم کا ہو اور بانا سوت کا ہو تو ہر شخص کیلئے جائز ہے مگر صوفیاء نے اس سے بھی گریز کیا ہے۔ البتہ عمامے کا کنارہ، کرتے کی آستین، ٹوپی کا کنارہ ریشم وغیرہ کا بنا ہو اور چار انگل سے زائد نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الثَّوْبِ الْمُصْمِتِ مِنَ الْحَرِیْرِ فَاَمَّا الْعَلَمُ وَسَدَی الثَّوْبِ فَلَا بَأْسَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کپڑے کو پہننے سے منع فرمایا ہے جو خالص ریشم کا ہو البتہ ریشم کی گوٹ یا بیل اور وہ کپڑا جسکے تانے میں ریشم ہو اسے استعمال کرنے میں کچھ حرج نہیں (سنن ابوداؤد)

۶۔ نیا کپڑا پہننے کا ادب

نیا لباس پہنتے وقت اللہ کی تعریف کرنی چاہئے اور اس کا شکر ادا کرنا چاہئے لہٰذا نیا کپڑا پہنتے وقت

Marfat.com

حضور ﷺ کی مندرجہ ذیل دعاؤں میں سے کوئی ایک دعا پڑھیں۔ کپڑا پہنتے وقت کی دعا ایک طرح کی اللہ سے توفیق مانگنے کی التجا ہے کہ اے اللہ! تو مجھے توفیق دے کہ جو لباس تو نے مجھے مہیا کیا ہے میں اسے پہن کر تیری عبادت کروں اور اپنے اندر کو اسی طرح پاک وصاف کرلوں جس طرح کہ یہ لباس ہے اور اس سے مجھے ستر پوشی کرنے کی توفیق دے تاکہ بے حیائی سے اپنے ظاہر اور باطن کو بچاؤں اور شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے اس کے ذریعے اپنے جسم کی حفاظت کرسکوں اور اسے شرعی حدود تک زینت و جمال کا ذریعہ بنا سکوں۔ اس لباس کو پہن کر مجھ سے غرور اور تکبر کا اظہار نہ ہو۔ اور نہ ان شرعی حدود کو توڑوں جو تو نے مقرر کی ہیں۔ گویا کہ لباس پہنتے وقت دعائیں پڑھنا اللہ سے راہ راست پر قائم رہنے کی توفیق طلب کرنا ہے۔

ا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب کوئی نیا کپڑا، عمامہ، قمیص یا چادر پہنتے تو اس طرح دعا پڑھتے:۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اَسْاَلُکَ خَیْرَہٗ وَمَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّمَا صُنِعَ لَہٗ

ترجمہ: اے اللہ سب تعریفیں تیرے لئے ہیں جیسے تو نے مجھے یہ پہنایا۔ میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس کی بھلائی جس کے لئے بنایا گیا۔ میں اس کی برائی سے تیری پناہ لیتا ہوں اور اس کی برائی سے جس کے لئے بنایا گیا۔ (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد)

۲۔ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کپڑا پہنے اور یہ دعا پڑھے تو اس کے پہلے کئے ہوئے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (سنن ابوداؤد)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ۔

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ پہنایا اور میری طاقت وقوت کے بغیر عطا فرمایا۔

۳۔ ابومطر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین درہم کا کپڑا خریدا۔ جب اسے پہنا گیا تو یہ دعا پڑھی۔ اسکے بعد وضاحت فرمائی کہ اسی طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِہٖ فِی النَّاسِ وَاُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ۔

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے زینت کا لباس عطا فرمایا جس سے لوگوں میں

Marfat.com

خوبصورتی حاصل کرتا ہوں اور اپنے ستر کو چھپاتا ہوں (مسند امام احمد)

۴۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ثَوْبًا جَدِیْدًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ لَّبِسَ ثَوْبًا جَدِیْدًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ ثُمَّ عَمَدَ اِلَی الثَّوْبِ الَّذِیْ اَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِہٖ کَانَ وَ فِیْ کَنَفِ اللّٰہِ وَفِیْ حِفْظِ اللّٰہِ وَفِیْ سِتْرِ اللّٰہِ حَیًّا وَّمَیِّتًا۔

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہنا تو کہا۔ سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھے پہنایا جس سے میں اپنا ستر چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو نیا کپڑا پہنے تو کہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے لباس پہنایا جس سے میں اپنا ستر چھپاتا اور اپنی زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں۔ پھر پرانے کپڑے کو لے کر اسے خیرات کردے تو وہ زندگی اور موت کے اندر اللہ کی پناہ، اللہ کی حفاظت اور اللہ کے پردے میں رہے گا۔

(مسند امام احمد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

۷۔ لباس شہرت کی مذمت

کپڑے کی بعض قسمیں مشہور ہو جاتی ہیں جو اپنی عمدگی اور قیمت میں شہرت پا جاتی ہیں ایسے کپڑے کو شہرت کا ذریعہ سمجھ کر یا بہت قیمتی سمجھ کر خرید کر پہننا اچھا نہیں جس کا مقصد ریا اور غرور کے سوا کچھ نہیں ہوتا اس لئے حضور ﷺ نے منع فرمایا کہ شہرت حاصل کرنے کیلئے لباس نہ پہنو۔ یعنی بعض لوگ اپنے لباس کو چمکیلا اور بھڑکیلا بنا لیتے ہیں جس کی بنا پر دوسرے لوگوں میں مشہور ہو جائیں۔ شریعت کی رو سے ایسا کرنا منع ہے۔ ایسے ہی اپنی شخصیت کو نمایاں کرنے کیلئے ایسا لباس پہننا تاکہ صوفی یا شیخ طریقت محسوس ہو درست نہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّبِسَ ثَوْبَ شُھْرَۃٍ فِی الدُّنْیَا اَلْبَسَہُ اللّٰہُ ثَوْبَ مَذَلَّۃٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے دنیا میں شہرت حاصل

Marfat.com

کرنے کے لئے لباس پہنا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے ذلت کا لباس پہنائے گا۔
(مسند امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں حضرت ایاس بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم سنتے نہیں، کیا تم سنتے نہیں کہ زینت کو ترک کر دینا ایمان سے ہے۔ (سنن ابوداؤد)

۸۔ تصویروں والے لباس کی ممانعت

ایسا لباس جس پر جانداروں کی تصاویر بنی ہوں اس کا استعمال منع ہے۔ لہٰذا کپڑا بنانے والوں کو اس امر کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ وہ کپڑے پر جانداروں کی تصاویر کے پرنٹ نہ لگائیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصاویر سے منع فرمایا ہے تصاویر اللہ تعالیٰ سے توجہ ہٹانے کا باعث بنتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے گھر میں ایک ایسا کپڑا تھا جس پر چڑیوں کی تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ جب کوئی شخص اندر آتا تو اس پر نظر پڑتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عائشہؓ اسے الٹا کر دو۔ کیونکہ جب میں داخل ہوتا ہوں تو دنیا یاد آتی ہے۔ اور ہمارے پاس ایک ایسی چادر تھی جس پر (بیل بوٹوں کے) نقش و نگار تھے۔ ہم اس کو پہنتے تھے اور ہم نے اسے کاٹا نہیں۔ (نسائی شریف)

مطلب یہ ہوا کہ عام بیل بوٹے ہوں تو اس کا کوئی حرج نہیں لیکن کسی کپڑے پر اگر جانداروں کی تصاویر ہوں یا انسانوں کی تصاویر ہوں تو اسے بالکل نہ پہنیں کیونکہ اس کا استعمال خلاف سنت ہے۔

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرْجَةً ثُمَّ دَخَلَ وَقَدْ عَلَقْتُ قِرَامًا فِيْهِ الْخَيْلُ اُوْلَاتُ الْاَجْنِحَةِ قَالَ فَلَمَّا رَاٰهُ قَالَ اَنْزِعِيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور پھر اندر تشریف لائے۔ میں نے ایک پردہ لٹکایا تھا جس پر پروں والی تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملاحظہ فرمانے کے بعد حکم فرمایا اسے نکال دیں۔ (سنن نسائی)

جانوروں کی تصاویر والے کپڑے پہننے اور استعمال کرنے والے کو آخرت میں دردناک عذاب ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے روز دوزخ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں دیکھنے والی ہوں گی، دو سننے والے کان ہوں گے اور ایک بولنے والی زبان ہوگی۔ وہ کہے گا مجھے تین شخصوں پر مقرر کیا گیا ہے۔ نمبر۱، ہر اس شخص پر جو سرکش اور ظالم ہے۔ نمبر۲، اس شخص پر جو خدا کے

Marfat.com

ساتھ دوسروں کی عبادت کرے اور۔ نمبر۳، ہر تصویریں بنانے والے پر۔ (جامع ترمذی)

۹۔ زیر کفالت لوگوں کا لباس بنانا

وہ شخص جس کی زیر کفالت کوئی شخص ہو تو لباس بناتے وقت اسے اس امر کا خیال رکھنا چاہئے کہ جس معیار کا لباس وہ اپنے لئے بنائے اسی معیار کا لباس اپنے زیر کفالت حضرات کے لئے بنائے۔ ایسے ہی اپنے نوکروں اور خادموں کو اپنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس بنا کر دیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا لونڈی اور غلام تمھارے بھائی ہیں، خدا نے ان کو تمھارے قبضے میں دے رکھا ہے۔ پس تم سے جس کسی کے قبضہ وتصرف میں خدا نے کسی کو دے رکھا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسے ویسا ہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور اس پر کام کا اتنا ہی بوجھ ڈالے جو اس کے سہار سے زیادہ نہ ہو۔ اور اگر وہ اس کام کو نہ کر پا رہا ہو تو خود اس کام میں اس کی مدد کرے۔ (بخاری شریف)

۱۰۔ کپڑے بنانے میں اسراف کی مذمت

کپڑے بنانے اور خریدنے میں اسراف سے بچنا ضروری ہے کیونکہ اسراف اللہ کو پسند نہیں۔ کپڑوں کے سلسلہ میں اسراف دو طرح کا ہے۔ ایک یہ کہ قیمتی سے قیمتی کپڑا خریدنے کی لگن میں رہنا اور دوسرا یہ کہ ضرورت سے زائد کپڑے بنانا۔ لہٰذا لباس خریدتے وقت میانہ روی اختیار کرنی چاہئے اور نہ ہی ضرورت سے بہت زائد کپڑے بنانے چاہئیں۔ ضرورت کے لئے چند کپڑوں کے جوڑے بنا کر رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ روپیہ پیسہ ہوتے ہوئے کنجوسی کرنا بھی درست نہیں کیونکہ ایسا کرنے سے اللہ کی نعمت کا شکر ادا نہیں ہوگا۔ لہٰذا حیثیت کے مطابق جب ضرورت ہو تو کپڑے بنانے میں رقم خرچ کریں۔ میں نے دیکھا کہ بعض امیر لوگ شادی کے موقع پر سینکڑوں کی تعداد میں جوڑے بنا لیتے ہیں جس سے ساری زندگی اگر گزارنا چاہئیں تو بھی گزر سکتی ہے ایسا کرنا خلاف شرع ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ مَا اَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ سَرَفٌ وَمَخِيْلَةٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ کھاؤ جو چاہو اور پہنو جو چاہو جبکہ دو چیزیں تم سے دور رہیں۔ یعنی فضول خرچی اور شیخی۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

۱۱۔ لباس میں غیر کی مشابہت کرنا اچھا نہیں

مسلمانوں کے لئے شکل لباس اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنا منع ہے۔ کیونکہ مسلمان کی ایک اپنی تہذیب ہے جس میں زندگی کے ہر طرح کے اصول ہیں اور لباس کی خاص وضع قطع ہے جس سے انسانی ستر اچھی طرح چھپ جاتا ہے جو ہر لحاظ سے غیر مسلموں سے بہتر ہے لہٰذا اس بہتر اسلامی لباس کو چھوڑ کر غیر مسلموں کا لباس پہننا درست نہیں بلکہ قابل مذمت سے پہنتے ہیں اور پھر اس پر فخر کرتے ہیں تو ایسے مسلمان بھائیوں کو چاہئے کہ وہ ٹائی اور عیسائیوں کا دوسرا لباس ترک کردیں۔ اور اسلامی لباس اختیار کریں۔ کیونکہ حضور ﷺ نے غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنے کی مذمت فرمائی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ ان میں سے ہے (مسند امام احمد، سنن ابوداؤد)

۱۲۔ پرانے کپڑے کے استعمال کا حکم

امیر لوگوں کو چاہئے کہ ان کے کپڑے جب پرانے ہو جائیں تو وہ انھیں غریبوں میں خیرات کردیں۔ متوسط اور غریب لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنے لباس کو بھی استعمال میں رکھیں اور جب پہننے کے قابل نہ رہے تو اسے ترک کردیں۔ پرانے اور پھٹے ہوئے لباس کو پیوند لگا کر استعمال کرنا سنت بھی ہے۔ ایک بزرگ نے ایک دفعہ ایک پرانا بوسیدہ کپڑا پہن رکھا تھا ایک ملنے والے نے حیرت سے کہا کہ حضرت یہ پرانا کپڑا کیوں پہن رکھا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا، اللہ جو مجھے عطا کردیتا ہے خواہ وہ نیا ہو یا پرانا میں اسی پر قناعت کرلیتا ہوں۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اِیَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ اَنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوامامہ یاس بن بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم سنتے نہیں؟ کیا تم سنتے نہیں؟ بیشک پرانے کپڑے پہننا ایمان کی نشانی ہے بیشک پرانے کپڑے پہننا

Marfat.com

ایمان کی نشانی ہے۔(سنن ابوداؤد)

۱۳۔کپڑے کو پیوند لگانا

ایسے حضرات جنھیں ضرورت کے وقت نیا کپڑا میسر نہ آتا ہو جیسے اہل تقویٰ حضرات صوفیاء اور اولیاء کی آمدن بہت محدود ہوتی ہے۔ان کے لئے بعض اوقات نیا کپڑا خریدنا مشکل ہو جاتا ہے تو انھیں چاہئے کہ پرانے کپڑے میں پیوند لگا کر گزارہ کرلیں۔بعض اوقات نیا کپڑا بھی کسی وجہ سے اچانک پھٹ جاتا ہے تو اسے یکدم ضائع نہیں کر دینا چاہئے بلکہ، پیوند لگا کر استعمال کر لینا چاہئے۔اہل تقویٰ نے حضور ﷺ کے اس فرمان کی خوب اتباع کی اور چالیس چالیس سال پیوند در پیوند لگا کر ایک ہی لباس میں گزارہ کیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةَ اِنْ اَرَدْتِّ اللُّحُوقَ بِي فَلْيَكْفِكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ وَاِيَّاكِ وَمَجَالِسَةَ الْاَغْنِيَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِي ثَوْبًا حَتّٰى تُرَقِّعِيهِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے مسافر سوار کے برابر ہی زادِ راہ لینا اور امیروں کے پاس بیٹھنے سے بچنا اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھنا جب تک اس میں پیوند نہ لگا لو۔(جامع ترمذی)

۱۴۔لباس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ رنگ

لباس کے رنگوں میں نبی اکرم ﷺ کو سفید رنگ کا کپڑا پسند تھا اور آپ نے اکثر سفید رنگ کا کپڑا ہی پہنا اس لئے سفید کپڑا پہننا حضور ﷺ کی سنت ہے۔سفید کپڑا پہننے کی حکمت یہ ہے کہ سفید کپڑا ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ اے مجھے پہننے والے! اپنے ظاہر اور باطن کو اسی طرح سفید یعنی بے داغ رکھ جیسے کہ میں ہوں۔اور اللہ کے نور معرفت کو حاصل کر۔کیونکہ وہ بھی سفید رنگ کا ہے گویا کہ سفید لباس ہمیں ہر طرح کی برائی سے بچنے کی یاد دلاتا ہے اسی لئے صاحب شریعت بزرگ زیادہ تر سفید لباس پہنتے ہیں۔حضرت جنید بغدادی اکثر سفید لباس پہنا کرتے تھے۔حضرت داتا گنج بخش کا لباس بھی سفید تھا۔حضرت سید عبد القادر جیلانی نے زندگی کے بیشتر حصے میں سفید لباس استعمال کیا۔ایک بزرگ اپنے مریدوں کو تلقین کیا کرتے

Marfat.com

تھے کہ سفید لباس میں حضور ﷺ کی اتباع ہے اس لئے سفید لباس پہنا کرو۔ کیونکہ یہ تو مفت کی نیکی ہے، اسے ضرور حاصل کرتے رہنا۔ یعنی سفید لباس ہی زندگی بھر پہنتے رہنا۔

عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبِسُوا الثِّيَابَ الْبِيْضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سفید کپڑے پہنا کرو۔ کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ اور عمدہ ہیں اور اپنے مردوں کو ان ہی کا کفن دیا کرو۔ (جامع ترمذی، سنن نسائی)

حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے مسجدوں اور قبروں میں تمھارے لئے سب سے بہترین لباس سفید لباس ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

سفید رنگ کے علاوہ حضور ﷺ نے سبز رنگ کے کپڑوں کو بھی پسند فرمایا ہے۔ کیونکہ سبز کپڑے بزرگی اور روحانیت کی علامت ہے۔ حضرت ابورمثہ رفاعہ تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ (سنن ابوداؤد)

عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحْسَنَ مَا زُرْتُمُ اللّٰهَ فِيْ قُبُوْرِكُمْ وَمَسَاجِدِكُمُ الْبَيَاضُ.

حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین لباس جس سے تم اپنی قبروں اور مسجدوں میں اللہ سے ملو، سفید ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

۱۵۔ لباس میں تواضع

تواضع اور عاجزی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اور جو شخص عاجزی کا راستہ اختیار کرتا ہے وہ اللہ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے اور یہ راستہ ہمیشہ اللہ کے نیک بندوں نے اختیار کیا اور انھوں نے ہمیشہ لباس کے سلسلے میں بھی تواضع اور عاجزی اختیار کی۔ ہمیشہ سادہ لباس پہنا اور اسے پاک صاف رکھنے کی کوشش کی۔ زیادہ رقم ہوتے ہوئے بھی کم قیمت کا عام کپڑا لے کر پہنا اور وہی رقم جو قیمتی لباس پر خرچ کرنا تھی، اللہ کی راہ میں کسی نیک کام میں خرچ کردی لہٰذا جو شخص لباس کے استعمال میں عاجزی اختیار کرے گا، اللہ اسے بہت بہتر اجر عطا کریگا۔

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَبْنَآءِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ

Marfat.com

اَبِیۡهِ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ مَنۡ تَرَكَ لُبۡسَ ثَوۡبِ جَمَالٍ وَهُوَ یَقۡدِرُ عَلَیۡهِ وَفِیۡ رِوَایَةٍ تَوَاضُعًا كَسَاهُ اللّٰهُ حُلَّةَ الۡكَرَامَةِ وَمَنۡ تَزَوَّجَ لِلّٰهِ تَوَّجَهُ اللّٰهُ تَاجَ الۡمُلۡكِ.

سوید بن وہب کہتے ہیں، نبی کریم ﷺ کے اصحاب سے کسی کے صاحبزادے نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو طاقت رکھنے کے باوجود خوبصورت کپڑا پہننا چھوڑ دے، ایک روایت میں ہے کہ تواضع کی وجہ سے، تو اللہ تعالیٰ اسے بزرگی کا جوڑا پہنائے گا اور جو اللہ کے لئے نکاح کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بادشاہی تاج پہنائے گا۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس دن دیکھا جبکہ وہ مدینہ کے حکمران تھے اور تواضع کی وجہ سے ان کے سادہ لباس میں کندھوں کے درمیان اوپر نیچے تین پیوند لگے ہوئے تھے۔ (موطا امام مالک)

عَنۡ مُعَاذِ بۡنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنۡ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ یَقۡدِرُ عَلَیۡهِ دَعَاهُ اللّٰهُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ عَلٰی رُءُوۡسِ الۡخَلَائِقِ حَتّٰی یُخَیِّرَهٗ مِنۡ اَیِّ حُلَلِ الۡاِیۡمَانِ شَاءَ یَلۡبَسُهَا. (ترمذی شریف)

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص طاقت کے باوجود محض تواضع کے طور پر (عمدہ) لباس چھوڑ دے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے تمام مخلوقات کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ ایمان کا جو جوڑا چاہے پہن لے۔

۱۶۔ سرخ اور شوخ رنگ کے کپڑوں کی ممانعت

حضور ﷺ نے مردوں کو شوخ اور سرخ رنگ کے کپڑے پہننے سے منع فرمایا کیونکہ رنگ کی تیزی اور شوخی، مزاج میں شوخی اور ضد کے اسباب پیدا کرتی ہے جو مردوں کے لئے عملی زندگی میں بہتر اور اچھی نہیں۔ البتہ ایسا کپڑا جس میں کہیں کہیں سرخ رنگ ملا ہو تو اسے پہن سکتے ہیں۔ صاحب شرع بزرگوں نے بھی سرخ رنگ کو پسند نہیں کیا۔ میرے بزرگ بھی سرخ رنگ پہننے کو پسند نہیں کرتے۔ لہٰذا مکمل سرخ لباس مرد کو نہیں پہننا چاہئے۔ اگر صرف سرخ رنگ کی دھاریاں بنی ہوئی ہوں تو پہن سکتا ہے۔

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ عُمَرَ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ وَعَلَیۡهِ ثَوۡبَانِ اَحۡمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلّٰی

Marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْہِ.

حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک آدمی گزرا اور اس کے کپڑے سرخ تھے۔ اس نے سلام کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب نہ دیا۔ (سنن ابوداؤد، جامع ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سرخ کپڑے والے کو جواب نہ دینا۔ اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ جو شخص کسی ممنوع چیز کا مرتکب ہو اور وہ سلام کرے تو وہ سلام کا جواب دیئے جانے اور عزت و تکریم کا مستحق نہیں۔

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْمِیْثَرَۃِ الْحَمْرَآءِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ رنگ کے ریشمی زین پوش سے منع فرمایا ہے۔ (شرح السنۃ)

اس حدیث سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ بیٹھنے کے لئے سرخ رنگ کی گدیاں بنانا بھی خلاف سنت ہیں۔ کیونکہ زین پوش اور گدی کا مقصد بیٹھنے والی چیز ہے۔ اس لئے صوفوں اور کرسیوں پر سرخ رنگ کی گدیاں نہ ڈالا کریں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ رَاٰنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیَّ ثَوْبٌ مَصْبُوْغٌ بِعُصْفُرٍ مُوَرَّدًا فَقَالَ مَا ھٰذَا فَعَرَفْتُ مَا کَرِہَ فَانْطَلَقْتُ فَاَحْرَقْتُہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعْتَ بِثَوْبِكَ قُلْتُ اَحْرَقْتُہٗ قَالَ اَفَلَا کَسَوْتَہٗ بَعْضَ اَھْلِكَ فَاِنَّہٗ لَا بَاْسَ بِہٖ لِلنِّسَآءِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میرے اوپر کسم کا رنگا ہوا گلابی کپڑا تھا۔ فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ میں جان گیا کہ ناپسند ہے۔ میں گیا اور اسے جلا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے کپڑے کا کیا بنایا؟ میں عرض گزار ہوا کہ اسے جلا دیا ہے۔ فرمایا کہ گھر میں کسی عورت کو کیوں نہ پہنایا۔ کیونکہ عورتوں کے لئے اسے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (سنن ابوداؤد)

کسم ایک طرح کے رنگ پیدا کرنے والی چیز تھی جو عربوں میں کپڑا رنگنے میں کام آتی تھی اس سے رنگے ہوئے کپڑے سرخی مائل یعنی گلابی ہوتے تھے۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ رنگ سے منع فرمایا تھا اس لئے کسم سے رنگے ہوئے کپڑوں کے استعمال کی مذمت فرمائی۔ اس کی ایک وجہ تو کسم کی بو ہے

Marfat.com

کیونکہ کسم سے رنگے ہوئے کپڑوں سے بو آتی ہے اور دوسرے یہ رنگ کا فر استعمال کیا کرتے تھے۔ اس لئے حضور ﷺ نے کسم سے منع فرمایا۔ تاکہ کافروں کی مشابہت نہ ہو۔

۱۷۔ لباس کو پاک صاف رکھنے کی تاکید

لباس کو صاف ستھرا رکھنا چاہئے لہٰذا جب کپڑے میلے ہو جائیں تو انھیں دھو لینا چاہئے اور لباس کو سلیقے اور طریقے سے استعمال کرنا بھی آداب لباس کا ایک حصہ ہے۔ لباس خواہ سادہ ہو، صاف ستھرا ہو تو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ پہننے والا باوقار اور مہذب نظر آتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَآئِرًا فَرَاٰی رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُہٗ فَقَالَ مَا کَانَ یَجِدُ ھٰذَا مَا یُسَکِّنُ بِہٖ رَاْسَہٗ وَرَاٰی رَجُلًا عَلَیْہِ ثِیَابٌ وَسِخَۃٌ فَقَالَ مَا کَانَ یَجِدُ ھٰذَا مَا یَغْسِلُ بِہٖ ثَوْبَہٗ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دیکھنے کے لئے تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک شخص کے بال بکھرے ہوئے ہیں فرمایا کہ کیا اسے ایسی کوئی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے سر کو درست کر لے۔ پھر ایک آدمی کو دیکھا جس کے کپڑے میلے کچیلے تھے۔ فرمایا کہ کیا اسے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی۔ جس سے اپنے کپڑے دھو لے۔ (مسند امام احمد: سنن نسائی)

صفائی اور پاکیزگی اسلامی معاشرت کا بنیادی جزو ہے اس لئے جسم کی درستی اور لباس کی صفائی کے لئے حضور ﷺ نے بہت تاکید فرمائی ہے۔ لہٰذا لباس کو دھوتے وقت اس پر کلمہ شہادت پڑھیں تاکہ کپڑا پاکیزہ ہو جائے۔

۱۸۔ لباس میں میانہ روی

لباس پہننے، خریدنے اور بنانے میں ہمیشہ اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنی چاہئے یعنی لباس اپنی وسعت اور حیثیت کے مطابق پہنیں۔ ایسا لباس نہ پہنیں جس سے فخر اور نمائش ظاہر ہو۔ اچھا لباس پہن کر دوسروں کو حقیر نہ سمجھیں اور نہ اتراتے پھریں۔ اپنی حیثیت سے زیادہ قیمتی لباس خرید پہننا بھی درست نہیں کیونکہ یہ بات اسراف میں آجاتی ہے۔ یعنی ایسا لباس پہنیں جس سے انسان معقول اور باعزت نظر آئے ضرورت کے مطابق کپڑے کو پیوند لگا لینے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر اللہ کا رزق وافر ہوتے ہوئے

Marfat.com

صاف ستھرا لباس نہ پہننا اور شکستہ حالی ظاہر کرنا اچھا نہیں۔ بلکہ اللہ کی ناشکری ہوگی۔

عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰنِیْ سَیِّیءَ الْهَیْئَاةِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَکَ مِنْ شَیْءٍ قَالَ نَعَمْ مِنْ کُلِّ الْمَالِ قَدْ اٰتَانِیَ اللّٰهُ فَقَالَ اِذَا کَانَ لَکَ مَالٌ فَلْیُرَ عَلَیْکَ.

حضرت ابوالاحوص رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آپ نے اپنے والد گرامی سے سنا۔ وہ ارشاد فرماتے کہ میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ نے مجھے میلے پرانے کپڑوں میں دیکھا تو آپ نے دریافت فرمایا کیا تمھارے پاس کچھ مال و متاع ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! ہر طرح کا مال و دولت اللہ رب العزت نے مجھے عنایت فرمایا ہے تو سرور کونین ؐ نے ارشاد فرمایا جب تمھارے پاس مال و دولت ہے تو اس کا اثر تم پر ظاہر ہونا چاہئے۔ (نسائی شریف)

حضرت ابوالحسن علی شاذلی ایک بار نہایت ہی عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ کسی شکستہ حال صوفی نے ان کے اس ٹھاٹ باٹ پر اعتراض کیا کہ بھلا اللہ والوں کو ایسا بیش بہا لباس پہننے کی کیا ضرورت؟ حضرت شاذلیؒ نے جواب دیا۔ بھائی یہ شان و شوکت عظمت و شان والے خدا کی حمد و شکر کا اظہار ہے اور تمھاری یہ شکستہ حالی صورت سوال ہے۔ تم زبان حال سے بندوں سے سوال کر رہے ہو۔ دراصل دینداری کا انحصار نہ پھٹے پرانے پیوند لگے گھٹیا کپڑے پہننے پر ہے اور نہ لباس فاخرہ پہننے پر۔ دینداری کا دار و مدار آدمی کی نیت اور صحیح فکر پر ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آدمی ہر معاملہ میں اپنی وسعت اور حیثیت کا لحاظ کرتے ہوئے اعتدال اور توازن کی روش رکھے۔ نہ شکستہ صورت بنا کر نفس کو موٹا ہونے کا موقع دے اور نہ زرق برق لباس پہن کر فخر و غرور دکھائے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ اَنْ یُّرٰی اَثَرُ نِعْمَتِهٖ عَلٰی عَبْدِهٖ. (جامع ترمذی)

عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ، ان کے والد ماجد، ان کے جدِ امجد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے سے اس کی نعمت کا اثر ظاہر ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ غرور اور تکبر ہے کہ میں نفیس اور عمدہ کپڑے پہنوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا نہیں، بلکہ یہ تو خوبصورتی ہے اور خدا اس خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

Marfat.com

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز میں دونوں کپڑے پہن لیا کرو۔ (یعنی پورے لباس سے آراستہ ہوجایا کرو) خدا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی حضوری میں آدمی اچھی طرح بن سنور کر جائے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا۔ ایک شخص نے کہا۔ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے عمدہ ہوں، اس کے جوتے عمدہ ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا خود صاحب جمال ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے (یعنی عمدہ نفیس پہناوا غرور نہیں ہے) غرور تو دراصل یہ ہے کہ آدمی حق سے بے نیازی برتے اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھے۔ (مسلم شریف)

۱۹۔ ایک کپڑا پہننے کی ممانعت

اسلام نے لباس کے استعمال میں ایک بڑا اہم اصول اور ادب یہ سکھلایا کہ لباس کو دو حصوں میں پہنو۔ یعنی جسم کے اوپر کے حصے میں ایک کپڑا اور جسم کے نیچے کے حصے میں دوسرا کپڑا۔ اس سے انسان کو لباس پہننے میں ایک تو آسانی رہتی ہے اور دوسرے مہذب اور خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم کو صرف ایک کپڑے میں ڈھانپنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ جسم کو صرف ایک کپڑے میں لپیٹ لینے سے نہ ہی کام کاج میں آسانی پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی ظاہری طور لباس کی شائستگی معلوم ہوتی ہے۔ البتہ مجبوری کی حالت میں یعنی کپڑا نہ ہونے کی صورت میں اپنے ستر کو ایک کپڑے میں چھپانا بھی درست ہے۔ مگر عام حالت میں لباس ہوتے ہوئے صرف ایک کپڑے میں بدن کو لپیٹنا منع ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ وَاَنْ یَّحْتَبِیَ الرَّجُلُ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ لَیْسَ عَلٰی فَرْجِہٖ مِنْہُ شَیْءٌ۔

سیدنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے بدن پر کپڑا لپیٹنے سے منع فرمایا اور یہ کہ آدمی ایک کپڑے میں گوٹ لگا کر (کتے کی طرح) بیٹھے اور اس کپڑے سے اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو۔ (نسائی شریف)

ایک اور حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے جسم کو ایک کپڑے میں لپیٹنے اور ایک کپڑے میں گوٹ مارنے سے منع فرمایا۔ (نسائی شریف)

Marfat.com

۲۰۔لباس میں مشابہت کی ممانعت

مردوں کے لئے عورتوں کا سا لباس اور عورتوں کے لئے مردوں جیسا لباس پہننا منع ہے۔ کیونکہ اس سے اخلاقی حدود مجروع ہوتی ہیں اور دونوں کے مقام میں کمی آتی ہے۔ کیونکہ مرد اور عورت کے لباس میں وضع قطع اور ڈیزائن میں بڑا فرق ہوتا ہے اس لئے ایک دوسرے کے لباس پہننے سے مرد عورت معلوم ہونے لگے گا۔ اور عورت مرد نظر آنے لگے گی۔ اس لئے جنس کی پہچان میں دھوکے کا احتمال ہونے لگے گا۔ جس سے مرد اور عورت کا تشخص اور وقار خراب ہو جائے گا۔ ان وجوہات کی بنا پر حضور ﷺ نے مرد کو عورت سے اور عورت کو مرد سے مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے اس کے متعلق چند احادیث درج ذیل ہیں:۔

۱۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْاَةِ وَالْمَرْاَةُ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں جیسا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں جیسا لباس پہنے۔ (سنن ابوداؤد)

۲۔عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ قِیْلَ لِعَائِشَةَ اِنَّ امْرَاَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ قَالَتْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَآءِ.

ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ عورت مردوں جیسے جوتے پہنتی ہے۔ فرمایا کہ مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ (سنن ابوداؤد)

۳۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوْمَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ وَّرَآءِ سِتْرٍ بِیَدِهَا كِتَابٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَهٗ فَقَالَ مَآ اَدْرِیْ اَیَدُ رَجُلٍ اَوْ یَدُ امْرَاَةٍ قَالَتْ بَلْ یَدُ امْرَاَةٍ قَالَ لَوْ كُنْتِ امْرَاَةً تَغَیَّرَتْ اَظْفَارَكِ یَعْنِیْ بِالْحِنَّآءِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اشارہ کیا جس کے ہاتھ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے خط تھا نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا اور فرمایا مجھے نہیں معلوم کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟ عرض گزار ہوئی کہ یارسول اللہ عورت کا۔ فرمایا کہ اگر تم عورت

Marfat.com

ہوتو اپنے ناخنوں کا رنگ مہندی کے ساتھ بدل لو۔ (سنن ابوداؤد، سنن نسائی)

۲۱۔ عورتوں کا لباس

عورت کا مطلب ہے چھپی ہوئی۔ یعنی اصل میں وہی عورت ہے جو اپنے آپ کو چھپائے۔ لہٰذا عورت کو ایسا لباس پہننا چاہئے جس سے وہ اپنے آپ کو سوائے چہرہ ہاتھ اور پاؤں کو چھپالے۔ لہٰذا عورت کو ایسی قمیص پہننی چاہئے جس کے بازوؤں کی آستین ہاتھوں کے پہنچوں تک ہو۔ یعنی صرف ہاتھ ننگے رہیں۔ ایسے ہی ایسی شلواریں پہنیں جو پاؤں کے ٹخنوں سے نیچے تک ہوں۔ جن سے پنڈلیاں نظر نہ آسکیں۔ لہٰذ جو عورت اسلام کے اس اصول کے خلاف کوئی کپڑا پہنے گی وہ گنہگار ہوگی۔ عورتوں کو لباس پہنتے ہوئے مندرجہ ذیل آداب کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

ا۔ عورت کو چاہئے کہ اتنا باریک کپڑا نہ پہنے جس سے جسم کے اعضاء نظر آئیں۔ کیونکہ باریک لباس پہننے سے شرعی ستر قائم نہیں ہوگا لہٰذا ایسا کپڑا پہننے کا کیا فائدہ اس لئے حضور ﷺ نے عورتوں کو باریک لباس پہننے سے منع فرمایا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَآءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ یَا اَسْمَآءُ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ یَّصْلِحَ اَنْ یُّرٰی مِنْهَا اِلَّا وَهٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْهِهٖ وَکَفَّیْهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور اُن کے اوپر باریک کپڑا تھا تو آپ ﷺ نے ان سے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا اے اسماء رضی اللہ عنہا! جس وقت عورت بالغہ ہوجائے تو اس کے لئے درست نہیں ہے کہ ان کا کوئی حصہ نہیں آئے ماسوائے اس کے۔ اور اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ (سنن ابوداؤد)

مسلم کی ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ دو قسم کے لوگ دوزخی ہوں گے جن کو ابھی میں نے دیکھا نہیں۔ ایک وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ گائے کی دُم کی طرح کے کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو ماریں گے یعنی حاکم بن کر ظلم کریں گے اور دوسرے وہ عورتیں جو ظاہر میں ایسے کپڑے پہنے ہوں گی جس سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور فریفتہ کرنے والی ہوں گی اور خود بھی مردوں کی طرف مائل ہوں گی اور ان کی طرف رغبت کریں گی اور ان کے سر اونٹ کے کوہان کی طرح ایک جانب

Marfat.com

جھکے ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو دور سے پائی جائے گی

باریک لباس اعضاء کو پوری طرح چھپاتا نہیں جس سے لباس پہننے کا مقصد حل نہیں ہوتا بلکہ باریک لباس پہننے والا ایک طرح کا ننگا ہی ہوتا ہے جس سے بے شرمی اور بے حیائی کو فروغ ملتا ہے اس لئے باریک لباس پہننے سے منع فرمایا گیا ہے۔

۲۔ باریک قمیص اور شلوار کی طرح عورت کو باریک دوپٹہ بھی نہیں اوڑھنا چاہئے کیونکہ باریک دوپٹے سے عورت کے سر کے بال نظر آئینگے، گردن نظر آئے گی جس سے دوپٹہ لینے کا مقصد حل نہ ہوگا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو تاکید فرمائی کہ باریک ڈوپٹہ نہ لیں بلکہ موٹا ڈوپٹہ لیں جس سے سر نظر نہ آئے جو دیکھنے والے کیلئے باعث فتنہ نہ بنے۔

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِیْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَلٰی عَآئِشَةَ وَعَلَیْهَا خِمَارٌ رَّقِیْقٌ نَشَقَّتْهُ عَآئِشَةُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِیْفًا۔

علقمہ بن ابو علقمہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن حاضر ہوئیں۔ جن کے اوپر باریک ڈوپٹہ تھا، تو حضرت عائشہؓ نے اسے پھاڑ دیا اور انھیں موٹا ڈوپٹہ اُڑھا دیا۔ (مسند امام مالک)

۳۔ عورتوں کے لئے عریاں لباس پہننا اور بنانا بھی منع ہے۔ فیشن کے طور پر بعض عورتیں ایسی قمیصیں پہنتی ہیں جن کے گلے کھلے ہوتے ہیں اور جسم کے سامنے کا بیشتر حصہ ننگا ہوتا ہے اور بازو پورے نہیں ہوتے۔ جس سے بازوؤں کا زیادہ حصہ ننگا رہتا ہے۔ ایسے ہی شلوار کی جگہ پر سکرٹ جس سے پنڈلیاں ننگی رہتی ہیں۔ ایسا ہر لباس جس سے عورت کے جسم کا کوئی حصہ جسے چھپانا ضروری ہے ننگا رہے تو عورت کے لئے اس لباس کا پہننا حرام ہے ایسے ہی چست اور ٹائٹ لباس پہننا بھی درست نہیں جس سے جسم کے اعضاء ظاہر ہوں۔

المبسوط میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ اپنی عورتوں کو ایسے کپڑے مت پہناؤ جو جسم پر اس طرح چست ہوں کہ سارے جسم کی ہیئت نمایاں ہو جائے۔ مسلمان عورت کو اسلام نے حیا قائم کرنے کا درس دیا ہے۔ اور چست کپڑے پہننے سے حیا ختم ہوتا ہے اس لئے ٹائٹ لباس پہننے سے منع کیا گیا ہے۔

Marfat.com

۴۔مردوں کوٹخنوں سے نیچے کپڑا کرنا منع ہے مگر عورتوں کو اجازت ہے کہ ٹخنوں سے نیچے تک اپنے ازار کولٹکا سکتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ ان کے لئے پنڈلیوں کو ننگا رکھنا درست نہیں۔کیونکہ عورت کے لئے ایسا لباس پہننا ضروری ہے جس سے جسم کا چھپانے والا حصہ ننگا نہ رہے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُيُوْلَ النِّسَآءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْخِيْنَ شِبْرًا قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اِذًا يَنْكَشِفُ عَنْهَا قَالَ تُرْخِيْ ذِرَاعًا لَاتَزِيْدُ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ازار کا ذکر فرمایا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر عورتیں کیا کریں؟ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔عورتیں ایک بالشت لٹکائیں۔انھوں نے عرض کیا کہ اس قدر لٹکانے سے تو ان کے پاؤں کھل جائیں گے۔سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو وہ ایک ہاتھ بڑھا لیں اس سے زیادہ نہ کریں۔(نسائی شریف)

۵۔عورت کے لئے ریشمی اور خوبصورت لباس پہننا جائز ہے کیونکہ عورت کو شرعی حدود کے اندر رہ کر زیب وزینت کرنے کی اجازت ہے۔ریشمی لباس کا استعمال عورت کے لئے جائز قرار دیا گیا ہے کہ اسے پہن کر اس کی زینت میں اضافہ ہو جس سے ہر مرد اپنی بیوی کی طرف مائل رہے تاکہ کسی غیر عورت کو دیکھنے سے بچ جائے۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهُ رَاٰى عَلٰى اُمِّ كُلْثُوْمٍ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ حَرِيْرٍ سِيَرَاءَ.

زہری کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان کے اوپر سرخ ریشمی چادر تھی۔(بخاری شریف)

ایسی عورت جس کی مالی حیثیت بہت بہتر ہو اور وہ آسانی سے اعلیٰ نفیس اور زینت وآرائش کا لباس پہن سکتی ہو۔مگر اس کے باوجود سادگی اختیار کرے تو اللہ ایسی عورت کو آخرت میں بلند مقام عطا فرمائے گا۔

عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيْرُ لِلْاِنَاثِ مِنْ اُمَّتِيْ وَحُرِّمَ عَلٰى ذُكُوْرِهَا.

Marfat.com

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں پر حلال فرمایا گیا ہے اور اس کے مردوں پر حرام کیا گیا ہے۔

(جامع ترمذی، سنن نسائی)

سرخ اور شوخ رنگ اور زرق برق پوشاک عورتوں ہی کے لئے جائز اور درست ہے۔

مسنون لباس

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جو سیدھا سادہ کپڑا میسر آتا زیب تن فرما لیتے اور کسی خاص قسم کے کپڑے کی جستجو میں نہ رہتے اور کسی حال میں عمدہ اور نفیس کی خواہش نہ فرماتے یعنی جو لباس ضرورت کو پورا کر دیتا اسی پر اکتفا فرماتے کبھی کبھی آپ نے قیمتی اور اعلیٰ لباس بھی پہنا مگر جلد ہی اسے اتار کر کسی کو عنایت کر دیا تاکہ امت کے لئے عمدہ لباس پہننے کا جواز رہے۔

آپ عموماً چادر قمیص اور تہ بند پہنتے تھے جو کہ سخت اور موٹے کپڑے کے ہوتے منقول ہے کہ آپ کی چادر میں بہت سے پیوند لگے ہوتے تھے جسے آپ اوڑھا کرتے تھے اور فرماتے۔ میں بندہ ہی ہوں اور بندوں جیسا ہی لباس پہنتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کے بارے میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں تحریر کیا ہے کہ لباس کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکلف کے قائل نہ تھے۔ جو مل جاتا زیب تن فرما لیتے اور یہ راستہ اختیار نہ کرتے کہ فلاں لباس ضرور ملنا چاہئے۔ اور نہ ہی لباس کے حصول کے لئے زیادہ جستجو فرماتے اور کسی حال میں عمدہ اور نفیس لباس کی خواہش نہ فرماتے اور نہ کسی لباس کو ادنیٰ اور حقیر سمجھ کر ترک کرتے جو کچھ میسر آ جاتا اسے پہن لیتے اور جو لباس ضرورت کو پورا کر دیتا اسی پر اکتفا کر لیتے۔ اکثر حالتوں میں چادر کرتہ اور تہبند ہوتا جو کہ سخت اور موٹے کپڑے کے ہوتے، رنگ کے اعتبار سے زیادہ تر آپ نے سفید رنگ کا لباس استعمال فرمایا ہے۔ بناوٹ کے لحاظ سے سوتی اور اُونی دونوں طرح کے کپڑے استعمال فرمائے ہیں۔ آپ نے کپڑا پہننے میں ہمیشہ سادگی کو مدنظر رکھا۔ اور دائیں جانب سے پہنا۔ تہبند کو ہمیشہ

Marfat.com

پاؤں کے ٹخنوں سے اوپر رکھا۔ کپڑا پہنتے وقت اکثر آپ دعا پڑھا کرتے تھے۔ پہلے کرتہ پہنتے پھر تہبند باندھتے۔ جب کپڑے اتارتے تو پہلے بسم اللہ شریف پڑھتے اور پھر الٹی طرف سے اتارتے۔ نیا کپڑا آپ عموماً جمعہ کے روز پہنتے۔ یہی وجہ ہے کہ جمعہ کے دن نیا کپڑا پہننا سنت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کپڑے اتارتے تو انھیں تہ کر کے رکھ دیتے۔ گویا کہ آپ نے لباس کو نہایت ہی عمدہ انداز میں استعمال فرمایا ہے جس میں شانِ قناعت اور شانِ لطافت بیک وقت قائم رہی۔ حضور ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں جس طرح کا لباس استعمال فرمایا اس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

ا۔ قمیص

حضور ﷺ نے پہننے کے لباس میں کرتہ کو زیادہ پسند فرمایا۔ اور زندگی بھر کرتہ ہی استعمال کیا۔ کرتے میں جسم اچھی طرح چھپ جاتا ہے اور ظاہری طور پر جاذبِ نظر محسوس ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کا کرتہ سوت کا بنا ہوتا تھا جس کی لمبائی درمیانہ ہوتی تھی۔ اور اس کی آستین بھی زیادہ لمبی نہ ہوتی تھی آپ کے کرتہ استعمال کرنے کے بارے میں احادیث مندرجہ ذیل ہیں:۔

ا۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ اَحَبُّ الثِّيَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيْصَ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو قمیص سب کپڑوں سے زیادہ پسند تھی۔

(سنن ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا قمیص سوتی اور آستین والا تھا اور قمیص پر تکملے ہوئے تھے۔ بیجوری نے لکھا ہے حضور ﷺ کے پاس ایک ہی قمیص تھی۔ چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں مروی ہے کہ حضور ﷺ کا معمول صبح کے کھانے سے شام کے لئے بچا کر رکھنے کا نہ تھا اور نہ شام کے کھانے میں سے صبح کے لئے بچا کر رکھنے کا تھا اور کوئی کپڑا یعنی چادر یا لنگی یا جوتا دو عدد نہ تھے۔

۲۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ كَانَ كُمُّ قَمِيْصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الرُّسْغِ.

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی قمیص مبارک کی آستین پہنچوں تک ہوتی تھی۔ (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد)

Marfat.com

حضور ﷺ کی قمیص بازوؤں کی طرف سے ہاتھ کے پہنچوں تک ہوا کرتی تھی اور جسم پر لمبائی میں زیادہ تر گھٹنوں سے اوپر اور کبھی گھٹنوں سے تھوڑا سا نیچے تک ہوتی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ایسی قمیص پہنتے تھے جو لمبائی سے کافی اوپر ہوتی اور آستین ہاتھ کے نیچے تک ہوتی۔

۳۔عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِّنْ مُزَيْنَةَ فَبَايَعُوْهُ وَاِنَّهُ لَمُطْلَقُ الْاَزْرَارِ فَاَدْخَلْتُ يَدِىْ فِيْ جَيْبِ قَمِيْصِهٖ فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ.

معاویہ بن قرۃؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے فرمایا میں مزینہ کے ایک وفد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ پس انھوں نے آپ سے بیعت کی اور آپ کی قمیص مبارک کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کی قمیص کے گریبان میں داخل کیا اور مہر نبوت کو مس کیا۔ (سنن ابوداؤد)

حضور ﷺ کے جسم اطہر سے لگی ہوئی قمیص باعث برکت بن جاتی تھی۔ خصائص کبریٰ میں ابن عدی محمد بن جعفر سے روایت ہے کہ سنان بن طلقؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! مجھے اپنی قمیص کا ایک ٹکڑا دے دیجئے۔ میں اس کو سعادت کے لئے سنبھال کر اپنے پاس رکھوں گا۔ محمد بن جعفر کہتے ہیں کہ میرے باپ نے کہا کہ حضور ﷺ کی قمیص کا وہ ٹکڑا اجداد سے میرے ہاتھ آیا تو ہم قمیص کے اس ٹکڑے کو مریضوں کو دھو کر پلا دیتے تو اس کی برکت سے شفا حاصل ہو جاتی۔

حضور ﷺ کی قمیص کی برکت کا ایک اور واقعہ مستدرک حاکم اور حلیۃ الاولیاء میں یوں بیان ہوا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب فاطمہ بنت اسد والدہ، ماجدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضور ﷺ تشریف لائے اور ان کے کفن مبارمیں اپنی قمیص مبارک دے دی۔ اسی دوران حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت ابوایوب انصاریؓ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ایک حبشی غلام کو بلا کر قبر کھودنے کا حکم دیا۔ پھر آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر پر تشریف لا کر اس کو فراغ اور ہموار کروایا اور خود قبر میں لیٹ کر اس کی کشادگی دیکھی اور فرمایا کہ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ خود بخود زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ اے اللہ! میری امی فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس کو اس کی حجت یعنی منکر نکیر کے سوالات کے جوابات خوب سمجھا دے اور اس کی قبر کو کشادہ کر دے اور

Marfat.com

اپنے نبی کے طفیل اور ان نبیوں کے طفیل جو مجھ سے پہلے ہوئے بیشک تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جب آپ قبر سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے ترتھیں اور دفن سے فارغ ہوکر جب واپس چلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آج آپ ﷺ نے جو اس عورت سے سلوک کیا ہے وہ کسی اور سے کبھی کرتے نہیں دیکھا۔ فرمایا اے عمرؓ! یہ میری ماں کے بعد ماں تھی۔ پھر فرمایا کہ میں نے اپنا قمیص اس لئے اسے پہنایا ہے تاکہ اللہ اس کو جنت کا حلّہ پہنائے اور قبر میں اس لئے لیٹا کہ اس پر نرمی و آسانی ہو۔ اور اسے سکون حاصل ہو۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی اتباع میں قمیص پہننا سنت ہے جس کا بیحد ثواب ملے گا۔ اس لئے بیشمار بزرگان دین اور صوفیاء، حضور ﷺ کی اس سنت پر عمل پیرا رہے ہیں۔

۲۔ تہبند

حضور ﷺ اپنے جسم اطہر کے ستر کے لئے تہبند استعمال کیا کرتے تھے آپ اکثر سفید چادر کو بطور لنگی یعنی تہبند باندھتے اور ٹخنوں سے اوپر رکھتے۔ ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ کا تہبند چار ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ اور ایک بالشت چوڑا ہوتا تھا، کبھی آپ نے سرخ دھاری دار اور سبز دھاری دار چادر بھی بطور تہبند کے استعمال فرمائی ہے۔

عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَائِشَةُ کِسَآءً مُّتَلَبَّدًا وَّاِزَارًا غَلِیْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَیْنِ۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیوندوں والا کمبل اور ایک موٹا تہبند ہمارے سامنے نکالا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ان دونوں کپڑوں میں وصال ہوا تھا۔

(مسلم شریف)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تہبند کا استعمال اتباع مصطفی ﷺ ہے اور حضور ﷺ کی کثیر العمل سنت ہے، خلفائے راشدینؓ دیگر صحابہ کرام اور اولیائے اسلام اور علمائے حق نے حضور ﷺ کی اس سنت پر خود عمل کیا اور دوسروں کو اتباع سنت کا درس دیا۔ جو شخص خود عمل نہ کرے تو اس کی دعوت کا اثر نہیں ہوتا۔ حضور ﷺ پہلے خود عمل کرتے تو دیکھنے والے بھی اپنے آپ کو اسی پر گامزن کر لیتے۔

تہبند کے استعمال میں ایک چیز جس پر حضور ﷺ نے خود بھی عمل کیا اور دوسروں کو بھی عمل پیرا ہونے

Marfat.com

کی کثرت سے تاکید فرمائی، وہ ہے تہبند کا ٹخنوں سے اوپر تک ہونا اس لئے ٹخنوں سے اوپر تک تہبند باندھنا سنت ہے۔ ٹخنوں سے نیچے تہبند کو لٹکانا قابل مذمت ہے بلکہ حضور ﷺ نے اس کے بارے میں اس بات کی وضاحت فرمادی ہے کہ جو شخص ٹخنوں سے نیچے اپنا تہبند لٹکائے گا وہ آخرت میں سزا پائے گا۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضِعُ الْإِزَارِ اِلٰى اَنْصَافِ السَّاقَيْنِ وَالْعَضَلَةِ فَاِنْ اَبَيْتَ فَاَسْفَلَ فَاِنْ اَبَيْتَ فَمِنْ وَّرَآءِ السَّاقِ وَلَا حَقَّ لِلْكَعْبَيْنِ فِي الْإِزَارِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا تہبند پنڈلیوں تک ہونا چاہئے جہاں پر بہت زیادہ گوشت ہوتا ہے وہاں تک۔ اگر اس سے زیادہ چاہو تو اور نیچا سہی اور اگر اس سے بھی زیادہ نیچا کرنا چاہو، تو مزید نیچے پنڈلیوں کے آخر تک۔ تاہم ٹخنوں کو ازار کے اندر نہیں ہونا چاہئے۔

عبید بن خالد سے روایت ہے کہ ایک دن میں مدینہ منورہ میں جا رہا تھا کہ ایک شخص مجھے پیچھے سے کہہ رہا تھا کہ اپنے تہبند کو اونچا کرو۔ اسے بچاؤ یہ باقی رہنے والا ہے۔ جب میں نے اس آواز دینے والے پر توجہ کی تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو صرف دھاری دار سفید چادر ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میرا طرز عمل تیرے لئے نمونہ نہیں ہے۔ جب میں نے حضور ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ کا تہبند نصف پنڈلی تک تھا۔ (ترمذی شریف)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ اِزَارِيْ اِسْتِرْخَآءٌ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ ارْفَعْ اِزَارَكَ فَرَفَعْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِدْ فَزِدْتُ فَمَا زِلْتُ اَتَحَرَّاهَا بَعْدُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اِلٰى اَيْنَ قَالَ اَنْصَافِ السَّاقَيْنِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور میری ازار میں درازی تھی۔ فرمایا کہ اے عبداللہ اپنی ازار اٹھالو۔ پس میں نے اٹھالی۔ پھر فرمایا کہ اور اٹھاؤ۔ میں نے اور اٹھالی۔ اسکے بعد میں ہمیشہ کوشش کرتا رہا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ کہاں تک؟ کہا کہ نصف پنڈلیوں تک۔ (مسلم شریف)

تہبند کو لٹکانے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت تو غرور اور تکبر کی بناء پر لٹکانا ہے۔ جہاں تک اس کا تعلق ہے تو وہ ناجائز ہے۔ دوسری صورت ضرورت اور مجبوری کی بنا پر تہبند یا شلوار کا ٹخنوں سے نیچے کرنا

Marfat.com

ہے اس میں کوئی حرج نہیں مگر نماز ٹخنوں کو ننگا کر کے ہی پڑھنی چاہئے۔ یعنی تہبند کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں۔ ان کا نماز کے وقت ننگا رہنا ضروری ہے۔ ضرورت اور مجبوری سے نماز کی حالت کے علاوہ ٹخنوں کو ڈھانپ لینے سے نافرمانی نہیں۔ زخم ہو یا کوئی تکلیف ہو یا سردی کے شدید موسم میں پنڈلیوں اور ٹخنوں کو ننگا تو نہیں رکھا جا سکتا۔ اس صورت ان پر کپڑا ڈالا جا سکتا ہے۔

تہبند باندھنے کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیر ناف تہبند باندھتے دیکھا۔ انھی سے تہبند باندھنے کے بارے میں ایک اور روایت یہ ہے:۔

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَأْتَزِرُ فَيَضَعُ حَاشِيَةَ إِزَارِهٖ مِنْ مُّقَدَّمِهٖ عَلٰى ظَهْرِ قَدَمِهٖ وَيَرْفَعُ مِنْ مُّؤَخَّرِهٖ قُلْتُ لِمَ تَأْتَزِرُ هٰذِهِ الْإِزَارَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتَزِرُهَا.

عکرمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ ازار باندھتے تو سامنے کی جانب سے اس کا کنارہ اپنے قدموں کی پشت پر رکھتے اور پیچھے سے اونچی رکھتے۔ میں عرض گزار ہوا کہ آپ اس طرح ازار کیوں باندھتے ہیں؟ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح ازار باندھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (سنن ابوداؤد)

۳۔ شلوار

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شلوار پہنی ہے یا نہیں، اس بارے میں محدثین کا اختلاف ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ یقیناً پہنی ہے علامہ شمنی نے شرح شفاء میں لکھا ہے کہ شلوار پہنی ہے۔

ابویعلی موصلی اپنی مسند میں بسندِ ضعیف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک دن بازار گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بزاز کی دکان میں تشریف فرما ہوئے۔ پھر ایک سراویل (پائجامہ) چار درہم میں خریدا۔ اور اہل بازار کا ایک وزان یعنی تولنے والا تھا۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وزن کر اور خوب اچھی طرح ٹھیک وزن کر۔ اس پر اس وزان نے کہا۔ میں نے یہ بات کسی سے نہیں سنی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وزان سے فرمایا۔ افسوس ہے تجھ پر تو نہیں جانتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں۔ پھر تو وہ ترازو چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی طرف جھکا اور چاہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو بوسہ دے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک کھینچ لیا۔ اور فرمایا اے

Marfat.com

فلاں! ایسا عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تم ہی میں سے ایک شخص ہوں اور حضور ﷺ نے سراویل لے لی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چاہا کہ میں اٹھالوں۔ فرمایا مال کا مالک زیادہ حقدار ہے کہ وہ خود اپنے مال کو اٹھائے مگر یہ کہ وہ کمزور یا مجبور ہو اور اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ایسے مسلمان بھائی کی مال کے لے جانے میں مدد کرنی چاہئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا پہننے کے لئے سراویل خرید فرمائی ہے؟ فرمایا ہاں! میں اسے سفر و حضر اور دن رات میں پہنوں گا۔ اس لیے کہ مجھے خوب ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے بہتر ستر پوش دوسرا لباس نہیں دیکھا۔ اس حدیث کو بکثرت محدثین نے بسند ضعیف روایت کیا ہے لیکن حضور ﷺ کا اس کو خریدنا صحت کے ساتھ ثابت ہے اور ہدایہ میں ہے کہ اس کا خریدنا پہننے کے لئے تھا۔ روایت کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے اسے پہنا اور آپ ﷺ کی اجازت سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی پہنا۔ واللہ اعلم۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بِعَرَفَاتَ فَقَالَ مَنْ لَّمْ یَجِدْ اِزَارًا فَلْیَلْبَسِ السَّرَاوِیْلَ وَمَنْ لَّمْ یَجِدْ نَعْلَیْنِ فَلْیَلْبَسْ خُفَّیْنِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سرور عالم ﷺ کو میدان عرفات میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس شخص کو تہ بند نہ ملے وہ شلوار پہنے اور جس شخص کو چپل نہ ملے، وہ موزے پہن لے۔

(نسائی شریف)

۴۔ کمبل

کمبل کا استعمال بھی اسلامی نقطہ نظر سے درست ہے کیونکہ حضور ﷺ نے کبھی کبھی کمبل استعمال فرمایا ہے یعنی موسم کے لحاظ سے سردی میں کمبل لیا کرتے تھے۔ یہ کمبل اون کا بنا ہوتا تھا اس لئے کمبل اوڑھنا بھی حضور ﷺ کی سنت ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک منقش کمبل میں نماز ادا فرمائی۔ نماز کے دوران اعلام ونقوش پر نظر پڑی تو آپ ﷺ نے نماز کے فوراً بعد فرمایا یہ کمبل ابو جہمؓ کو دے آؤ اور ان کا سادہ کمبل میرے پاس لے آؤ کیونکہ یہ کمبل نماز میں اپنی طرف متوجہ کرسکتا ہے اور خشوع وخضوع میں رکاوٹ کا باعث بن سکتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے وہ کمبل ابو جہمؓ کو دے کر سادہ کمبل اوڑھ لیا۔

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے بنا ہوا کمبل زیب تن فرما رکھا تھا۔

عَنْ اَبِی بُرْدَۃَ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَائِشَۃُ کِسَآءً مُتَلَبَّدًا وَاِزَارًا غَلِیْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَیْنِ.

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیوندوں والا کمبل اور ایک موٹا تہبند ہمارے سامنے نکالا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دونوں کپڑوں میں وصال ہوا تھا۔
(بخاری شریف)

کمبل اوڑھتے وقت یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اس کے کنارے زمین پر گھسٹتے نہ رہیں اور کمبل ریشم کا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ جب ریشم کا کپڑا پہننا ناجائز ہے تو کمبل بھی جائز نہیں۔ البتہ اونی کمبل خواہ وہ ملائمت میں ریشم کی طرح ہو اس کا استعمال جائز ہے۔

۵۔ جُبّہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبہ بھی استعمال فرمایا ہے اس لئے جبہ پہننا بھی سنت ہے۔ جبہ کوٹ کی مانند ہوتا ہے جو قمیص کے اوپر پہنا جاتا ہے مگر بعض کا قول ہے یہ کرتے کی جگہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّھَا اَخْرَجَتْ جُبَّۃَ طِیَالِسَۃٍ کِسْرَوَانِیَّۃٍ لَّھَا لِبْنَۃُ دِیْبَاجٍ وَفَرْجَیْھَا مَکْفُوْفَیْنِ بِالدِّیْبَاجِ وَقَالَتْ ھٰذِہٖ جُبَّۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَلْبَسُھَا وَنَحْنُ نَغْسِلُھَا لِلْمَرْضٰی نَسْتَشْفِیْ بِھَا.

حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک طیالسی کسروانیہ جبہ نکالا۔ جس کا گریبان ریشم کا تھا اور اس کے دونوں دامن ریشم سے سلے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک ہے اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ جب وہ فوت ہوگئیں تو میں نے لے لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے اور ہم شفا حاصل کرنے کے لئے اسے دھو کر مریض کو پلاتے ہیں۔ (مسلم شریف)

طیالس سے مراد ایک کپڑا تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اہل فارس میں استعمال ہوتا تھا جو بیش قیمت ہوتا تھا اس لئے کم لوگ اسے خریدتے تھے بلکہ اسے ایران کے بادشاہ استعمال کرتے تھے۔ اس

Marfat.com

کپڑے کا بنا ہوا ایک جبہ حضور ﷺ نے استعمال فرمایا ہے۔ اس جبے کے درمیانی کھلنے والے کناروں پر معمولی سا سنجاف یعنی ریشم لگا ہوا تھا جو خوبصورتی کے لئے تھا۔ حضور ﷺ کے جبے کو دھو کر مریضوں کو پلانے سے شفا حاصل ہو جاتی تھی۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے رومی جبہ پہنا۔

عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَبِسَ جُبَّةً رُوْمِیَّةً ضَیِّقَةَ الْکُمَّیْنِ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رومی جبہ پہنا جس کی آستین تنگ تھیں۔ (بخاری شریف)

اکثر بزرگان دین نے حضور ﷺ کی اتباع میں جبے کا استعمال فرمایا ہے۔ مولانا رومیؒ اور حضرت شیخ سعدی کے لباس میں جبہ کا استعمال بکثرت رہا ہے۔ خاص کر سلسلہ نقشبندیہ اور قادریہ کے مشائخ عظام میں سنت کے طور پر جبہ پہننے کو بہت فوقیت حاصل ہے۔

۶۔ چادر

حضور ﷺ کو اوڑھنے کے لئے چادر بہت پسند تھی۔ حضور ﷺ کے چادر اوڑھنے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت تو یہ ہے کہ کبھی آپ نے صرف چادر اوڑھ لی۔ جیسے حجۃ الوداع کے موقعہ پر احرام کی صورت میں چادر اوڑھی اور کبھی لباس کے اوپر سے چادر اوڑھ لیتے اور اسی میں نماز پڑھ لیتے چادر عموماً آپ گرمی یا سردی سے بچنے کے لئے استعمال میں لایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں مختلف قسم کی چادریں استعمال کی ہیں جنکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

۱۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ اَحَبُّ الثِّیَابِ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّلْبَسَھَا الْحِبَرَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جن کپڑوں کو پہنتے ان میں حبرہ آپ کو سب سے زیادہ پسند تھا۔ (بخاری شریف)

حبرہ سے مراد دھاری دار یمنی چادر ہے جو اس زمانے میں سادہ بھی ہوتیں، اور عمدہ بھی ہوتیں۔ اس لئے حضور ﷺ زیادہ تر دھاری دار چادر ہی کو استعمال فرمایا کرتے تھے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ رِمْثَةَ التَّیْمِیِّ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ ثَوْبَانِ

Marfat.com

اَخضَرَانِ وَلَهٗ شَعرٌ قَدْ عَلَاہُ الشَّیْبُ وَشَیْبُہٗ اَحْمَرُ وَھُوَ ذُوْ وَفْرَۃٍ وَّبِھَا رَدْعٌ مِنْ حِنَّاءٍ۔

حضرت ابورمثہ تمیمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ کے اوپر دو سبز چادریں تھیں اور آپ کے کپڑوں سے بڑھاپا ظاہر ہونے لگا تھا اور وہ موئے مبارک سرخ تھے۔ گیسوئے مبارک تابہ گوشی تھے جنہیں مہندی سے رنگا ہوا تھا۔ (سنن ابوداؤد)

سبز چادر کا پہننا بزرگی اور عزت کی دلیل ہے اس لئے بعض صوفیاء نے سبز کپڑوں کے استعمال کو اختیار فرمایا۔

۳۔عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُحْتَبٍ بِشَمْلَۃٍ قَدْ وَقَعَ ھُدْبُھَا عَلٰی قَدَمَیْہِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ایک چادر میں لپٹے ہوئے تھے۔ اور اس کا پھندنا آپ کے مبارک قدموں پر پڑا ہوا تھا۔ (سنن ابوداؤد)

ایک چادر میں لپٹنے سے مراد لباس کے اوپر سے چادر کا اوڑھنا ہے۔

۴۔عَنْ ھِلَالِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنًی یَخْطُبُ عَلٰی بَغْلَۃٍ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ اَحْمَرُ وَعَلِیٌّ اَمَامَہٗ یُعَبِّرُ عَنْہُ۔

حضرت ہلال بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو منیٰ میں خچر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا جبکہ آپ کے اوپر سرخ چادر تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سامنے ارشاداتِ عالیہ کا مطلب بیان کر رہے تھے۔ (سنن ابوداؤد)

بعض ائمہ نے سرخ چادر سے مراد ایسی سفید چادر لیا ہے جس میں سرخ دھاریاں تھیں۔

۵۔عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ صُنِعَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُرْدَۃٌ سَوْدَاءُ فَلَبِسَھَا فَلَمَّا عَرِقَ فِیْھَا وَجَدَ رِیْحَ الصُّوْفِ فَقَذَفَھَا۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے لئے سیاہ چادر بنائی گئی۔ آپؐ نے اسے استعمال کیا۔ جب پسینہ آتا تو اس میں سے اُون کی بو آتی تو اسے پھینک دیا۔

الوفاء میں ایک روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک مرتبہ سیاہ چادر زیب تن کئے ہوئے تھے تو میں نے عرض کیا کہ یہ آپ کے جسم پر خوب لگ رہی ہے آپؐ کی رنگت مبارک کی سفیدی اس کی سیاہی میں یوں نظر آتی ہے جیسے سیاہ بادلوں کے درمیان سورج چمک رہا ہو۔

Marfat.com

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے سفید سرخ دھاری دار سبز اور سیاہ دھاری دار چادروں کو استعمال کیا ہے لہٰذا سرخ رنگ کو چھوڑ کر باقی تینوں رنگوں کی چادروں کو استعمال کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

حدیث میں سرخ کپڑا پہننے کی ممانعت آئی ہے چنانچہ سرخ چادر کے متعلق علماء اور ائمہ کا اختلاف ہے اس کی وضاحت کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض لوگوں کو اس حدیث سے اشتباہ ہوتا ہے کہ سرخ لباس جائز ہوگا۔ یہ خطا ہے۔ سرخ سے مراد وہی ہے کہ سرخ دھاریاں تھیں اسی طرح سبز رنگ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث واقع ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ کے جسم اطہر پر دو سبز چادریں تھیں۔ اور عطا بن ابی لیلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ طواف میں سبز چادر سے اضطباع کئے ہوئے تھے۔ اس سے مراد ایسی چادر ہے جس میں سبز دھاریاں تھیں۔ اگر چہ یہ جگہ خالص سبز ہونے کا بھی احتمال رکھتی ہے لیکن دیار عرب میں یہی معنی مشہور و معروف ہیں اور زرد رنگ بھی اسی معنی میں ہے کہ زرد رنگ کی دھاریاں تھیں کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے سرخ لباس سے منع فرمایا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے جسم پر سرخ رنگ کا لباس دیکھ کر فرمایا یہ کفار کا لباس ہے اسے نہ پہنو۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس وقت میرے جسم پر سرخ رنگ کا لباس تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے اسے کہاں سے لیا ہے۔ میں نے عرض کیا میری بیوی نے میرے لئے بنایا ہے۔ فرمایا اسے جلا دو۔

چادر کے ایثار کا ایک واقعہ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں ایک چادر لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنے ہاتھ سے یہ بنی ہے تاکہ سرکار کو پہناؤں۔ حضور اکرم ﷺ نے اس چادر کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے لے لیا۔ تھوڑی دیر میں اسے پہلے ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اتنے میں فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا تھا آیا اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ! یہ کتنی خوبصورت چادر ہے۔ اسے تو مجھے دے دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا۔ جب اندر تشریف لے گئے تو اس چادر کو تہ

Marfat.com

کر کے اس کے پاس بھیج دیا۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا، خدا کی قسم! تو نے بہت برا کیا کہ رسول خدا ﷺ سے یہ چادر مانگ لی۔ حالانکہ تاجدار مدینہ ﷺ کو اس کی بہت سخت ضرورت تھی۔ اس شخص نے جواب دیا۔ خدا کی قسم! میں نے یہ چادر سرکار مدینہ ﷺ سے پہننے کے لئے نہیں مانگی۔ میں نے تو اس لئے مانگی ہے کہ مجھے اس میں کفن دیا جائے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس دن اس شخص کا انتقال ہوا تو اسے اسی چادر میں دفنایا گیا۔ (سنن ابن ماجہ)

۷۔ عمامہ

عمامہ باندھنا سنت ہے کیونکہ حضور ﷺ خود عمامہ باندھا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگان دین نے بھی حضور ﷺ کے اس عمل کی اتباع کی ہے۔ عمامہ ٹوپی پر باندھنا چاہئے۔ حضور ﷺ ٹوپی پر عمامہ باندھا کرتے تھے کیونکہ سر کا تیل وغیرہ اسے لگ جاتا ہے اور عمامہ صاف ستھرا رہتا ہے۔ عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا افضل ہے۔

حضور ﷺ کے عمامے کی لمبائی کبھی چھ سات ہاتھ ہوتی اور کبھی بارہ ہاتھ ہوتی اس پر امام نووی نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو عمامے تھے ایک کی مقدار سات ہاتھ اور دوسرا بارہ ہاتھ لمبا تھا۔ عمامہ باندھنے کے متعلق شرعی احکام حسب ذیل ہیں۔

حضور ﷺ کا عمامہ

نور الابصار میں ہے کہ حضور ﷺ نے سفید، سیاہ اور سبز رنگ کا عمامہ استعمال فرمایا ہے بعض سیرت کی کتب میں سبز کی بجائے زرد لکھا ہے۔ مگر اکثر سفید عمامہ ہی پہنا۔

عَنْ عُمَرِ وبْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عَمَامَةٌ سَوْدَاءُ

حضرت عمرو بن حریث سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا تو اس وقت آپؐ نے سر پر سیاہ عمامہ پہنا ہوا تھا۔ (جامع ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب فتح مکہ کے روز شہر میں داخل ہوئے تو آپ اس وقت اپنے سر پر سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھے۔

Marfat.com

عمامہ باندھنے کا حکم

حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو عمامہ باندھنے کی تاکید بھی فرمائی کہ ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھا کرو کیونکہ مشرک بغیر ٹوپی کے عمامہ پہنتے تھے اس لئے تم ٹوپی پر پہنو اس سے یہ مسئلہ بھی حل ہوتا ہے کہ ٹوپی پہننا بھی درست ہے۔

عَنْ رُكَانَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ.

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہمارے اور مشرکوں کے درمیان ٹوپیوں پر عمامے باندھنے کا فرق ہے۔ (جامع ترمذی)

شملے کو کندھے کے درمیان رکھنا

حضور اقدس ﷺ کی عادت شریفہ شملہ کے بارہ میں مختلف رہی ہے۔ شملہ چھوڑنے کا معمول اکثر تھا حتیٰ کہ بعض علماء نے یہاں تک لکھ دیا کہ بغیر شملہ کے باندھنا ثابت ہی نہیں لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ گاہے بگاہے بغیر شملہ چھوڑے بھی عمامہ باندھ لیتے تھے اور شملہ چھوڑنے میں بھی مختلف معمول رہا ہے اور کبھی آگے دائیں جانب کبھی پیچھے دونوں مونڈھوں کے درمیان شملہ چھوڑتے تھے۔ کبھی عمامہ کے دونوں سرے شملہ کے طریقہ پر چھوڑ لیتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب عمامہ باندھتے تو شملہ دونوں کندھوں کے درمیان رکھتے۔ (جامع ترمذی)

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ عَمَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَدَلَهَا بَيْنَ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر عمامہ باندھا تو شملہ میرے آگے اور پیچھے رکھا۔ (سنن ابوداؤد)

Marfat.com

شملہ باندھنے کا ادب

بندھے ہوئے عمامہ کو کھول کر دوبارہ باندھنا پڑے تو اسے کھول کر زمین پر نہ رکھیں بلکہ اسے احترام سے کھول کر رکھیں اور پیچ پیچ کر لیں۔ جب گھر میں آ کر یا کسی مقام پر عمامہ اتار کر رکھنا ہو تو بسم اللہ کہہ کر اسے اتار لو اور جب پہنا جائے تو بھی بسم اللہ شریف پڑھی جائے۔

سنت داڑھی

داڑھی حضور ﷺ کی محبوب سنت ہے لہٰذا ہر مسلمان کے لئے داڑھی رکھنا ضروری ہے۔ داڑھی سابق انبیاء کی بھی سنت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جب زمین پر اتارا گیا تھا اور آپ توبہ کے سلسلے میں کچھ پشیمانی کے عالم میں پھرتے رہے اس عرصہ کے دوران آپ کی داڑھی مبارک بڑھ گئی جو اللہ کو پسند آئی تو اس وقت سے لے کر نسل آدم کے لئے داڑھی کو بڑھانا محبوب قرار دیا گیا۔ داڑھی رکھنے کے آداب اور سنتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ داڑھی رکھنا سنت ہے

داڑھی مسلمان کا امتیازی نشان ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ داڑھی رکھیں کیونکہ داڑھی بڑھانا فطرت میں داخل ہے اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ دس چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ ان میں داڑھی کا بڑھانا بھی شامل ہے۔ داڑھی بڑھانا تمام انبیاء کی بھی سنت ہے کیونکہ تمام نے داڑھی رکھی ہے اور مونچھیں کم کروائی ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَوْفِرُوا اللُّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ اَعْفُوا اللُّحٰى.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو یعنی

Marfat.com

داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ مونچھیں نیچی کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ (بخاری شریف)

ایک اور روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنی مونچھیں بڑھاتے ہیں اور داڑھیاں منڈواتے ہیں، تم ان کے خلاف کرو یعنی داڑھیاں رکھو۔

طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط جب کسریٰ کے دربار میں پڑھا گیا تو بازان اور خرخسہ کے ہاتھ آپ کا خط کا جواب لکھ کر ان دونوں کو سفیر بنایا اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ بابویہ نے بازان کا خط پیش کیا۔ آپ نے خط کا مضمون معلوم کر کے ارشاد فرمایا کہ ابھی تم قیام کرو، سوچ کر جواب دیا جائے گا۔ سفیروں نے پندرہ روز مدینہ میں قیام کیا۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ آپ نے جب بابویہ اور خرخسہ کے چہروں کو دیکھا تو طبع مبارک مکدر ہوگئی۔ بابویہ اور اس کا ساتھی ایرانی رسم ورواج کے مطابق داڑھی منڈائے اور مونچھوں کو متکبرانہ انداز سے بل دیئے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ متکبرانہ انداز کی تعلیم تم نے کہاں سے حاصل کی؟ بابویہ نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے سلطان کا یہی طرز ہے اور ہم اسی لئے اس طرز کو محبوب رکھتے ہیں۔ آپؐ نے یہ سن کر فرمایا کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ داڑھی کو بڑھاؤں اور مونچھوں کو کٹاؤں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو ہر وقت یہ پڑھتے رہتے ہیں کہ پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی سے اور عورت کو بالوں سے زینت عطا فرمائی۔

(کیمیائے سعادت)

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک دراز اور باریک تھی۔ ایسے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی داڑھی چوڑی تھی جس سے سینہ بھرا ہوتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور بعد میں آنے والے قریبی دور میں تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے اور تمام لوگ سنت داڑھی کو بہت ہی اچھا سمجھتے تھے۔ قدرتی طور پر اگر کسی کی داڑھی نہ نکلتی تو اس پر افسوس کرتے حضرت شریح اکابر تابعین سے تھے ان کی داڑھی بھی خلقۃً نہ تھی وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کاش دس ہزار دے کر مجھے داڑھی مل جائے۔

Marfat.com

۲۔سنت کے مطابق داڑھی کی مقدار

سنت کے مطابق داڑھی کی مقدار ایک مشت ہے۔اس سے زائد کو کتروانا حضور ﷺ کی سنت ہے لہٰذا جب داڑھی ایک مشت سے زیادہ ہو جائے تو اسے مٹھی بھر چھوڑ کر باقی کاٹ دیں تاکہ حد سے زیادہ نہ بڑھ جائے۔حضور ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهٖ مِنْ عَرْضِهَا وَطُوْلِهَا.

حضرت عمرو بن شعیب،ان کے والد ماجد،ان کے جد امجد سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی ریش مبارک کے طول وعرض سے کچھ لیا کرتے تھے۔(جامع ترمذی)

کتاب الآثار میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر مٹھی سے زائد حصہ کو کاٹ دیا کرتے تھے۔سیدنا امام محمد فرماتے ہیں کہ ہمارا عمل اسی حدیث پاک پر ہے اور حضرت امام اعظم نے بھی یہی فرمایا ہے۔

حضرت علامہ شامی کا ایک قول ہے کہ اگر کوئی شخص داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر زائد کاٹ ڈالے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔بعض لوگ خشخشی داڑھی یعنی ایک مشت سے کم داڑھی رکھ لیتے ہیں اور وجہ جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے داڑھی بڑھانے کے حکم پر عمل ہو جاتا ہے۔ان کی یہ سوچ اتباعِ سنت سے دور ہے کیونکہ حضور ﷺ کی پیروی اسی بات میں ہے کہ داڑھی ایک مشت تک رکھی جائے کیونکہ اسی سے سنت پر عمل کرنے کا مقصد پورا ہوگا۔اس لئے خشخشی داڑھی نہ رکھیں بلکہ سنت کی مقررہ مقدار تک داڑھی بڑھائیں۔

۳۔مونچھیں کتروانا سنت ہے

مونچھیں کتروانا حضور ﷺ کی سنت ہے۔بعض بزرگوں کا قول ہے کہ مونچھیں اتنی کم کرے کہ ابرو کی مثل ہو جائیں یعنی اتنی کم ہوں کہ اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصے نہ لٹکیں،مونچھوں کے کنارے پر بڑے بال رکھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُصُّ اَوْ يَاْخُذُ مِنْ شَارِبِهٖ

Marfat.com

وَكَانَ اِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ الرَّحْمٰنِ يَفْعَلُهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مبارک مونچھوں سے کترتے یا لیتے اور اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام بھی ایسا ہی کیا کرتے۔ (جامع ترمذی)

صحیح بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کترواؤ اور داڑھیاں بڑھنے دو۔ آتش پرستوں کے خلاف کرو۔ ایسے ہی ایک اور روایت میں ہے کہ مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیوں کو معافی دو اور یہودیوں کی سی شکل نہ بناؤ (طحاوی)

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَاْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو اپنی مونچھوں سے ذرا نہ کترے وہ ہم میں سے نہیں ہے (مسند امام احمد، جامع ترمذی، سنن نسائی)

۴۔ داڑھی کو صاف ستھرا رکھنا سنت ہے

داڑھی کے بالوں کو صاف ستھرا رکھنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی کو دھویا بھی کرتے تھے اور تیل بھی لگاتے اور کنگھی بھی کیا کرتے تھے اور بعض اوقات خوشبو بھی لگاتے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں غسل کرتے وقت داڑھی کے بالوں کو اچھی طرح دھونا چاہئے۔ تاکہ اگر گرد وغیرہ لگا ہو تو وہ اتر جائے گا۔ گاہے بگاہے تیل بھی لگانا چاہئے اور جب سر میں کنگھا کریں تو داڑھی کے بالوں میں بھی کنگھی کریں۔

۵۔ داڑھی منڈوانا خلاف سنت ہے

داڑھی منڈوانا خلاف سنت ہے اور علماء نے اسے مُثلہ کے احکام میں شامل کر کے داڑھی مونڈنے اور منڈوانے کو ناجائز قرار دیا ہے۔

فقہ میں چہرہ بگاڑنے کو مثلہ کہا جاتا ہے۔ یہ دو طرح کا ہے ایک تو اپنا چہرہ خود بگاڑنا ہے اور دوسرا جہاد یا لڑائی وغیرہ میں کسی دوسرے کا چہرہ بگاڑنا ہے۔ اہل فقہ نے داڑھی مونڈنے یا سنت سے چھوٹی رکھنے کو مثلہ قرار دیا ہے۔ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ عورتوں کے سر کے بال کتروانا اور مردوں کا داڑھی منڈوانا

Marfat.com

مثلہ ہے۔ایک اور عالم دین کا قول ہے کہ اپنی داڑھی کے کسی بال کو نہ منڈوایئے اور نہ ترشوایئے کیونکہ یہ مثلہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بالوں کے ساتھ مثلہ کرے تو اس کے لئے اللہ کے ہاں کچھ حصہ نہیں (طبرانی) اکثر علماء کا کہنا ہے کہ یہ حدیث بالوں کے مثلہ کے متعلق ہے اور بالوں کا مثلہ یہ ہے کہ عورت سر کے بال منڈوائے یا مرد داڑھی منڈوائے یا مرد اور عورت یعنی دونوں بھنویں منڈوائیں۔جیسا کہ ہندو سوگ کے وقت کرتے ہیں۔مثلہ کی یہ سب صورتیں ناجائز ہیں۔

داڑھی منڈانے کی لعنت سب سے پہلے قوم لوط میں آئی۔قرآن شاہد ہے کہ قوم لوط نوخیز لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کیا کرتے تھے جن کے داڑھی نہیں نکلتی ہوتی تھی۔مگر جب امردوں یعنی خوبصورت لڑکوں کی داڑھیاں نکل آتی تھیں تو وہ امرد ہی رہنے کی غرض سے داڑھیاں منڈوانے لگے اس طرح یہ داڑھی منڈوانے کا رواج پڑ گیا۔پھر اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو ان کی برائیوں کی سزا دی۔ان برائیوں میں ایک برائی یہ بھی یعنی داڑھی منڈوانا بھی شمار کیا گیا۔

ابن عساکر کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام داڑھی رکھتے تھے اور آپ کی امت کے لئے بھی ضروری تھا کہ وہ بھی داڑھی رکھے۔مگر جب قوم لوط نے داڑھیاں منڈوانا شروع کر دیں تو آپ نے انھیں بہت منع کیا مگر وہ باز نہ آئے تو ان کی بستیاں الٹ دی گئیں۔

بعض علماء کے نزدیک داڑھی منڈوانے کو خلاف سنت قرار دینے کے لئے ایک وجہ دلیل یہ بھی ہے کہ داڑھی منڈوانے سے عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے جو مردوں کے لئے جائز نہیں۔ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مردوں پر لعنت کرتا ہے جو عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہیں۔اور ان عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت جو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتی ہیں۔بہر کیف داڑھی منڈوانا ہر لحاظ سے خلاف سنت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنی صورت اور سیرت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں رنگ لے۔

۶۔داڑھی کے متعلق مکروہ اعمال کی مذمت

حضرت امام غزالی نے فرمایا ہے کہ داڑھی کے متعلق مندرجہ ذیل دس باتیں مکروہ ہیں۔

Marfat.com

اول سیاہ خضاب کا لگانا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ دوزخیوں اور کافروں کا خضاب ہے اور سب سے پہلے جس شخص نے اسے لگایا وہ فرعون تھا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک قوم ایسی ہوگی کہ سیاہ خضاب کا استعمال کرے گی اور ان لوگوں کو بہشت کی بو تک نصیب نہ ہوگی۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ بدترین بوڑھے وہ ہیں جو اپنے آپ کو جوانوں کی مانند بنانا چاہتے ہیں اور بہترین جوان وہ ہیں جو خود کو بوڑھوں کی مانند بناتے ہیں اور اسی لئے اس کی نہی (ممانعت) کی گئی ہے کہ یہ اغراض فاسد کے لئے تلبیس یعنی شیطانی مکر و فریب کی مانند ہے۔

دوسری چیز سرخ اور زرد خضاب ہے اور اس کا استعمال اگر غازی کریں تاکہ کافران پر (بوڑھے سمجھ کر) دلیر نہ ہو بیٹھیں اور انھیں کمزوری اور بڑھاپے کی گھڑی ہی نہ سمجھ بیٹھیں تو یہ سنت ہے اور اسی وجہ سے بعض علماء نے سیاہ خضاب بھی استعمال کیا ہے لیکن اگر غرض یہ نہ ہو (جو بیان کی گئی ہے) تو محض مکر و فریب ہے اور جائز نہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ داڑھی کو گندھک سے سفید کر لیا جائے تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ بوڑھا ہے اور یوں اس کی تعظیم و احترام میں اضافہ ہو جائے تو یہ فقط حماقت ہے کیونکہ احترام و تعظیم علم و عقل سے ہوتی ہے نہ کہ بڑھاپے اور جوانی سے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب فرمان اجل پہنچا (یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت آیا) تو آپ کے تمام بالوں میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

چوتھے یہ کہ داڑھی سے سفید بالوں کو نوچ پھینکنا اور بڑھاپے کو باعث ننگ و عار تصور کرنا۔ اور یہ محض جہالت ہے اور ایسا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے نور کو باعث ننگ تصور کیا جائے۔

پانچویں چیز یہ ہے کہ ہوس و سودا کے تحت ابتداء ہی سے بالوں کو اس غرض سے نوچ ڈالنا تاکہ صورت سے بے ریش (بغیر داڑھی کے) دکھائی دے اور یہ بھی جہالت کے باعث ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں اور تسبیح ہی یہ ہے کہ "پاک ہے وہ پروردگار جس نے مردوں کو داڑھی سے اور عورتوں کو گیسوؤں سے آراستہ فرمایا"۔

چھٹی بات یہ ہے کہ داڑھی کو ناخنوں سے یوں تراشتے رہنا کہ وہ کبوتر کی دم کی طرح ہو جائے تاکہ دیکھنے میں عورتوں کو بھلی معلوم ہو اور وہ اس کی طرف زیادہ رغبت ظاہر کریں۔

ساتویں یہ کہ سر کے بالوں کو داڑھی سے بڑھا دیا جائے تاکہ زلفیں سی بن کر کانوں کی لوؤں سے بھی

Marfat.com

نیچے لٹکتی رہیں اور اسے اہل صلاح کی عادت قرار دیا جائے۔
آٹھویں یہ کہ داڑھی کی سفیدی یا سیاہی کو تعجب کی نگاہ سے دیکھا کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو کبھی دوست نہیں رکھتا جو استعجاب کی نظر سے اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔
نویں یہ کہ سنت کی بجا آوری کے بجائے بعض لوگوں کو دکھانے کے لئے (داڑھی میں) کنگھی کی جائے۔
دسویں یہ کہ داڑھی کو یونہی الجھا ہوا چھوڑ دے تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ اس (مرد حق) کو کنگھی کرنے کی فرصت یا پرواہی کب ہے (یعنی اسے یاد الٰہی سے فرصت ہی کہاں؟) (کیمیائے سعادت)

سر کے بال رکھنے اور کٹوانے کی سنتیں

انسانی جسم کے مختلف حصوں کے بال اور ہاتھوں پیروں کے ناخن بڑھتے رہتے ہیں۔ ان کی شریعت کے مطابق تراش خراش کرنے کے احکام مندرجہ ذیل ہیں۔
سر کے بال رکھنا اور منڈ والینا دونوں طرح ہی سنت ہے۔ بال رکھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ بالوں کو کانوں کی لو کے نچلے حصے تک بڑھائیں اس سے زائد بالوں کی حجامت کروائیں اور کٹوا ڈالیں۔ حضور ﷺ نے اس سے زائد بال رکھنے کو پسند نہیں کیا اس لئے شرعی حد سے زائد بالوں کی حجامت کروانا لازم ہے انھیں دھوتے رہنے اور ان میں کنگھی کرتے رہنا بھی سنت ہے۔ زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک حجامت کروالینا بہتر ہے اس سے تاخیر کرنا اچھا نہیں۔ اگر کوئی سر کے بالوں کو شرعی آداب کے مطابق نہ رکھ سکے تو پھر سارے سر کو منڈوانا بھی جائز ہے۔ تھوڑے بالوں کو رکھنا اور کچھ کو منڈوالینا جائز نہیں۔ حضور ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ سر کے بال رکھنے اور کٹوانے کے آداب مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ حضور ﷺ کے بال بے مثل تھے

حضور نبی کریم ﷺ کے بال مبارک بیحد خوبصورت اور بے مثل تھے
عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مَرْبُوْعًا عَرِيْضٌ مَا بَيْنَ

Marfat.com

الْمَنْكِبَيْنِ كَثَّ اللِّحْيَةِ تَعْلُوهُ حُمْرَآءُ جُمَّتُهُ اِلٰى شَحْمَتَيْ اُذُنَيْهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مَارَاَيْتُ اَحْسَنَ مِنْهُ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ تھا۔آپ کے دونوں کندھوں کی درمیانی جگہ چوڑی تھی۔داڑھی مبارک خوب گھنی تھی اوراس کے اوپر کچھ سرخی نمودارتھی۔آپ کے سرمبارک کے بال کانوں کی لوتک تھے۔میں نے سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کولال حُلّہ پہنے ہوئے دیکھا اورمیں نے آپ سے بڑھ کرکسی کوحسین وجمیل نہیں دیکھا۔(سنن نسائی)

۲۔نصف کانوں کی لوتک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بال نصف کانوں کی لوتک رکھےاس کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے:۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ شَعْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى نِصْفِ اُذُنَيْهِ.

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کانوں تک تھے۔

(نسائی شریف)

۳۔تا بگوش سے زیادہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بال کانوں کی لو سے نیچے مگر کندھوں سے اوپر تک رکھے۔اس کے متعلق روایت یہ ہے:۔

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ وَاحِدٍ كَانَ لَهٗ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ وَدُوْنَ الْوَفْرَةِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن میں غسل کرلیا کرتے تھے۔آپ کے گیسوئے مبارک تا بگوش سے زیادہ اورتا بدوش سے کم تھے۔(جامع ترمذی)

۴۔تا بگوش بالوں کی تعریف

ایک شخص کوتا بگوش بال رکھنے کی ترغیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمائی۔

Marfat.com

عَنِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمُ الْاَسَدِيُّ لَوْلَا طُوْلُ جُمَّتِهٖ وَاِسْبَالُ اِزَارِهٖ فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَاَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهٗ اِلٰى اُذُنَيْهِ وَرَفَعَ اِزَارَهٗ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ.

نبی کریم ﷺ کے اصحاب سے حضرت ابن الحظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خریم اسدی بہت اچھا آدمی ہے جبکہ اس کے بال تا بگوش سے زیادہ نہ ہوں۔ اور ازار نیچی نہ رکھے۔ یہ بات حضرت خریم تک پہنچی تو انھوں نے سر کے بالوں کو چھری سے کاٹ کر کانوں تک کرلیا اور اپنی ازار کو نصف پنڈلیوں تک اونچا کرلیا۔ (سنن ابوداود)

۵۔ کندھوں تک بال رکھنا سُنت ہے

حضور ﷺ نے بعض اوقات کندھوں سے اوپر تک بال رکھے۔

۱۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضْرِبُ شَعْرُهٗ اِلٰى مَنْكِبَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ روای ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کندھوں تک پہنچتے تھے۔ (نسائی شریف)

۲۔ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ مَا رَاَيْتُ مِنْ ذِيْ لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِيْ حُلَّةٍ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَهٗ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے کسی بالوں والے شخص کو جوڑا پہنے ہوئے حضور پرنور ﷺ سے بڑھ کر حسین وجمیل نہیں دیکھا آپ کے بال مبارک کندھوں کے قریب تھے۔

(نسائی شریف)

۶۔ سر منڈوانے کی اجازت

اسلام میں پورا سر منڈوانے کی اجازت ہے۔ جو بال نہ رکھے وہ سر مونڈھ لے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَاْسِهٖ وَتُرِكَ بَعْضُهٗ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ اَحْلِقُوْا كُلَّهٗ اَوِ اتْرُكُوْا كُلَّهٗ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ

Marfat.com

مونڈا گیا اور کچھ چھوڑ دیا گیا تھا۔ آپ نے ایسا کرنے سے منع کیا اور فرمایا۔ سارا مونڈ دو یا سارا چھوڑ دو۔ (مسلم شریف)

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی ایک مرفوع روایت کے بموجب حج اور عمرہ اور ضرورت کے علاوہ سر منڈانا مکروہ ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اور عبید عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے سر منڈایا وہ ہم سے نہیں۔ دار قطنی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کے سوا بال نہ منڈائے جائیں۔ اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کی مذمت فرمائی اور ان کے پہچان سر منڈانا بتلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبیغ سے فرمایا۔ اگر میں نے دیکھا کہ تم نے سر کے بال منڈائے ہیں تو اسی سر کو پیٹوں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اگر کسی کا سر منڈا ہوا دیکھو تو سمجھو اس میں شیطان کی صفت ہے۔ کیونکہ سر منڈوانے والا اپنے کو عجمیوں کا ہم شکل بناتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کسی قوم کی شکل اختیار کرے گا وہ اسی میں سے ہوگا۔

جب سر منڈانے کی ممانعت اوپر کی روایتوں سے ثابت ہے تو پھر بالوں کو کتروانا چاہئے۔ امام احمد بن حنبلؒ ایسا ہی کرتے تھے۔ اختیار ہے کہ بال جڑوں سے کتروائے یا اوپر سے یعنی بالوں کی نوکیں کٹوادے۔

امام احمدؒ کی دوسری روایت ہے سر منڈانا مکروہ نہیں ہے کیونکہ ابوداؤد نے اپنی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے پاس حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ پھر خود بھی تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا۔ پھر فرمایا میرے بھتیجوں (اس کے لڑکوں) کو میرے پاس لاؤ۔ ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نائی کو بلاؤ۔ نائی بلایا گیا حکم دیا کہ ان کے سر مونڈ دو۔ نائی نے ہمارے سر مونڈ دیئے۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کندھوں تک لٹکتے تھے۔ آپ نے زندگی کے اواخر زمانے میں اپنے سر (مبارک) کے بال منڈا دیئے تھے۔

۷۔ بعض بال چھوڑنے کی ممانعت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے بعض بالوں کو منڈوا لینے اور بعض کو چھوڑ دینے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الْقَزَعِ

Marfat.com

قِيلَ لِنَا نِعٍ مَا الْقَزَعُ قَالَ يُحلَقُ بَعْضُ رَأسِ الصَّبِيِّ وَيُترَكُ الْبَعْضُ.

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قزع سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے نافع سے کہا گیا کہ قزع کیا ہے۔ فرمایا کہ بچے کا سر مونڈنا اور کچھ چھوڑ دینا۔ (متفق علیہ)

۸۔ رکھے ہوئے بالوں کی حجامت کروانا

جس شخص نے بال رکھے ہوں، اسے چاہئے کہ جب سنت کی حد سے بڑھ جائیں تو ان کی حجامت کروائے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِي شَعْرٌ فَقَالَ ذُبَابٌ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ يَعْنِيْنِي فَاَخَذْتُ مِنْ شَعْرِي ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَقَالَ لِي لَمْ اَعْنِكَ وَهٰذَا اَحْسَنُ.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میرے سر کے بال بڑھے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یہ تو نحوست ہے۔ میں نے خیال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ارشاد فرما رہے ہیں۔ میں نے بال کتروا ڈالے۔ اور آپ کی خدمت اقدس میں دوبارہ حاضر ہوا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے تمھیں نہیں کہا تھا۔ اور بالوں کی حجامت کرانا اچھا ہے۔ (نسائی شریف)

Marfat.com

فُضلاتِ بدن دور کرنے کے آداب

انسانی جسم کے بال وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتے رہتے ہیں۔ جسم کے بعض حصوں پر بال تیزی سے بڑھتے ہیں جیسے سر، داڑھی، بغل اور شرمگاہ وغیرہ۔ بقایا جسم کے بال تیزی سے نہیں بڑھتے۔ جن اعضاء کے بال تیزی سے بڑھتے ہیں انہیں خوبصورت انداز میں درست رکھنے کے لئے شریعت اسلامیہ نے چند آداب مقرر فرمائے ہیں اور ان کے آداب کے مطابق زائد بالوں کو درست کرنے کا حکم دیا گیا۔ جسم کے دو پوشیدہ حصوں سے بال اکھاڑنا ضروری ہے۔ اگر چالیس دن کے اندر اندر وہاں سے زائد بالوں کی صفائی نہ کی جائے تو انسان گنہگار ہوگا۔ ان دونوں حصوں کے احکام حسب ذیل ہیں۔

ا۔ زیر ناف بالوں کی صفائی

مرد یا عورت اس کے لئے زیر ناف بالوں کی صفائی گاہے بگاہے ضروری ہے۔ خواہ یہ صفائی ہفتہ کے بعد کرلیں یا پندرہ بیس دن کے بعد کرلیں۔ بہرکیف چالیس دن سے زیادہ تاخیر مکروہ ہے۔ حضرت امام غزالی نے فرمایا ہے کہ شرمگاہ کے بالوں کو اکھیڑنا سنت ہے اور چالیس دن سے زائد نہ رہیں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ وُقِّتَ لَنَا فِیْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَۃِ اَنْ لَّا نَتْرُکَ اَکْثَرَ مِنْ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے لئے وقت مقرر کردیا گیا ہے کہ مونچھیں پست کرنے، ناخن کاٹنے، بغلوں کے بال اکھاڑنے اور موئے زیر ناف مونڈنے کو چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے رکھیں۔ (مسلم شریف)

ایک بزرگ کا قول ہے کہ اچھا صوفی اور شیخ طریقت وہ ہے جو اپنے باطن کو پاکیزہ رکھنے کے ساتھ اپنے جسم کی ظاہری صفائی پر بھی کاربند رہے۔ سر اور داڑھی کے بالوں کو درست رکھے اور ایک دو ہفتہ کے بعد بغل اور زیر ناف کے بالوں کو بھی صاف کرتا رہے۔

Marfat.com

موئے زیرناف کے سلسلے میں اختیار ہے، چاہے نورہ (چونا اور ہڑتال کا مرکب) سے صاف کرے، چاہے چونے یا استرے سے صاف کرے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ نورہ استعمال کرتے تھے۔ منصور بن حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لیپ تیار کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اسے اپنے زیرناف لگایا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف مروی ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی چونے کا لیپ استعمال نہیں کیا۔ بلکہ جب بال بڑھ جاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم انھیں مونڈ دیا کرتے تھے۔ موئے زیرناف کے سوا دوسری جگہ کے بال دوسرے شخص سے بھی صاف کرائے جاسکتے ہیں۔ اس کے ثبوت میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال زیرناف تک پہنچتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کام کو انجام دیتے۔ ابوالعباس نسائی کہتے ہیں کہ ہم نے ابو عبداللہ کے چونے کا لیپ کیا۔ لیکن زیرناف کی حد پر انھوں نے خود چونا کا استعمال کیا۔ غرض جب زیر ناف، رانوں اور پنڈلیوں کی صفائی کا جواز چونے سے ثابت ہے تو اُسترے سے بھی مونڈنا جائز ہے۔ اس قیاس کی تائید حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونے کا استعمال کبھی نہیں کیا۔ بال زیادہ ہوتے تو مونڈ دیتے تھے۔

ایک بزرگ نے ایک مرتبہ اپنے ایک مرید کو نصیحت فرمائی کہ عبادت کی توفیق جسمانی صحت سے وابستہ ہے۔ اور صحت کا راز تین باتوں میں ہے۔ اول دل پسند غذا کا مناسب مقدار میں کھانا۔ دوم روزانہ غسل کرنا۔ سوم اپنے جسم کو بالوں کی گندگی سے صاف رکھنا۔

۲۔ بغل کے بالوں کا اکھاڑنا

بغل کے بالوں کو بھی صاف کرنا سنت ہے۔ لہٰذا اسے بھی چالیس دن سے زائد نہ رہنے دیں۔ بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ جمعہ کے دن جب جمعہ کے لئے غسل کیا جائے تو اس میں زیرناف اور بغل کے بالوں کی صفائی کرلی جائے۔ بغل کے بالوں کو اکھیڑنے کی بجائے مونڈھیں۔ بغل کے بال صاف کرنے سے بدبو دور ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بغل کے بال بڑھنے نہ دو کیونکہ بغل کے بالوں کی جھاڑی میں شیطان کو آرام ملتا ہے۔ عورتوں کو بھی چاہئے کہ وہ بھی بغلوں کے بالوں کی صفائی رکھیں۔

Marfat.com

حالت جذب میں فقراء اور صوفیاء کی بغلوں کے بال بہت بڑھ جاتے ہیں تو اس وقت صاحب ہوش انسان کو چاہئے کہ ان کی اجازت سے حجام سے ان کی بغلوں کے بال صاف کرا دیں تا کہ جسمانی صفائی قائم رہے۔

۳۔ ناخن تراشنے کا سنت طریقہ

ناخن قدرتی طور پر آہستہ آہستہ بڑھتے رہتے ہیں۔ اسلام نے ان بڑھے ہوئے ناخنوں کو تراشنے کا حکم دیا ہے۔ ناخن ہفتہ میں ایک بار ضرور تراشنے چاہئیں، اگر ایسا نہ کر سکیں تو پھر پندرہ دن میں ضرور ترشوائیں اور اسکی انتہائی مدت چالیس دن ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دائمی سنتیں پانچ ہیں۔ ختنہ کرنا، موئے زیر ناف صاف کرنا، مونچھیں پست کرنا، ناخن کاٹنا اور بغلوں کے بال اکھاڑنا۔

(بخاری شریف)

اس حدیث میں جن پانچ سنتوں کے ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے ان میں بڑھے ہوئے ناخنوں کو بھی کاٹنے کی ترغیب دی ہے۔ اسی بات کی تاکید ایک اور حدیث میں یوں کی گئی ہے:۔

عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِیْبٍ قَالَ عَشْرَةٌ مِّنَ السُّنَّةِ السِّوَاكُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَالْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَتَوْفِیْرُ اللِّحْیَةِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَالْخِتَانُ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَغَسْلُ الدُّبُرِ۔

حضرت ابو بشر رضی اللہ عنہ راوی ہیں (آپ کا اسم گرامی جعفر بن ایاس ہے) آپ نے حضرت طلق بن حبیب رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ دس (۱۰) باتیں سنت ہیں۔ مسواک کرنا، مونچھیں کتروانا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، داڑھی بڑھانا، ناخن کتروانا، بغل کے بال اکھیڑنا، ختنہ کرنا، زیر ناف بال مونڈنا، شرمگاہ کو دھونا۔ (نسائی شریف)

جمعہ کے دن ناخن ترشوانا مستحب ہے۔ ہاں اگر زیادہ بڑھ گئے ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کرے کہ ناخن بڑا ہونا اچھا نہیں کیونکہ ناخن کا بڑا ہونا تنگی رزق کا سبب ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

جمعہ کے دن نماز کے لئے جانے سے پہلے مونچھیں کترواتے اور ناخن ترشواتے۔ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو جمعہ کے دن ناخن ترشوائے اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے جمعہ تک بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔اور تین دن زائد یعنی دس دن تک۔ایک اور حدیث میں ہے جو ہفتہ کے دن ناخن ترشوائے اس سے بیماری نکل جائے اور شفا داخل ہوگی۔اور جو اتوار کے دن تراشوائے فاقہ نکلے گا اور تونگری آئے گی اور جو پیر کے دن ترشوائے جنون جائے گا اور صحت آئے گی اور جو منگل کے دن ترشوائے مرض جائے گا اور شفا آئے گی اور جو بدھ کے دن ترشوائے وسواس وخوف نکلے گا اور امن وشفا آئے گی۔اور جو جمعرات کے دن ترشوائے جذام جائے اور عافیت آئے اور جو جمعہ کے دن ترشوائے رحمت آئے گی اور گناہ جائیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے پہلے داہنے ہاتھ کے ناخنوں کو اس طرح ترشوائے کہ سب سے پہلے چھنگلیاں، پھر بیچ والی، پھر انگوٹھا، پھر منجلی پھر کلمہ کی انگلی۔اور بائیں ہاتھ میں پہلے انگوٹھا پھر بیچ والی پھر چھنگلیا، پھر کلمہ کی انگلی پھر منجلی یعنی داہنے ہاتھ میں چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھے سے ۔اور ایک انگلی چھوڑ کر اور بعض میں دو چھوڑ کر کٹوائے۔ایک روایت میں آیا ہے کہ اس طرح کرنے سے کبھی آشوب چشم نہیں ہوگا۔ناخن تراشنے کی یہ ترتیب جو مذکور ہوئی۔اس میں کچھ پیچیدگی ہے خصوصاً عوام کو اس کی نگہداشت دشوار ہے لہٰذا ایک دوسرا طریقہ جو آسان ہے اور وہ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع کریں اور چھنگلیا پر ختم کریں۔پھر بائیں کی چھنگلیا سے شروع کرکے انگوٹھے پر ختم کریں۔اس کے بعد داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن ترشوائیں اس صورت میں داہنے ہی ہاتھ سے شروع ہوا اور داہنے پر ختم بھی ہوا۔

پاؤں کے ناخن ترشوانے میں کوئی ترتیب منقول نہیں۔بہتر یہ ہے کہ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنے کی جو ترتیب ہے اسی ترتیب سے ناخن ترشوائے یعنی داہنے پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کرکے انگوٹھے پر ختم کرے پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کرکے چھنگلیا پر ختم کرے۔(بہار شریعت)

دانت سے ناخن نہ کاٹنا چاہئے کہ مکروہ ہے اور اس میں مرض برص معاذ اللہ پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

Marfat.com

سنت خوشبو و سُرمہ

خوشبو لگانا نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔ خوشبو اچھے تاثرات پیدا کرتی ہے۔ اس لئے اس کے استعمال کو درست قرار دیا گیا۔ حضور ﷺ خود خوشبو لگایا کرتے تھے اس لئے ہمیں چاہئے کہ حضور ﷺ کے اتباع میں خوشبو لگایا کریں۔ خوشبو لگانے کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ جب چاہیں خوشبو لگائیں۔ مگر ہر وقت خوشبو لگانے کی طرف متوجہ رہنا اچھا نہیں اس طرح عبادت اور حقوق العباد سے غفلت پیدا ہو سکتی ہے لہٰذا موقعہ کے مطابق اس کو استعمال کرنا چاہئے۔

جمعہ کے دن نہا دھو کر خوشبو لگا کر مسجد میں جانا مستحب ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی محفل ذکر ہو یا کوئی خاص دعوت کا اہتمام ہو تو وہاں خوشبو لگا کر جائیں۔ لباس تبدیل کرتے وقت بھی خوشبو لگانے میں کوئی حرج نہیں۔ عورتوں کے لئے خوشبو لگانے میں پابندی یہ ہے کہ وہ گھر میں خوشبو لگا سکتی ہیں مگر خوشبو لگا کر مسجد میں نہ جائیں اور نہ وہ بازار وغیرہ میں جائیں۔ تاکہ فتنہ پیدا ہونے اسباب پیدا نہ ہوں۔ احادیث کے مطابق خوشبو لگانے کے آداب کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

ا۔ خوشبو کا استعمال

حضور ﷺ گاہے بگاہے خوشبو کا استعمال کیا کرتے تھے مگر بعض صوفیا کا کہنا ہے کہ آپ ؐ کے جسم اطہر کو اللہ تعالیٰ نے معطر بنایا تھا آپ ؐ کے جسم میں قدرتی طور پر خوشبو رہتی تھی آپ ﷺ کے پسینہ مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ کیونکہ آپ جس راستے سے گزر جاتے وہاں خوشبو ہی خوشبو پھیل جاتی۔ مگر آپ نے سنت قائم کرنے کے لئے خوشبو کو استعمال بھی کیا۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا.

حضرت انس ؓ نے فرمایا کہ رسول ﷺ کی ایک کپی تھی جس سے خوشبو لگایا کرتے تھے۔ (سنن ابوداؤد)

Marfat.com

۲۔ مشک وعنبر کی خوشبو

حضور ﷺ نے زیادہ تر مشک اور عنبر کی خوشبو کا استعمال کیا ہے لہٰذا مشک اور عنبر کی خوشبو کو استعمال کرنا مسنون ہے۔ یہ خوشبوئیں قدرتی طور پر پیدا شدہ ہیں۔ انھیں سونگھنے سے دماغ معطر اور تازہ ہوتا ہے اور دماغ کو فرحت اور تقویت پہنچتی ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَألْتُ عَائِشَةَ أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَطَيَّبُ قَالَ نَعَمْ بِذُ كَارَةِ الطِّيْبِ الْمِسْكِ وَالْعَنْبَرِ.

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا، کیا حضور انور ﷺ خوشبو لگاتے تھے؟ آپ نے بتایا ہاں آپ مردانہ مشک اور عنبر کا عطر لگاتے تھے۔

(نسائی شریف)

۳۔ بہترین خوشبو

حضور ﷺ نے کستوری کو بہترین خوشبو قرار دیا ہے ایک بزرگ کا قول ہے کہ کستوری کی خوشبو استعمال کرنا، روزانہ غسل کرنا اور سبزے کو دیکھنا فرحت بخش ہیں کستوری جسے مشک بھی کہا جاتا ہے۔ ہرن کا نافہ ہے جو اکثر دیسی ادویات میں طاقت کے لئے استعمال ہوتی ہے اور یہ عمدہ ترین خوشبوؤں میں شمار کی جاتی ہے۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ اتَّخَذَتْ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَحَشَتْهُ مِسْكًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ أَطْيَبُ الطِّيْبِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک خاتون نے انگوٹھی بنائی اور اس میں کستوری بھری۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ عمدہ ترین خوشبو ہے۔

(نسائی شریف)

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کو خوشبو لگانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کو خوشبو لگایا کرتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کا اپنے مرد کو

Marfat.com

خوشبو لگانا سنت ہے۔ خوشبو چہرہ اور قمیص کو لگانا زیادہ بہتر ہے۔ خاص کر داڑھی میں خوشبو لگانا سنت ہے۔ سر کے بالوں میں بھی خوشبو لگا سکتے ہیں کیونکہ حضورؐ سر پر خوشبو لگایا کرتے تھے۔

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَ كُنْتُ اُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَطْيَبِ مَا نَجِدُ حَتّٰى اَجِدَ وَبِيْصَ الطِّيْبِ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین خوشبو لگاتی جو میسر آجاتی۔ یہاں تک کہ میں خوشبو کی چمک آپ کے سر اقدس اور ریش مبارک میں پاتی۔

(بخاری شریف)

۵۔ مرد اور عورت کی خوشبو میں فرق

مرد اور عورت کی خوشبو میں یہ فرق ہے کہ مرد جو خوشبو استعمال کرے اس کا رنگ ہلکا ہو مگر خوشبو تیز ہو جو دوسروں تک پہنچے۔ اس کے برعکس عورتوں کی خوشبو ایسی ہونی چاہئے جس کا رنگ ظاہر ہو مگر خوشبو ہلکی ہو جو صرف قریبی طور پر محسوس ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طِيْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهٗ وَخُفِيَ لَوْنُهٗ وَطِيْبُ النِّسَآءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخُفِيَ رِيْحُهٗ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مردوں کی خوشبو وہ ہے جس سے خوشبو معلوم ہو لیکن رنگدار نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ معلوم ہو لیکن خوشبو نہ پھیلے۔ (نسائی شریف)

۶۔ عورت کا خوشبو لگا کر مسجد میں جانا منع ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض عورتیں نماز پڑھنے کے لئے مسجد نبوی میں آجایا کرتی تھیں اور جماعت میں بھی الگ مقام پر کھڑے ہو کر شامل ہو جاتیں۔ ایک مرتبہ آپ کو معلوم ہوا کہ بعض عورتیں خوشبو لگا کر مسجد میں آتی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشبو کے ساتھ ان کے آنے کو منع کر دیا کیونکہ مسجد میں عورت کا خوشبو لگا کر آنا باعث فتنہ بننے کا اندیشہ ہے اس لئے عورت کو چاہئے کہ جب وہ نماز کے لئے آئے تو خوشبو نہ لگائے۔

Marfat.com

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَأَۃً اَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلَا تَشْھَدْ مَعَنَا الْعِشَآءَ الْاٰخِرَۃَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو عورت خوشبو لگائے ہوئے ہو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی جماعت میں نہ آئے۔ (نسائی شریف)

۷۔ عورت کے لئے خوشبو کے اظہار کی ممانعت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو خوشبو کے اظہار سے منع فرمایا ہے۔ عورت اپنے خاوند کی خوشی کے لئے تو خوشبو لگا سکتی ہے مگر جو عورت غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے اور اپنے آپ کو دوسروں کی نظر میں پرکشش بنانے کے لئے خوشبو لگائے تو اس کا یہ فعل نہایت ہی برا ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کو زنا کے مترادف قرار دیا ہے۔

عَنِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰی قَوْمٍ لِیَجِدُوْا مِنْ رِیْحِھَا فَھِیَ زَانِیَۃٌ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو عورت خوشبو لگائے پھر وہ لوگوں کے پاس اس غرض سے جائے تا کہ وہ اسکی خوشبو سونگھیں تو وہ زانیہ ہے۔

(نسائی شریف)

۸۔ عورت خوشبو دھو کر مسجد میں جائے

جب کسی عورت نے خوشبو لگا رکھی ہو اور وہ نماز کے لئے مسجد میں جانا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ خوشبو کو دھو کر مسجد میں جائے کیونکہ عورت جب خوشبو لگا کر مسجد میں جائے گی تو اس کے جسم سے خوشبو پھیلے گی جو مردوں کے خیالات میں خلل پیدا کرے گی اس لئے عورت کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ مسجد میں خوشبو کے ساتھ نہ جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَتِ الْمَرْأَۃُ اِلَی الْمَسْجِدِ فَلْتَغْتَسِلْ مِنَ الطِّیْبِ کَمَا تَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَۃِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب عورت مسجد کی طرف

Marfat.com

جانے لگے اور اسے خوشبو لگی ہوئی ہو تو وہ خوشبو دھوڈالے جیسے غسل جنابت کرتی ہے۔

(نسائی شریف)

۹۔ خوشبو کا تحفہ لینے کی ترغیب

حضور ﷺ نے خوشبو کا تحفہ ہمیشہ قبول کیا اس لئے دوسروں کو خوشبو کا تحفہ دینا اور لینا سنت ہے۔ تحفہ قبول کرنے سے دینے والے کی دلجوئی ہوتی ہے اس لئے خوشبو کے تحفے کو رد نہیں کرنا چاہئے۔ لہٰذا حضور ﷺ کو بسا اوقات کوئی خوشبو پسند نہ ہوتی مگر وہ تحفے میں مل جاتی تو آپ اس میں سے کچھ خوشبو انگلی پر لگا لیتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ نے عورت اور خوشبو میں کشش رکھی ہے اور آنکھوں کی ٹھنڈک نماز اور روزے میں ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِطِيْبٍ لَّمْ يَرُدَّهٗ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب کوئی شخص سرور عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں خوشبو پیش کرتا تو آپ اس کو واپس نہ لوٹاتے۔ (نسائی شریف)

۱۰۔ سرمہ لگانا

سرمہ آنکھوں کی خوبصورتی اور اضافہ نظر کا ذریعہ ہے۔ سرمہ لگانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ طاق بار لگانا زیادہ بہتر ہے کیونکہ حضور ﷺ طاق بار سرمہ لگایا کرتے تھے۔ سرمہ ایک کالا پتھر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کے لئے عمدہ اور بہتر تاثیر پیدا کر رکھی ہے اسے اچھی طرح پیس کر استعمال کرنا چاہئے۔ پیستے وقت اس میں کوئی چیز ملانا جو آنکھوں کے لئے مفید ہو درست ہے۔ نبی اکرم ﷺ سوتے وقت تین تین سلائیاں دائیں اور بائیں آنکھ میں سرمہ کی لگایا کرتے تھے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ سونے سے پہلے حضور ﷺ کی اس سنت پر عمل کرے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اكْتَحِلُوْا بِالْاِثْمِدِ فَاِنَّهٗ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهٗ مِكْحَلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ هٰذِهٖ وَثَلٰثَةً فِيْ هٰذِهٖ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اثمد کا سرمہ لگایا کرو۔ کیونکہ وہ

Marfat.com

نگاہ کو تیز کرتا اور بال اگاتا ہے ان کا گمان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سرمہ دانی ہوتی جس سے رات میں روزانہ تین سلائی اس آنکھ میں اور تین دوسری آنکھ میں لگایا کرتے۔ (جامع ترمذی)

اثمد ایک طرح کا سرمہ ہے جو اثرات میں دوسرے عام سرموں سے بہتر ہے۔ جس کا فائدہ یہ ہے کہ وہ نظر کو تیز کرتا ہے اور آنکھوں کے اوپر پپوٹوں پر بال اگاتا ہے۔ اور جو بال گر جاتے ہیں انھیں گرنے سے روکتا ہے۔ ایک اور حدیث میں یہی بات یوں فرمائی گئی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَحِلُ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ بِالْاِثْمِدِ ثَلٰثًا فِيْ كُلِّ عَيْنٍ قَالَ وَقَالَ اِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ اللُّدُوْدُ وَالسَّعُوْطُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشِيُّ وَخَيْرَ مَا اكْتَحَلْتُمْ بِهِ الْاِثْمِدُ فَاِنَّهٗ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ وَاِنَّ خَيْرَ مَا تَحْتَجِمُوْنَ فِيْهِ يَوْمُ سَبْعَ عَشْرَةَ وَيَوْمُ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ عُرِجَ بِهٖ مَا مَرَّ عَلَى الْمَلَاءِ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ اِلَّا قَالُوْا عَلَيْكَ بِالْحِجَامَةِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سونے سے پہلے ہر آنکھ میں اثمد سرمہ تین تین سلائی لگاتے اور فرمایا کہ جو تم علاج کرتے ہو ان میں بہترین لیپ کرنا، نسوار لینا، پچھنے لگوانا اور جلاب لینا ہے۔ اور جو تم سرمہ لگاتے ہو ان میں بہتر اثمد ہے کیونکہ وہ بینائی کو روشن کرتا اور بال اگاتا ہے اور جن میں تم پچھنے لگواتے ہو، ان میں سترھواں، انیسواں اور اکیسواں روز بہتر ہے اور رسول اللہ ﷺ کو جب معراج ہوئی تو فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرے تو انھوں نے کہا کہ پچھنے لگوانے کو لازمی اختیار کرو۔ (ترمذی شریف)

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ طاق بار سرمہ لگانا مستحب ہے اکثر مشائخینِ طریقت حضور ﷺ کی اس سنت پر عمل پیرا رہے ہیں۔

Marfat.com

سنت تیل اور کنگھی کرنا

سر میں تیل لگانا اور کنگھی کرنا بھی حضور ﷺ کی سنت ہے۔ تیل لگانے کا ظاہری فائدہ تو یہ ہے کہ تیل بالوں کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے اور ملائم رکھتا ہے۔ طبی نقطہ نظر سے اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے استعمال سے بالوں کی جڑیں تر رہتی ہیں جس سے بال دیر سے سفید ہوتے ہیں۔ جو لوگ اپنے سر میں تیل نہیں لگاتے، یا کم لگاتے ہیں ان کے بالوں میں وقت سے پہلے سفیدی آجاتی ہے۔ تیل لگانے کا بہتر وقت تو صبح کا وقت ہے۔ نہانے سے پہلے تیل لگا لیں یا نہانے کے بعد تیل لگائیں۔ اگر غسل نہ کیا ہو تو پھر منہ ہاتھ دھوتے وقت تیل استعمال کریں۔ تیل روزانہ استعمال کریں یا ایک دن چھوڑ کر لگائیں۔ سر میں لگانے کے لئے عام طور پر سرسوں کا تیل استعمال کیا جاتا ہے جو ہر لحاظ سے بہتر ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے تیل جو بالوں کے لئے بہتر ہوں وہ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ حضور ﷺ بذات خود روغن بنفشہ استعمال کیا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ روغن بنفشہ کو تمام تیلوں میں ایسی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ مجھے تمام انسانوں میں ہے۔

عَنْ اَنَس قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ دُهْنَ رَأْسِهٖ وَتَسْرِيْحَ لِحْيَتِهٖ وَيُكْثِرُ الْقِنَاعَ كَانَ ثَوْبَهٗ ثَوْبُ زَيَّاتٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سر مبارک میں اکثر تیل لگاتے اور ریش مبارک میں کنگھی کرتے۔ اکثر سر اقدس پر کپڑا رکھتے جو تیلی کے کپڑوں کی طرح معلوم ہوتا۔

(شرح السنۃ)

بالوں میں کنگھی کرنا بھی حضور ﷺ کی سنت ہے۔ کنگھی کرنے میں مانگ نکالنا بھی حضور ﷺ کی سنت ہے۔ داڑھی میں کنگھا کرنا بھی حضور ﷺ کے طرز عمل سے ثابت ہے۔ عورتوں کو چاہئے کہ وہ روزانہ کنگھی کریں اور مردوں کو چاہئے کہ ایک دن چھوڑ کر کریں تا کہ زیادہ وقت زینت میں صرف نہ ہو۔ البتہ بالوں کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے روزانہ کنگھی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کنگھی کرتے وقت

Marfat.com

حضور ﷺ درمیان میں مانگ نکالا کرتے تھے اور اسی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگان دین عمل پیرا ہوئے۔ عورتوں کو بھی سر کے درمیان مانگ نکالنی چاہئے۔ کنگھی کے متعلق حضور ﷺ کی احادیث مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے بال رکھے ہوئے ہوں تو ان کا احترام کرو۔ (سنن ابوداؤد)

۲۔ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُرَجِّلُ رَاْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنَا حَآئِضٌ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں کنگھی کر دیتی۔ حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔ (بخاری شریف)

۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتٰبِ فِيْمَا يُؤْمَرْ فِيْهِ وَكَانَ اَهْلُ الْكِتٰبِ يَسْدُلُوْنَ اَشْعَارَهُمْ. وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهٗ ثُمَّ فَرَّقَ بَعْدُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے جس کام کے لئے حکم نہ فرمادیا جاتا۔ اہل کتاب اپنے بالوں کو چھوڑتے تھے جبکہ مشرکین اپنے سروں میں مانگ نکالتے تھے۔ پس نبی کریم ﷺ پیشانی مبارک کے بال چھوڑے رکھتے۔ پھر بعد میں مانگ نکالنے لگے۔ (مسلم شریف)

حضور پرنور ﷺ کا کوئی حکم وحی الٰہی کے بغیر نہیں ہوتا تھا لہٰذا مانگ نکالنا سنت ٹھہرا۔ حضور ﷺ کی اس سنت کو چھوڑ کر جو نصاریٰ اور عیسائیوں کی مشابہت اختیار کرے یا ٹیڑھی مانگ نکالے۔ وہ سنت کی راہ سے دور رہے گا۔

۴۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ اَتَانَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰى رَجُلًا ثَائِرَ الرَّاْسِ فَقَالَ اَمَا يَجِدُ هٰذَا مَا يُسَكِّنُ بِهٖ شَعْرَهٗ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرورِ عالم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے ایک ایسے شخص کو ملاحظہ فرمایا جس کے سر کے بال پریشان تھے۔ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا یہ اتنا

Marfat.com

بھی نہیں کرسکتا کہ اپنے بالوں کو برابر کردے۔(نسائی شریف)

۵۔عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ کَانَتْ لَہٗ جُمَّۃٌ ضَخْمَۃٌ فَسَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَہٗ اَنْ یُحْسِنَ اِلَیْھَا وَاَنْ یَّتَرَجَّلَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپکے سر پر بہت زیادہ بال تھے۔آپ نے حضور ﷺ سے دریافت فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان بالوں کو اچھی طرح سجا کر رکھواور روزانہ کنگھی کرو۔ (نسائی شریف)

۶۔عَنْ عَآئِشَۃَ وَذَکَرَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُحِبُّ التَّیَامُنَ مَا اسْتَطَاعَ فِیْ طُھُوْرِہٖ وَتَنَعُّلِہٖ وَتَرَجُّلِہٖ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ وضو کرنے ، جوتا پہننے اور کنگھی کرنے میں دائیں طرف سے شروع فرماتے۔(نسائی شریف)

۷۔عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَالُ لَہٗ عُبَیْدٌ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَنْھٰی عَنْ کَثِیْرٍ مِنَ الْاِرْفَاہِ قَالَ مِنْہُ التَّرَجُّلُ۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے حضور ﷺ سے عرض کیا جن کا نام عبیدہ تھا کہ حضور ﷺ بہت زیادہ عیش وعشرت میں پڑ جانے کو منع فرماتے تھےاوراسی کی ایک قسم کنگھی کرنا بھی ہے۔(نسائی شریف)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ہروقت کنگھی کرنا، اپنے آپ کوعورتوں کی طرح آراستہ وپیراستہ رکھنا مکروہ ہے۔مردوں کا یہ کام نہیں کہ وہ رات دن اپنے آپ کولغو کاموں میں مشغول رکھیں اور وقت ضائع کریں۔

Marfat.com

انگوٹھی پہننے کے احکام

مردوں کے لئے صرف چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے جس کا وزن ایک مثقال سے کم ہو۔ مثقال گرام کے برابر ہے۔ مردوں کے لئے سونے کے زیورات کا استعمال ممنوع ہے کیونکہ مردوں نے محنت اور مشقت کا کام کرنا ہوتا ہے اس لئے ان کا اپنے آپ کو زیور سے آراستہ کرنا خلاف شرع ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے کام میں خلل پڑے گا اس لئے مردوں کے لئے زیور کا استعمال منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی پہننا بھی حرام ہے۔

عورتوں کے لئے کسی حد تک زیور کا استعمال کرنا درست ہے مگر ایسا زیور جس سے جھنکار پیدا ہوتی ہو منع ہے۔ ایسے ہی وہ زیور جو گھریلو کام کاج اور عبادت الٰہی میں رکاوٹ بنے اس کا استعمال بھی جائز نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حبش کے بادشاہ نجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ زیورات تحفے میں بھیجے ان میں ایک انگوٹھی سونے کی تھی جس میں نگینہ لگا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوا مگر اس کی طرف توجہ نہ کی۔ اس کے بعد امامہ بنت ابی العاص جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی بھی تھیں کو بلوایا اور اسے وہ سب زیور دے دیئے۔ (سنن ابوداؤد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے زیورات کی بجائے چاندی کے زیورات استعمال کرنے کی ترغیب دی ہے۔ انگوٹھی اور زیورات استعمال کرنے کے آداب مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک کندہ تھا اور آپ اسے مہر کے طور پر استعمال فرماتے یعنی جب کسی کو خط لکھتے تو اس پر مہر ثبت کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں انگوٹھی پر اپنا نام کندہ کروانا جائز ہے۔ اگر انگوٹھی پر اللہ کا نام کندہ کروایا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ یَّکْتُبَ اِلٰی کِسْرٰی وَقَیْصَرَ

Marfat.com

وَالنَّجَاشِيِّ فَقِيلَ اِنَّهُمْ لَايَقْبَلُوْنَ كِتَابًا اِلَّا بِخَاتِمٍ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا حَلْقَةً فِضَّةٍ نُقِشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ .(رواہ مسلم) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ كَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلٰثَةَ اَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَّرَسُوْلُ سَطْرٌ وَّاللّٰهُ سَطْرٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ قیصر، کسریٰ اور نجاشی کے لئے خط لکھیں۔ عرض کی گئی کہ وہ بغیر مہر کے خط کو قبول نہیں کرتے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی (انگوٹھی بنوائی) اور اس میں محمد رسول اللہ نقش کروایا۔ (مسلم اور بخاری کی روایت میں ہے کہ انگوٹھی کا نقش تین سطروں میں تھا۔ ایک سطر لفظ محمد، دوسری میں رسولؐ اور تیسری میں لفظ اللہ تھا۔ (مشکوٰۃ شریف)

۲۔ حضور ﷺ کی انگوٹھی کی خصوصیات

نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی، سونے کی نہ تھی بلکہ کہا جاتا ہے کہ آپؐ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اسے دائیں ہاتھ میں پہنا۔ پھر اسے فوراً اتار کر پھینک دیا۔ آپ جو انگوٹھی پہنا کرتے تھے اس کے اوپر آپؐ کا نام کندہ تھا اور حضور ﷺ نے اس بات سے منع فرمادیا کہ کوئی شخص مجھ جیسا نام کندہ نہ کروائے یعنی محمد رسول اللہ نہ لکھوائے کیونکہ رسول تو صرف حضور ﷺ ہی تھے اس لئے دوسرے صحابہ کو یہ لفظ استعمال کرنے کی اجازت نہ تھی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَجَعَلَهٗ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ اَلْقَاهُ ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ نُقِشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ لَا يَنْقُشَنَّ اَحَدٌ عَلٰى نَقْشِ خَاتِمِيْ هٰذَا وَكَانَ اِذَا لَبِسَهٗ جَعَلَ فَصَّهٗ مِمَّا يَلِيْ بَطْنَ كَفِّهٖ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اسے دائیں دستِ مبارک میں پہنا۔ پھر اسے پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں محمد رسول اللہ نقش کروایا اور فرمایا کہ کوئی میری انگوٹھی جیسا نقش نہ کروائے اور جب آپ اسے پہنتے تو اس کے نگینے کو ہتھیلی کی جانب رکھتے۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

۳۔ حضور ﷺ کی انگوٹھی کا نگینہ

حضور نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی کا نگینہ حبشی تھا یعنی حبشہ سے آیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انگوٹھی میں پتھر کا نگینہ لگانا درست ہے اور جائز ہے اس لئے یاقوت، نیلم، زمرد، عقیق وغیرہ کا نگینہ لگانا جائز ہے ان پتھروں کو سنت خیال کرتے ہوئے ڈالا جائے۔ قسمت کی کمی بیشی اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لئے پتھر کے نگینہ کو تبدیلی کا ذریعہ خیال کرنا غلط ہے۔

عَنْ اَنَس اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَبِس خَاتَمَ فِضَّۃٍ فِیْ یَمِیْنِہٖ فِیْہِ فَصٌّ حَبْشِیٌّ کَانَ یَجْعَلُ فَصَّہٗ مِمَّا یَلِیَ کَفَّہٗ. (مشکوٰۃ شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دائیں دستِ مبارک میں چاندی کو انگوٹھی پہنی اور اس میں حبشی نگینہ تھا اور نگینے کو اپنی ہتھیلی کی جانب رکھا کرتے تھے۔

۴۔ ایک سے زائد انگوٹھیاں پہننا منع ہے

نبی اکرم ﷺ نے صرف ایک انگوٹھی پہنی ہے اس لئے ایک سے زائد انگوٹھیاں پہننا خلاف شرع ہیں۔ بعض لوگ اپنی فقیری کے اظہار کے لئے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں انگوٹھیاں پہن لیتے ہیں تا کہ وہ دوسروں کو پتہ چلے کہ یہ کوئی اللہ کا بندہ ہے۔ ایسا کرنا خلاف شرع ہے۔ صرف ایک انگوٹھی پہننا مسنون ہے۔ انگوٹھی میں نگینے کی جگہ پر اگر ٹھوس چاندی ہی لگ جائے تو وہ بھی درست ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایسی بھی انگوٹھی استعمال کی ہے۔

عَنْ اَنَس اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ خَاتَمَہٗ مِنْ فِضَّۃٍ وَّکَانَ فَصُّہٗ مِنْہُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی انگشتری چاندی کی تھی اور اسی کا نگینہ تھا۔ (بخاری شریف)

۵۔ انگوٹھی دائیں یا بائیں ہاتھ میں پہنیں

بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ فقہ کی مشہور کتاب درمختار میں لکھا ہے کہ دائیں یا بائیں ہاتھ میں جس میں چاہیں انگوٹھی پہن سکتے ہیں لیکن میرے نزدیک بائیں ہاتھ میں انگوٹھی

Marfat.com

پہننا زیادہ بہتر ہے۔ اگرچہ حضرت علیؓ کی روایت کے مطابق دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا ثابت ہے مگر بائیں ہاتھ میں کثرت سے پہنی اس لئے اسے ترجیح دینا زیادہ اچھا ہے۔ لیکن رفع حاجت کے وقت انگوٹھی اتارنا ضروری ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَتَّمُ فِي يَسَارِهٖ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بائیں دستِ مبارک میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ (سنن ابوداؤد)

۶۔ انگوٹھی کس انگلی میں پہنی جائے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہنتے تھے۔ فقہاء نے اس سے مراد چھنگلیالی ہے یعنی سب سے چھوٹی انگلی۔ لہٰذا جو حضرات انگوٹھی پہننے کی سنت پر عمل کریں تو انھیں چاہئے کہ سب سے چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہنیں کیونکہ ایسا کرنا سنت ہے اور سنت کے مطابق عمل کرنے میں بہت درجہ اور ثواب ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذِهٖ وَشَارَ اِلَى الْخِنْصَرِ مِنْ يَدِهِ الْيُسْرٰى.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگشتری اس میں ہوتی تھی اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مسلم شریف)

۷۔ شہادت اور بڑی انگلی میں انگوٹھی نہ پہنیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت اور بڑی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ دونوں انگلیاں کام کاج میں زیادہ استعمال ہوتی ہیں اگر ان میں انگوٹھی ہوگی تو کارکردگی میں فرق پڑے گا جس بنا پر ان دونوں انگلیوں میں انگوٹھی نہ پہنیں۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَخَتَّمَ فِيْ اُصْبُعِيْ هٰذِهٖ اَوْ هٰذِهٖ قَالَ فَاَوْمٰى اِلَى الْوُسْطٰى وَالَّتِيْ تَلِيْهَا.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع فرمایا ہے کہ اپنی اس انگلی اور اس انگلی میں

Marfat.com

انگوٹھی پہنوں۔ راوی کا بیان ہے کہ انھوں نے اپنی درمیانی اور اس کی نزدیک والی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مسلم شریف)

۸۔ چاندی کے علاوہ ہر دھات کی انگوٹھی حرام ہے

انگوٹھی صرف چاندی کی جائز ہے اس کے علاوہ ہر قسم کی دھات یعنی تانبا، پیتل، لوہا سٹیل، جست وغیرہ کی انگوٹھی حرام ہے۔ لہٰذا کسی مرد اور عورت کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ ان دھاتوں کی انگوٹھیاں استعمال میں لائے کچھ لوگ لوہے کے چھلے پہنتے ہیں وہ بھی حرام ہیں۔ ان دھاتوں کی انگوٹھی ناجائز ہونے پر حضور ﷺ کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔

عَنْ بُرَیْدَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَیْہِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَہٍ مَّا لِیْ اَجِدُ مِنْکَ رِیْحَ الْاَصْنَامِ فَطَرَحَہٗ ثُمَّ جَآءَ وَعَلَیْہِ خَاتَمٌ مِّنْ حَدِیْدٍ فَقَالَ مَا لِیْ اَرٰی عَلَیْکَ حِلْیَۃَ اَھْلِ النَّارِ فَطَرَحَہٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ اَتَّخِذُہٗ قَالَ مِنْ وَّرِقٍ وَّلَاتُتِمَّہٗ مِثْقَالًا.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا جس نے تانبے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، بات کیا ہے کہ مجھے تم سے بتوں کی بو آرہی ہے؟ اس نے وہ پھینک دی۔ اور لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر بارگاہ ہوا فرمایا کیا بات ہے کہ میں تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں؟ اس نے وہ بھی پھینک دی۔ اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! میں کس چیز کی پہنوں؟ فرمایا کہ چاندی کی اور پورے ایک مثقال کی نہ ہو۔ (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی)

Marfat.com

بیٹھنے اور اُٹھنے کی سُنتیں

حضور ﷺ نے جہاں اپنی امت یعنی مسلمانوں کو زندگی کے بہت سے آداب سکھلائے وہاں اٹھنے بیٹھنے کے بھی طریقے بتلائے۔ یہ طریقے آداب مجلس کہلاتے ہیں۔ ان آداب پر عمل کرنے سے باہمی محبت بڑھتی ہے اور ایک دوسرے کا احترام پیدا ہوتا ہے۔ تہذیب وتمدن کی تاریخ میں بلند مقام پیدا ہوتا ہے۔ بیٹھنے اٹھنے کے آداب زندگی کے دوسرے شعبوں کو متاثر کرتے ہیں۔ وہ قوم یا لوگ بڑے مہذب کہلاتے ہیں جو اعلیٰ طریقے سے بیٹھتے اور اٹھتے ہیں۔ اور اٹھنے بیٹھنے کے جو آداب اسلام نے مقرر فرمائے ہیں ان پر عمل کرنے سے انسانی سیرت کی تعمیر ہوتی ہے اسکے علاوہ حضور ﷺ کے طریقے پر اٹھنا بیٹھنا دینی ودنیوی فوائد کا باعث بنتا ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کے سنت طریقہ کو اپنانے سے بے پناہ نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ خواہ اکیلا بیٹھے یا کسی مجلس میں بیٹھے، اسے حضور ﷺ کے سنت طریقہ سے بیٹھنا چاہئے، کتاب وسنت کے مطابق بیٹھنے اٹھنے کے آداب حسبِ ذیل ہیں:۔

ا۔ بیٹھنے کا ایک سنت طریقہ

یوں تو جگہ کی مناسبت کے ساتھ جس طرح آسانی محسوس کریں بیٹھ سکتے ہیں بیٹھنے کا ایک سنت طریقہ یہ ہے کہ سرین زمین پر رکھ کر اور دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے دونوں ہاتھوں سے گھیر لیں اور ایک ہاتھ کو دوسرے سے پکڑ لیں۔ کیونکہ حضور ﷺ اکثر اس طرح بیٹھا کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِفِنَآءِ الْکَعْبَۃِ مُحْتَبِیًا بِیَدِہٖ ھٰکَذَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے کعبہ کے صحن میں حضور ﷺ کو اپنے ہاتھوں کے ذریعے گوٹ مار کر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ (بخاری شریف)

اس حدیث میں حضور ﷺ کے بیٹھنے کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ

Marfat.com

میں نے حضور ﷺ کو کعبہ شریف کے صحن پاک میں اپنی دونوں مبارک پنڈلیوں کو مقدس ہاتھوں کے حلقے میں لے کر بیٹھے دیکھا۔ اس وقت اہل عرب میں بیٹھنے کا یہ طریقہ عام تھا۔ اکثر و بیشتر وہ لوگ اسی طرح بیٹھا کرتے تھے۔ یہ بیٹھنے کا ایک خاص طریقہ تھا جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دونوں زانوں کھڑے کر لئے جاتے ہیں تلوے زمین کی طرف ہوتے ہیں اور دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں پر حلقہ باندھ لیتے ہیں۔ بعض اوقات ہاتھوں کا حلقہ باندھنے کی بجائے کپڑا باندھ لیا جاتا ہے اس بات کی تصدیق ایک اور حدیث میں یوں ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَاجَلَسَ فِی الْمَسْجِدِ اِحْتَبٰی بِیَدَیْہِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھوں سے حلقہ باندھ لیتے۔ (زرین)

ایک اور حدیث میں یہی بات حضور ﷺ کے بیٹھنے کے بارے میں یوں بیان ہوئی ہے:۔

عَنْ قَیْلَۃَ بِنْتِ مَخْرَمَۃَ اَنَّھَا رَأَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ وَھُوَ قَاعِدٌ نِ الْقُرْفُصَآءِ قَالَتْ فَلَمَّا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَشِّعَ اُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ.

حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں قرفصاء کے طریقے پر بیٹھے ہوئے دیکھا ان کا بیان ہے کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ فروتنی دیکھی تو میں خوف خدا سے کانپ اٹھی۔ (سنن ابوداؤد)

قرفصاء کا مطلب ہے کہ اپنے جسم کو زمین پر لگا دیں۔ اور گھٹنے کھڑے کر کے دونوں ہاتھوں سے گھیر لیں اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے پکڑ لیں۔ کیونکہ اس طرح بیٹھنے سے تواضع اور عاجزی ظاہر ہوتی ہے اس لئے حضور نے اسے پسند فرمایا ہے۔

۲۔ چارزانو بیٹھنے کا سنت طریقہ

چارزانو بیٹھنا بھی سنت ہے یعنی زانوؤں کو زمین پر بچھا کر ان کے اوپر جسم کا بوجھ ڈال کر بیٹھنا۔ یہ طریقہ بہت ہی مؤدب ہے اس لئے اکثر بزرگان نے اسے پسند فرمایا اور اختیار کیا کیونکہ حضور ﷺ کا

Marfat.com

طریقہ تھا کہ آپ نماز کے بعد چارزانو ہو کر بیٹھا کرتے تھے۔ البتہ اگر کسی وجہ سے جسمانی کمزوری کی وجہ سے چارزانو ہو کر نہ بیٹھ سکیں تو پھر جس طرح راحت محسوس کریں۔ اس طرح بیٹھ جائیں۔

عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَصَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهٖ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسَنًا.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز فجر پڑھ لیتے تو اپنی جگہ پر چارزانو بیٹھے رہتے یہاں تک کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو جاتا۔ (سنن ابوداؤد)

بعض صوفیاء کا قول ہے کہ بزرگان کی نشست پر بیٹھنے سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس باادب مقام پر بیٹھنے سے کوئی خلاف ادب بات ہو جائے اس لئے بزرگوں کی جگہ پر بیٹھنا خلاف ادب ہے۔

۳۔ بیٹھے ہوئے تکیے پر ٹیک لگانا سنت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکیے کو پسند فرمایا ہے اس لئے تکیے کے ساتھ ٹیک لگانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ کیونکہ ٹیک لگانے سے جسم کو آسانی اور راحت محسوس ہوتی ہے۔

عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلٰى وَسَادَةٍ عَلٰى يَسَارِهٖ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بائیں پہلو پر تکیے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ (جامع ترمذی)

اگر تکیہ موجود نہ ہو تو پھر چادر یا کسی اور چیز یعنی بستر وغیرہ سے بھی ٹیک لگانا درست ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کو بھی تکیہ کی جگہ پر استعمال فرمایا ہے۔

عَنْ خَبَّابٍ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً قُلْتُ اَلَا تَدْعُوا اللّٰهَ فَقَعَدَ.

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ چادر سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں عرض گزار ہوا کہ کیا آپ دعا نہیں کریں گے اس پر آپ اٹھ بیٹھے۔

(بخاری شریف)

Marfat.com

کسی کو تکیہ یا چادر وغیرہ پیش کرنا بھی کارِ ثواب ہے تاکہ آنے والا ساتھی خوشی محسوس کرے۔ حضرت سلمان فارسی کا قول ہے کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ایک تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ حضور ﷺ نے وہ تکیہ اپنے پاس سے نکال کر مجھے پیش کیا اور فرمایا کہ اسے سلمان رضی اللہ عنہ! اگر کوئی مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے ملنے جائے اور وہ ازراہ تعظیم اپنا تکیہ اسے پیش کر دے تو اللہ اس کی مغفرت فرمادے گا۔ (مستدرک حاکم)

۴۔ چٹائی پر بیٹھنا سنت ہے

حضور ﷺ اکثر اوقات چٹائی پر بیٹھتے اس لئے چٹائی پر بیٹھنا بھی سنت ہے۔ علماء کا قول ہے کہ جب بھی بیٹھیں تو مہذب انداز سے بیٹھیں خواہ بیٹھنے والی کوئی چیز ہو

عَنْ اَبِیْ سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَحْتَجِرُ حَصِیْرًا بِاللَّیْلِ فَیُصَلِّیْ وَیَبْسُطُهٗ بِالنَّهَارِ فَیَجْلِسُ عَلَیْهِ فَجَعَلَ النَّاسُ یَثُوْبُوْنَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ حَتّٰی كَثُرُوْا فَاَقْبَلَ فَقَالَ یٰاَیُّهَا النَّاسُ خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِیْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا وَاِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰهِ مَا دَامَ وَاِنْ قَلَّ۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کے وقت چٹائی کا حجرہ بنالیا کرتے اور اس میں نماز پڑھتے اور دن کے وقت اسے اکٹھا کر لیتے اور اس پر جلوہ افروز ہوا کرتے، لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس جمع ہو کر آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ ان کی تعداد کافی بڑھ گئی۔ تو ان کے جانب متوجہ ہو کر آپ نے فرمایا۔ دو اعمال اختیار کرو جن کے کرنے کی تمہارے اندر طاقت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتا تا جب تک اکتا نہ جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارے اعمال وہ ہیں جن پر ہمیشگی کی جائے اگرچہ وہ تھوڑے ہوں۔ (بخاری شریف)

اگر چٹائی یا کوئی چیز بیٹھنے کے لئے نہ ہو تو پھر صاف زمین جس پر بیٹھنے سے گرد نہ لگے یا صاف فرش وغیرہ پر بیٹھ جانا بھی درست ہے۔ ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں نے حضور ﷺ کے لئے ایک تکیہ لگا دیا جس میں کھجور کی

Marfat.com

چھال بھری ہوئی تھی اور آپ ﷺ زمین پر بیٹھ گئے۔

۵۔ بُرے انداز میں بیٹھنا خلاف سنت ہے

بیٹھنے کا ایسا انداز جس سے جسمانی بے پردگی ہونے کا اندیشہ ہو یا بیٹھنے کا وہ طریقہ جس سے بیٹھنے میں غرور اور تکبر ظاہر ہو اس سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھنا خلاف ادب ہے۔ اس کے علاوہ ایک بیٹھنے کا برا انداز یہ بھی ہے جس کی اس حدیث میں مذمت فرمائی گئی ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَرَّبِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جَالِسٌ هٰكَذَا وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِيَ الْيُسْرٰى خَلْفَ ظَهْرِيْ وَاتَّكَأْتُ عَلٰى اَلْيَةِ يَدِيْ فَقَالَ اَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ.

عمرو بن شرید سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے فرمایا رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے اپنا بایاں ہاتھ پیچھے پیٹھ پر رکھا ہوا تھا اور ہاتھ سے سرین کو ٹیک لگائی ہوتی تھی۔ فرمایا کیا تم ان کی طرح بیٹھتے ہو جن پر غضب فرمایا گیا ہے۔
(سنن ابوداؤد)

۶۔ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا سنت ہے

پاک اور صاف جگہ پر بیٹھیں اور آسانی سے بیٹھیں۔ کسی ایسی جگہ پر نہ بیٹھیں جہاں پر جسم کو تکلیف پہنچے یا گرنے کا خطرہ ہو۔ گھر میں یا باہر جہاں پر بیٹھیں کوشش کریں کہ کعبہ کی طرف پیٹھ کر کے نہ بیٹھیں۔ اگر کسی مجلس میں جائیں تو جہاں جگہ مل جائے آرام سے بیٹھیں۔ مجلس میں گھسنے کی کوشش نہ کریں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ اَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِيْ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے ہر ایک جہاں جگہ پاتا بیٹھ جاتا۔ (سنن ابوداؤد)

حضور ﷺ کا اپنا طریقہ یہ تھا کہ جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جایا کرتے تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کس طرح بیٹھتے تھے؟ انھوں نے جواب

Marfat.com

دیا کہ حضور ﷺ اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ اور کوئی جگہ اپنے بیٹھنے کے لئے متعین نہ فرماتے اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے سے منع فرماتے۔ جب کسی قوم کی مجلس میں تشریف لے جاتے تو مجلس کے آخری حصے میں بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اپنے ہم نشینوں کو علیٰ قدر مراتب (یعنی ان کے مرتبہ ولیاقت کے مطابق) نوازا کرتے تھے جس سے ہر ایک یہی گمان کرتا تھا کہ آقائے دو جہان ﷺ کی نظر کرم میرے ہی حال پر ہے، جو شخص بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوتا یا کسی حاجت کے سبب آتا، تو جب تک وہ فارغ ہو کر چلا نہ جاتا اتنی دیر آپ ﷺ اس کے پاس تشریف رکھتے۔ جس نے بھی آپ کی خدمتِ اقدس ﷺ میں اپنی حاجت پیش کی، اس کی آپؐ نے حاجب روائی فرمائی یا اسے سمجھا بجھا کر مطمئن کر دیا۔

۷۔ دوسرے کو اٹھانے کی ممانعت

عام حالات میں کسی شخص کو مجلس سے اٹھا کر اس کی جگہ پر خود نہیں بیٹھنا چاہئے کیونکہ اس میں فوقیت اور خود پسندی کا اظہار ہوتا ہے اس لئے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ کسی کو زبردستی اس کی جگہ سے اٹھانے میں اٹھنے والے کے دل میں کدورت کا جذبہ پیدا ہوگا جو اخلاقی مروت کے کے خلاف ہے البتہ اگر کسی کو انتظامی نقطہ نظر سے یا کسی اور ضروری وجہ سے اٹھانا پڑے تو معذرت کے ساتھ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ لنَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایُقِیْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِہٖ ثُمَّ یَجْلِسُ فِیْہِ وَلٰکِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی دوسرے کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھے۔ ہاں جگہ نکال دو اور جگہ دے دو۔ (سنن ابوداؤد)

اس حدیث سے خاص کر ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو مجالس یا اجتماع میں اپنے لئے یا کسی امیر آدمی کے لئے کم حیثیت والے شخص کو ڈانٹ کر اٹھا دیتے ہیں۔ اور ان کی جگہ یا تو خود بیٹھ جاتے ہیں یا کسی امیر آدمی کو بٹھا دیا جاتا ہے۔ یہ رویہ قابلِ مذمت ہے اس لئے ایسی عادت کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دینا چاہئے۔

Marfat.com

۸۔ سرکنا سنت ہے

بیٹھنے کا آٹھواں ادب یہ ہے کہ جب کوئی بیٹھنے والا آئے اور آپ اسے قریب میں جگہ دینے کے لئے تھوڑا سا سرک جائیں یعنی خود کو اکٹھا کرلیں اور آنے والے کے لئے جگہ بنا دیں۔ ایسا کرنا حضور ﷺ کی سنت بھی ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ خود بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

حضرت واثلہ بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص تاجدار مدینہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضور رحمت دو عالم ﷺ اس کے لئے اپنی جگہ سے سرک گئے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! جگہ کشادہ موجود ہے۔ آپ کو سرکنے اور تکلیف فرمانے کی ضرورت نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مسلمان کا حق یہ ہے کہ جب اس کا بھائی اسے دیکھے تو اس کے لئے سرک جائے۔

۹۔ مقرر جگہ کا مستحق

اگر کوئی شخص مجلس میں بیٹھ کر کسی ضرورت سے خود اٹھ کر چلا جائے تو واپس آنے کے بعد وہی اس جگہ پر بیٹھنے کا حقدار ہے۔ دوسرے کو اس کی جگہ پر نہیں بیٹھنا چاہئے کیونکہ وہ پہلے سے قابض ہو چکا تھا اور اس کا یہ حق عارضی طور پر اٹھنے سے ختم نہیں ہوتا ہاں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ شخص اب واپس نہیں آئے گا تو پھر بے تکلف اس کی جگہ پر بیٹھ سکتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ مِنْ مَّجْلِسِہٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَیْہِ فَھُوَ اَحَقُّ بِہٖ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص کسی کام کے لئے اپنی جگہ چھوڑ کر جائے اور پھر وہ واپس آئے تو وہی اس جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب بیٹھے ہوتے تو ہم لوگ حضورؐ کے پاس آکر بیٹھ جاتے۔ اگر حضور ﷺ کسی وجہ سے اٹھ کر تشریف لے جاتے تو وہاں پر کوئی چیز چھوڑ جاتے اس سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ حضور ﷺ واپس تشریف لائیں گے اور سب لوگ وہیں ٹھہرے رہتے۔

(ابو داؤد شریف)

Marfat.com

۱۰۔ کسی کو جدا کرنے کی ممانعت

اگر مجلس میں دو شخص باہم مل کر بیٹھے ہوں تو ان کی اجازت کے بغیر انھیں الگ نہ کیا جائے اور نہ ان میں تیسرا شخص آ کر گھس کر بیٹھے کہ ان میں جدائی ہو جائے کیونکہ جو شخص بھی کسی کے قریب بیٹھتا ہے وہ آپس کی بے تکلفی یا محبت کے باعث بیٹھتا ہے اور انھیں الگ کرنے سے انھیں دلی تکلیف ہوگی۔ اس لئے حضور ﷺ نے جدا کرنے سے منع کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ بِاَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو بیٹھے ہوئے آدمیوں کے درمیان جدائی ڈالنا یعنی ان کے درمیان گھس کر بیٹھنا جائز نہیں مگر جبکہ وہ اجازت دے دیں۔
(سنن ابوداؤد)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں چند لوگ پہلے ہی مل کر بیٹھے ہوں ان میں گھسنے کی کوشش نہ کریں بلکہ جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائیں۔ ایسے ہی اگر کسی مقام پر قطار بنی ہو تو اس میں بھی نہ گھسیں۔ کیونکہ گھسنے سے پیچھے والوں کی حق تلفی ہوگی اس لئے قطار میں اپنی باری پر کھڑے ہوں۔

۱۱۔ حلقے کے وسط میں بیٹھنے کی ممانعت

اگر کچھ لوگ کسی محفل میں حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوں تو کسی شخص کو اس کے درمیان میں نہیں بیٹھنا چاہئے۔ کیونکہ درمیان میں بیٹھنے کی وجہ سے کچھ لوگوں کی طرف اس کا منہ ہوگا اور کچھ لوگوں کی طرف اس کی پیٹھ ہو جائے گی جو ایک طرح کی بدتمیزی ہے اور آداب کے خلاف ہے۔ صوفیاء کا اس بارے میں یہی طرز عمل ہے کہ وہ مجلس کے وسط میں کبھی نہ بیٹھتے۔ بلکہ ایک طرف ہو کے بیٹھنے کی کوشش کرتے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَدَّ وَسْطَ الْحَلْقَةِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد مصطفی ﷺ کے ارشاد کے مطابق وہ شخص ملعون ہے جو حلقے کے درمیان میں بیٹھے۔ (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد)

Marfat.com

اس حدیث میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ حلقے کے درمیان میں بیٹھ جانے سے مجلس بدنما ہو جاتی ہے اور حلقہ باندھنے کا مقصد ختم ہونے لگتا ہے۔ اس لئے بعد میں آکر حلقے کے درمیان بیٹھنے کی مذمت کی گئی ہے بلکہ حضور ﷺ نے اسے ملعون قرار دیا ہے۔

۱۲۔ مجلس میں سرگوشی کی ممانعت

مجلس میں بیٹھ کر دو آدمی آپس میں چپکے چپکے کانوں میں باتیں نہ کریں۔ کیونکہ سرگوشی سے بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ سرگوشی سے دوسروں کے دلوں میں یہ بداعتمادی پیدا ہوتی ہے کہ شاید وہ ہمارے خلاف ہی کوئی بات کر رہے ہیں اور یہ احساس بھی اٹھتا ہے کہ سرگوشی کرنے والوں نے ہمیں اپنی راز کی باتوں میں شریک کرنے کے قابل نہ سمجھا۔ حضرت جماعت علی شاہ محدث علی پوری اپنے مریدوں کو مجلس میں بیٹھ کر کانا پھوسی کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنْتُمْ ثَلٰثَةً فَلَا يَتَنَا جٰى اِثْنَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ مِنْ اَجْلِ اَنْ يُّحْزِنَهٗ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ جب تم تین ہو تو دو تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں کانا پھوسی نہ کریں۔ تاکہ تیسرا رنجیدہ نہ ہو اگر زیادہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

(مسلم شریف)

۱۳۔ مجلس کو پھلانگنے کی ممانعت

مجلس میں پھلانگنے سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ پھلانگنے سے پہلے سے بیٹھے ہوئے حضرات کو تکلیف اور دشواری ہوگی۔ مساجد میں عموماً لوگ بعد میں آکر آگے پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خاص کر عیدین اور جمعہ کی نماز کے وقت لوگ پھلانگتے ہوئے آگے چلے جاتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ مُعَاذِبْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتُّخِذَ جِسْرًا اِلٰى جَهَنَّمَ.

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں کو پھلا

Marfat.com

نگا۔ وہ جہنمیوں کے لئے پل بنا دیا گیا۔ (جامع ترمذی)

۱۴۔ محفل میں ساتھ ساتھ بیٹھنے کی تاکید

مجلس میں منتشر ہو کر بیٹھنا منع ہے بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ بیٹھنا چاہئے اور یہ کوشش بھی نہ کریں کہ بعد میں آ کر سب سے آگے بیٹھیں بلکہ اس طرح بیٹھیں کہ بعد میں آنے والوں کو آسانی سے جگہ مل جائے اور بیٹھنے والوں کو کوئی زحمت نہ ہو اور جب محفل میں زیادہ لوگ آ جائیں تو بیٹھے ہوئے لوگوں کو چاہئے کہ وہ سمٹ جائیں تا کہ آنے والے بھی بآسانی بیٹھ سکیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ جُلُوْسٌ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ عِزِيْنَ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہؓ بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کیا بات ہے میں تم کو متفرق و منتشر بیٹھا ہوا پاتا ہوں۔ (سنن ابوداؤد)

۱۵۔ سائے اور دھوپ میں بیٹھنے کا اصول

موسم کے لحاظ کے مطابق دھوپ یا سائے میں بیٹھیں آدھا جسم دھوپ میں اور آدھا سائے میں کر کے نہ بیٹھیں کیونکہ اس طرح بیٹھنے سے طبیعت خراب ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ سردیوں میں دھوپ میں بیٹھیں اور گرمیوں میں سائے میں بیٹھنا چاہئے اگر دن کے وقت کسی ایسے مقام پر بیٹھے ہوں جہاں دھوپ آنی شروع ہو جائے تو اس وقت وہاں سے ہٹ کر سائے میں آ جانا چاہئے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ فَصَارَ بَعْضُهٗ فِي الشَّمْسِ وَبَعْضُهٗ فِي الظِّلِّ فَلْيَقُمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی شخص سایہ میں بیٹھا ہو، پھر وہ سایہ جاتا رہے اور اس کے جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں اور کچھ سایہ میں ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اٹھ کھڑا ہو۔ (سنن ابوداؤد)

۱۶۔ بازار اور راستے میں بیٹھنے کی ممانعت

اللہ کے خاص بندے بازار یا راستے میں نہیں بیٹھتے کیونکہ یہ شریعت اور طریقت کے وقار کے خلاف

Marfat.com

ہے لہٰذا کسی معزز عالم دین، استاد، صوفی یا شیخ طریقت کو بازار اور سرراہ رکاوٹ بن کر نہیں بیٹھنا چاہئے اگر کسی خاص ضرورت کے تحت بیٹھنا ہی پڑے تو نہایت ہی شریفانہ انداز میں بیٹھیں کسی آنے والے کا مذاق نہ اڑائیں۔ بعض لوگوں کی یہ عادت بن جاتی ہے کہ گلی یا سڑک کے کنارے بیٹھ کر آنے جانے والوں کو حیرت اور تجسس کی نظر سے دیکھتے ہیں یا عورتوں پر نظر بازی کرنا، یہ بالکل اسلامی اور اخلاقی آداب کے خلاف ہے اور ایسا کرنا منع ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَالَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِیْھَا قَالَ فَاِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّہٗ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِیْقِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَکَفُّ الْاَذٰی وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بازاروں میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں تو وہاں بیٹھے بغیر چارہ نہیں۔ وہاں ہم باتیں کرتے ہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہیں بیٹھنا ہی ہے تو گزرگاہ کا حق ادا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ گزرگاہ کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نظر نیچی رکھنا، تکلیف نہ دینا۔ سلام کا جواب دینا۔ بھلائی کا حکم اور برائی سے روکنا۔ (بخاری شریف)

۱۷۔ اچھے لوگوں کی صحبت میں بیٹھئے

انسانی اخلاق و کردار پر دوسروں کی صحبت کا بہت اثر پڑتا ہے اس لئے بیٹھتے وقت لوگوں کو مدنظر رکھیں تاکہ ان کے پاس بیٹھنے سے اچھائی پیدا ہو۔

اسی نکتہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ روحیں ایک مخلوط فوج ہیں جن میں باہم آشنائی ہوتی ہے ان میں الفت و موانست پیدا ہوتی ہے اور جن میں بیگانگی ہوتی ہے ان میں تفریق و اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ ایک مشہور مثل ہے اگر کسی کے اخلاق کا پتہ لگانا چاہو تو اس کے دوستوں کے اخلاق کا پتہ لگاؤ۔ اس نکتہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لفظوں میں ظاہر کیا ہے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لئے ہر شخص کو یہ دیکھ لینا چاہئے کہ وہ کس سے دوستی کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اچھے ہم نشین اور برے ہم نشین کی مثال مشک بیچنے والے اور لوہار کی بھٹی کی ہے۔ مشک بیچنے والے سے تم کو کچھ فائدہ ضرور

Marfat.com

پہنچے گا۔ یا اس کو خرید و گے یا اس کی خوشبو پاؤ گے لیکن لوہار کی بھٹی تمھارا گھر یا کپڑا جلائے گی۔ یا تمھارے دماغ میں اس کی ناگوار بو پہنچے گی۔

۱۸۔ مجلس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذکر کرنا

اچھی مجلس وہی ہوتا ہے جس میں اللہ اور اس کے رسول کا ذکر کیا جائے۔ اچھی باتیں کی جائیں، وعظ وتلقین کی جائے، اللہ کے اسماء کا ذکر کیا جائے۔ حضور ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے اور کسی قسم کی خلاف ادب یا بری بات نہ کی جائے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰی فِیْهِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّهِمْ اِلَّا کَانَ عَلَیْهِ تِرَةٌ فَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهُمْ وَ اِنْ شَآءَ غَفَرَلَهُمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب کچھ لوگ مجلس کا انعقاد کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر اور بارگاہِ رسالت میں ہدیہ درود بھیجے بغیر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ تو وہ ان کو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔ (جامع ترمذی)

۱۹۔ مجلس میں کشادگی کرنے کا حکم

مجلس میں کسی امتیازی جگہ پر بیٹھنے سے پرہیز کیجئے۔ کسی کے یہاں جائیں تو وہاں بھی اس کی معزز جگہ پر بیٹھنے کی کوشش نہ کیجئے۔ ہاں اگر وہ خود ہی اصرار کرے، تو بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں اور مجلس میں ہمیشہ ادب سے بیٹھیے۔ پاؤں پھیلا کر یا پنڈلیاں کھول کر نہ بیٹھیے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ مجلس میں یہ کوشش کرتے ہیں کہ اس معزز جگہ میں نہیں تو اس سے جس قدر قریب جگہ ہو اسی میں بیٹھیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ صدر نشین کے پاس جگہ بہت تنگ ہو جاتی ہے اور لوگوں کو وہاں سے ذرا سرکنے اور دوسروں کے لئے جگہ بنانے کے لئے کہا جائے تو وہ برا مانتے ہیں۔ اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَکُمْ وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا

Marfat.com

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ (مجادلہ:۱۱)
مومنو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھا کرو۔ خدا تم کو کشادگی بخشے گا۔ اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے خدا ان کے درجے بلند کرے گا اور خدا تمھارے سب کاموں سے واقف ہے۔

۲۰۔ مجلس سے اٹھنے کی دعا

اسلام نے ہمیں یہ ترغیب دی ہے کہ مجلس سے اٹھتے ہوئے اللہ کا نام لیں اور مجلس میں وہ بات جو خلاف نیکی ہوگئی ہو اسکی اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی جائے لہٰذا حضور ﷺ نے یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ فِیْ مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِیْهِ لَغَطُهٗ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْلُ مِنْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا كَانَ فِیْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس مجلس میں شور وغل زیادہ ہوا تو اس آدمی نے اٹھنے سے پہلے کہا: ''اے اللہ! تو پاک ہے میں تیری تعریف کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور اس سے مجلس میں سرزد ہونے والے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
(ترمذی شریف)

۲۱۔ مجلس کے ختم ہونے پر یہ دعا پڑھیں

جب کسی مجلس کو ختم کریں تو یہ دعا پڑھیں کیونکہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب کسی مجلس سے اٹھ کر جاتے تو یہ دعا پڑھتے:۔

اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِكَ مَا تَحُوْلُ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعْصِیَتِكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَیْنَا مَصَآئِبَ الدُّنْیَا اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا

Marfat.com

وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِيْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا.

خدایا! تو ہمیں اپنا خوف اور اپنی خشیت نصیب کر جو ہمارے اور معصیت کے درمیان آڑ بن جائے اور وہ فرمانبرداری دے جو ہمیں تیری جنت میں پہنچا دے اور ہمیں وہ پختہ یقین عطا فرما جس سے ہمارے لئے دنیا کے نقصانات ہیچ ہو جائیں۔ خدایا تو جب تک ہمیں زندہ رکھے ہمیں ہمارے سننے، دیکھنے کی قوتوں اور جسمانی توانائیوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع دے اور اس خیر کو ہمارے بعد بھی برقرار رکھ اور جو ہم پر ظلم کرے اس سے ہمارا بدلہ لے اور جو ہم سے دشمنی کرے اس پر ہمیں غلبہ عطا فرما۔ اور ہمیں دین کی آزمائش میں مبتلا نہ کر اور دنیا کو ہمارا مقصود اعظم نہ بنا اور نہ دنیا کو ہمارے علم و بصیرت کی انتہا ٹھہرا اور نہ ہم پر اس شخص کو قابو دے جو ہم پر رحم نہ کرے۔ (جامع ترمذی)

حضرت حاتم بن اصم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت حاتم بن اصم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک مالدار شخص آیا اور اس نے دعوت طعام کی پیش کش کی ۔آپ نے انکار کیا۔ بالآخر آپ نے فرمایا میری تین شرطیں ہیں۔ اگر قبول کرو تو میں تمھاری دعوت قبول کر لیتا ہوں۔ عرض کیا فرمایئے، تو انھوں نے کہا پہلی شرط یہ ہے کہ جہاں چاہوں گا وہیں بیٹھوں گا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ جو چاہوں گا وہی کھاؤں گا۔ تیسری شرط یہ ہے کہ جو کہوں گا وہ کرنا ہوگا۔ اس نے سوچا کہ جہاں چاہوں گا وہیں بیٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ قالین پر نہیں بیٹھیں گے۔ چٹائی یا زمین پر بیٹھ جائیں گے۔ دوسری شرط کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ عمدہ چیز نہیں کھائیں گے سادہ چیز کھالیں گے۔ جو کہوں گا وہ کرنا ہوگا اس سے مراد یہی ہوگی کہ آپ فرمائیں گے کہ بیٹا نماز روزہ کی پابندی کیا کرو۔ سنت کے مطابق زندگی گزارو۔ وغیرہ، تو میں سر ہلا دوں گا۔ لہٰذا اس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ کچھ بھی ہو جائے اللہ کے ولی کے قدم ہمارے گھر خیر سے آئیں تو۔ چنانچہ اس نے عرض کیا۔ حضور! مجھے منظور ہے۔ وقت کا تعین ہو گیا اس شخص نے خوشی کے مارے بہت بڑی ضیافت کا اہتمام کیا اور لوگوں کو کہتا پھرتا تھا کہ میرے گھر فلاں دن اللہ کے ایک ولی کی آمد ہونے والی ہے۔

Marfat.com

جب مقررہ دن آیا تو حضرت سیدنا حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ اس دعوت میں تشریف لے گئے۔ نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ دعوتِ طعام کا اہتمام کیا گیا تھا اور لوگوں کا کثیر اژدھام تھا۔ آپ آتے ہی جوتیوں کے ڈھیر پر بیٹھ گئے۔ چونکہ شرط تھی کہ آپ جہاں چاہیں گے وہیں بیٹھیں گے، میزبان کچھ بول نہ سکا۔ جب طعام کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو لوگوں نے مرغن کھانوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا اور اس اللہ کے ولی کو دیکھئے، اپنی جھولی میں ہاتھ ڈالا اور ایک سوکھی روٹی نکالی اور اس کو کھانا شروع کر دیا۔ جب طعام کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ نے میزبان کو طلب فرما کر اس سے فرمایا ایک بڑی انگیٹھی (چولہا) لاؤ اور اس میں آگ جلا کر ایک بڑا سا توا اس پر الٹ دو۔ ارشاد کی تعمیل کی گئی۔ جب توا گرم ہو کر سرخ انگارہ بن گیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ حضرت حاتم اصمؒ ننگے پاؤں اس دہکتے ہوئے توے پر اطمینان سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔ ''میں نے آج کے کھانے میں ایک سوکھی روٹی کھائی ہے۔'' پھر توے سے اتر گئے اور حاضرین سے فرمایا کہ آپ سب باری باری اس توے پر چڑھ کر آج کے کھانے کا حساب دو۔ لوگوں کی تو چیخیں نکل گئیں اور بیک زبان ہو کر کہا۔ عالی جاہ! آپ تو ولی ہیں اور ننگے پاؤں دہکتے ہوئے توے پر کھڑے ہو جانا یہ تو آپ کی کرامت ہے۔ ہم تو دنیادار اور گنہگار لوگ ہیں۔ ہم بھلا کہاں اس گرما گرم توے پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے نہایت مؤثر انداز میں بیان فرمایا۔ بھائیو! قیامت کے اس پچاس ہزار سالہ دن پر غور کرو جب سورج بہت ہی قریب ہوگا اور سوج کا اگلا رخ ہماری طرف ہوگا جبکہ آج سورج ہم سے کروڑوں میل دور ہے اور اس کا پچھلا رخ ہماری جانب ہے۔ زمین تانبے کی ہوگی۔ اللہ کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اس وقت تم سب کو تانبے کی دہکتی ہوئی زمین پر کھڑا ہونا پڑے گا۔

تو آج جب کہ تم ایک وقت کے کھانے کا حساب دنیا کے گرم توے پر کھڑے ہو کر نہیں دے سکتے۔ تو کل قیامت کے دن تمہارے اندر کون سی کرامت پیدا ہو جائے گی جو تم تانبے کی دہکتی ہوئی زمین پر کھڑے ہو کر اللہ کی تمام نعمتوں کا حساب دو گے۔؟

یہ رقت انگیز بیان سن کر لوگ دھاڑیں مار کر رونے لگے اور توبہ توبہ پکارنے لگے۔

Marfat.com

آدابِ سفر

کسی دور و نزدیک مقام پر جانے کا نام سفر ہے لہٰذا جب کوئی شخص اپنے وطن کو چھوڑ کر کسی اور جگہ پر جاتا ہے تو اسے مسافر کہا جاتا ہے۔ سفر زندگی کا ایک لازمی حصہ ہے۔ ہر ایک کو کبھی نہ کبھی ضرور سفر کرنا پڑتا ہے کیونکہ جب تک انسان میں سانس ہوتا ہے اسے کسی نہ کسی مقصد کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ہی پڑتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ ویسے بھی اگر سفر میں کچھ پریشانی آتی ہے تو اس کے ساتھ ہی نئے مقامات کو دیکھنے سے خوشی بھی حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے سفر کے متعلق یوں تاکید فرمائی ہے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ○

ترجمہ: تم لوگوں سے پہلے بھی بہت سے واقعات گزر چکے ہیں تو تم زمین میں سیر کر کے دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔ (آل عمران: ۱۳۷)

اس آیت میں اگرچہ سیر و سیاحت کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ میری زمین پر سیر کر کے دیکھو کہ میرے منکروں کا کیا حال ہوا۔ یہی بات اور مقام پر یوں فرمائی ہے۔

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ۚ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ○

ترجمہ: کہہ دو کہ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ جو لوگ (تم سے) پہلے ہوئے ہیں ان کا کیسا انجام ہوا ہے ان میں زیادہ تر مشرک ہی تھے۔ (روم: ۴۲)

یہاں بھی یہ واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبرتوں کو دیکھنے کے لئے سفر اختیار کرو۔ مقصد یہ ہوا کہ سفر اختیار کرنا اسلامی شعار میں سے ہے۔ سفر سے دین اور دنیا میں بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں اور بہت سے مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔ سفر عموماً حصول علم، حصول رزق، فریضہ حج کی ادائیگی، سیر و سیاحت اور جہاد، تبلیغ اور تلاش حق کی خاطر کیا جاتا ہے۔ سفر خواہ کسی مقصد کیلئے ہو اس میں نیت کا نیک ہونا ضروری

Marfat.com

ہے۔

سفر کی پہلی صورت حصول علم ہے یعنی علم حاصل کرنے کے لئے ایک مقام سے دوسرے مقام پر جانا۔ حضور ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا کہ جو شخص علم کی تلاش میں گھر سے نکلتا ہے اس کے جانے اور آنے کا سفر یعنی دونوں طرف کا سفر اللہ کی راہ میں ہوتا ہے۔

سفر کی دوسری صورت عبادت کی غرض ہے یعنی عبادت کے لئے سفر اختیار کرنا۔ اس لئے حج، عمرہ، جہاد، تبلیغ وغیرہ کی غرض سے سفر اختیار کرنا عبادت کے زمرے میں شامل ہوتا ہے۔

سفر کی تیسری صورت حصول روزگار ہے یعنی ایک مقام سے دوسرے مقام پر روزی کمانے کے لئے جانا اور اس میں سب سے بڑی غرض تجارت اور ملازمت ہے اس سفر میں اگر یہ نیت ہو کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو لوگوں کی محتاجی سے محفوظ رکھنا ہے تو ایسا سفر عبادت کے زمرے میں شمار ہوتا ہے۔

سفر کی چوتھی صورت سیر وسیاحت ہے۔ بے معنی سیر وسیاحت کا تو کوئی مقصد نہیں ہوتا کہ انسان خواہ مخواہ شہر پھرنے کی عادت بنا لے۔ البتہ کسی مقام کو اس غرض سے دیکھنا کہ وہاں سے کچھ علم یا عبرت حاصل ہوگی تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ غرضیکہ سفر کی خواہ کوئی صورت ہو اس کا مقصد نیک ہونا چاہئے۔

حضور ﷺ نے سفر کے کچھ آداب مقرر فرمائے ہیں لہٰذا انھیں سفر میں ملحوظ خاطر رکھنا سعادت مندی کی دلیل ہے۔ احادیث کے مطابق سفر کے آداب اور سنتیں مندرجہ ذیل ہیں:۔

ا۔ سفر کا دن

یوں تو جب ضرورت پیش ہو اسی وقت سفر اختیار کیا جا سکتا ہے اگر سفر میں جلدی نہ ہو تو پھر سفر جمعرات کو اختیار کیا جائے کیونکہ حضور ﷺ کی یہی سنت ہے کہ آپ جمعرات کو سفر پر جاتے اور اگر کسی دوسرے کو بھی سفر پر بھیجنا ہوتا تو جمعرات کو بھیجتے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكٍ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے دن تشریف لے گئے اور آپ جمعرات کے دن سفر پر نکلنا پسند فرماتے تھے۔

(صحیح بخاری ومسلم شریف)

Marfat.com

۲۔آغاز سفر کا بہتر وقت

سفر شروع کرنے کا بہتر وقت صبح سویرے کا ہے کیونکہ صبح چلنا حضور ﷺ کی سنت ہے کیونکہ صبح چلنے سے مسافر کو خاصا فائدہ ہوتا ہے۔ اگر مسافر پیدل سفر کر رہا ہے یا کسی سواری پر سفر کر رہا ہے تو دھوپ تیز ہونے تک اس کا سفر کافی ختم ہو چکا ہوگا۔ دوپہر کو کسی مقام پر پہنچ کر آرام کر سکتا ہے۔ ریل یا بس یا جہاز کا سفر ہو تو بھی سویرے چلنے سے انسان جلدی کسی مقام یا منزل پر پہنچ جائے گا جو اس کے لئے آسانی کا باعث ہوگا۔

عَنْ صَخْرِبْنِ وَدَاعَةَ الْغَامِدِیِّ الصَّحَابِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُكُوْرِهَا. وَكَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً اَوْجَيْشًا مِّنْ اَوَّلِ النَّهَارِ وَكَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا وَّكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ اَوَّلَ النَّهَارِ فَاَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهُ.

حضرت صخر بن وداعہ غامدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے دعا مانگی یا اللہ میری امت کے لئے آغاز دن میں برکت عطا فرما۔ آپ جب بھی چھوٹا یا بڑا لشکر بھیجتے تو دن کے شروع میں بھیجتے۔ حضرت صخر رضی اللہ عنہ تاجر تھے اور اپنا تجارتی سامان دن کے پہلے حصے میں بھیجتے تھے۔ پس آپ کے مال میں نفع ہوا..........اور آپ متمول ہو گئے۔

۳۔مل جل کر سفر کرنا

تنہا سفر کرنا بہتر نہیں اگر کسی خطرناک راستے سے سفر کر رہے ہوں تو پھر تو بالکل اکیلے سفر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اکیلے چلنے میں بہت سے خطرات ہوتے ہیں۔ مل کر دوسروں کے ساتھ سفر کرنے میں بہت سی باتوں کی سہولت اور آسانی رہتی ہے۔ سامان وغیرہ کی حفاظت میں ایک دوسرے کی مدد شامل حال رہتی ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے اکیلے سفر کرنے سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْاَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُوْنَ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا اَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَّحْدَهٗ. (بخاری شریف)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تنہا سفر کرنے کے نقصان کا جیسے مجھے علم ہے۔ اگر لوگوں کو بھی معلوم ہوتا تو کوئی شخص رات کو اکیلا سفر کرتا۔

Marfat.com

۴۔ سفر میں امیر بنانا

اگر تین آدمی مل کر سفر کریں تو انھیں چاہئے کہ اپنے میں ایک آدمی کو امیر بنالیں۔ اس کی سہولت یہ ہوگی کہ سفر جب امیر کی رائے سے کیا جائے گا تو اختلاف پیدا نہیں ہوگا۔ ورنہ ایک کی رائے کچھ ہوگی دوسرے کی کچھ۔ اس طرح سفر میں بدمزگی پیدا ہوگی۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :اِذَاخَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِیْ سَفَرٍ فَلْیُؤَمِّرُوْا اَحَدُهُمْ .

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تین آدمی سفر پر روانہ ہوں تو وہ ایک کو امیر بنالیں۔

امیر کو ہم سفروں کی خدمت کرنی چاہئے اور کوئی ایسا عمل اختیار نہیں کرنا چاہئے جس سے ہم سفروں کو تکلیف ہو۔ اس سے امیر کی نیکیوں میں بے پناہ اضافہ ہوگا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں قوم کا امیر وہ ہے جو ان کی خدمت کرے اور جو شخص خدمت کرنے میں سبقت لے جائے تو شہادت کے سوا کوئی دوسرا عمل اس سے فوقیت نہیں پاسکتا۔ (بیہقی، شعب الایمان)

امیر کو خوش اخلاق اور جذبہ ایثار سے معمور ہونا چاہئے اگر کسی بات پر کوئی ساتھی ناراض بھی ہوجائے تو اسے راضی کرے اور ساتھیوں کی دیکھ بھال کرے۔ نیز ہم سفروں کو بھی چاہئے کہ جہاں تک سنت کے مطابق امیر احکامات صادر کرے ان پر عمل کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کریں۔ سفر میں حوصلہ بلند رکھنا چاہئے۔ بعض اوقات سفر کی تھکان کے سبب یا آپس میں اختلاف رائے کی وجہ سے کچھ تلخیاں بھی پیدا ہوجاتی ہیں، ان مواقع پر صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ پیار ومحبت سے سارے معاملات کو سلجھاتے چلے جائیں۔

حکایت

حضرت ابوعلی رباطی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جنگل میں حضرت عبداللہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ میرے ہم سفر تھے (آغاز سفر سے قبل) انھوں نے فرمایا کہ دوران سفر ہم میں سے ایک کو امیر اور دوسرے

Marfat.com

کو تابع رہنا چاہئے۔اب بتاؤ تم میرے امیر ہو یا میں تمھارا امیر ہوں؟ میں نے کہا آپ امیر ہیں۔فرمایا تو سنو، جو کچھ میں کہوں تمہیں ویسا ہی کرنا ہوگا۔ میں نے کہا جو حکم سنوں گا بجالاؤں گا فرمایا کہ جاؤ ایک تھیلا لے آؤ۔ میں نے حاضر کر دیا۔ انھوں نے میرے تمام کپڑے لئے ،زادراہ اور جو بھی سامان تھا سب کچھ اس تھیلے میں ڈال دیا اور پھر اسے اپنی پشت پر رکھ کر چل کھڑے ہوئے۔ میں نے کہا کہ بوجھ بہت زیادہ ہے۔کم سے کم میرا سامان تو مجھے اٹھانے دیجئے۔ کیونکہ اس طرح آپ بہت ہی تھک جائیں گے لیکن آپ یہی جواب دیتے رہے کہ دیکھو! تم نے مجھے امیر تسلیم کیا اور تمھیں امیر پر حکم چلانے کا کوئی اختیار نہیں۔تمھارا کام یہ ہے کہ حکم کی تعمیل کرتے رہو۔ایک رات بارش نے آگھیرا۔ساری رات ایک کمبل میرے اوپر تان کر کھڑے رہے اور بارش کا ایک قطرہ تک مجھ پر نہ گرنے دیتے تھے۔حالانکہ خود بارش میں شرابور ہو رہے تھے اور میں کچھ کہنے کی کوشش کرتا تو وہی بات دُہراتے کہ ’’میں امیر ہوں، تم فرمانبردار ہو‘‘!میں رہ رہ کر دل ہی دل میں کہتا کہ اے کاش! میں نے ان سے امیر بننے کے لئے نہ کہا ہوتا۔

(احیاء العلوم)

۵۔سواری کے جانور کے آرام کا خیال رکھنا

ایک وقت تھا کہ بار برداری والے جانور یعنی گھوڑا، اونٹ، خچر، بیل وغیرہ ہی سفر کا ذریعہ تھے۔بس، گاڑی، جہاز وغیرہ کی ایجاد سے قدیم ذریعہ سفر کم ہو چکا ہے مگر بے شمار ایسے علاقے ہوتے ہیں جہاں سفر کے لئے قدیم ذریعہ جانور ہی سفر کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ جانور پر سفر کرنے کی صورت میں ان کے آرام و آسائش کا خیال رکھنا چاہئے۔یعنی سفر کی ایک مقدار طے کرنے کے بعد جانور کو پانی اور چارہ ڈالا جائے اور ان کی تھکاوٹ ختم کرنے کے لئے کسی مقام پر ٹھہرادیا جائے۔رات کو راستے سے تھوڑا ہٹ کر آرام کرنا چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرْتُمْ فِی الْخِصْبِ فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ وَاِذَا سَافَرْتُمْ فِی الْجَدْبِ فَاَسْرِعُوْا عَلَیْهَا السَّیْرَ وَبَادِرُوْا بِهَا نِقْیَهَا وَاِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِیْقَ فَاِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَاْوَی الْهَوَامِّ بِاللَّیْلِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم سرسبز زمین میں سفر کرو

Marfat.com

تو اونٹوں کو زمین سے ان کا حق دو اور جب بنجر زمین میں سفر کرو تو ان کو تیز چلاؤ تاکہ ان کی طاقت زائل نہ ہو جائے۔ جب رات کو آرام کی خاطر اترو تو راستوں سے بچو کیونکہ وہ چار پایوں کے چلنے کے راستے اور رات کے وقت کیڑوں مکوڑوں کے ٹھہرنے کی جگہ ہیں۔

۶۔طویل سفر سے واپسی پر استقبال کرنا

جب گھر کا کوئی فرد طویل سفر کر کے واپس آئے یا حج کے سفر سے واپس آئے اور اس کے آنے کی اطلاع ہو تو اس کا استقبال کرنا چاہئے ایسے ہی اگر کوئی محبوب یا معزز شخصیت سفر سے واپس آئے تو اس کا استقبال کرنا چاہئے۔ بزرگان دین یا صوفیائے کرام جب سفر سے واپس آئیں تو انکا استقبال کرنا حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق مستحب ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَاقَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَاِنَّهٗ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِيْ اِلَيْهِ فَحَمَلَنِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جِيْءَ بِاَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ فَاَرْدَفَهٗ خَلْفَهٗ قَالَ فَاُدْخِلْنَا الْمَدِيْنَةَ ثَلٰثَةً عَلٰى دَآبَّةٍ.

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ کے اہل بیت کے بچوں کے ساتھ آپ کا استقبال کیا جاتا اسی طرح آپ ایک سفر سے لوٹے تو استقبال کرنے میں مجھے آگے رکھا گیا آپ نے مجھے اپنے آگے بٹھالیا پھر حضرت فاطمہؓ کے ایک صاحبزادے کو لایا گیا تو اسے آپ نے پیچھے بٹھالیا اور ہم تینوں ایک سواری پر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ (مسلم شریف)

۷۔عورت کو تنہا سفر کرنے کی ممانعت

عورت کے لئے اکیلے سفر کرنا اچھا نہیں بلکہ معاشرتی تقاضوں کے خلاف ہے اس لئے عورت کو ہمیشہ کسی محرم کے ساتھ سفر کرنا چاہئے البتہ سفر اندرونِ شہر ہو یا ایک آدھ دن کا سفر ہو تو اس صورت میں بصورت مجبوری اکیلے جانے میں کوئی حرج نہیں البتہ طویل سفر پر عورت کو بالکل اکیلے نہیں جانا چاہئے بلکہ سفر میں خاوند، بھائی، باپ یا بیٹے وغیرہ کا ہونا ضروری ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ

Marfat.com

لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ عَلَيْهَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کیلئے جائز نہیں کہ وہ محرم کے بغیر ایک دن رات کی مسافت کا سفر اختیار کرے۔ (بخاری شریف)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ ہرگز تنہائی اختیار نہ کرے جب تک کہ اس کے ساتھ اس کا محرم نہ ہو اور محرم کے بغیر کوئی عورت سفر پر نہ نکلے۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیوی حج کے لئے جا رہی ہے اور میرا نام فلاں جنگ میں لکھا جا چکا ہے۔ آپ نے فرمایا اپنی بیوی کے ساتھ جاؤ اور حج کرو۔ (مسلم شریف)

۸۔ سفر میں دوسروں کی مدد کرنا

سفر میں دوسرے ساتھیوں کی مدد کرنی چاہیئے یعنی اگر کسی شخص کے پاس ایک چیز زائد ہو اور دوسرے کو اس کی ضرورت ہو تو اسے دے دینی چاہیئے۔ سفر میں ذاتی ضرورت کے لئے پانی کا برتن اور جائے نماز وغیرہ لازماً ساتھ رکھنی چاہیئے تاکہ استنجاء وضو نماز اور پینے کے پانی میں تکلیف نہ ہو۔ سردیوں کے موسم میں اگر ضرورت کے مطابق ہلکا بستر بھی ساتھ رکھ لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

راستے میں دوسروں کی سہولت اور آرام کا بھی خیال رکھیں اگر اپنی گاڑی پر سفر کر رہے ہوں تو جہاں کسی ضرورت کے لئے رکیں تو راستے سے ایک طرف کر کے گاڑی کو کھڑا کریں تاکہ راستے کے دوسرے مسافروں کو تکلیف نہ ہو، رفیق سفر کے ساتھ عمدہ گفتگو اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِیْ سَفَرٍ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ عَلٰی رَاحِلَةٍ لَّهٗ فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهٗ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰی مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهٗ وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلُ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰی مَنْ لَّا زَادَ لَهٗ فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَهٗ حَتّٰی رَاَيْنَا اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِیْ فَضْلٍ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں تھے کہ ایک شخص سواری پر آیا۔ وہ دائیں

Marfat.com

بائیں نظریں دوڑانے لگا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اسے دے جس کے پاس سواری نہیں۔ اور جس کے پاس زائد سامان ہو، وہ اس کے حوالہ کرے جس کے پاس زادِراہ نہیں۔ آپ ﷺ نے مال کی دیگر اقسام بھی بیان فرمائیں یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ زائد مال میں ہمارا کوئی حق نہیں۔

۹۔ آغاز سفر کی دعا

سفر کو روانہ ہوتے وقت جب سواری پر سوار ہو جائیں اور سواری چل پڑے تو یہ دعا پڑھیں۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سفر پر جانے کے لئے سواری پر جب تشریف فرما ہوتے تو تین بار اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھتے اس لئے دعا کا پڑھنا سنت ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ یہ دعا یاد کرلیں اور جب بھی سفر کریں تو یہ دعا پڑھیں۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ○ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ۔

پاک و برتر ہے وہ خدا جس نے اس کو ہمارے بس میں کر دیا۔ حالانکہ ہم اس کو قابو میں کرنے والے نہ تھے ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔ خدایا ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کی توفیق چاہتے ہیں اور ایسے کاموں کی توفیق جو تیری خوشنودی کے ہوں خدایا ہم پر سفر آسان فرمادے اور اس کا فاصلہ ہمارے لئے مختصر کردے خدایا تو ہی اس سفر میں رفیق ہے اور تو ہی گھر والوں میں خلیفہ اور نگران ہے۔ خدایا میں تیری پناہ چاہتا ہوں، سفر کی مشقتوں سے ناگوار منظر سے، اور اپنے مال میں اپنے متعلقین اور اپنی اولاد میں بڑی واپسی سے، اور اچھائی کے بعد برائی سے اور مظلوم کی بددعا سے۔

(مسلم شریف: سنن ابوداؤد: جامع ترمذی)

Marfat.com

۱۰۔ سفر سے واپسی کی دعا

سفر سے واپسی پر یہ دعا پڑھنا مسنون ہے اس کے متعلق حضور ﷺ کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِظَھْرِ الْمَدِیْنَۃِ قَالَ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حٰمِدُوْنَ فَلَمْ یَزَلْ یَقُوْلُ ذٰلِکَ حَتّٰی قَدِمْنَا الْمَدِیْنَۃَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ سفر سے واپس آئے۔ جب ہم مدینہ طیبہ کے سامنے پہنچے تو آپ نے فرمایا ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے۔ عبادت کرنے والے۔ اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔ آپ مسلسل یہ کلمات دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم مدینہ میں پہنچ گئے۔ (مسلم شریف)

۱۱۔ اونچے اور نیچے مقام کی دعا

سفر کے دوران جب اونچی جگہ آئے تو اللہ اکبر کہنا چاہئے اور جب کوئی نیچا مقام آئے تو سبحان اللہ کہنا چاہئے۔ کیونکہ پہاڑی علاقے میں خواہ کسی جانور پر سفر کر رہے ہوں یا بس یا گاڑی پر تو نشیب وفراز میں سے سواری گزرے گی اس لئے اس مقام پر حضور ﷺ کی اس سنت پر عمل کرنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ اور آپ کا لشکر جب بلندی پر چڑھتا تو اللہ اکبر کہتا اور جب اترتا تو سبحان اللہ کہتا۔ (سنن ابوداؤد)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ جب حج یا عمرہ سے لوٹتے وقت بلند جگہ پر چڑھتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھتے:۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور وہی لائق ستائش اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب ہم کسی وادی کے اوپر چڑھتے تو نہایت بلند آواز سے لاالہ الا اللہ، اور اللہ اکبر کہتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اپنے نفسوں سے نرمی برتو، تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے، وہ تمھارے ساتھ ہے۔ بے شک وہ سننے والا اور قریب ہے۔

۱۲۔ منزل پر پہنچتے وقت کی دعا

سفر کے دوران جب کسی مقام پر ٹھہراؤ کیا جائے یا کسی مسافر خانہ میں جائیں تو اس وقت اس دعا کو پڑھنا چاہئے۔ اس دعا کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے حفاظت کرے گا۔

حضرت خولد بنت حکیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوتے سنا کہ جو شخص کسی منزل پر اترے اور یہ کلمات پڑھے تو وہ اس منزل سے کوچ کرنے تک ہر چیز کے نقصان سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم شریف)

اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے کلمات نامہ کے ساتھ ہر مخلوق کی شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

۱۳۔ خوف کی دعا

سفر میں اگر یکدم کوئی خوف طاری ہو جائے تو اس وقت اس دعا کو پڑھنا چاہئے انشاء اللہ خوف ختم ہو جائے گا۔ ایسے ہی اگر پیدل یا کسی سواری پر جنگل میں سفر جاری ہو اور اس وقت خوف طاری ہو جائے تو اس دعا کا پڑھنا بہت مفید اور مسنون ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی قوم سے خوف کے وقت یہ دعا مانگتے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ . (سنن ابوداؤد)

یااللہ! ہم تجھے ان کے مقابلہ میں کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

۱۴۔ رات کی دعا

سفر کے دوران جب رات چھا جائے تو یہ دعا پڑھنا سنت ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے

Marfat.com

روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب سفر میں تشریف لے جاتے اور رات چھا جاتی تو یہ پڑھتے :۔

يَا أَرْضُ رَبِّي وَرَبُّكِ اللّٰهُ . أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ وَشَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكِ . وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ أَسَدٍ وَّأَسْوَدٍ وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ .

اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ میں تیرے شر سے نیز جو کچھ تجھ میں ہے اور جو کچھ تجھ میں پیدا کیا گیا اور جو چیزیں تجھ پر چلتی ہیں (سب) کی شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اور میں تیرے سبب شیر، سانپ، بچھو، شہر میں رہنے والوں، ابلیس اور اس کی اولاد سے پناہ چاہتا ہوں۔
(سنن ابوداؤد)

۱۵۔ سفر سے جلدی واپس آنا

سفر کی ضرورت اور مقصد پورا ہونے پر گھر کو جلدی واپس آنا مستحب ہے کیونکہ بلاضرورت آوارہ گردی سے کیا حاصل؟ کیونکہ سفر میں بہر حال تکلیف اور بے اطمینانی ہوتی ہے اس لئے اس سے جلد چھٹکارا حاصل کرنا ہی صحت کے لئے بہتر ہے اور واپسی پر گھر والوں کے لئے کچھ نہ کچھ لے کر آنا چاہئے۔ کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کوئی سفر سے آئے تو گھر والوں کے لئے کچھ نہ کچھ چیز ضرور لائے اگر کچھ نہ کر سکے تو جھولی میں پتھر ہی ڈال لے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ فَإِذَا قَضٰى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ سَفَرِهٖ فَلْيُعَجِّلْ إِلٰى أَهْلِهٖ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔ تمھیں کھانے پینے اور نیند سے باز رکھتا ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی اپنے مقاصد سفر کو پورا کر لے، تو گھر کی طرف جلد واپس آ جائے۔ (بخاری شریف)

۱۶۔ سفر سے واپسی کا ممنوع وقت

سفر سے واپسی کی اطلاع دینا بہتر ہے اور کوشش کریں کہ سفر سے واپسی پر ایسے وقت پر نہ آئیں جس

Marfat.com

سے گھر والوں کو تکلیف ہو۔ خاص طور پر رات کو دیر سے سفر سے واپس آنا اہل خانہ کے لئے بہت ہی تکلیف دہ ہوتا ہے اس لئے حضور ﷺ نے رات کو سفر سے واپس آنے سے منع فرمایا ہے اگر مجبوری ہو جائے سواری سے دیر ہو جائے تو اس صورت میں بہر حال آنا ہی ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا طَالَ اَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقَنَّ اَهْلَهٗ لَيْلًا. وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّطْرُقَنَّ اَهْلَهٗ لَيْلًا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی زیادہ دیر گھر سے باہر رہے، تو رات کے وقت گھر واپس نہ لوٹے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص (سفر سے) رات کے وقت گھر واپس آئے۔ (مسلم شریف)

۱۷۔ واپسی پر نوافل پڑھنا سنت ہے

سفر سے واپس وطن پہنچنے پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ جس کی توفیق اور مدد سے مسافر اپنے اہل خانہ میں دوبارہ واپس آئے۔ شکر کی عملی صورت سجدہ ریزی ہے اس لئے سفر سے واپس آنے پر قریبی مسجد میں جانا چاہئے۔ اور وہاں دو رکعت نفل شکرانہ ادا کرنا چاہئے۔ حضور ﷺ بذات خود بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ جب سفر سے واپس آتے تو مسجد میں دو رکعت نفل ادا کرتے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اولاً مسجد میں جاتے اور دو رکعت نفل ادا فرماتے۔ (بخاری شریف)

۱۸۔ سفر تجارت میں مسنون عمل

تجارت کی غرض سے جب سفر اختیار کریں تو اس میں برکت کے لئے حضور ﷺ کا بتایا ہوا عمل اختیار کریں اس سے سفر خوشگوار رہے گا اور نفع بھی خوب ہوگا۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ مجھے فرمایا کہ اے جبیر رضی اللہ عنہ!

Marfat.com

کیا تم چاہتے ہو کہ جب تم سفر میں جاؤ تو صورت وہیئت میں بہتر اور توشہ سفر میں بڑھ کر رہو یعنی سفر میں خوشحالی اور فارغ البالی نصیب ہو؟ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کی جی ہاں! ضرور یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپؐ نے فرمایا یہ پانچ سورتیں پڑھ لی کرو۔ سورت کافرون، سورت نصر، سورت اخلاص، سورت فلق، سورۃ الناس۔ ہر سورۃ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرو اور اسی پر ختم کرو (اس طرح ان پانچ سورتوں کے ساتھ بسم اللہ شریف چھ بار پڑھی جائے گی)

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں کافی مالدار اور دولت مند تھا مگر سفر میں جاتا تو سب سے زیادہ بدحال اور تنگ دست ہو جایا کرتا تھا۔ جب سے مجھے حضور ﷺ نے یہ سورتیں پڑھنے کیلئے بتائیں اور میں نے ان کو پڑھنا شروع کیا تو میں پورے سفر میں واپسی تک اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ خوشحال اور توشہ سفر میں فارغ البال رہنے لگا۔

سنتِ نکاح

نکاح بنیادی ضروریات میں سے ایک اہم بنیادی ضرورت ہے جس طرح کھائے پیئے بغیر کوئی چارہ نہیں ایسے ہی شادی کئے بغیر کچھ چارہ نہیں۔ نکاح کا لفظی مطلب جنسی ملاپ ہے مگر اصلاحاً نکاح سے مراد وہ خاص عقد یعنی معاہدہ ہے جو مرد اور عورت کے درمیان ہوتا ہے جس سے دونوں کے درمیان زوجیت کا تعلق جائز ہو جاتا ہے۔

نکاح صرف مرد اور عورت کا سماجی بندھن نہیں یا طبعی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے صرف ذاتی معاملہ نہیں بلکہ یہ معاشرہ کے وجود اور بقا کے لئے ایک بنیادی ستون ہے اس لئے اسلام میں اس کی بے پناہ اہمیت اور فضیلت ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر شریعت محمدی ﷺ تک کوئی شریعت ایسی نہیں گزری جو نکاح سے خالی ہو۔ اس کی اہمیت کو قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں بڑی وضاحت سے پیش کیا ہے۔

ا۔ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ

Marfat.com

اور (مومنو) مشرک عورتوں سے جب تک ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرنا۔ کیونکہ مشرک عورت خواہ تم کو کیسی ہی بھلی لگے اس سے مومن لونڈی بہتر ہے۔ اور (اسی طرح) مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں مومن عورتوں کو ان کی زوجیت میں نہ دینا۔ کیونکہ مشرک (مرد) سے خواہ وہ تم کو کیسا ہی بھلا لگے مومن غلام بہتر ہے۔ (البقرہ:۲۲۱)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں سے انصاف نہ کرسکو گے تو ان کے سوا جو عورتیں تمھیں پسند ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار، ان سے نکاح کرلو اور اگر اس بات کا ڈر ہو کہ تم انصاف نہ کرسکو گے تو پھر ایک عورت ہی کافی ہے۔ (نساء:۳)

۲۔ وَلَا تَنۡكِحُوۡا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقۡتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيۡلًا ۝

اور جن عورتوں سے تمھارے باپ نے نکاح کیا ہو ان سے نکاح نہ کرنا مگر (جاہلیت) میں جو ہو چکا (سو ہو چکا) یہ نہایت بے حیائی اور (خدا کی) ناخوشی کی بات تھی اور بہت برا دستور تھا۔

(سورۃ النساء:۲۲)

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ آج تمھارے لئے سب پاکیزہ چیزیں حلال کردی ہیں۔ اہل کتاب کا کھانا تمھارے لئے حلال ہے اور تمھارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور پاک دامن مومن عورتیں اور اہل کتاب کی پاک دامن عورتیں بھی تمھارے لئے حلال ہیں۔ (سورۃ المائدہ:۵)

۳۔ وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَاِمَآئِكُمۡ ؕ اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۝

اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کردیا کرو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں (نکاح کردیا کرو) اگر وہ مفلس ہوں گے تو خدا ان کو اپنے فضل سے خوشحال کردے گا اور خدا (بہت) وسعت والا (اور سب کچھ) جاننے والا ہے۔ (النور:۳۲)

سورہ رعد میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کو بھیجا اور ان کو ان کی بیویاں دیں اور انھیں اولاد بھی دی۔

ان تمام آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلم معاشرے کے لئے نکاح ہر لحاظ سے بڑا اہم اور ضروری ہے۔ حضور ﷺ نے اس کی اہمیت یوں بیان فرمائی ہے۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ حَقٌّ عَلَی اللّٰهِ عَوْنُهُمْ اَلْمُکَاتِبُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْاَدَاءَ وَالنَّاکِحُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْعَفَافَ وَالْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔(۱) مکاتب جو کتاب ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔(۲) نکاح کا خواہش مند جو عفت کو بچانا چاہے۔اور(۳) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

(جامع ترمذی،نسائی،ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی بندے نے نکاح کرلیا تو نصف دین اس کے لئے مکمل ہوگیا اور باقی نصف دین کے لئے اللہ کا تقویٰ اختیار کرے۔(بیہقی شعب الایمان)

نکاح کے سلسلے میں اسلام نے چند اصول مقرر فرمائے ہیں جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عمل کیا اور دوسروں کو عمل پیرا ہونے کی تاکید فرمائی۔احادیث کے مطابق یہ آداب اور سنتیں حسب ذیل ہیں:۔

ا۔صاحب استطاعت کیلئے نکاح کرنا سنت ہے

جوان ہو کر صاحب استطاعت ہونے کی صورت میں نکاح کرنا سنت ہے۔صاحب استطاعت کا مطلب ہے کہ حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر ہو۔بیوی کے اخراجات برداشت کرنے کے قابل ہو۔مہر کی رقم ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔نکاح کے بعد جو اولاد ہو اس کی کفالت کرسکتا ہو۔اگر زنا میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو تو اس صورت میں زنا سے بچنے کے لئے نکاح کرنا فرض ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَآءٌ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں سے عورت رکھنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے نکاح کرنا چاہئے کیونکہ یہ نظر کو جھکاتا اور شرمگاہ کو محفوظ رکھتا ہے اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے کیونکہ اس سے شادی کی خواہش ختم ہوجائے گی۔(بخاری شریف)

Marfat.com

جو شخص مالی حیثیت سے اس قابل نہ ہو کہ وہ بیوی کا نان نفقہ ادا نہ کرسکتا ہو تو اسے پہلے خود میں نان نفقہ ادا کرنے کی اہلیت پیدا کرنی چاہئے کیونکہ اہلیت کے بغیر دوسرے فریق کو پریشانی میں ڈالنا ہوگا جو اسلامی رواداری کے خلاف ہے۔ اس لئے نکاح کرنے والے کا صاحب استطاعت ہونا ضروری ہے۔

ایک اور حدیث میں علقمہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ منیٰ کے مقام پر ان کی ملاقات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ اور انھوں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ چنانچہ دونوں حضرات علیحدگی میں چلے گئے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ! کیا آپ کی شادی میں ایک کنواری لڑکی سے نہ کردوں کہ گزشتہ زندگی بھی تازہ ہو جائے۔ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ انھیں اس بات کے سوا مجھ سے کوئی اور کام نہیں تو میری جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اے علقمہ! پس میں ان کی خدمت میں حاضر ہوگیا تو وہ کہہ رہے تھے جو کچھ آپ نے کہا اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے متعلق فرمایا ہے کہ اے نوجوانو! جو تم میں سے عورت کے حقوق ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے ضرور نکاح کرنا چاہئے اور جو طاقت نہ رکھے تو اس کے لئے روزے ہیں کیونکہ یہ جنسی خواہش کو کم کرتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں نکاح کی یوں ترغیب دی ہے کہ نکاح کرو کیونکہ نکاح کرنا میری سنت ہے اور جو اس سنت سے منہ پھیرے وہ مجھ سے نہیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ جَآءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا وَاَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ. قَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاِنِّيْ اُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا وَقَالَ اٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا اُفْطِرُ وَقَالَ اٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا. اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کے حجروں کے نزدیک آئے تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں دریافت کریں۔ جب

Marfat.com

انھیں مطلع کیا گیا تو گویا اسے کم سمجھتے ہوئے کہنے لگے کہ بھلا ہم کس کھیت کی مولی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی عبادت دیکھنے لگے جبکہ ان کی تو ہر اگلی پچھلی لغزش (اگر اس کا کوئی وجود ہوتو) معاف فرمادی گئی ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں اب ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں عمر بھر روزے رکھتا رہوں گا۔ اور کسی ایک روز کا روزہ بھی نہیں چھوڑوں گا۔ تیسرے نہ کہا کہ میں عورتوں سے ہمیشہ دور رہوں گا۔ اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہی وہ لوگ ہو جنھوں نے ایسا کہا ہے حالانکہ خدا کی قسم! میں تمھاری نسبت خدا سے زیادہ ڈرتا ہوں اور اس سے ڈر کر گناہوں سے زیادہ بچنے والا ہوں اس کے باوجود میں روزے رکھتا ہوں۔ اور چھوڑتا بھی ہوں۔ نماز (راتوں کو) پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ نیز عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں پس جو میری اس سنت سے منہ پھیرے وہ مجھ میں سے نہیں۔ (بخاری شریف)

۲۔ نیک عورت سے نکاح کرنا سنت ہے

شادی کے سلسلے میں پہلی بات یہ سنت ہے کہ نکاح نیک اور عابد عورت سے کیا جائے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے نیک عورت کو بیوی بنانے کی ترغیب دی ہے۔ نیک عورت وہ ہے جو اللہ سے ڈرنے والی ہو۔ خاوند کو خوش رکھنے والی ہو۔ اچھے نسب سے تعلق رکھنے والی ہو۔ حسین و جمیل ہو۔ بندے کے مال کی حفاظت کرنے والی ہو۔ شیریں زبان اور خوش کلام ہو یعنی ہر لحاظ سے سیرت اور صورت میں بہتر ہو ایسی عورت سے شادی کرنا سنت ہے۔ جن عورتوں سے نکاح کرنا مسنون ہے ان کے متعلق چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِّمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفُرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تُرِبَتْ يَدَاكَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ عورتوں کے ساتھ چار وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ (۱) اس کے مال، (۲) اس کے حسب ونسب، (۳) اس کے حسن و جمال اور (۴) اس کے دین کے باعث۔ تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں تو دین والی کو ترجیح دے۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

۲۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْیَا کُلُّهَا مَتَاعٌ وَّخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری دنیا ہی دولت ہے اور دنیا کی بہترین دولت نیک بیوی ہے۔(مسلم شریف)

۳۔عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محبت کرنے والی عورت سے نکاح کیا کرو تاکہ میں تمھاری کثرت کے باعث دوسری امتوں پر فخر کروں۔

(سنن ابوداؤد، سنن نسائی)

۴۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَالِمِ ابْنِ عُتْبَۃَ بْنِ عُوَیْمِ بْنِ سَاعِدَۃَ الْاَنْصَارِیْ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالْاَبْکَارِ فَاِنَّهُنَّ اَعْذَبُ اَفْوَاهًا وَّاَنْتَقُ اَرْحَامًا وَّاَرْضٰی بِالْیَسِیْرِ۔

عبدالرحمٰن بن سالم عتبہ بن عویم بن ساعدہ انصاری کے والد ماجد نے ان کے جدامجد سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کنواری لڑکیوں سے نکاح کیا کرو کیونکہ وہ منہ کی میٹھی، زیادہ بچے جننے والی اور تھوڑی چیز پر راضی ہو جانے والی ہوتی ہیں۔(سنن ابن ماجہ)

۵۔عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّلْقَی اللّٰهَ طَاهِرًا مُّطَهَّرًا فَلْیَتَزَوَّجِ الْحَرَآئِرَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے پاک صاف حالت میں ملنا چاہے، اسے چاہئے کہ آزاد کنواری عورتوں سے نکاح کرے۔

(سنن ابن ماجہ)

۶۔عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ یَقُوْلُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰهِ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ زَوْجَۃٍ صَالِحَۃٍ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْهَا سَرَّتْهُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْهَا اَبَرَّتْهُ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے۔ مومن نے اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

تقویٰ کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی بھلائی حاصل نہیں کی اگر اسے حکم دے تو اطاعت کرتی ہے اس کی طرف دیکھے تو خوش کرتی ہے۔ اگر اس پر قسم ڈالے تو پورا کر دیتی ہے اور اگر وہ غائب ہو تو جان و مال میں اس کی خیر خواہی کرتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

۳۔ بالغ ہونے پر فوراً نکاح کرنا سنت ہے

لڑکے یا لڑکی کے بالغ ہونے پر جلد نکاح کر دینا سنت ہے تاکہ بالغ بچہ یا بچی کسی برائی یا بدکاری میں ملوث نہ ہو۔ خاص کر حضور ﷺ نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ جب لڑکی بالغ ہو جائے تو اس کی فوراً شادی کر دینی چاہیئے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِى التَّوْرٰةِ مَكْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتِ ابْنَتُهٗ اثْنَتَىْ عَشْرَةَ سَنَةٍ وَّلَمْ يُزَوِّجْهَا فَاَصَابَتْ اِثْمًا فَاِثْمُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا توریت میں لکھا ہوا ہے کہ جس کی بیٹی بارہ سال کی ہوگئی اور وہ اس کا نکاح نہ کرے اگر وہ گناہ میں مبتلا ہوئی تو گناہ باپ کا ہوگا۔ (بیہقی شعب الایمان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب لڑکی بارہ سال کی ہو جائے تو وہ بالغ ہو جاتی ہے مگر بعض ٹھنڈے علاقے ایسے بھی ہیں جہاں لڑکی بارہ سال کی بالغ نہیں ہوتی۔ بہر کیف اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی لڑکی سن بلوغت کو پہنچ جائے تو اس کے والدین کو اس کی شادی کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے۔ ایسے ہی لڑکے کے بالغ ہونے پر بھی لڑکے کی شادی کر دینا مستحب ہے۔

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَعَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وُّلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنِ اسْمَهٗ وَاَدَبَهٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلٰى اَبِيْهِ.

حضرت ابوسعید اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے گھر لڑکا پیدا ہو تو اس کا اچھا نام رکھے اور اسے ادب سکھائے جب بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دے۔ اگر بالغ ہونے پر اس کا نکاح نہ کرے اور اس نے گناہ کیا تو اس کا گناہ اس کے باپ پر

Marfat.com

ہوگا۔ (بیہقی شعب الایمان)

اگر لڑکے کے بالغ ہونے پر اس کی شادی نہ کی جائے تو اس کا گناہ والدین پر ہوتا ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ لڑکا اپنی بیوی کا خرچہ برداشت کرنے کے قابل ہو تو اس کا مقصد یہ ہوا کہ پہلے والدین اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دیں۔ اور انھیں اس قابل بنادیں کہ وہ نکاح کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل ہو جائیں تو پھر فوراً ان کی شادی کا بندوبست کر دینا چاہئے۔ مگر دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے لوگ حضور ﷺ کے اس فرمان سے روگردانی کرتے ہیں۔ لڑکے اور لڑکیاں بوڑھے ہو جاتے ہیں اور والدین ان کی شادی کی طرف توجہ نہیں دیتے لہٰذا اولاد کو خود بھی اپنی اصلاح آپ کر کے حضور ﷺ کے مندرجہ بالا فرمان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔

۴۔ نکاح کا پیغام بھیجنا سنت ہے

رشتہ کی تلاش میں لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی والوں کو شادی کرنے کا پیغام دینا سنت ہے۔ پیغام پر دونوں فریقوں کو تسلی کرنی چاہئے یعنی ایک دوسرے کے خاندانی حالات اور نام و نسب دیکھیں۔ لڑکی والوں کو چاہئے کہ رشتہ کی ہاں کرنے سے پہلے لڑکے کی استطاعت کا جائزہ لیں اس کے کردار کی چھان بین کریں۔ ایسے ہی لڑکے والوں کو چاہئے کہ وہ بھی لڑکی کی سیرت اور سلیقہ شعاری کا پوری طرح جائزہ لیں اور پھر نکاح کے پیغام کو پکا کریں، یعنی منگنی وغیرہ کرلیں یعنی نکاح کے پیغام کی ہاں کریں۔

عَنْ اَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوْهُ اِنْ لَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تمھیں کوئی نکاح کا پیغام دے جس کے دین اور اخلاق سے تم خوش ہو تو اس سے نکاح کر لو۔ اگر تم ایسی نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ برپا ہوگا اور لمبا چوڑا فساد ہوگا۔ (جامع ترمذی)

حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لئے جس طرح پیغام بھیجا اس کا واقعہ یوں ہے:۔

عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حِيْنَ تَاَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتِ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ ابْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقَالَ سَانْظُرُ فِيْ اَمْرِيْ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِيْ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِيْ اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ اَبُوْ بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ اِلَيَّ شَيْئًا وَكُنْتُ اَوْجَدَ عَلَيْهِ مِنِّيْ عَلٰى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْكَحْتُهَا اِيَّاهُ فَلَقِيَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فَاِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ اِلَّا اَنِّيْ كُنْتُ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِلْتُهَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما بیوہ ہو گئیں یعنی ان کے خاوند حضرت خنیس رضی اللہ عنہ بن خذافہ سہمی کا مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تھے۔ پس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے پاس گیا اور ان سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے کہا۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں اپنے معاملے میں غور کروں گا میں چند روز انتظار کرتا رہا۔ پھر ایک روز ان سے میری ملاقات ہوئی تو کہنے لگے کہ مجھ پر ابھی یہی واضح ہوا ہے کہ فی الحال نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر میری ملاقات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کا آپ کے ساتھ نکاح کر دوں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور انھوں نے مجھے کسی قسم کا کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے اس طرز عمل کے باعث ان پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ غصہ آیا۔ پس چند ہی روز گزرے ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا پس میں نے اسے آپ کے نکاح میں دے دیا۔ پھر میری ملاقات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ شاید آپ کو مجھ پر غصہ آیا ہو جب آپ نے مجھ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کی بات کی اور میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ چنانچہ حقیقت یہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود چاہتے تھے اور اس امر کا آپ نے ذکر فرمایا تھا لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو افشا کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اگر بالفرض

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ یہ خیال ترک فرما دیتے تو میں قبول کر لیتا۔ (بخاری شریف)

۵۔ شوال میں نکاح کرنا سنت ہے

اسلام سے پہلے عربوں میں یہ رواج عام تھا کہ وہ شوال میں نکاح نہ کرتے کیونکہ وہ شوال میں دلہن کو گھر لانے کو برا تصور کیا کرتے تھے۔ تو ان کے اس خیال کی تردید کی گئی۔ کہ شوال میں نکاح کرنا جائز اور درست ہے بلکہ سنت ہے اور اس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ یہ حدیث ہے جس میں انھوں نے یہ بات بیان فرمائی کہ اگر شوال میں شادی بیاہ کرنا برا یا منحوس ہوتا تو پھر آخر میری شادی بھی شوال میں ہوئی اور مجھے حضور ﷺ کی زوجیت نصیب ہوئی اس سے بڑھ کر اور خوش قسمتی کیا ہوگی۔ مطلب یہ ہوا کہ جو کام حضور ﷺ نے شوال کے ماہ میں کیا وہ ہر لحاظ سے جائز اور سنت ہے۔

وَعَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شَوَّالٍ وَبَنٰى بِيْ فِيْ شَوَّالٍ فَاَيُّ نِسَآءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَحْظٰى عِنْدَهٗ مِنِّيْ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے شوال کے مہینے میں مجھے اپنے نکاح میں لیا اور شوال کے مہینے میں ہی میرے ساتھ زفاف فرمایا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی کونسی زوجہ مطہرہ حضور ﷺ کو مجھ سے زیادہ محبوبہ ہے۔ (مسلم شریف)

۶۔ اجازتِ نکاح سنت ہے

عورت کے لئے شادی کا مسئلہ بڑا اہم ہے اس میں اس کی مرضی اور رائے کا شامل ہونا ضروری ہے کیونکہ عورت کی مرضی کے خلاف شادی پوری زندگی تلخ ہو جاتی ہے اس لئے شریعت نے ہر بالغ مسلمان کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت یہ حق دیا ہے کہ اس موقعہ پر وہ اپنی مرضی اور خواہش کا پورا پورا اظہار کرے۔ خاص طور پر عورتوں کے بارے میں ان کے ماں باپ ولی اور سرپرست پر زیادہ زور دیا ہے کہ اس معاملہ میں ذاتی پسند و ناپسند کو ترجیح نہ دیں بلکہ عورت کو سوچنے کا بھی موقعہ دیں۔ اور اس کے دلی ارادے کا احترام کریں۔ اگر وہ کہیں شادی نہ کرنا چاہے تو وہاں اسکی شادی نہ کریں۔ لہٰذا اسلام نے اس امر کی پابندی لگائی ہے کہ عورت کی شادی سے پہلے اس سے اجازت لی جائے۔ اگر وہ شرم و حیا کی وجہ سے اپنی اجازت و مرضی کا زبان سے اظہار نہ کرے تو پھر اس کی خاموشی ہی کو اس کی اجازت تصور کیا جائے۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْكَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَیْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور نہ کسی کنواری کا نکاح کیا جائے یہاں تک کہ اس سے اجازت لی جائے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا اذن کیسے؟ فرمایا کہ وہ خاموش ہو جائے۔ (متفق علیہ)

یتیم بچی کو خاص کر یہ حق دیا گیا ہے کہ نکاح سے پہلے اس سے اجازت لی جائے۔ اگر وہ خاموشی اختیار کرے تو سمجھ لیں کہ اس کی اجازت ہے اگر وہ انکار کر دے تو پھر اس پر جبر نہیں کرنا چاہئے۔ اس کی تائید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْیَتِیْمَةُ تُسْتَاْمَرُ فِیْ نَفْسِهَا فَاِنْ صَمَتَتْ فَهُوَ اِذْنُهَا وَاِنْ اَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَیْهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یتیم لڑکی سے اس کی ذاتی مرضی دریافت کی جائے اگر وہ خاموش رہے تو یہ اسکی اجازت ہے اگر وہ انکار کرے تو اس پر جبر کرنا جائز نہیں۔ (جامع ترمذی، سنن نسائی)

جس عورت کا نکاح اس کی رضامندی کے خلاف ایسے مرد سے کر دیا جائے جسے وہ ناپسند کرتی ہو تو پھر عورت کو اختیار حاصل ہے خواہ اس پر راضی رہے یا اپنے علیحدگی کے اختیار کو بروئے کار لے آئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَنَّ جَارِیَةً بِكْرًا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِیَ كَارِهَةٌ فَخَیَّرَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک کنواری لڑکی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ذکر کیا کہ اس کے والد ماجد نے اس کا نکاح کر دیا جس کو وہ ناپسند کرتی ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار دیا۔ (سنن ابوداؤد)

Marfat.com

۷۔ نکاح میں ولی سے اجازت لینا سنت ہے

جس طرح نکاح سے پہلے اس عورت کی رضامندی اور اجازت ضروری ہے جس کا نکاح ہو۔ ایسے ہی اس ولی سے بھی نکاح کی اجازت لینا ضروری ہے جس کی کفالت میں لڑکی ہوتی ہے۔ عورت کا سب سے پہلا ولی اس کا باپ ہے پھر اسکے بعد اس کا حقیقی بھائی، پھر چچا اور دادا وغیرہ ہوتا ہے ولی کا عاقل اور بالغ ہونا بھی ضروری ہے۔ بالغ عورت کا نکاح اس کے ولی کی اجازت کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے نکاح سے پہلے ولی سے اجازت لینا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا فَاِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَّا وَلِيَّ لَهٗ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے اس کا نکاح باطل ہے اس کا نکاح باطل ہے اگر مرد نے اس سے صحبت کرلی تو عورت کو اتنا مہر ملے گا کہ جتنا اس کی شرمگاہ سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اگر لوگ اختلاف کریں تو جس کا کوئی ولی نہ ہو تو اس کا ولی سلطان ہے۔

(مسند امام احمد، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد)

اس حدیث سے ایک مسئلے کی وضاحت ہوتی ہے کہ جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی حکومت کا سربراہ ہوگا۔

۸۔ سنت گواہی

نکاح گواہوں کے روبرو کرنا ضروری ہے۔ چونکہ حضور ﷺ نے اسی کی ترغیب دی ہے اس لئے ایجاب قبول کے وقت گواہوں کا ہونا سنت ہے بلکہ یہ نکاح کی ضروری شرائط میں سے ہے لہٰذا گواہوں کا عاقل بالغ ہونا ضروری ہے گواہی دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی ہوتی ہے۔ چونکہ نکاح حضور ﷺ کی سنت کے مطابق ہوتا ہے اس لئے گواہی دینے والے کو بھی ثواب ہوتا ہے۔ گواہی کے بغیر نکاح کی حضور ﷺ نے مذمت فرمائی ہے۔

Marfat.com

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَغَایَا الَّتِیْ یَنْکِحْنَ اَنْفُسَهُنَّ بِغَیْرِ بَیِّنَةٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بدکار عورتیں وہ ہیں جو اپنا نکاح بغیر گواہوں کے کریں۔(ترمذی شریف)

اصل گواہ تو وہی ہوتے ہیں جن کو مجلس نکاح میں گواہی کے لئے منتخب کیا جاتا ہے مگر اس کے علاوہ وہ تمام حاضرین بھی گواہ ہی ہوتے ہیں جو نکاح کا ایجاب وقبول سنتے ہیں۔ جب مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت کے ساتھ ہو تو گواہوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا مسلمان مرد اور عورت کا نکاح غیر مسلموں کی شہادت سے نہیں ہوسکتا البتہ نکاح اگر کسی کتابیہ سے ہو تو اس نکاح میں اہل کتاب کو گواہ بنایا جاسکتا ہے۔

۹۔ مہر مقرر کرنا سنت ہے

مہر اس معاوضے کو کہا جاتا ہے جو نکاح کے موقعہ پر شوہر کی طرف سے عورت کے لئے حقوق زوجیت کی بنا پر مقرر کیا جاتا ہے۔ مہر نکاح کی ضروری شرائط میں سے ہے یعنی اگر کوئی شخص نکاح کے وقت یہ نیت کرلے کہ مہر نہیں دیا جائیگا، تو اس کا نکاح صحیح ہی نہ ہوگا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جن عورتوں سے تم نکاح کرو ان کے مقرر شدہ مہر ان کو ادا کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی تمام ازواج مطہرات کا مہر مقرر ہوا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں مہر مقرر کرنا سنت ہے۔ شریعت اسلامیہ نے مہر کی کسی خاص مقدار کو معین کرکے واجب قرار نہیں دیا۔ اور نہ اس کی زیادہ سے زیادہ حد مقرر کی گئی ہے۔ بلکہ اسے خاوند کی حیثیت اور استطاعت پر موقوف رکھا ہے یعنی جو شخص جس قدر مہر دینے کی استطاعت رکھتا ہو اسی قدر مقرر کرے البتہ شریعت میں کم از کم مقدار مقرر کی گئی ہے تاکہ اس سے کم مقرر نہ کیا جائے۔

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ کَمْ کَانَ صَدَاقُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ کَانَ صَدَاقُهُ لِاَزْوَاجِهٖ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ اُوْقِیَّةً وَنَشٌّ قَالَتْ اَتَدْرِیْ مَا النَّشُّ قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ اُوْقِیَّةٍ فَتِلْکَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ.

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنا مہر دیا کرتے تھے۔ فرمایا کہ آپ کا اپنی ازواج مطہرات کے لئے مہر بارہ اوقیہ اور نش

Marfat.com

ہوتا تھا۔ فرمایا کیا آپ جانتے ہیں کہ نش کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں فرمایا کہ نصف اوقیہ۔ پس یہ پانچ سو درہم ہو گئے۔ (مسلم شریف)

۱۰۔ اعلان نکاح سنت ہے

نکاح کا اعلان کرنا سنت ہے یہی وجہ ہے کہ نکاح کو ظاہر کر کے کرنا چاہئے۔ لہٰذا چھپ کر نکاح کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نکاح کا اعلان کرو اگرچہ دف ہی کیوں نہ بجانا پڑے۔ کیونکہ آپ کے زمانہ میں شادی کے موقعہ پر دف بجایا جاتا تھا اس لئے آپ نے اسے اعلان کا ایک ذریعہ قرار دیا۔ آجکل چونکہ دف کا رواج نہیں رہا ہے اس لئے نکاح کا اعلان سے مراد یہ ہے کہ لوگوں میں بیٹھ کر نکاح پڑھا جائے جو اعلان کرنے کے مترادف ہوگا تا کہ نکاح کا دوسروں کو پتہ چل جائے اس لئے چوری چھپے نکاح کرنا درست نہیں۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدَّفُّ وَالصَّوْتُ فِي النِّكَاحِ.

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا حلال نکاح اور حرام کی تمیز دف اور آواز سے ہوتی ہے۔ (نسائی شریف)

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْقَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَّعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ.

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب میری رخصتی ہو گئی تو نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے بستر پر جلوہ افروز ہوئے جیسے تم میرے پاس بیٹھے ہو۔ ہماری بچیاں دف بجا کر اپنے آباؤ اجداد کر مرثیے بیان کرنے لگیں جو غزوہ بدر میں شہید ہوئے تھے جب ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم میں ایسا نبی جلوہ افروز ہے جو کل کی بات جانتا ہے تو آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور وہی بات کہو جو تم کہہ رہی تھیں۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

۱۱۔ مسجد میں نکاح کرنا سنت ہے

مسجد مقام خیر ہے۔ چونکہ مسجد کو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے اس لئے جو کام بھی مسجد میں کیا جائے اس میں خیر و برکت شامل ہو جاتی ہے اس لئے حضور ﷺ نے مسجد میں نکاح کرنے کی تاکید کی ہے کہ جب نکاح کا وقت ہو تو مسجد میں بیٹھ کر نکاح کیا جائے۔ مسجد میں نکاح کرنے میں حکمت یہ ہے کہ نکاح کا فریضہ نیک مقام پر سرانجام پائے اور میاں بیوی کا بندھن راہ راست پر قائم رہے اور وہ دونوں اللہ کی عبادت اور اطاعت میں پابند رہیں۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ جس شخص کا نکاح مسجد میں ہوگا وہ نفاق سے محفوظ رہے گا اور میاں بیوی میں اتفاق رہے گا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالدُّفُوْفِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نکاح کا اعلان کیا کرو اور یہ کام مسجدوں میں کیا کرو اور اس موقع پر دف بجایا کرو۔ (جامع ترمذی)

۱۲۔ نکاح کے وقت خطبہ پڑھنا سنت ہے

نکاح کے وقت شادی کی مجلس میں سب کے سامنے یہ خطبہ پڑھیں کیونکہ نکاح کے وقت خطبہ پڑھنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ اس کے بعد منکوحہ سے اجازت حاصل کر کے دولھا کے سامنے اس سے مخاطب ہو کر یوں کہیں کہ فلاں عورت، فلاں کی بیٹی تمھاری زوجیت میں بعوض اتنے مہر کے دے دیا۔ تم نے قبول کیا؟ دولھا اس کے جواب میں کہے کہ ہاں! میں نے اتنے مہر میں اپنی زوجیت میں قبول کر لیا۔ اس کے بعد دولھا دلہن کے لئے اچھی زندگی گزارنے کی دعا مانگیں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ عَلَّمَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدُ فِي الصَّلٰوةِ وَالتَّشَهُّدُ فِي الْحَاجَةِ قَالَ التَّشَهُّدُ فِي الصَّلٰوةِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

Marfat.com

وَالتَّشَهُّدُ فِی الْحَاجَةِ اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا هَادِیَ لَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَیَقْرَأُ ثَلٰثَ اٰیَاتٍ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ○ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ○

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز اور حاجت کیلئے تشہد سکھایا۔ فرمایا کہ نماز کا تشہد یہ ہے ''تمام زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں اے نبیؐ! آپ پر سلام ہو، اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔ ہم پر اللہ کا سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں'' حاجت کا تشہد یہ ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں۔ ہم اس سے مدد چاہتے ہیں اور بخشش طلب کرتے ہیں اور اپنے نفسوں کی برائی سے اللہ کی پناہ لیتے ہیں جس کو اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں اور جس کو وہ گمراہی میں پڑا رہنے دے اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں معبود مگر اللہ۔ اور میں گواہی دیتا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ اور یہ تین آیتیں پڑھے:۔ اے ایمان والوں! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمانی کی حالت میں (۱۰۲:۳) اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیئے۔ اور اللہ سے ڈرو جسکے نام پر مانگتے ہو۔ اور رشتوں کا لحاظ رکھو بیشک اللہ تمھیں ہر وقت دیکھ رہا ہے (۱:۴) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کرو۔ تمھارے گناہ بخش دیگا۔ اور جو اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔ (۳۳: ۷۰، ۷۱)

(مسند امام احمد، جامع ترمذی، ابوداود، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی)

Marfat.com

۱۳۔ دلہا اور دلہن کیلئے دعا کرنا سنت ہے

نکاح ہو جانے کے آخر میں دلہا دلہن اور دیگر حضرات کو ان کو زوجیت میں اتفاق اور برکت کی دعا کرنی چاہئے اس کے متعلق حضور ﷺ کی حدیث یہ ہے:۔

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ تَزَوَّجَ عَقِيْلُ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ امْرَأَةً مِّنْ بَنِىْ جُشَمٍ فَقِيْلَ لَهٗ بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِيْنَ قَالَ قُوْلُوْا كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ وَبَارَكَ لَكُمْ.

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عقیل بن ابی طالب نے کسی سے نکاح کیا، تو انھیں لوگوں نے بالرفاء والبنین کہہ کر دعا دی حضرت عقیل فرمانے لگے کہ جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا تھا تم بھی اسی طرح کہو اور حضور ﷺ نے اس طرح فرمایا تھا بارك الله... الخ (اللہ تعالیٰ تمہاری ہر چیز میں برکت دے اور تمھیں برکت والا کرے۔)

دعا کے بعد چھوہارے تقسیم کرنا بھی سنت ہے اس لئے چھوہارے تقسیم کریں۔

دعوت ولیمہ

ولیمہ کھانے پینے کی ایک دعوت ہے جو نکاح کے موقعہ پر میاں بیوی کے ازدواجی اجتماع اور ملاقات کے بعد لڑکے والوں کی طرف سے کی جاتی ہے۔ ولیمہ التیام سے مشتق ہے جس کے معنی اجتماع کے ہیں اس لئے زوجین کے اجتماع کی تقریب میں جو کھانا کھلایا جاتا ہے وہ ولیمہ کہلاتا ہے۔

دعوت ولیمہ کا سنت طریقہ یہ ہے کہ نکاح کے بعد پہلی رات جب خاوند اپنی بیوی کے پاس گزارے تو دوسرے روز ولیمہ کرے۔ کھانا سادہ طریقے سے پکائے۔ اور صاف ستھری جگہ پر کھلانے کا اہتمام کرے اپنے عزیزوں، رشتہ داروں کو دعوت پر بلا کر حسب توفیق ان کی خدمت کرے۔ دعوت پر بلانے میں امیر وغریب کا امتیاز نہ کرے بلکہ کوشش کرے کہ امیر غریب سبھی شامل ہوں۔ اللہ کے نیک بندوں کو دعوت

Marfat.com

میں بلانا باعث سعادت ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ کے محبوب بندوں کو بلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کھانا بٹھلا کر کھلانے کا اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ کھڑے ہو کر کھانا خلاف شرع ہے۔ دائیں طرف سے کھانا تقسیم کرنے کا آغاز کرے کیونکہ دائیں طرف سے کسی چیز کا تقسیم کرنا سنت ہے اور کھانا کھاتے وقت ان تمام آداب کو مدنظر رکھے جن کا کھانے کے وقت کرنا سنت ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے نکاح کے موقعہ پر دعوت ولیمہ کا اہتمام فرمایا جس کے متعلق مختلف روایات حسب ذیل ہیں:۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ بَنٰی بِزَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَاَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَّلَحْمًا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے زفاف فرمایا تو لوگوں کو روٹی اور گوشت سے شکم سیر کیا۔ (بخاری شریف)

حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے جب نکاح کیا تو اس وقت آپ ﷺ نے نہایت ہی سادہ انداز میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اور عزیزوں کی دعوت ولیمہ کی اور لوگوں کو بکری کا گوشت اور روٹی کھلائی، ایک اور حدیث میں اس دعوت کا یوں ذکر ہوا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِسَآئِہٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰی زَیْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاۃٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی زوجہ مطہرہ کا ایسا ولیمہ نہیں کیا جیسا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا کیا ان کا ولیمہ ایک بکری سے کیا۔ (مسلم شریف)

بعض ازواج مطہرات کے ولیمہ میں حضور ﷺ نے جو بھی کھلائے۔

عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ شَیْبَۃَ قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَعْضِ نِسَآئِہٖ بِمُدَّیْنِ مِنْ شَعِیْرٍ.

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کا ولیمہ دو مد جو کے ساتھ کیا۔ (بخاری شریف)

حضور ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے جب نکاح کیا تو اس وقت بھی آپ ﷺ نے دعوت ولیمہ کی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خیبر کی ایک بستی سے جہاد میں قید ہو کر آئیں اور ایک صحابی کے حصہ میں آئیں۔

Marfat.com

آپ ﷺ نے اس صحابی کو معاوضہ دے کر اسے آزاد کر دیا اور پھر اس کی دلجوئی کے لئے اس سے شادی کر لی اور شادی کے موقعہ پر حیس سے دعوت ولیمہ کی۔ حیس ایک کھانے کا نام ہے جو حلوے کی مانند ہوتا ہے۔ جو کھجور، گھی اور پنیر سے بنایا جاتا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَاَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے ان کے ساتھ نکاح کر لیا اور آزادی ان کا مہر قرار پایا آپ نے حیس کے ساتھ ان کا ولیمہ کیا۔

(بخاری شریف)

ابن ماجہ کی ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے صفیہ کا ولیمہ ستو، کھجوروں سے کیا۔

ا۔ ولیمہ حیثیت کے مطابق کیا جائے

ولیمہ کی دعوت کا اہتمام اپنی حیثیت کے مطابق کرنا چاہئے اپنی چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ زیادہ تکلفات میں پڑنے سے پریشانی زیادہ لاحق ہوگی۔ اس لئے سادہ ولیمے کو ترجیح دی جائے۔ حضور ﷺ نے یہی تاکید فرمائی ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق دعوت ولیمہ کیا جائے مگر یاد رہے کہ ولیمہ میں اسراف سے کام نہ لیا جائے۔ جو شخص اس اصول کے خلاف چلنے کی کوشش کرتا ہے وہ ہمیشہ پریشان اور تباہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس بات کی ترغیب یوں دی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی عَلٰی عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَاهٰذَا قَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَۃً عَلٰی وَزْنِ نَوَاۃٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے اوپر زردی کا نشان دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض گزار ہوئے کہ میں نے ایک عورت سے گٹھلی کے برابر سونے پر نکاح کر لیا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ برکت دے۔ ولیمہ بھی کر لو خواہ ایک بکری سے ہو۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تکلف نہ کروں اور ماحضر سے گریز نہ کیا کروں۔ اور صحابہ کرامؓ کا معمول تھا کہ روٹی کے ٹکڑے اور خشک کھجوریں ایک دوسرے کے آگے رکھ دیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس شخص سے بڑھ کر گنہگار کون ہوسکتا ہے جو اس (کھانے کی چیز) کو حقیر سمجھتا ہے جو وقت پر حاضر و موجود ہو اور اسے دوسروں کے سامنے نہیں لاتا۔ یا پھر اس شخص سے جو دوسروں کے ماحضر کو حقیر تصور کرتا ہے (یعنی جو کچھ بلا تکلف اس کے سامنے رکھا جائے اسے حقارت سے دیکھتا ہے۔)

۲۔ دعوت ولیمہ قبول کرنا سنت ہے

ولیمہ کی دعوت قبول کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ بعض صاحب حیثیت لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اگر انھیں دعوت دی جائے تو وہ اپنے تفاخر کی بنا پر قبول نہیں کرتے اور کسی نہ کسی بہانے سے ٹال دیتے ہیں۔ ایسا کرنا اچھی عادت نہیں بلکہ فخر اور غرور اخلاقی تقاضے کے خلاف ہے۔ بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ شادی کے موقعہ پر ولیمہ کی دعوت قبول کرنا واجب ہے اگر کوئی شخص بلا عذر دعوت قبول نہ کرے، تو وہ گنہگار ہوگا کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جس شخص نے دعوت قبول نہ کی اس نے خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ بعض لوگ دعوت ولیمہ کو اس بنا پر رد کردیتے ہیں کہ مدعو کرنے والے کا گھر بہت دور ہے بلکہ جہاں تک ممکن ہو، دور والے کی دعوت بھی قبول کرے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیدی کو چھڑایا کرو۔ دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کیا اور بیمار کی بیمار پرسی کیا کرو۔ (بخاری شریف)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاْتِهَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کو دعوت ولیمہ دی جائے تو اس میں حاضر ہو جائے۔ (بخاری شریف)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دعوت قبول کرنا محض پیٹ بھرنے کی غرض سے نہیں ہونا چاہئے یہ تو حیوانوں کا سا فعل ہے بلکہ قبولیت دعوت کے وقت یہ نیت ہونی چاہئے کہ دعوت قبول کرنے سے میں حضور ﷺ کی سنت کی اتباع کر رہا ہوں تو اس نیت کا بہت اجر ہے۔

Marfat.com

۳۔ دعوت قبول کرنے کا اصول

ایک ہی وقت پر اگر دو حضرات کی طرف سے ولیمہ کی دعوت ہو تو اس میں اس دعوت کو قبول کریں جس کی قربت کا تعلق زیادہ ہو۔ اگر دونوں کے ساتھ ایک جیسے تعلقات ہیں یا ایک ہی محلے میں رہتے ہوں تو اس صورت میں اس شخص کی دعوت قبول کرنے کو ترجیح دی جائے جس کا دروازہ آپ کے قریب ہو اور اگر ہمسایوں کے علاوہ کہیں دور سے دو آدمی بیک وقت مدعو کریں تو اس صورت میں اس شخص کی دعوت کو ترجیح دی جائے جس سے زیادہ قریبی جان پہچان ہو اور جو زیادہ صالح اور پرہیزگار ہو یا حقوق کے اعتبار سے دوسرے سے زیادہ قریب ہو۔ اس اصول کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد گرامی یہ ہے:۔

عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَااجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَاَجِبْ اَقْرَبَهُمَا بَابًا وَّاَنْ سَبَقَ اَحَدُهُمَا فَاَجِبِ الَّذِیْ سَبَقَ.

رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب دو دعوت کرنے والے جمع ہو جائیں تو اس کی قبول کرو جس کا دروازہ زیادہ نزدیک ہے اور اگر ایک پہلے آئے تو اس کی قبول کرو جو پہلے آیا۔ (سنن ابوداؤد)

۴۔ زیادہ دنوں تک دعوت ولیمہ کا طریقہ

ایک دن سے زیادہ دنوں تک دعوت ولیمہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں مگر اس میں اس بات خیال رکھا جائے کہ زیادہ دنوں کا اہتمام کرنے میں کہیں ریاکاری شامل نہ ہو جائے کیونکہ دکھاوے سے دعوت کا مقصد فوت ہو جائے گا اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے حسب ذیل طریقہ بیان فرمایا ہے:۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ اَوَّلِ يَوْمٍ حَقٌّ وَّطَعَامُ يَوْمِ الثَّانِیْ سُنَّةٌ وَّطَعَامُ يَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَةٌ وَّمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پہلے دن کا کھانا حق ہے۔ دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا دکھاوا ہے جو دکھاوا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا دکھاوا کر دے گا۔ (جامع ترمذی)

Marfat.com

اس حدیث سے واضح ہوا کہ ایک سے زیادہ دنوں تک دعوت ولیمہ کرنے کا مقصد یہ ہوا کہ شادی میں پہلے دن لوگوں کو بلانا اور لوگوں کا اس دعوت کو قبول کرنا لینا سنت مؤکدہ ہے اور دوسرے دن لوگوں کو مدعو کرنا مسنون و مستحب ہے۔ دو دن کے بعد جب تیسرے دن بھی میزبان دعوت دے تو سمجھنا چاہئے کہ اب اس کی دعوت میں نام و نمود کا عنصر پیدا ہو گیا ہے۔ یعنی اس نے تیسرے دن لوگوں کو اس لئے بلایا کہ لوگ اس کی تعریف کریں اور وہ لوگوں میں شہرت پائے تو ایسے شخص کے بارے میں یہ تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں اعلان کرے گا کہ دیکھو اس شخص نے محض دکھاوے کے لئے لوگوں کو کھانا کھلایا تھا اس طرح اس کی تذلیل ہوگی۔ لہٰذا ایسے کرنے سے بچنا چاہئے۔

۵۔ دعوت ولیمہ میں بغیر بلائے جانا منع ہے

حضور ﷺ نے بغیر بلائے دعوت میں شامل ہونے سے منع فرمایا ہے اور ایسا کرنا خلاف سنت ہے۔ بعض لالچی طمع پرست لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ دعوتوں میں بغیر بلائے شامل ہونے کی عادت بنا لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی عادت قابل مذمت ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَّخَرَجَ مُغِيْرًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی دعوت کی جائے اور وہ قبول نہ کرے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی اور جو بغیر دعوت کے اندر گیا وہ چور کی شکل میں داخل ہوا اور ڈاکو کی صورت میں باہر نکلا۔ (سنن ابوداؤد)

حضور ﷺ نے بغیر بلائے دعوت میں شامل ہونے والے کو چور سے تشبیہ دی ہے کیونکہ جس طرح چور چھپ کر گھر داخل ہو جاتا ہے اسی طرح بن بلایا مہمان بھی صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر دعوت میں چور کی مانند چپکے سے آ جاتا ہے جس طرح چور بلا اجازت کسی مکان میں داخل ہونے سے گنہگار ہوتا ہے اسی طرح بن بلایا مہمان بھی اپنے غیر اخلاقی فعل کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے۔

۶۔ دعوت ولیمہ میں بچوں اور عورتوں کو ساتھ لے جانا

دعوت ولیمہ میں بچوں اور عورتوں کو ساتھ لے جانا حضور ﷺ نے پسند فرمایا ہے اس لئے دعوت

Marfat.com

دیتے وقت اس بات کا خیال رکھیں، کہ زیادہ قربت والے حضرات کے اہل وعیال کو بھی دعوت ولیمہ میں مدعو کریں۔

عَنْ عَبْدُالْعَزِیْزِ بْنِ مُهَیْبٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَبْصَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءً وَصِبْیَانًا مُقْبِلِیْنَ مِنْ عُرُسٍ فَقَامَ مُمْتَنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ.

عبدالعزیز بن مہیب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عورتوں اور بچوں کو دعوت ولیمہ سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو آپ جوشِ مسرت میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا خدا گواہ ہے کہ تم مجھے لوگوں میں سب سے پیارے ہو۔ (بخاری شریف)

۷۔غریبوں کو دعوت میں بلانے کی تاکید

دعوت ولیمہ میں صرف مالداروں کو بلانا درست نہیں۔ کیونکہ صرف امیر لوگوں کو بلانے سے مسکینوں اور فقیروں کا حق مارا جائے گا اس لئے ولیمہ میں اپنے عزیز واقارب اور یار دوستوں کے علاوہ غریبوں کو بھی بلایا جائے۔ اس سے اللہ کا حق ادا ہوتا ہے کیونکہ غریبوں اور حقداروں کو جو کچھ بھی کھلایا پلایا جاتا ہے گویا وہ اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے اور ایسی دعوت جس میں سے اللہ کا حق نہ نکالا جائے گا وہ بری دعوت تصور کی جائے گی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ یُدْعٰی لَهَا الْاَغْنِیَآءُ وَیُتْرَكُ الْفُقَرَآءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب کھانا سے برا وہ ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالدار بلائے جائیں اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (مسلم شریف)

اسلام سے پہلے عربوں میں یہ عادت عام تھی کہ وہ اپنے ولیمہ میں صرف مالداروں کو بلایا کرتے تھے۔ غرباء کو بالکل نہ پوچھتے بلکہ انہیں حقارت اور ذلت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ولیمے کو برا قرار دے دیا کہ جس میں صرف امیر ہوں۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگ جہاں امیروں کو بلاتے ہیں وہاں غریبوں کو بھی بلائیں تاکہ آپس میں پیار کا جذبہ زیادہ ہو۔

ایک مرتبہ امام حسن رضی اللہ عنہ درویشوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ وہ لوگ

Marfat.com

روٹی کے ٹکڑے آگے رکھے ہوئے ہیں اور مزے سے کھا رہے ہیں اور کہنے لگے کہ اے فرزند رسول ﷺ! ہمارے ساتھ موافقت کرو۔ آپ فوراً سواری کے جانور سے نیچے اتر آئے اور ان کے ساتھ کھانے میں مشغول ہو گئے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ متکبروں کو دوست نہیں رکھتا اور کھانے سے فارغ ہو کر کہا اب تم کل کے لئے میری دعوت قبول کرو۔ (انھوں نے بخوشی قبول کر لی تو) اگلے دن ان لوگوں کے لئے عمدہ عمدہ کھانے پکوائے اور ان کے ساتھ مل کر بیٹھے اور سب نے وہ کھانے کھائے۔

۸۔ ولیمہ میں اظہارِ فخر کی ممانعت

اظہار فخر اور محض نام و نمود کے لئے بڑے زور شور سے دعوت ولیمہ کرنا اچھا نہیں۔ کیونکہ ایسا کرنا خلاف سنت ہے۔ حضور ﷺ نے تکبر اور فخر کے کھانے کی ممانعت فرمائی ہے۔

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ اَنْ يُّؤْكَلَ.

عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فخریہ کھلانے والوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابوداؤد)

اس حدیث میں متبارین کا لفظ استعمال ہوا ہے جو ان دو شخصوں کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جو زیادہ کھانا پکائے اور کھلانے میں مقابلہ کریں اور ان دونوں میں اس بات کی رسہ کشی ہوتی ہے کہ اپنی بڑائی اور برتری کو ظاہر کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ کھانا پکایا جاتا ہے اور کھلایا جاتا ہے اور دوسرا کم تر رہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ایسے لوگوں کے بارے حکم دیا ہے کہ ایسے لوگوں کی دعوت قبول نہ کی جائے پہلے زمانے کے بعض بزرگان دین کے بارے میں سنا ہے کہ اگر انھیں کسی شخص کی دعوت کے بارے میں شبہ ہو جاتا کہ اس کی دعوت صرف اظہار فخر اور نمود کا ذریعہ ہے تو وہ اس کی دعوت میں نہ جاتے۔

۹۔ سات باتوں پر عمل کی تاکید

سات باتوں پر عمل کرنا عین مسلمانی ہے۔ ان باتوں میں سے ایک بات دعوت ولیمہ بھی ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَاِبْرَارِ الْقَسَمِ وَنَصْرِ

Marfat.com

الْمَظْلُوْمِ وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِیْ وَنَھَانَا عَنْ خَوَاتِیْمِ الذَّھَبِ وَعَنْ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَیَاثِرِ وَالْقَسِیَّةِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّیْبَاجِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے ہمیں بیمار کی عیادت کرنے، جنازے کے پیچھے جانے، چھینکنے والے کو جواب دینے، قسمیں پوری کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، سلام کو پھیلانے او ردعوت کرنے والے کی دعوت کو قبول کرنے کا حکم فرمایا اور سونے کی انگوٹھی، چاندی کے برتنوں، ریشمی گدوں، ریشمی جھول، ریشمی کپڑوں، استبرق اور دیباج کے کپڑوں سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری شریف)

عقیقہ

نوزائیدہ بچے کی طرف سے خدا کے حضور شکرانے کے طور پر جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اسے عقیقہ کہا جاتا ہے۔ شرعی لحاظ سے اکثر ائمہ کے نزدیک عقیقہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے مگر امام ابوحنیفہؒ نے اسے مستحب قرار دیا ہے جو سنت سے ثابت ہے۔ عقیقہ، عَق سے مشتق ہے جس کا لغوی مطلب چیرنا پھاڑنا ہے مگر اصلاحاً عقیقہ اس جانور کو کہا جاتا ہے جو نوزائیدہ بچے کے سر کے بالوں کو مونڈنے کے وقت ذبح کی جاتا ہے۔ عقیقہ میں لڑکے کی جانب سے دو جانور اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کرنا سنت ہے۔ عقیقہ کے مفصل احکام مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ عقیقہ کرنے کا حکم

اسلام میں بچے یا بچی کی پیدائش پر یہ طریقہ رائج ہے کہ پیدائش سے ساتویں روز بچے کے سر بال اتار دیئے جائیں اور اس وقت جانور ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیا جائے۔ عقیقے کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:۔

Marfat.com

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُّ غُلَامٍ رَهِیْنٌ بِعَقِیْقَتِهٖ یُذْبَحُ عَنْهُ یَوْمَ سَابِعِهٖ وَیُحْلَقُ رَأْسُهٗ وَیُسَمّٰی.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر پیدا ہونے والا بچہ اپنے عقیقے میں گروی ہے اس کی طرف سے ساتویں روز قربانی کی جائے اس کا سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔ (سنن نسائی)

گروی سے مراد بچے کے ذمے واجب الادا فریضہ ہے جس کے ادا کرنے سے اس کے ذمے سے فرض ساقط ہو جائے گا۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس بچے کا عقیقہ نہیں ہوتا اور کم سنی میں مر جاتا ہے تو اسکو اپنے والدین کی شفاعت سے روک دیا جاتا ہے جب تک اس کے والدین اس کا عقیقہ نہ کر دیں۔ وہ ان کے حق میں شفاعت کرنے کا اہل نہیں ہوگا۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب تک والدین بچے کا عقیقہ نہیں کرتے اس کو سلامتی اور بہتر نشوونما سے باز رکھا جاتا ہے اور پھر اس کے جو برے نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ دراصل والدین کے مواخذہ کا سبب بنتے ہیں کہ انھوں نے عقیقہ نہیں کیا تھا۔

۲۔ عقیقے کا مقصد

عقیقے کا مقصد یہ ہے کہ عقیقے سے بچے کی اذیت دور ہو جائے یعنی جب تک بچے کے سر کے بال اتارے نہیں جاتے جو اس کی ماں کے پیٹ کے اندر پیدا ہوئے تھے، بچہ اذیت اور گندگی میں مبتلا رہتا ہے اور جب اس کے سر بال صاف کر دیئے جاتے ہیں تو اس کی تکلیف اور اذیت دور ہو جاتی ہے اس اذیت اور تکلیف کی نشاندہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ہوتی ہے:۔

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرِنِ الضَّبِّیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَةٌ فَاَهْرِیْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَّاَمِیْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰی.

حضرت سلمان بن عامر الضبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے۔ پس اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس کی تکلیف کو دور کرو۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

۳۔عقیقہ کے جانوروں کی تعداد

عقیقہ کے جانوروں کی تعداد لڑکے کی جانب سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک ہے۔
عَنْ اُمِّ كُرْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَأَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ۔
حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا راویہ ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔لڑکے کے عقیقے کے لئے دو بکریاں ہیں جو ایک جیسی ہوں اور لڑکی کے لئے ایک بکری۔(سنن نسائی)

ایک اور حدیث میں حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حدیبیہ میں ہدی کے گوشت کے بارے میں پوچھنے کے لئے حاضر ہوئی میں نے آپ کو ارشاد فرماتے سنا کہ لڑکے کے عقیقہ کی دو بکریاں ہیں اور لڑکی کے لئے ایک بکری خواہ وہ نر ہو یا مادہ۔(سنن نسائی)

عقیقے میں بکری کا ہونا ضروری نہیں بلکہ بکرا، چھترا، دنبہ، اونٹ، گائے بیل اور بھینس وغیرہ بھی کی جاسکتی ہے کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اونٹ گائے کا عقیقہ بھی کیا جاسکتا ہے۔بعض علماء کا کہنا ہے کہ لڑے کے لئے نر جانور اور لڑکی کے لئے مادہ جانور کا ذبح کرنا زیادہ مناسب ہے۔اس کے برعکس اگر لڑکے کے عقیقہ میں بکریاں اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرا ذبح کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ لڑکے کے عقیقے میں ایک جانور ذبح کیا تو اس سے بھی سنت ادا ہو جائے گی مگر دو کا کرنا مسنون اور بہتر ہے۔

۴۔عقیقہ کا دن

عقیقہ کا دن ساتواں دن ہے۔یعنی جب بچہ پیدا ہو تو اس کی پیدائش کے ساتویں روز جانور ذبح کیا جائے اور اس کے سر کے بال اتارے جائیں اور اس کے سر پر زعفران لگایا جائے اور ساتویں دن اس کا نام رکھا جائے۔بالوں کے وزن کے برابر سونا اور چاندی تول کر خیرات کرنا بھی مسنون ہے۔
عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا وُلِدَ لِاَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَاْسَهُ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَآءَ الْاِسْلَامُ كُنَّا نَذْبَحُ الشَّاةَ يَوْمَ السَّابِعِ وَنَحْلِقُ رَاْسَهُ وَنَلْطَخُهُ بِزَعْفَرَانٍ۔
حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دور جاہلیت میں جب کسی کے گھر لڑکا پیدا ہوتا تو

Marfat.com

بکری ذبح کر کے اس کا خون بچے کے سر لگاتا۔ جب دور اسلام آیا تو ہم ساتویں روز بکری ذبح کرتے ہیں، اور اس کا سر مونڈتے ہیں اور اس پر زعفران لگاتے ہیں۔ (سنن ابوداؤد)

اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کر سکیں تو جب چاہیں کر سکتے ہیں سنت ادا ہو جائے گی۔ بعض نے یہ کہا کہ ساتویں یا چودھویں یا اکیسوں دن یعنی سات دن کا لحاظ رکھا جائے۔ یہ بہتر ہے اور یاد نہ رہے تو یہ کرے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا اس دن کو یاد رکھیں اس سے ایک دن پہلے والا دن جب آئے وہ ساتواں دن ہوگا۔ مثلاً جمعہ کو پیدا ہوا تو جمعرات ساتواں دن ہے اور سنیچر کو پیدا ہوا تو ساتواں دن جمعہ ہوگا۔ پہلی صورت میں جمعرات کو اور دوسری صورت میں جس جمعہ کو عقیقہ کرے گا اس میں ساتویں دن کا حساب ضرور آئیگا اس کے علاوہ بچپن میں اگر کسی کا عقیقہ نہ ہوا ہو تو وہ جوانی میں جب چاہے۔ اپنا عقیقہ کر سکتا ہے۔

۵۔ حضور ﷺ کا حُسن عمل

حضور ﷺ نے حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما کی پیدائش کے بعد ان کے عقیقے کیے اور دوسروں کو عقیقہ کرنے کی ترغیب فرمائی۔ حضور ﷺ کے اس حسن عمل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اولاد کا عقیقہ کرنا سنت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضور انور ﷺ نے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ ۲، ۲ مینڈھوں سے کیا۔ (سنن نسائی)

۶۔ عقیقے کے گوشت کا استعمال

عقیقہ میں ویسا جانور ذبح کیا جائے جس کا قربانی میں ذبح کرنا جائز ہے۔ عقیقہ کا گوشت عزیز واقارب، دوست احباب وغیرہ میں کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر کھلایا جائے۔ ہر طرح جائز اور درست ہے۔ ضرورت کے مطابق اپنے گھر میں بھی گوشت استعمال میں لا سکتا ہے۔

عقیقہ کا گوشت بناتے ہوئے یہ احتیاط کی جائے کہ اس کی ہڈی نہ توڑی جائے بلکہ ہڈیوں سے

Marfat.com

گوشت اتار لیا جائے۔ یہ بچہ کی سلامتی کی نیک فال ہے۔ البتہ جس ہڈی کا توڑنا ضروری ہے اس میں حرج بھی نہیں۔ گوشت کو جس طرح چاہیں پکا سکتے ہیں مگر میٹھا پکایا جائے تو بچہ کے اخلاق اچھے ہونے کا شگون ہوگا۔

احکام ختنہ

مرد کے خاص اور پوشیدہ حصے پر ایک زائد کھال ہوتی ہے جسے ہٹانے کا نام ختنہ ہے۔ اس زائد کھال میں چونکہ میل کچیل اکٹھا ہو جاتا ہے اور اس کے رہنے سے پیشاب کے قطروں سے پوری طرح طہارت بھی نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ عورت سے ملاپ میں سرور حاصل نہیں ہوتا۔ ان وجوہات کی بنا پر اسلام میں ختنہ کو رائج کیا گیا ہے۔ اس کا آغاز ملت ابراہیم علیہ السلام سے ہوا اور اسلام میں بھی اسے ویسے ہی اپنا لیا گیا جیسے کہ اس کا رواج تھا اور اسے مسلمانی کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ یہ دراصل مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز بھی ہے یہ شعار اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معروف سنت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنا ختنہ کیا اس وقت ان کی عمر ۸۰ سال تھی۔ (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری پانچ سنتیں دائمی ہیں۔ نمبر ۱ ختنہ کرنا۔ نمبر ۲ ناف کے نیچے کے بالوں کی صفائی کرنا۔ نمبر ۳ مونچھیں پست کرنا۔ نمبر ۴ ناخن کاٹنا۔ نمبر ۵ بغلوں کے بال اکھاڑنا۔ (مسلم شریف)

حضرت ام عطیہ انصاری رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت مدینہ منورہ میں ختنے کیا کرتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھال زیادہ نہ کاٹا کرو۔ کیونکہ یہ عورت کے لئے باعث لذت ہے اور مرد کو پسند ہے۔ (ابو داؤد شریف)

ختنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ بچہ جب قابل برداشت ہو جائے تو ختنہ کرنے والے کو بلائیں جو آسان طریقے سے جس سے بچے کو تکلیف کم ہو، عضو کی کھال کا اوپر کا حصہ کاٹ دے۔ زخم اچھا ہونے پر بچے کو غسل کرائیں کہ اس کے متعلق مکمل مسائل مندرجہ ذیل ہیں:۔

ا۔ ختنہ ہر صورت میں سات سال تک کروا دینا چاہئے اس سے زائد تاخیر کرنا اچھا نہیں۔ بعض علماء کا

Marfat.com

کہنا کہ ولادت کے ساتویں دن سے لے کر چالیس یوم تک ختنہ کروا دینا بہت بہتر ہے۔ جوں جوں بچے کی عمر زیادہ ہوگی اس کو زخم اچھا ہونے میں تکلیف ہوگی۔

۲۔ ختنے میں اگر پوری کھال نہ کٹی ہو تو اس صورت میں اگر نصف سے زائد کٹی ہو تو ختنہ درست ہے۔ باقی کو کاٹنا ضروری نہیں اور اگر نصف یا نصف سے زائد باقی رہ گئی ہو تو ختنہ دوبارہ کروانا چاہیئے۔

۳۔ پیدائشی طور پر اگر بچہ ختنہ شدہ ہو تو اس کے ختنے کی ضرورت نہیں۔

۴۔ جب کوئی شخص مسلمان ہو جائے اور وہ ختنہ شدہ نہ ہو تو اسے جلد اپنا ختنہ کروانا چاہیئے۔ اگر وہ بوڑھا اور کمزور ہو کہ اس میں ختنہ کروانے کی طاقت نہ ہو تو پھر اسے ویسے ہی رہنے دیں۔

۵۔ ختنے کے بعد اگر عضو خاص کی کھال دوبارہ خود بخود بڑھ جائے جس سے پھر ختنہ کی ضرورت محسوس ہونے لگے تو دوبارہ ختنہ کروانا چاہیئے۔

۶۔ ختنہ کروانا باپ کا کام ہے اگر وہ نہ ہو تو جس کی کفالت میں بچہ زیر پرورش ہے۔ اس کا ذمہ ہے کہ وہ بچے کا ختنہ کروائے۔

۷۔ ختنہ کے موقعہ پر ناچ گانے وغیرہ کی محفل منعقد کرنا خلاف شرع ہے کیونکہ جو کام عام حالات میں حرام ہے وہ خاص حالات میں بھی حرام ہے۔

۸۔ ختنہ کے موقعہ پر عزیز رشتہ داروں اور یار دوستوں کو کھانا کھلانے میں کچھ حرج نہیں۔

اسلامی نام

نام انسانی شخصیت کا آئینہ ہے لہٰذا اس کا بہتر ہونا ضروری ہے۔ اسلام نے جہاں تہذیب واخلاق کے لئے اچھی راہ اختیار کی وہاں اسلام نے اس امر پر بھی زور دیا کہ اپنا بھی ایسا رکھو جس میں اسلام کے عقائد اور اصولوں کی خلاف ورزی نہ ہو بلکہ ایسا نام ہو جس سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی راہ نکلتی ہو۔ لہٰذا ہر وہ نام جس سے کوئی برا پہلو نکلتا ہے اسلام نے اسے ناجائز قرار دیا اور اسے رکھنے سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اچھائی کو پسند فرماتا ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق بھی ہر کام میں اچھائی کے اظہار کو مدنظر رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے اچھے نام کا تصور اپنے ناموں ہی سے دیا ہے کہ مجھے اچھے ناموں سے پکارو۔

Marfat.com

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝

اور خدا کے سب نام اچھے ہی ہیں تو اس کو اس کے ناموں سے پکارو اور جو لوگ اس کے ناموں میں کجی (اختیار) کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں۔ عنقریب اس کی سزا پائیں گے۔

(اعراف:۱۸۰)

اسلام سے قبل لوگوں نے جو اللہ تعالیٰ کے ناموں کے انتخابات کے بارے میں غلط سوچ کا رویہ اختیار کر رکھا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اصلاح فرمائی کہ سب سے پہلے میرے نام کے انتخاب میں سیدھی راہ اختیار کرو۔ میری ذات کے ساتھ غلط نام منسوب نہ کرو بلکہ اچھے ناموں سے پکارو، اچھے ناموں سے مراد اللہ تعالیٰ کے وہ نام ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی عظمت، برتری، تقدس اور پاکیزگی کا اظہار ہوتا ہے ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا۝

کہہ دو کہ تم (خدا کو) اللہ کے (نام سے) پکارو، یا رحمٰن (کے نام سے) جس نام سے پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں اور نماز نہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ آہستہ بلکہ اس کے بیچ کا طریقہ اختیار کرو۔

(بنی اسرائیل:۱۱۰)

معلوم ہوا کہ نام کی اچھائی کا درس جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ خود اپنے ناموں ہی سے دیا ہے اور اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں ایسے نام اختیار کئے جائیں جو اچھے خیالات کی ترجمانی کرتے ہوں۔ نام دراصل جو ہم رکھتے ہیں اس تصور اور سوچ پر مبنی ہوتا ہے جو ہمارے ذہن کے اندر کسی کے بارے میں ہوتا ہے اس لئے اپنے ذہن کی صحیح سوچ کے اظہار کیلئے اچھا نام ہی رکھنا بہتر ہے۔

حضور ﷺ کے زمانہ میں جو حضرات اسلام میں آئے آپ نے بہت سے نام ویسے ہی رہنے دیے البتہ ایسے ناموں کو گاہے بگاہے تبدیل کر دیا جن سے کفر و شرک کا اظہار ہوتا تھا۔ یا بتوں کے نام پر جو نام رکھے جاتے تھے انھیں ممنوع قرار دیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کی شروع میں لفظ ''عبد'' بڑھا کر نام رکھنے کو بہت ہی بہتر قرار دیا۔ اس کے علاوہ عربوں میں کنیت کے ساتھ نام رکھنے کا عام رواج تھا جیسے

Marfat.com

ابوعبیدہ، ابوطلحہ، ابوالدرداء وغیرہ، ایسے ویسے ہی برقرار رہنے دیا مگر اس میں غلط کنیت اختیار کرنے کی ممانعت کردی گئی۔ ایسے ہی عرب کئی خاندانوں اور قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے اور ہر ایک قبیلے والا اس بات کو پسند کرتا تھا کہ اس کے خاندان وقبیلہ کے ناموں میں کوئی ایسی علامت برقرار رہے جو دوسرے قبیلے سے امتیاز رکھتی ہے حضور ﷺ نے اسے بھی منع فرمایا جیسے قریشی ہاشمی وغیرہ یہ سلسلہ خاندان کے کسی بڑے آدمی کے نام سے شروع ہوتا تھا۔ لہٰذا برا نہ تھا اس لئے اسے ویسے ہی برقرار رہنے دیا۔

نام کا اخلاق و عادات پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے بچوں کے نام رکھتے وقت بڑی سوچ بچار کے بعد اچھا نام رکھیں۔ عموماً برے ناموں کے اثرات سے بچوں کی عادتیں بگڑ جاتی ہیں اس لئے نام رکھتے وقت ہمیشہ اچھے نام کو منتخب کریں۔ نام رکھنے کے اسلامی آداب وتصورات مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ اچھا نام رکھنا سنت ہے

نام رکھنے کے آداب میں سے پہلا ادب اچھا نام رکھنا ہے۔ وہ نام جن سے اچھائی اور بھلائی کا اظہار ہوتا ہے وہ اچھے کہلاتے ہیں اور وہ چیزیں جو برائی کا مظہر ہیں اگر ان کے ناموں پر نام رکھیں گے تو وہ برے نام کہلائیں گے اس لئے اسلام میں نام رکھتے وقت اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ نام ایسا رکھیں جو اچھائی کا مظہر ہو۔ کیونکہ نام کے اوصاف کا اثر عموماً شخصیت پر پڑتا ہے اس لئے حضور ﷺ نے اپنی پیاری امت کو یہ تاکید فرمائی ہے کہ جب نام رکھو تو اچھے نام رکھو۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُدْعُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِاَسْمَآءِ اٰبَآئِکُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَآئَکُمْ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم قیامت کے روز اپنے اپنے باپ کے نام سے پکارو جاؤ گے لہٰذا اچھے نام رکھا کرو۔ (سنن ابوداؤد)

۲۔ عبداللہ اور عبدالرحمٰن پسندیدہ نام ہیں

عبداللہ اور عبدالرحمٰن اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ کیونکہ ان ناموں میں اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت کا اظہار ہوتا ہے اس لئے یہ نام بہت اچھے ہیں۔ عبد کے معنی بندہ کے ہیں اور جو صحیح معنوں میں اللہ کا بندہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کا لازماً محبوب اور پسند ہوگا۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کے ساتھ

Marfat.com

عبد کا اضافہ کریں گے تو وہ نام بھی بہتر اور درست ہوگا۔ جیسے عبدالرحیم، عبدالسلام، عبدالقدوس، عبدالعزیز، عبدالخالق، عبدالوہاب، عبداللطیف، عبدالعلیم، عبدالباسط وغیرہ۔ یہ سب نام اچھے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَآئِكُمْ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُاللّٰهِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمھارے ناموں میں سے اللہ تعالیٰ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن سب سے زیادہ پسند ہیں۔ (مسلم شریف)

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنا بھی سنت ہے لہٰذا بچوں کا نام رکھتے وقت محمد یا احمد رکھ سکتے ہیں اگر یہ کسی اور نام کے ساتھ ملا کر رکھیں تو پھر خیال رکھنا چاہیے کہ دوسرے الفاظ کے ساتھ ملنے سے معنی درست رہنے چاہئیں۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوْا بِاِسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ فَاِنِّيْ اِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھ لو۔ لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھا کرو۔ کیونکہ مجھے قاسم بنایا گیا ہے کہ تم میں تقسیم میں کرتا ہوں۔

(بخاری شریف)

ایک اور حدیث میں حضرت امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت کی وجہ سے تبرکاً اس کا نام محمد رکھے تو وہ یعنی نام رکھنے والا اور اس کا لڑکا دونوں جنت میں جائیں گے۔ (ابن عساکر)

ایک اور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز دو شخص اللہ کے حضور کھڑے کئے جائیں گے۔ حکم ہوگا کہ انھیں جنت میں لے جاؤ۔ وہ عرض کریں گے کہ یا الٰہی ہم کس عمل کی بنا پر جنت کے قابل ہوئے، ہم سے تو جنت میں جانے والا کوئی کام ہی نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کہے گا کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو وہ دوزخ میں نہیں جا سکتا اس لئے انھیں جنت میں لے جاؤ۔ (ابن کثیر)

Marfat.com

حضرت نبیطہ بن شریط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! جس کا نام تمھارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کا عذاب نہ ہوگا۔

(ابونعیم منتیہ الاولیاء)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو نہ محروم کرو۔ (مسند بزاز)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے ضرور جاہل ہے۔ (طبرانی کبیر)

۴۔ پیغمبروں کے نام پہ نام رکھنا درست ہے

تمام پیغمبر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے اپنے دور میں نبوت سے سرفراز کیا۔ ان کے نام ہر لحاظ سے باعزت اور بابرکت ہیں اس لئے ان کے نام کی مناسبت کی وجہ سے اپنے کسی بچے کا نام انبیاء کے ناموں سے رکھ لینا جائز اور درست ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کی اجازت دی ہے۔

عَنْ اَبِیْ وَهْبٍ الْجُشَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِیَاءِ وَاَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُاللّٰهِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ وَاَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَّهَمَّامٌ وَّاَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَّمُرَّةٌ.

حضرت ابووہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انبیائے کرام کے ناموں پر نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام بہت پسند ہیں اور بہت سچے نام حارث اور ہمام ہیں جبکہ بہت برے نام حرب اور مرہ ہیں۔ (سنن ابوداؤد)

مشہور پیغمبروں کے نام حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان ناموں میں جو نام بھی رکھیں اس کے ساتھ محمد کا اضافہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا حدیث کی رُو سے حارث اور ہمام نام رکھنا بھی بہتر ہے۔ حارث کا مطلب ہے کسب

Marfat.com

کرنے والا۔ جبکہ ہمام کا مطلب کمائی کا ارادہ کرنے والے کا ہے اس لئے ان دونوں ناموں کو پسند کیا گیا ہے۔ حرب کے معنی لڑائی اور مرّہ کے معنی تلخی کے ہیں اس لئے ان ناموں کو نہ رکھیں کیونکہ حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

۵۔ سب سے برا نام

شہنشاہ اللہ کے نزدیک سب سے برا نام ہے کیونکہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی شہنشاہ نہیں اس لئے حضور ﷺ نے شہنشاہ نام رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْنَی الْاَسْمَآءِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ یُّسَمّٰی مَلِكَ الْاَمْلَاكِ وَفِیْ رِوَایَةِ مُسْلِم قَالَ اَغْیَظُ رَجُلٍ عَلَی اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَخْبَثُهٗ رَجُلٌ کَانَ یُّسَمّٰی مَلِكَ الْاَمْلَاكِ لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کا نام سب سے برا ہوگا۔ جس کا نام شہنشاہ رکھا گیا ہو۔ (بخاری شریف) اور مسلم کی ایک روایت ہے کہ فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے غضب ناک اور سب سے خبیث وہ شخص ہوگا جس کا نام شہنشاہ رکھا گیا ہو کیونکہ نہیں ہے بادشاہ مگر اللہ۔

۶۔ ممنوع نام

ایسا نام جس کے معنی انسانی خصوصیات سے مطابقت نہ رکھتے ہوں اسے رکھنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے یہ نام رباح، افلح، یسار اور نافع ہیں۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمِّیَنَّ غُلَامَكَ یَسَارًا وَّلَا رَبَاحًا وَّلَا نَجِیْحًا وَّلَا اَفْلَحَ فَاِنَّكَ تَقُوْلُ اَثَمَّ هُوَ فَلَا یَکُوْنُ فَیَقُوْلُ لَا.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے لڑکے کا یسار، رباح، نجیح اور افلح نام نہ رکھا کرو۔ کیونکہ تم پوچھو گے کہ فلاں ہے؟ وہ نہ ہو تو جواب دینے والا کہے گا کہ نہیں ہے۔ (مسلم شریف)

رباح کا مطلب فائدہ ہے۔ افلح کا مطلب کامیابی ہے۔ یسار کا مطلب فراخی اور تونگری ہے اور

Marfat.com

نافع کے معنی نفع دینے والے ہیں۔ نجیح کے معنی فتح مندی کے ہیں۔ ان تمام الفاظ کے معنی اچھے ہیں مگر جب کسی کا نام رکھا جائے گا اور کبھی دریافت کیا جائے گا کہ فلاں گھر میں ہے تو اگر وہ گھر میں نہ ہوا تو اس کا جواب نہ میں ہوگا بظاہر تو جواب بندے کے نہ ہونے کا ہوگا مگر وہاں الفاظ کے اصلی معنی مراد لئے جائیں گے۔ یعنی گھر میں فراخی نہیں، نفع نہیں، کامیابی نہیں، تو اس طرح اچھے اثرات مرتب نہ ہوں گے۔ جس کی وجہ سے حضور ﷺ نے ان ناموں کا رکھنا ممنوع قرار دیا۔

کچھ محدثین کا کہنا ہے کہ بعد کی ایک حدیث کے مطابق مندرجہ بالا نام رکھنے کی ممانعت کا نفاذ نہیں ہوا، جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارادہ فرمایا تھا کہ یعلیٰ، برکت، افلح، یسار، نافع اور اس طرح کے نام رکھنے سے منع فرمادیں لیکن پھر میں نے دیکھا کہ اس ارادے کے بعد آپ ﷺ نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے اور ان ناموں کے رکھنے سے منع نہ فرمایا۔
(مسلم شریف)

بظاہر یہ حدیث پہلی حدیث سے متضاد ہے اور اس کے پیش نظر محدثین نے یہ کہا ہے کہ مندرجہ بالا ناموں کا رکھنا مکروہ تنزیہی ہے نہ کہ مکروہ تحریمی۔

۷۔ مُنذِر نام رکھنا سنت ہے

منذر، انذار سے بنا ہے جس کا مطلب تبلیغ اور عذاب خداوندی سے ڈرنے والے کے ہیں کیونکہ ایک بچے کا نام حضور ﷺ نے منذر رکھا تھا اس لئے حضور ﷺ کے رکھے ہوئے نام کی نسبت کی وجہ سے منذر نام رکھنا سنت ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اُتِيَ بِالْمُنْذِرِ ابْنِ اَبِيْ اُسَيْدٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وُلِدَ فَوَضَعَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ فَقَالَ مَا اِسْمُهٗ قَالَ فُلَانٌ قَالَ لَا لٰكِنِ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منذر بن ابی اسید کو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا جبکہ وہ پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ نے اسے اپنی ران پر بٹھالیا اور فرمایا کہ اس کا نام کیا ہے؟ عرض کی فلاں۔ فرمایا بلکہ اس کا نام منذر ہے۔

۸۔ میرا بندہ یا بندی کہنا خلاف سنت ہے

اسلام میں کسی کو میرا بندہ یا بندی کہہ کر پکارنا جائز نہیں اسلام سے پہلے اہل عرب میں یہ رواج تھا کہ

Marfat.com

وہ اپنے غلام کو یا عبدی کہہ کر بلاتے یہ الفاظ اسلامی نقطہ نظر کے خلاف ہیں ۔ کیونکہ اسلامی عقیدے کے مطابق انسان صرف اللہ تعالیٰ ہی کا عبد ہے اس لئے دوسرے انسانوں کا بندہ نہیں ہوسکتا۔ عبد عبادت کرنے والے کو کہا جاتا ہے اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہوسکتی ہے کسی انسان کی نہیں۔ اس اعتبار سے اگر کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو اپنا عبد یعنی بندہ کہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اللہ کا بندہ نہیں بلکہ اس انسان کا بندہ ہے اور اس طرح وہ شرک کا مرتکب ہوگا لہٰذا حضور ﷺ نے اسی وجہ جواز کی بنا پر کسی کو میرا بندہ یا بندی کہہ کر پکارنے سے منع فرمایا۔

جس طرح مالک کے لئے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے غلام یا نوکر غیر موزوں الفاظ سے نہ پکارے۔ اسی طرح غلام یا نوکر کو آگاہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مالک کو غیر موزوں الفاظ کے ساتھ مخاطب نہ کریں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ کوئی غلام یا نوکر اپنے آقا کو ربی نہ کہے اگرچہ رب کے معنی تربیت اور پرورش کرنے والے کے ہیں اور ظاہری طور پر مفہوم کے اعتبار سے ایک آقا کو اپنے غلام یا لونڈی کا تربیت کرنے والا کہا جاسکتا ہے لیکن ربوبیت کا اطلاق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی ہے لہٰذا کسی انسان کو رب کہنا شرک کے زمرے میں آجائے گا اس لئے کوئی شخص اپنے سے کسی بھی بڑے شخص کو رب کہہ کر نہیں پکارسکتا۔ کیونکہ ایسا کرنا خلاف شریعت ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُ کُمْ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ کُلُّکُمْ عَبِیْدُ اللّٰهِ وَکُلُّ نِسَآءِ کُمْ اِمَآءُ اللّٰهِ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ غُلَامِیْ وَجَارِیَتِیْ وَفَتَایَ وَلَا یَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّیْ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ سَیِّدِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِیَقُلْ سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِیَقُلِ الْعَبْدُ لِسَیِّدِهٖ مَوْلَایَ فَاِنَّ مَوْلَاکُمُ اللّٰهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی میرہ بندہ اور میری بندی نہ کہے کیونکہ تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمھاری سب عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں بلکہ کہا کرو کہ میرا غلام اور میری لونڈی یا خادمہ۔ غلام اپنے آقا کو میرا رب نہ کہے بلکہ میرا آقا ہے۔ اور میرا مولیٰ کہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ غلام اپنے آقا کو میرا مولیٰ نہ کہے کیونکہ تمھارا مولیٰ تو اللہ تعالیٰ ہے۔ (مسلم شریف)

Marfat.com

۹۔ اجدع نام رکھنا خلاف سنت ہے

اجدع ایک شیطانی نام ہے اس لفظ کا اطلاق دراصل اس شخص پر ہوتا ہے جس کے کان ناک ہونٹ اور ہاتھ کٹے ہوئے ہوں۔ کنایۃً اس لفظ کا اطلاق اس شخص پر ہوگا جس کے کام اسلام کے خلاف ہوں گے اور وہ ہر برائی کو شیطان کی طرح فروغ دینے میں پیش پیش ہوگا۔ اس کی بات بے وزن ہوگی یعنی اس کی بات کے ہاتھ پیر نہ ہوں گے۔ اس بنا پر شیطان وصف انسان کے لئے اجدع کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے اجدع کا نام رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ لَقِيْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَجْدَعُ شَيْطَانٌ.

مسروق کا بیان ہے کہ میری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا تم کون ہو؟ میں عرض گزار ہوا کہ مسروق بن اجدع۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اجدع شیطان ہے۔ (سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

۱۰۔ نفس کی تعریف والا نام نہ رکھو

ایسا نام جس سے نفس کی تعریف ظاہر ہو، رکھنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے کیونکہ اس وجہ سے نفس میں بڑائی پیدا ہو جاتی ہے جو نیک اعمال اور عبادت میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہے۔

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَتْ سُمِّيْتُ بَرَّةَ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ.

حضرت زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرا نام برہ رکھا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جانوں کو پاک نہ کہو۔ تم میں سے پاکی والوں کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس کا نام زینب رکھو۔ (مسلم شریف)

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے برہ نام تبدیل کر دیا کیونکہ برہ کا مطلب پاکیزہ ہے۔ اگر کسی شخص کو نام کے لحاظ سے پاکیزہ کر دیں گے تو پھر اس میں نیک اعمال کرنے کی لگن کم ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ خیال کرے گا کہ میں تو پیدائشی طور پر پاکیزہ ہوں اس لئے مجھے مزید پاکیزگی حاصل کرنے

Marfat.com

کی کیا ضرورت ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ دراصل کسی شخص کی اصل پاکیزگی کو تو اللہ ہی جانتا ہے اس لئے برہ نام رکھ کر ہم کیسے کسی کے پاکیزہ ہونے پر مہر ثبت کردیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے برہ نام کو تبدیل کر کے زینب نام رکھ دیا۔

ایسے ہی ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک عورت کا نام برہ تبدیل کر کے جویریہ رکھا تھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اسْمُهَا بَرَّةُ فَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمُهَا جُوَيْرِيَةَ فَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُّقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت جویریہ کا نام برہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے تبدیل کر کے جویریہ رکھ دیا تھا۔ کیونکہ آپ یہ کہنا ناپسند فرماتے تھے کہ میں برہ کے پاس سے نکل آیا۔ (مسلم شریف)

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِىْ وَلٰكِنْ لِّيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِىْ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم میں کوئی یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا۔ بلکہ کہے کہ میرا نفس ناپاک ہو گیا۔

۱۱۔ بُرے نام کو اچھے نام سے تبدیل کرنا سنت ہے

بعض نادان لوگ اپنے بچوں کا نام ایسا رکھ دیتے ہیں جس کا مطلب برا ہوتا ہے۔ حضور ﷺ ایسے نام کو تبدیل کر دیا کرتے تھے۔ لہٰذا کسی بھی برے نام کو اچھے نام سے بدل دینا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ فَسَمَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْلَةً.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کی ایک صاحبزادی کا نام عاصیہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام جمیلہ رکھ دیا۔ (مسلم شریف)

اسلام سے پہلے عرب میں یہ رواج تھا کہ وہ اپنے بچوں کے نام عاصی یا عاصیہ وغیرہ رکھ لیتے تھے اس کے لفظی معنی نافرمان، سرکش، متکبر اور خدا کے دین کے مخالف کے ہیں۔ حضور ﷺ نے ایسے ناموں

Marfat.com

کو ناپسند فرمایا اور جس کسی کا نام عاصی یا عاصیہ تھا اسے بدل دیا۔ مندرجہ بالا حدیث میں یہی بات بیان ہوئی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نام عاصیہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل کر نام جمیلہ رکھ دیا۔ لہٰذا آج بھی اگر کسی کا نام خلاف اسلام ہو تو اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق تبدیل کر دینا چاہیئے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُغَیِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِیْحَ .

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برے نام کو بدل دیا کرتے تھے۔

(جامع ترمذی)

بشیر ابن میمون نے کہا کہ میرے چچا اسامہ بن اخدری سے روایت ہے کہ ایک شخص کا نام اصرم تھا جس کے معنی کاٹنے اور کترنے والا ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ تمھارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرا نام اصرم ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں نہیں تم زرعہ ہو۔ یعنی کھیتی اگانے والا۔ (سنن ابوداؤد جلد سوم)

مقصد یہ نکلا کہ برے نام کو بہر کیف بدل دینا چاہیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصی، عضلان، شیطان، شہاب، غراب اور دیگر ایسے کئی ناموں کو تبدیل کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

۱۲۔ ابوالحکم کنیت کی ناپسندیدگی

کنیت اپنے کسی وصف کی نسبت سے مقرر کی جاتی ہے یا اپنی اولاد کی نسبت سے رکھی جاتی ہے مگر ایسی کنیت جس میں کوئی ایسا وصف ہو جس کا تعلق اللہ کی ذات یا صفات سے ہو تو اسے اختیار کرنا درست نہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالحکم کنیت اختیار کرنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ اصل حکم تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ ہر حکم اور فیصلہ کی ابتدا و انتہا اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے اس لئے ابوالحکم کنیت رکھ کر اللہ تعالیٰ کے اس وصف میں شریک ہونے کا گمان پیدا ہوتا ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالحکم کنیت کو تبدیل کر دیا۔

عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیءٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ لَمَّا وَفَدَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِهٖ سَمِعَهُمْ یُکْنُوْنَهٗ بِاَبِی الْحَکَمِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَکَمُ وَاِلَیْهِ الْحُکْمُ فَلِمَ تُکْنٰی اَبَا الْحَکَمِ قَالَ اِنَّ قَوْمِیْ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِیْ شَیْءٍ اَتَوْنِیْ فَحَکَمْتُ بَیْنَهُمْ فَرَضِیَ کِلَا الْفَرِیْقَیْنِ بِحُکْمِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

Marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَحْسَنَ ھٰذَا فَمَالَکَ مِنَ الْوَلَدِ قَالَ لِیْ شُرَیْحٌ وَّمُسْلِمٌ وَّعَبْدُاللّٰہِ قَالَ فَمَنْ اَکْبَرُھُمْ قُلْتُ شُرَیْحٌ قَالَ فَاَنْتَ اَبُوْ شُرَیْحٍ

شریح بن ہانی نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے سنا کہ لوگ ابوالحکم کنیت سے پکارتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں بلایا اور فرمایا۔ بیشک حکم تو اللہ تعالیٰ کا ہے اور حکم بھی اسی کی طرف سے ہے لہٰذا تمھاری کنیت ابوالحکم کس وجہ سے ہے۔ عرض گزار ہوئے کہ میری قوم میں جب کسی بات پر اختلاف ہوتا ہے تو میرے پاس آجاتے ہیں اور میں ان کا فیصلہ کر دیتا ہوں۔ تو میرے فیصلے پر دونوں فریق خوش ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ تمھارے لڑکے کتنے ہیں؟ عرض کی شریح، مسلم اور عبداللہ ہیں فرمایا کہ ان میں بڑا کون ہے؟ عرض گزار ہوئے کہ شریح، فرمایا تو تم ابوشریح ہو۔ (سنن ابوداؤد، سنن نسائی)

آدابِ خوشی

خوشی ایک فطری جذبہ ہے جو ہر انسان میں کم وبیش موجود ہے۔ جب کوئی کام اسکی امید یا توقع کے مطابق ہوتا ہے تو اس پر وہ اپنے فطری جذبے کے تحت اچھے تاثرات محسوس کرتا ہے جسے مسرت یا خوشی کہا جاتا ہے۔ بعض چیزوں کے حاصل ہونے پر انسان کو خواہ مخواہ خوشی حاصل ہوتی ہے مثلاً مال و دولت، علم و فضل، ملازمت عہدہ، کی امتحان میں کامیابی وغیرہ۔ ایسے ہی چند تہوار ایسے ہیں کہ جن پر انسان خوشی محسوس کرتا ہے۔ مثلاً شادی، عید اور دیگر اسلامی تہوار وغیرہ۔ اسی طرح طویل سفر کے بعد اپنے وطن واپس آنے پر اور عزیز و اقارت کو ملنے پر مسرت حاصل ہوتی ہے۔ غرضیکہ ہر انسان کی زندگی میں سینکڑوں مواقع ایسے آتے ہیں کہ جن پر از خود مسرت کا اظہار ہوتا ہے لیکن بعض حضرات اس مسرت میں حد سے بڑھ جاتے ہیں جو دوسروں کے لئے باعث تکلیف اور دل آزاری کا سبب بنتا ہے اور جسے مسرت حاصل ہوتی ہے وہ غرور تکبر میں مبتلا ہوتا ہے۔ انائے نفس بڑھ جاتی ہے ان تمام باتوں کو اعتدال میں رکھنے کیلئے حضور ﷺ نے مسرت کے آداب مقرر فرمائے ہیں جن کے مطابق خوشی کا اظہار عین نیکی اور ثواب ہے۔

Marfat.com

شریعت کے مطابق آداب مسرت مندرجہ ذیل ہیں:۔

ا۔خوشی حاصل ہونے پر اللہ کا شکر کرنا

اظہار مسرت کا سنت طریقہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے کیونکہ خوشی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم ہی سے حاصل ہوتی ہے اس لئے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ جب کوئی خوشی کا مقام آئے تو سب سے پہلے دل میں اللہ کا شکر ادا کرے اور اس کے ساتھ اپنے عمل سے بھی اللہ کا شکر ادا کرے اور خوشی میں عمل کا شکر یہ ہے کہ اظہار مسرت کے لئے اتباع شریعت کی جائے۔اگر کوئی بڑی خوشی حاصل ہو تو سجدہ شکر بجالانا چاہئے تاکہ مسرت کی انتہا میں دنیوی فخر وغرور کی بجائے نیاز مندی کا اظہار ہو۔حضور ﷺ کا یہی طریقہ کار تھا کہ جب کوئی مسرت آمیز واقعہ پیش آتا تو آپ سجدہ شکر بجالاتے۔عاجزی اور نیاز مندی کے جذبات کا اظہار فرماتے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ایسے موقعہ پر اپنے عمل سے خدا کے فضل وکرم اور عظمت وجلال کا اور زیادہ اظہار کریں۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَکَّۃَ نُرِیْدُ الْمَدِیْنَۃَ فَلَمَّا کُنَّا قَرِیْبًا مِّنْ عَزْوَزَآءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ فَدَعَ اللّٰہَ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا لَمَکَثَ طَوِیْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَکَثَ طَوِیْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا قَالَ اِنِّیْ سَاَلْتُ رَبِّیْ وَشَفَعْتُ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ فَخَرَرْتُ سَاجِدً الِرَبِّیْ شُکْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَسَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ فَخَرَرْتُ سَاجِدً الِرَبِّیْ شُکْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَسَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ الْاٰخِرِ فَخَرَرْتُ سَاجِدً الِرَبِّیْ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے اور جب مقام غزوزاء پہنچے تو وہاں قیام کیا پھر سرکار ﷺ نے دست مبارک اٹھا کر دعا فرمائی۔اور سجدہ کیا یہ سجدے طویل تھے۔سجدہ سے اٹھ کر دعا فرمائی پھر سجدہ میں چلے گئے۔سجدہ سے اٹھ کر پھر دعا فرمائی اور پھر سجدہ میں چلے گئے۔پھر دعا فرمائی اور طویل سجدہ کیا۔آخری سجدہ سے اٹھ کر فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے امت کی شفاعت کی تو میرے رب کریم نے تہائی امت کی مغفرت کی میں نے رب کریم کی بارگاہ میں سجدہ شکر کیا اور امت کے لئے

Marfat.com

پھر دعا کی تو رب کریم نے اس کی تعداد دو تہائی کردی میں نے پھر سجدہ شکر کر کے دعا کی تو رب کریم نے بقیہ تہائی امت کی بھی مغفرت فرمادی، میں نے رب کریم کی بارگاہ میں پھر طویل سجدہ کیا۔ (سنن ابوداؤد)

میں کہتا ہوں کہ خوشی حاصل ہونے پر زبان کا شکر یہ ہے کہ زبان سے اچھے الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اعتراف کرے۔ جسم سے شکر کا اظہار اس طرح ہے کہ انسان خوشی عطا کرنے والے کا وفادار بن جائے۔ اور دل کا شکر اس طرح ہے کہ خوشی کے اسباب پیدا کرنے والے کے احسان کو ہر لمحہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا جائے۔

۲۔ اسلامی تہواروں پر خوشی منانا سنت ہے

شرعی حدود میں رہتے ہوئے اسلامی تہواروں پر اظہار مسرت جائز ہے۔ عید الفطر اور عید الضحیٰ دو بڑے اہم اسلامی تہوار ہیں۔ انھیں عیدین کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں دن مسلمانوں کے لئے خوشی کے ہیں یہ دن ہر سال لوٹ لوٹ کر آتے رہتے ہیں اس لئے انھیں عید کہا جاتا ہے۔

عَنْ اَنَس قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَلَھُمْ یَوْمَان یَلْعَبُوْنَ فِیْھِمَا فَقَالَ مَاھٰذَان الْیَوْمَان قَالُوْا کُنَّا نَلْعَبُ فِیْھِمَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَبْدَ لَکُمُ اللّٰہُ بِھِمَا خَیْراً مِنْھُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَیَوْمَ الْفِطْرِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور ان کے دو دن تھے جن میں وہ کھیلتے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ دو دن کیسے ہیں۔ انھوں نے کہا جاہلیت کے زمانہ میں ہم ان دو دنوں میں کھیلا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دنوں کے بدلہ میں تمھیں دو دن بہتر عطا فرمائے ہیں۔ عید قربان کا اور عید فطر کا۔ (سنن ابوداؤد)

اسلام میں ان دو تہواروں کا تعین دو عظیم الشان واقعوں کی طرف منسوب ہے عید الفطر اسلام کی آمد اور قرآن پاک کے نزول کی یاد میں خوشی کا دن ہے۔ جبکہ عید الضحیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی نسبت کے اظہار کے لئے ہے عید الفطر شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ مسرت کا دن ہے مگر دراصل یہ اس خوشی کا اظہار ہے جو انسان اطاعت خداوندی میں پورا اترنے کے بعد محسوس کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ماہ صیام کے روزے فرض فرمائے ہیں جو قدرے مشقت طلب کام ہے۔ پھر روزہ

Marfat.com

رکھنے کے ساتھ ساتھ بندہ فرضی نمازیں پڑھتا ہے۔ رات کو تراویح کی صورت میں قیام اللیل کرتا ہے۔ صدقہ خیرات کی کوشش کرتا ہے یعنی بندہ ہر طرح سے اپنے رب کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس طرح جب انسان پورا ماہ روزے رکھ لیتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہوتا ہے اور اس خوشی کا اظہار عید الفطر کی صورت میں ہے۔

ان دونوں دنوں میں اظہار مسرت کے لئے عمدہ لباس پہننا اور خوشبو لگانا سنت ہے۔ تفریح طبع کے لئے ایسے کھیل سے لطف اندوز ہونے کی اجازت ہے جو اسلام کے خلاف نہ ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ اَبَابَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِيْ اَيَّامِ مِنٰى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهٖ فَانْتَهَرَهُمَا اَبُوْبَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّهَا اَيَّامُ عِيْدٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَهٰذَا عِيْدُنَا ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میرے والد جناب ابوبکر میرے پاس ایام تشریق میں تشریف لائے تو میرے پاس دو باندیاں دف بجا رہی تھیں اور ایک روایت کے مطابق جنگ بعاث میں جو انصار نے اشعار پڑھے تھے وہ گا رہی تھیں۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چادر اوڑھے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان باندیوں کو ڈانٹا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر سے منہ کھول کر فرمایا اے ابوبکر ان سے کچھ نہ کہو کیونکہ یہ عید کے دن ہیں اور ایک روایت کے مطابق سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر قوم کا تہوار ہوتا ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ (مسلم شریف)

اسلام میں لہو ولعب کی بالکل گنجائش نہیں اور نہ ہی لہو لعب خوشی کا ذریعہ ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لہو ولعب کو سراسر گناہ قرار دیا ہے۔ اس لئے عام حالات میں یا عید کے دن لہو ولعب میں بالکل نہ پڑیں۔ کیونکہ بعض نادان لوگ لہو ولعب کو خوشی سمجھتے ہیں بلکہ یاد رکھو کہ گناہ میں ملوث کرنے والی خوشی درحقیقت خوشی نہیں ہوتی بلکہ اس میں وہ غم چھپا ہوتا ہے جس کا انسان ازالہ نہیں کر سکتا۔

۳۔ شادی پر اظہار خوشی

اجتماعی طور پر اظہار مسرت کا عام موقعہ شادی ہے اس موقعہ پر اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو بلانا

Marfat.com

سنت ہے اس موقعہ پر حضور ﷺ نے دف بجانے کی بھی اجازت دی ہے اس سے خوشی کے جذبات کی تسکین اور نکاح کا اعلان ہوتا ہے۔

عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ قَالَ قَالَتِ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَّنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتُ تَقُوْلِيْنَ.

خالد بن ذکوان نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب میری رخصتی ہوئی تو نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور اس طرح میرے بستر پر آکر جلوہ افروز ہوئے جیسے آپ بیٹھے ہیں۔ پس کچھ لڑکیاں دف بجا کر اپنے ان بزرگوں کے کارنامے بیان کر رہی تھیں جو غزوہ بدر میں جام شہادت نوش فرما گئے تھے۔ جب ان میں سے ایک لڑکی نے کہا۔ اور ہم میں ایسے نبی بھی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ یہ بات چھوڑ دو اور وہیں باتیں کہو جو تم کہہ رہی تھیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک دفعہ قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری بیٹھے اشعار سن رہے تھے۔ اتنے میں عامر بن سعد ایک تابعی آگئے۔ انھوں نے یہ دیکھا تو اعتراض کیا اور کہا کہ آپ تو بدری صحابی ہیں آپ شعر سن رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ تمھارا جی چاہے تو تم بھی بیٹھ کر سن لو۔ حضور ﷺ نے ہمیں شادی کے موقعہ پر اس کی رعایت دی ہے۔ (سنن نسائی)

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا زَفَّتِ امْرَاَةً اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةَ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک عورت کا نکاح کسی انصاری مرد کے ساتھ کروادیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تمھارے پاس تو بچیوں کے بجانے کے لئے کوئی چیز نہیں جبکہ انصار سرور کو پسند کرتے ہیں۔

ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ شادی کے موقعہ پر عورتیں اگر دف بجالیں یا چند ایسے اشعار پڑھ لیں تو اس میں کچھ حرج نہیں لیکن شادی کے موقعہ پر گانا بجانا قطعاً حرام ہے۔ ایسے ہی شادی کے موقعہ پر ناچ بھی حرام ہے۔ شادیوں میں دو قسم کے ناچ کرائے جاتے ہیں۔ پہلا طوائفوں کا ناچ جو مردوں کی

Marfat.com

محفل میں ہوتا ہے۔ دوسرا ناچ جو جوان لڑکیاں خود کرتی ہیں۔ یہ دونوں قسم کے ناچ حرام و ناجائز ہیں طوائف کے ناچ میں جو گناہ اور خرابیاں ہیں ان کو سب جانتے ہیں کہ ایک نامحرم عورت کو سب مرد بے پردہ دیکھتے ہیں یہ آنکھوں کا زنا ہے۔ ان کی شہوت انگیز آواز کو سنتے ہیں یہ کانوں کا زنا ہے۔ اس سے باتیں کرتے ہیں یہ زبان کا زنا ہے۔ بعض اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں یہ ہاتھوں کا زنا ہے۔ بعض اس کی طرف چل کر داد دیتے ہیں اور انعام کا روپیہ دیتے ہیں۔ یہ پاؤں کا زنا ہے بعض بدکاری بھی کر لیتے ہیں۔ یہ اصل زنا ہے۔ یہ تمام باتیں خلاف شریعت ہیں۔

آتش بازی خواہ شب برأت میں ہو یا شادی بیاہ میں ہر جگہ ہر حال میں حرام ہے اور اس میں کئی گناہ ہیں۔ یہ اپنے مال کو فضول برباد کرنا ہے۔ قرآن مجید میں فضول مال خرچ کرنے والے کو شیطان کا بھائی فرمایا گیا ہے اور ان لوگوں سے اللہ و رسول ﷺ بیزار ہیں۔ پھر اس میں ہاتھ پاؤں کے جلنے کا اندیشہ یا مکان میں آگ لگ جانے کا خوف ہے اور بلاوجہ جان یا مال کو ہلاکت کے خطرے میں ڈالنا شریعت میں حرام ہے۔ اسی طرح شادی بیاہ میں دولھا کو مکان کے اندر بلانا اور عورتوں کے سامنے آکر یا تانک جھانک کر اس کو دیکھنا۔ اس سے مذاق کرنا۔ اس کے ساتھ چوتھی کھیلنا یہ سب رسمیں حرام اور ناجائز ہیں ان رسموں سے خوشی حاصل نہیں ہوتی بلکہ گناہ کے کام ہیں جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ اصلی خوشی تو وہ ہے جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ راضی ہو۔

۴۔ سفر سے واپسی پر اظہار مسرت

سفر سے واپس آنے کے بعد انسان کو اپنے وطن گھر اور عزیز و اقارب میں بخیریت پہنچنے کی خوشی ہوتی ہے۔ گھر والوں کی بھی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ خاص کر جب کوئی طویل سفر یا حج کے سفر سے واپس اپنے اہل و عیال میں آتا ہے تو بے حد خوشی ہوتی ہے۔ ایسے موقعہ پر خوشی کا اظہار عزیز و اقارب کی دعوت کی صورت میں کیا جا سکتا ہے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ سفر سے مدینہ طیبہ سے واپس آئے تو اونٹ ذبح کر کے لوگوں کی دعوت کا اہتمام کیا۔

سفر سے واپسی پر اظہار مسرت کا ایک طریقہ استقبال ہے یعنی آنے والے کا استقبال کیا جائے۔ اس طرح آنے والے کی دلجوئی ہوگی۔ اور وہ خوشی محسوس کرے گا رسول اکرم ﷺ جب غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو لوگوں نے مدینہ سے باہر آکر ایک مقام پر آپ کا استقبال کیا جس میں بچے بھی

Marfat.com

شامل تھے۔ایسے ہی ہجرت کے موقعہ پر حضور ﷺ جب مدینہ میں داخل ہوئے تو اہل مدینہ نے آپ کا استقبال کیا اور حضور ﷺ کے آنے پر خوشی کا اظہار کیا اور چھوٹی چھوٹی بچیوں نے دف بجایا اور اچھے اشعار پڑھے۔

۵۔کسی کام کے ہونے پر اظہار مسرت

کسی شخص کا کوئی ایسا کام جو بڑا اہم ہو۔اس کے ہونے پر انسان کو دلی مسرت ہوتی ہے۔ایسے موقع پر اسے مبارکباد دینی چاہئے۔مثلاً امتحان میں کامیابی یا عہدے میں ترقی وغیرہ کے موقعہ پر بھی خوشی کا اظہار کیا جائے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے میری توبہ قبول فرمائی اور مجھے خوشخبری ملی تو میں فوراً نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔میں نے جا کر سلام کیا۔اس وقت نبی ﷺ کا چہرہ خوشی سے جگمگا رہا تھا اور نبی ﷺ کو جب بھی کوئی خوشی حاصل ہوتی تو آپ کا چہرہ اس طرح چمکتا کہ جیسے چاند کا کوئی ٹکڑا ہے اور ہم آپ کے چہرے کی رونق اور چمک سے سمجھ جاتے کہ آپ اس وقت انتہائی مسرور ہیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ کے متعلق جب مسلمانوں کو معلوم ہوا تو لوگ جوق در جوق ان کے پاس مبارکباد دینے کے لئے پہنچنے لگے اور اظہار مسرت کرنے لگے۔یہاں تک کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی مبارکباد اور اظہار مسرت سے تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ اتنے متاثر ہوئے کہ زندگی بھر یاد کرتے رہے۔حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جب بڑھاپے کے زمانے میں اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنی آزمائش اور توبہ کا واقعہ سنایا تو خصوصیت کے ساتھ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے اظہار مسرت کا ذکر کیا اور فرمایا میں طلحہ رضی اللہ عنہ کی مبارکباد اور جذبات مسرت کو کبھی نہیں بھول سکتا۔(سیر الصحابہ)

۶۔اظہار خوشی بذریعہ تحائف

خوشی و مسرت کے اظہار کا ایک ذریعہ عزیز و اقارب اور دوستوں کو تحائف بھیجنا ہے۔بچے کی پیدائش پر یا ختنہ کی رسم پر دوسروں کو تحائف بھیجنا جائز ہے۔اس سے آپس میں ہمدردی اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے مگر اسلام نے خوشی کے اظہار میں اس بات پر بہت تاکید فرمائی ہے کہ اس میں اسراف نہ کیا جائے۔

Marfat.com

آدابِ تبسم

خوشی کے اظہار کے لئے بہت زیادہ قہقہہ لگا کر ہنسنے کی بجائے صرف تبسم فرمانا حضور ﷺ کی سنت ہے کیونکہ قہقہہ لگا کر ہنسنے کا موقعہ حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں بہت کم آیا ہے۔ بعض محدثین کا کہنا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بہت زیادہ ہنسنے کو پسند نہیں فرمایا۔ کیونکہ ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ زیادہ ہنسا نہ کرو۔ کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عام طریقے سے ہنسنے یعنی تبسم فرمانے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ زور زور سے قہقہے لگا کر شور کے ساتھ ہنسنا خلاف سنت ہے۔

تبسم یا معمول کے مطابق اعتدال سے ہنسنا بھی بے موقعہ نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ خوشی کے موقعہ پر ہنسنا اچھا لگتا ہے اور غمی کے موقعہ پر تبسم بھی کسی کو اچھا نہیں لگتا۔ ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ بات بات پر بے موقعہ ہنستے رہنا بے وقوفی کی دلیل ہے۔ اس کے برعکس ہمیشہ اپنے آپ کو تبسم کے ذریعے خوش رکھنا صحت مند رہنے کیلئے بہتر ہے۔ تبسم کے جو آداب حضور ﷺ کے اُسوہ سے ظاہر ہوتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) حضور ﷺ کا مسکرانا

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ حَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَکْثَرَ تَبَسُّمًا مِّنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تبسم ریزی کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ (ترمذی شریف)

(۲) حضور ﷺ کا اندازِ تبسم

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِکًا حَتّٰی اَرٰی مِنْہُ لَھَوَاتِہٖ اِنَّمَا کَانَ یَتَبَسَّمُ۔

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کبھی کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوّا نظر آنے لگتا۔ بلکہ آپ ﷺ تبسم فرمایا کرتے تھے۔

(بخاری شریف)

(۳) عادتِ تبسم

عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِيْ اِلَّا تَبَسَّمَ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں نبی کریم ﷺ نے کبھی مجھ سے حجاب نہیں فرمایا اور میں نے نہیں دیکھا آپ کو مگر تبسم ریزی کرتے ہوئے۔ (مسلم شریف)

(۴) باتیں سننے پر تبسم فرمانا

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْمُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ الصُّبْحَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَيَاْخُذُوْنَ فِيْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُوْنَ وَيَتَبَسَّمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے نماز پڑھنے کی جگہ سے کھڑے نہ ہوتے جس پر نماز فجر پڑھتے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا۔ جب سورج طلوع ہو جاتا تو آپ کھڑے ہو جاتے۔ اور لوگ باتیں کرتے ہوئے دور جاہلیت کی باتوں کا ذکر کر کے ہنسنے لگتے لیکن نبی کریم ﷺ تبسم ہی فرماتے۔ (مسلم شریف)

(۵) اصحاب رسول ﷺ کا تبسم

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ هَلْ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُوْنَ قَالَ نَعَمْ وَالْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ اَعْظَمُ مِنَ الْجَبَلِ وَقَالَ بِلَالُ ابْنُ سَعْدٍ اَدْرَكْتُهُمْ يَشْتَدُّوْنَ بَيْنَ الْاَغْرَاضِ وَيَضْحَكُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَاِذَا كَانَ اللَّيْلُ كَانُوْا رُهْبَانًا

Marfat.com

قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہنسا کرتے تھے؟ فرمایا ہاں! اوران کے دلوں میں ایمان پہاڑ سے بھی مضبوط تھا۔ وہ نشانات کے درمیان دوڑتے اورایک دوسرے سے ہنستے۔ جب رات ہوتی تو وہ تارک الدنیا بن جاتے تھے۔
(شرح السنۃ)

مریض کی عیادت کی سُنتیں

بیمار آدمی کی مزاج پرسی یعنی اس کا حال اور طبیعت کی کیفیت دریافت کرنے کو عیادت مریض کہا جاتا ہے۔ یہ بڑا اہم اخلاقی فریضہ ہے لہٰذا جب کوئی رشتہ دار عزیز یار دوست ہمسایہ یا کوئی اور تعلق دار بیمار ہوجائے۔ تو اس کی عیادت کے لئے ضرور جانا چاہئے۔ اس سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ اور خاص کر ایسے مریض کی تیمارداری فرض کفایہ ہے جس کا کوئی عزیز یا رشتہ دار نہ ہو۔ مریض کی بیمار پرسی کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود بیماروں کی عیادت کا اہتمام فرماتے۔ اکثر اوقات جب کوئی صحابی بیمار ہوجاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے اور اس کے لئے دعائیہ کلمات استعمال فرماتے اور اسے شفایاب ہونے کی تسلی دیتے۔ بعض اوقات آپ نہ صرف مسلمان بھائیوں کی بلکہ کسی دوسرے انسان کی بھی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ بیماروں کی عیادت کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے ارشادات ہیں جن میں آپ نے عیادت کی اہمیت اور فضیلت کے پیش نظر اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ لہٰذا ہمارا اخلاق اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ جب کوئی عزیز یا پڑوسی بیمار ہوجائے تو اس کی خبرگیری کے لئے جانا چاہئے۔ اکثر بزرگان سلف اور اولیائے امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کی اتباع بڑے اہتمام سے کرتے رہے ہیں۔

عیادت کا لفظ عود سے نکلا ہے جس کا لفظی مطلب لوٹنا اور رجوع کرنا ہے۔ چونکہ بیمار کی عیادت کرنے والا بیمار کی طرف گاہے بگاہے آتا ہے اور رجوع کرتا ہے اس لئے یہ لفظ انھی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ عیادت کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات حسب ذیل ہیں:۔

Marfat.com

ا۔ بیمار پُرسی حضور ﷺ کی سنت ہے

بیمار کی عیادت سے عام طور پر اس کی تھوڑی بہت تسلی ہوتی ہے جس سے اس کی طبیعت کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور اس تقویت سے اس کی مرض کا ازالہ ہوتا ہے۔ مزید برآں اس سے باہمی اتفاق اور ہمدردی میں اضافہ ہوتا ہے جو خیر و برکت کا ذریعہ بنتی ہے اس لئے حضور ﷺ نے بیمار کی عیادت کی تاکید فرمائی ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوْا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِیْضَ وَفُکُّوا الْعَافِیْ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھوکوں کا کھانا کھلاؤ۔ مریض کی عیادت کرو اور قیدی کو قید سے چھڑاؤ۔ (بخاری شریف)

اس حدیث میں تین باتوں کا حکم دیا گیا ہے وہ وجوب علیٰ کفایہ کے طور پر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص بھی ان احکام کو پورا کرلے تو بقیہ دوسرے لوگوں کے لئے ان کا پورا کرنا ضروری نہیں۔ تاہم سب کے لئے ان احکام پر عمل کرنا سنت ہے۔ اور باعث ثواب ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص بھی ان احکام کو پورا نہ کرے تو پھر سب ہی کوتاہی کے ذمہ دار ہوں گے۔ ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ جس کسی بیمار کی عیادت کریں تو اس کے لئے شفا کی دعا بھی کریں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَآءَ الرَّجُلُ یَعُوْدُ مَرِیْضًا فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَبْدَکَ یَنْکَأُ لَکَ عُدُوًّا اَوْ یَمْشِیْ لَکَ اِلٰی جَنَازَۃٍ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی بیمار کی عیادت کیلئے جائے تو یہ کہے خداوندا اپنے بندے کو شفا عطا فرما۔ تاکہ یہ تیرے دشمنوں کو سزا دے یا تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جنازہ کی مشایعت کرے۔ (سنن ابوداؤد)

۲۔ عیادت کا ثمرہ

عیادت مریض کا ثمرہ درجات جنت میں اضافہ ہے۔ یعنی مریض کی عیادت کرنا ان افعال میں سے ہے جو مسلمان کے لئے جنت میں بلند درجات کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ اللہ کے ایک بندے کا قول ہے

Marfat.com

کہ عیادت میں رضائے الٰہی کو بہر صورت مدنظر رکھنا چاہیے اور مریض کے لئے دلی ہمدردی بھی رکھنا ضروری ہے یعنی عیادت میں دنیاوی غرض کو مدنظر نہ رکھیں نہ سوچیں کہ کل کو اس سے فلاں فائدہ حاصل کروں گا اس سے عیادت کا اجر ضائع ہونے کا ڈر ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَاوَ مَرِیْضًا مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ تَبَوَّءْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو ایک غیبی منادی ندا کرتا ہے تجھے بشارت ہو تیرا چلنا اچھا ہے اور تو نے جنت میں ایک بڑا مقام حاصل کر لیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض کی عیادت کرنے والے کی جزا اور مقام کی خبر دی ہے کہ جب کوئی مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو اسے غیب سے اس کا فعل قبول ہونے کی بشارت ملتی ہے کہ اس کا یہ فعل بارگاہ رب العزت میں مقبول ہے اور اس کا عوضانہ جنت میں درجات بلند ہونے کا ذریعہ بنے گا۔

۳۔ عیادت کا اجر

مریض کی عیادت کے اجر کی ایک صورت یہ ہے کہ اس کی فلاح اور برتری کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں اور جنت میں اس کے لئے ایک باغ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اس کی وضاحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمائی ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْهِ وَسَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِنْ عَادَهٗ عَشِیَّةً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْهِ وَسَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰی یُصْبِحَ وَكَانَ لَهٗ خَرِیْفٌ فِی الْجَنَّةِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو مسلمان صبح کے وقت کسی مسلمان کی عیادت کرتا ہے، ستر ہزار فرشتے شام تک اس کیلئے مصروف دعا رہتے ہیں اور اگر شام کے وقت عیادت کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک باغ مقرر کیا جاتا ہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد)

Marfat.com

۴۔عیادت کی اہمیت

حضور ﷺ نے عیادت کی اہمیت وفضیلت کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح فرمایا ہے کہ بیمار کی عیادت کو اللہ تعالیٰ نے ایک طرح اپنی عیادت کے مترادف قرار دیا ہے اس لئے عیادت کا مقام کتنا بڑا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ عیادت اتنا اہم اور ضروری کام ہے کہ اسے دوسرے کاموں کی نسبت زیادہ توجہ اور ترجیح سے کیا جائے۔وقتی طور پر اگر کسی کام کی پس پشت ڈال کر بھی مریض کی خدمت اور عیادت کرنی پڑے تو ضرور کرنی چاہئے نہ جانے کہ مریض کتنی شدت میں مبتلا ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ قَالَ يَارَبِّ كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ مَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ مَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْعُدْتَّهٗ لَوَجَدْتَنِیْ عِنْدَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ قَالَ يَارَبِّ كَيْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ مَا عَلِمْتَ اَنَّهٗ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ قَالَ يَارَبِّ كَيْفَ اَسْقِيْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهٖ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهٗ وَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (بندوں سے) فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی۔بندہ کہے گا خداوندا تو رب العالمین ہے میں تیری کس طرح عیادت کرتا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہ تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا لیکن تو نے مجھے کھانا نہ دیا۔بندہ کہے گا خداوندا! تو رب العالمین ہے۔میں تجھے کس طرح کھانا دیتا رب کریم فرمائے گا۔تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا طلب کیا لیکن تو نے اسے کھانا نہ کھلایا۔کیا تجھے یہ معلوم نہ تھا اگر تو اس کو کھانا کھلا دیتا تو اسکا ثواب مجھ سے پاتا۔ابن آدم میں نے تجھ سے پانی طلب کیا لیکن تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔بندہ کہے گا تجھے کیسے پانی پلاتا تو رب العالمین ہے رب کریم فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اس کو پانی نہ

Marfat.com

پلایا۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا اگر تو اسکو پانی پلا دیتا تو مجھے اس کے قریب پاتا۔ (صحیح مسلم)

۵۔ عیادت کرنے والے پر اللہ کی رحمت

اللہ کی رحمت کا حصول بڑی بات ہے بلکہ نہایت خوش قسمتی کی دلیل ہے۔ حضور ﷺ نے بیمار کی عیادت کرنے والے پر اللہ کی رحمت کے اظہار کی یوں وضاحت فرمائی کہ جب کوئی شخص کسی مریض کی خبر گیری کے لئے جاتا ہے تو اس پر اللہ کی رحمت کا اتنا زیادہ نزول ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی رحمت میں غوطہ زن ہو جاتا ہے یعنی عیادت کرنے والے پر اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے مہربان ہو جاتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزِلْ يَخُوْضُ الرَّحْمَةَ حَتّٰى يَجْلِسَ فَإِذَا جَلَسَ اِغْتَمَسَ فِيْهَا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مریض کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو وہ دریائے رحمت میں غوطہ لگاتا ہے اور جس وقت وہ مریض کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ دریائے رحمت میں غوطے لگاتا ہے۔ (مسند امام احمد)

۶۔ عیادت جہنم سے دوری کا باعث بنتی ہے

عیادت کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ عیادت کرنے والے سے جہنم ساٹھ سال کے سفر جتنی دور کر دی جاتی ہے یہ بھی ایک طرح کی فضیلت ہے۔ تاکہ مسلمان آپس میں عیادت کی طرف مائل رہیں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَعَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوْعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ سِتِّيْنَ خَرِيْفًا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر اپنے مسلمان بھائی کی اجر و ثواب کی نیت سے عیادت کی تو اس کو ساٹھ سال کے (پیدل) سفر کے برابر جہنم سے دور کر دیا جائے گا۔ (سنن ابوداؤد)

اس حدیث میں ایک بات یہ بھی بتائی گئی ہے کہ عیادت کے لئے وضو کرنا سنت ہے۔

۷۔ عیادت بہشت کی نعمتوں کی مستحق بناتی ہے

جب کوئی مسلمان اپنے کسی بیمار بھائی کے عیادت کے لئے جاتا ہے تو جب تک کہ وہ بیمار کی عیادت

Marfat.com

اور مزاج پرسی سے فارغ ہو کر نہ آئے، برابر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں سے فیض یاب ہوتا رہتا ہے جس کا اجر یہ ہوتا ہے کہ وہ اس انسانی اخلاقی ہمدردی اور مروت کی بنا پر جنت اور وہاں کی نعمتوں سے فیض یاب ہونے کا مستحق ہو جاتا ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے وہ اتنی دیر جنت کے باغوں سے خوشہ چینی کرتا ہے جب تک عیادت میں رہتا ہے۔ (مسلم شریف)

ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم میں سے کون روزے سے ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا آج تم سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے عرض کیا میں نے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا۔ آج جنازے کے ساتھ کون گیا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی میں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ آج کس نے مریض کی عیادت کی۔ عرض کی میں نے۔ تو آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خصائل جس شخص میں ہوں گے وہ لازماً جنت میں داخل کیا جائے گا۔ (ابن خزیمہ)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن میں پانچ چیزیں کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جنتیوں میں سے کر دے گا:۔

۱۔ مریض کی عیادت کرے۔ ۲۔ جنازے کے ساتھ جائے۔ ۳۔ روزہ رکھے۔ ۴۔ جمعہ پڑھنے جائے۔ ۵۔ غلام آزاد کرے۔

۸۔ کسی کو مریض کا حال بتانے کا سنت طریقہ

عیادت کرنے والے سے اگر کوئی دوسرا شخص مریض کی کیفیت دریافت کرے تو اسے اچھے الفاظ سے جواب دینا چاہئے۔ اس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا طریقہ کار اس طرح تھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجْعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا اَبَا الْحَسَنِ كَيْفَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ قَالَ اَصْبَحَ بِحَمْدِاللّٰہِ بَارِئًا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیماری کے دوران سرکار کے دولت کدے سے آئے تو لوگوں نے دریافت کیا اے ابوالحسن! سرکار نے کس حالت میں صبح کی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بحمدہ تعالیٰ اچھی طرح صبح کی ہے اور بیماری سے شفا پانے والے ہیں۔ (بخاری شریف)

۹۔ بیمار کو اللہ کی طرف رغبت دلانا سنت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ کسی کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو اللہ کی طرف رغبت دلانے کی کوشش کرتے یاد الٰہی کی تلقین فرماتے اور اپنے گناہوں سے معافی طلب کرنے کی تاکید فرماتے۔ لہٰذا بیمار کو نیک اعمال کی طرف رغبت دلانی چاہیے۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کی عیادت فرمائی جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسلمان ہونے کی تلقین فرمائی تو اس نے کلمہ پڑھ لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آگ سے نجات کی بشارت دی۔ اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ غُلَامٌ یَّهُوْدِیٌّ یَّخْدِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِہٖ فَقَالَ لَہٗ اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیْہِ وَھُوَ عِنْدَہٗ فَقَالَ اَطِعْ اَبَاالْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ مِنَ النَّارِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی کے صاحبزادے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے تھے جب وہ بیمار ہوئے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور انکے سرہانے بیٹھ کر فرمایا تم مسلمان ہو جاؤ تو انھوں نے وہاں موجود اپنے والد کی طرف دیکھا تو والد نے کہا کہ جناب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور مسلمان ہو جاؤ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر سے باہر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام تعریفیں اس رب کریم کے لئے ہیں جس نے اس شخص کو آگ سے بچالیا۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

۱۰۔ مریض اور متعلقین سے اظہار ہمدردی

عیادت کے وقت مریض اور اس کے گھر والوں سے ہمدردی کا اظہار کرنا سنت ہے۔ آپ جو خدمت وتعاون کر سکتے ہوں کریں۔ اگر کسی بہتر معالج کا علم ہو تو اس کے پاس لے جانے کا مشورہ دینا یا خود لے جانا یا دوائی وغیرہ بذات خود خرید کر لا دینا اگر مریض کو مالی امداد کی ضرورت ہو تو وہ کر دینا یہ سب اظہار ہمدردی کے ذریعے ہیں حضور ﷺ جب بھی کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو اچھے الفاظ سے ہمدردی کا اظہار فرماتے اور شفایاب ہونے کی دعا فرماتے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ ام سائب کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے اچھے الفاظ کے ساتھ انھیں تسلی دی۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اُمِّ السَّآئِبِ فَقَالَ مَالَكِ تُزَفْزِفِیْنَ قَالَتِ الْحُمّٰی لَا بَارَكَ اللّٰہُ فِیْھَا فَقَالَ لَا تَسُبِّی الْحُمّٰی فَاِنَّھَا تُذْھِبُ خَطَایَا بَنِیْ اٰدَمَ کَمَا یُذْھِبُ الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام سائب کے یہاں تشریف لے گئے تو اُم سائب سے معلوم فرمایا کیا بات ہے تم کپکپا کیوں رہی ہو! کہنے لگیں بخار کی وجہ سے۔ اللہ اس کو برکت نہ دے اس وقت سرکار ﷺ نے فرمایا بخار کو برا نہ کہو کیونکہ بخار گناہوں کو اسی طرح صاف کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے۔ (مسلم شریف)

۱۱۔ مریض کی خواہش پوری کرنا سنت ہے

بعض اوقات مریض کا دل قدرتی طور پر کسی چیز کے کھانے کو چاہتا ہے۔ اکثر اوقات دیکھا گیا ہے کہ مریض نے وہ چیز کھائی جسے اللہ کا اس کا دل بہت چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفایاب کر دیا۔ اس لئے حضور ﷺ نے عیادت کرنے والے کو یہ تاکید فرمائی ہے کہ جب کوئی شخص عیادت کرنے جائے تو مریض کا حال احوال دریافت کرتے ہوئے اس سے پوچھے کہ کوئی خاص چیز کھانے کو جو اس کا دل چاہتا ہے، بتائے۔ اگر وہ اپنی خواہش کا اظہار کرے تو پھر خود یا اس کے لواحقین کو وہ چیز مہیا کرنے کی ترغیب دے یہ ایک طرح کی مریض کی دلجوئی ہوتی ہے جس سے مریض راضی ہوتا ہے جو اللہ کو پسند ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا فَقَالَ لَہٗ مَا تَشْتَھِیْ قَالَ

Marfat.com

اشْتَهِيْ خُبْزَ بُرٍّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ خُبْزُ بُرٍّ فَلْيَبْعَثْ اِلٰى اَخِيْهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَهٰى مَرِيْضُ اَحَدِكُمْ شَيْئًا فَلْيُطْعِمْهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مریض کی عیادت کے لئے گئے اور دوران عیادت دریافت فرمایا کسی چیز کے کھانے کی خواہش ہے تو مریض نے کہا گیہوں کی روٹی کھانے کو دل چاہتا ہے تب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے گھر گیہوں کی روٹی پکی ہو وہ اپنے بھائی کے لئے بھیج دے۔ اسی موقعہ پر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تمھارا کوئی مریض کچھ کھانے کی خواہش کرے تو کھلانا چاہئے۔ (سنن ابن ماجہ)

۱۲۔ مسلمان کے مسلمان پر حقوق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں یعنی سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا، چھینکنے والے کا جواب دینا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مریض کی عیادت بھی انھی میں سے ہے جس کا ادا کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ علماء کا قول ہے کہ یہ پانچوں چیزیں فرض کفایہ ہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت کو قبول کرنا، چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا۔ (بخاری شریف)

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتیں کرنے کی ترغیب دی ہے اور سات باتوں سے منع فرمایا ہے۔ جن کرنے کی باتوں میں عیادت مریض کی بھی تاکید فرمائی ہے وہ باتیں حسب ذیل ہیں:۔

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةِ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَاَبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَنَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ

Marfat.com

وَعَنِ الْحَرِيْرِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْمَيْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَالْقَسِّيِّ وَاٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ فَاِنَّهُ مَنْ شَرِبَ فِيْهَا فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْ فِيْهَا فِي الْاٰخِرَةِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کے کرنے کا حکم دیا۔ مریض کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جائیں، چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دیں، سلام کا جواب دیں، دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کریں، قسم کھانے والے کو سچا کردیں اور مظلوم کی مدد کریں۔ اوران سات باتوں سے منع فرمایا (مرد) سونے کی انگوٹھی نہ پہنیں، ریشم اطلس اور دیباج کے لباس نہ پہنیں، سرخ رنگ کے نمدے کے فرش پر نہ بیٹھیں (خاص ریشم کے بنے ہوئے کپڑے) قسی نہ پہنیں، چاندی کے برتن سے کچھ نہ پئیں اور جس نے چاندی کے برتن میں کچھ پیا وہ آخرت میں چاندی کے برتن سے کچھ پیئے گا۔ (مسلم شریف)

۱۳۔ عیادت کا سنت طریقہ

عیادت کے لئے جب کسی کے گھر یا ہسپتال میں جائیں تو ادھر اُدھر نہ دیکھیں۔ دل میں درود شریف پڑھ کر بات چیت کا آغاز کریں۔ مریض اور اس کے رشتہ داروں کو ہر طرح کی تسلی دیں۔ کہ انشاء اللہ جلد شفا ہوگی اور اس بیماری کی تکلیف سے گناہوں کا ازالہ ہوگا اور درجات میں ترقی ہوگی اور اللہ تعالیٰ ہر طرح رحم فرمائے گا۔ بیمار یا اس کے گھر والوں کے سامنے ایسی بات بالکل نہ کریں جس سے زندگی کی امید جاتی رہے اور ان کا دل ٹوٹ جائے بلکہ ہر لحاظ سے تسلی دیں تاکہ ان کی پریشانی میں کمی ہو۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَی الْمَرِیْضِ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِیْ اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَّیَطِیْبُ بِنَفْسِهٖ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم مریض کی عیادت کے لئے جاؤ تو اس کی زندگی سے غموں کو دور کرنے کی کوشش کرو اس سے تقدیر تو نہیں بدلے گی (یعنی موت تو اس کو وقت پر ہی آئے گی) لیکن بیمار کو مسرت ہوگی۔ (سنن ابن ماجہ)

اگر عیادت کرنے والے کے تعلقات بیمار سے اچھے نہ بھی ہوں تو پھر بھی ایسے وقت میں ہر لحاظ سے جذبہ ہمدردی سے کام لینا چاہیئے۔ اگر عیادت کے وقت مریض جواباً بری بات کہہ دے تو دل پر اس کا

Marfat.com

ملال نہیں لانا چاہئے۔ حضور ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو مندرجہ ذیل طریقہ اختیار فرماتے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی اَعْرَابِیٍّ یَعُوْدُہٗ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰی مَرِیْضٍ یَعُوْدُہٗ قَالَ لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَالَ کَلَّا بَلْ حُمّٰی تَفُوْرُ عَلٰی شَیْخٍ کَبِیْرٍ تُزِیْرُہُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذَنْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے سرکار کا معمول یہ تھا جب آپ کسی مریض کی عیادت کیلئے جاتے تو مریض سے فرماتے کوئی مضائقہ نہیں بیماری انشاء اللہ گناہوں سے پاک کرنے والی ہے اعرابی نے کہا ہرگز نہیں بلکہ ایک بوڑھے پر بخار کی شدت ہے جو اس کو قبر سے ملا دے گی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا ہاں ایسا تو ہوگا۔ (بخاری شریف)

۱۴۔ عیادت کے وقت مریض کیلئے دعا کرنا

مریض کے پاس جا کر اس کی طبیعت کا حال پوچھنا اور اس کے لئے صحت کی دعا کرنا سنت ہے۔ عیادت کے وقت حضور ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ کسی مریض کے پاس جاتے تو اس سے پوچھتے طبیعت کیسی ہے۔ پھر تسلی دیتے اور فرماتے گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ خدا نے چاہا تو یہ مرض جاتا رہے گا کیونکہ یہ مرض گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ہے۔ صبر سے کام لینے کی تلقین فرماتے۔ درد اور تکلیف کی جگہ پر ہاتھ پھیرتے اور دعا فرماتے کہ اللہ تعالیٰ! اسے شفا عطا فرمائے۔

عَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا شْتَکٰی مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ قَالَ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُکَ شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سُقْمًا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب ہم میں کوئی مرض کی شکایت کرتا تو سرکار ﷺ اس کی پیشانی پر داہنا دست مبارک رکھ کر یہ دعا دیتے اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُکَ شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سُقْمًا.

Marfat.com

۱۵۔ سات مرتبہ دعائے شفا پڑھنے کی تلقین

مریض کے قریب عیادت کے وقت سات مرتبہ یہ دعا پڑھنا سنت ہے اس دعا کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ مریض کی صحت یابی کا کوئی نہ کوئی ذریعہ بنا دیتا ہے بشرطیکہ اس کا وقت نہ آ گیا ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّعُوْدُ مُسْلِمًا فَيَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنْ يَّشْفِيَكَ اِلَّا شُفِيَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُهٗ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کے وقت سات مرتبہ یہ دعائیہ کلمات کہے ''اللہ رب العالمین سے جو عرش عظیم کا بھی رب ہے دعا کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ تجھے شفا عطا کرے''۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کو شفا عطا کر دیتا ہے سوائے اس کے کہ اس کی موت کا وقت ہی آ گیا ہو۔ (سنن ابو داؤد)

۱۶۔ مریض کے قریب شور کرنے کی ممانعت

عیادت کے وقت مریض کے پاس شور وغل کرنا خلاف سنت ہے اگر مریض اپنے پاس بیٹھنے میں تکلیف محسوس کرے یا اس کے ذہن پر پریشانی کا باعث بنتا ہوا نظر آئے تو پھر بیٹھنے میں کمی کر دینی چاہیے تاکہ مریض کی پریشانی میں اضافہ نہ ہو۔ لہٰذا خواہ مخواہ زیادہ دیر بیٹھ کر بیمار اور لواحقین کے مزاج پر بوجھ نہ بننا چاہئے۔ ہاں البتہ اگر کوئی مریض آپ کا بے تکلف دوست یا عزیز ہے اور وہ خود آپ کو دیر تک بٹھائے رکھنے کا خواہشمند ہے تو اس کے جذبات کی قدر کریں اور اس وقت تک بیٹھیں جب تک اس کا دل چاہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِيْفُ الْجُلُوْسِ وَقِلَّةُ الصَّخَبِ فِي الْعِيَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيْضِ قَالَ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَ لَغَطُهُمْ وَاخْتِلَافُهِمْ قُوْمُوْا عَنِّيْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ عیادت کے وقت بیمار کے پاس تھوڑی دیر بیٹھے اور شور نہ کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے دوران جب صحابہ کے اختلاف کی

Marfat.com

وجہ سے شور بڑھا تو سرکار نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ (زرین)

۱۷۔ مریض سے اپنے لئے دعا کروانے کی تاکید

مریض کی عیادت کے وقت مریض سے اپنے لئے دعا کروانا بھی سنت ہے کیونکہ حضور ﷺ نے مریض سے بھی دعا کروانے کی تاکید فرمائی ہے کیونکہ بیماری کے عالم میں مریض کی دعا فرشتوں جیسی ہوجاتی ہے۔ کیونکہ بیماریوں کے وقت بیمار کی بیشتر خطائیں معاف ہوجاتی ہیں اور اس کی دعا میں قبولیت کے آثار پیدا ہوجاتے ہیں۔ اس لئے اس سے دعا کروانے کی تاکید کی گئی ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُ عَلٰى مَرِيْضٍ فَمُرْهُ يَدْعُوْلَكَ فَاِنَّ دُعَآءَهٗ كَدُعَآءِ الْمَلَائِكَةِ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مریض کی عیادت کے لئے جاؤ تو اس سے اپنے لئے دعا کیواسطے کہو کیونکہ مریض کی دعا (قبولیت میں) ملائکہ کی دعا جیسی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

Marfat.com

فضائل کسبِ حلال

اکل حلال اسلامی ضابطہ حیات کی بنیاد ہے اور کسبِ معاش اس کا سب سے بڑا ذریعہ ہے کیونکہ کسی کا بھی کسبِ معاش کے بغیر چارہ نہیں۔ یہ دنیا دارالمحنت ہے' محنت سے کما کر اپنا اور اپنے اہل وعیال کا پیٹ پالنا فرائض میں سے ہے کیونکہ کسبِ حلال سے اپنے آپ کو خود کفیل کرنا اور اپنے بچوں کو دوسروں کی محتاجی سے بچانا سب سے بڑی عبادت ہے بلکہ اہلِ تقویٰ کے نزدیک حلال روزی جزو ایمان ہے۔ خصوصاً صراطِ مستقیم کے مسافروں اور اللہ کے محبوب نبی رسول پاک ﷺ کے اُمتیوں کے لیے مقامِ فکر ہے کہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھائیں کیونکہ حلال روزی کمانا بڑا افضل ہے۔ اسلامی حدود کے مطابق رزق کمانا انسان کو دین و دنیا میں سرخرو کرتا ہے۔ کسبِ حلال کے باعث دنیا میں عزت ملتی ہے اور آخرت میں نجات ملے گی' جنت کا حق دار ٹھہرے گا۔ اس لیے اللہ کے بندو اس سعادت سے غافل نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی دنیا داری کا غلام بن کر کسبِ معاش میں اتنا محو ہونا چاہیے کہ آخرت کو بھول جائے جو تباہی اور ہلاکت کا باعث بنے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری زندگی کے شب و روز روزگار ہی کی نذر ہو جائیں اور کسبِ معاش کی زنجیریں لے ڈوبیں اور روزِ محشر کو دامنِ اعمال صالح حبِ الٰہی اور عشقِ رسولؐ سے خالی ہو مگر اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ فکرِ آخرت کی لگن میں کسبِ معاش سے بے نیاز نہ ہو کیونکہ کسبِ معاش کی بے نیازی کہیں ظاہری کردار اور وقار پر دھبہ نہ بن جائے۔ گو خدا کی راہ میں کسبِ معاش سے بے نیاز ہونا پڑتا ہے کیونکہ وصل حق کی منزل میں دوئی کا نام نہیں اور دنیاوی معاش کے دھندوں سے دوئی ٹلتی نہیں مگر دوئی مٹانے والے لوگ عظیم المرتب اور خدا کے قریبی دوست اور عاشقِ رسول ﷺ تو ضرور ہوتے ہیں مگر دنیا داران کی ظاہریت پر طعنہ زن رہتے ہیں اس لیے روزی کمانے کے سلسلہ میں اعتدال کی راہ اختیار کر کے شریعت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا چاہیے۔ میانہ روی سے کسبِ معاش کر کے من کی دنیا کو بھی یادِ الٰہی سے آباد رکھنا چاہیے۔ لہٰذا اپنے ظاہر کو گل وعنبر کی طرح آراستہ کر کے اور باطن کو عشقِ رسول ﷺ سے مالا مال کر کے کسبِ حلال کو وسیلہ نجات بنا لو۔ یوں من اور تن حال وقال' ظاہر و باطن درست کر لو اور دین و دنیا میں اطاعتِ الٰہی سے سرفراز ہو۔

Marfat.com

رزقِ حلال کمانے والوں کے لیے اللہ اپنی رحمت کے خزانے کھول دیتا ہے' دنیا میں باعزت کرتا ہے' آخرت میں بلند درجات سے نوازتا ہے مگر کسبِ معاش میں حدود اللہ کا ہمیشہ لحاظ رکھنا اور رضائے الٰہی کے باعث حلال روزی کا طلب گار بننا ضروری ہے۔

کسبِ حلال اور حکمِ الٰہی

کلام اللہ میں اللہ تعالیٰ نے حلال کمائی کے متعلق حسبِ ذیل ارشاد فرمایا ہے:

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ط

ترجمہ: اور بے شک ہم نے زمین پر رہنے کے لیے جگہ دی اور ہم نے اس میں تمہارے لیے روزی بنائی۔ (الاعراف:۱۰)

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ○

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لیے وہاں معاش کے سامان بنائے اور ان کو بھی روزی دی جن کو تم روزی نہیں دے سکتے۔ (الحجر:۲۰)

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ.

ترجمہ: اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم (حج کے موقع پر) اپنے رب کا فضل یعنی روزی تلاش کرو۔ (البقرہ:۱۹۸)

وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ.

ترجمہ: اور دن کا نشان دیکھنے کے لیے بنایا تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ (بنی اسرائیل:۱۲)

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا.

ترجمہ: وہ اپنے رب کا فضل اور رضا تلاش کرتے ہیں۔ (المائدہ:۲)

وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ.

ترجمہ: اور اللہ سے اس کا فضل مانگو۔ (النساء:۳۲)

ان آیات میں ایک ہی حکمِ خداوندی نمایاں ہے کہ انسان دنیا میں پھیل کر روزی کو تلاش کر کے اپنی محنت اور جستجو سے اللہ کے پھیلائے ہوئے رزق کو اکٹھا کرے کیونکہ روزی فضلِ خداوندی ہے۔ اس لیے اللہ کے فضل کو تلاش کرنا عین سعادت مندی ہے مگر اللہ کو چھوڑ کر مال و دولت کے حصول کا غلام بن جانا'

Marfat.com

سب سے بڑی بدقسمتی اور ذلت ہے۔ لہٰذا حلال روزی کمانا انسان پر فرض عین ہے مگر ایسے درویش اور فقراء جو حالتِ جذب میں ہوں یا فنانی اللہ کے مقام پر ہوں' وہ اس حکم سے مستثنٰی ہیں کیونکہ انہیں اللہ خود رزق پہنچاتا ہے یا اللہ کوئی ان کا ایسا وسیلہ بنا دیتا ہے جس سے وہ دنیاوی دھندوں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ انسانی معیشت فضلِ خداوندی کی مرہونِ منت ہے کیونکہ معاش کے تمام ذرائع جن سے کسبِ حلال میسر آتا ہے' اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں۔ زمین کے چھپے ہوئے معدنی خزانے یعنی تیل' کوئلہ' لوہا' چاندی' سونا اور لاتعداد عناصر جن سے انسانی زندگی مستفید ہوتی ہے' اللہ کے پیدا کردہ ہیں۔ خشکی' تری' سمندر اور اس کے نادر جواہرات اللہ ہی کی تخلیق ہیں۔ سورج کی گرمی' لہلہاتی ہوئی نباتات' بہتے ہوئے دریا' چھما چھم برستی ہوئی بارش جس سے انسانی کھیتیاں سیراب ہوتی ہیں' پہاڑوں کے چھپے ہوئے نادر خزانے گویا کہ کائنات کی ہر چیز جس سے انسان فائدہ اُٹھاتا ہے' سب کے سب اللہ ہی کے پیدا کردہ ہیں اور پھر اس نظامِ کائنات کو اس طرح اللہ نے مربوط کیا ہے کہ جس سے انسان فائدہ اُٹھانے اور پھر حضرت انسان کو عقل دی ہے تاکہ اس سے ارض وسما کی اشیاء کو اپنے استعمال میں لا سکے۔

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے زمین میں سب کچھ پیدا کیا ہے۔ (البقرہ: ۲۹)

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ زمین کی سطح سے اوپر یا زمین کے اندر جتنے بھی خزانے ہیں' جن سے انسان اپنے لیے روزی پیدا کر سکتا ہے' وہ سب اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیے ہیں اور انسان کے لیے بنائے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِىْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِىَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ○

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے سمندر کو تمہارے لیے مسخر کر دیا تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔ (الجاثیہ: ۱۲)

ارض وسما میں مختلف اشیاء کا تخلیق کرنا اور مادی اسباب کا پیدا کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ نے رزق پھیلا دیا ہے جسے محنت سے تصرف میں لانا انسان کی کوشش پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس سے پتہ چلا حلال روزی کے لیے جدوجہد کرنا انسان کے لیے لازم ٹھہرا ہے۔ ایک مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ

Marfat.com

كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

ترجمہ: پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (الجمعہ:۱۰)

اس حکمِ خداوندی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک کھانے والے فرد کے لیے حکم ہے کہ نماز سے فارغ ہو کر روزی کی تلاش میں لگ جائے۔ اگرچہ آیت بالا کا حکم نمازِ جمعہ کے بعد کا ہے لیکن اس آیت سے روزی کمانے اور کسبِ حلال کا عام اصول اخذ کیا جاتا ہے اور یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ رزقِ حلال کمانے سے قبل صلوٰۃ کا قائم کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ نماز سے انسان میں بے شمار خوبیاں پیدا ہوتی ہیں جو صالح اور طیب رزق کھانے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ نماز سے یہ بھی اثر پڑتا ہے کہ انسان یادِ الٰہی سے غافل نہیں ہوتا۔ لطف اسی بات میں ہے کہ انسان روزی بھی کمائے اور یادِ الٰہی بھی جاری رکھے۔ یاد رہے کہ انسانی بنیادی ضروریات رہائش' لباس' خوراک' تعلیم اور سامانِ زیست جائز حد تک حاصل کرنے کے لیے مال و دولت درکار ہوتا ہے جسے حاصل کرنا عین ثواب اور اطاعتِ الٰہی ہے۔ اس لیے کسبِ حلال کے لیے جائز کوشش اور دوڑ دھوپ کرنا عین اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے۔

بعض فقراء اور صوفیاء کا خیال ہے کہ قربِ قیامت میں رزقِ حلال کا ملنا ناپید ہو جائے گا اور جس کے پیٹ میں لقمہ حلال جائے گا' اس کا شمار اولیاء میں ہوگا۔ یہ بات درست ہے کہ جب برائی پورے عروج پر ہو' ماحول فاجرانہ اور فاسقانہ بن جائے' نفسا نفسی کا عالم ہو گیا ہو' طمع اور لالچ کے روپ میں شیطان پوری طرح پنجے گاڑ چکا ہو تو انسان کے لیے حلال روزی کمانا ایک مسئلہ بن جاتا ہے کیونکہ وہ جس کسبِ معاش کی طرف جاتا ہے' اس میں تھوڑی بہت بے ایمانی کی آمیزش ضرور نظر آتی ہے مگر افراتفری کے عالم میں اللہ کے خاص بندے اس سے پاک روزی حاصل کرنے کی دعا مانگتے رہتے ہیں تو ان مانگنے والوں کے لیے اللہ ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ حلال روزی کما لیتے ہیں اور ایسا ہونا سوائے اللہ کی خاص رحمت اور مدد کے بغیر ممکن نہیں۔

یہ حقیقت تو تسلیم شدہ ہے کہ اسلام میں رہبانیت نہیں اور نہ ہی کسی عاقل' بالغ' قوی اور جری مرد کے شانِ شایاں ہے کہ وہ کسبِ حلال کو ترک کر کے جنگلوں کی راہ لے مگر صوفیاء اور فقراء پر ایک منزل ایسی ضرور آتی ہے کہ جس وقت ان پر عشقِ الٰہی کا غلبہ ہو جاتا ہے اور وہ جذب و مستی میں اتنا آگے پہنچ جاتے ہیں کہ وہ دنیا کے دھندوں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ اس حالت میں ان پر کسبِ حلال کی فرضیت عائد

Marfat.com

نہیں رہتی مگر پھر جب ان سے یہ دور ختم ہو جاتا ہے تو وہ دنیا میں آ کر کچھ نہ کچھ اپنے روزگار کا سلسلہ اختیار کر لیتے ہیں۔ بڑھاپے میں جب انسان کسبِ معاش کے قابل نہیں رہتا یا ایسے علمائے حق جنہوں نے اپنی زندگیاں دینِ اسلام کی خدمت ہی کے لیے وقف کی ہوئی ہوں اگر وہ کوئی روزگار نہ بھی کریں تو ان کے ذمے فرض کی کوتاہی نہ ہوگی بلکہ اہلِ ثروت اور حکومت کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کے روزگار کا کوئی نہ کوئی ذریعہ بنا دیں تا کہ وہ پریشانی کا شکار نہ ہوں۔ اس حقیقت کے برعکس ایک اور رسم جو چل نکلتی ہے، وہ یہ ہے کہ ایسے لوگ جو کام چور ہوتے ہیں، جن کا دل محنت مشقت پر نہیں لگتا اور وہ طاقت خرچ ہونے والے کام سے دُور بھاگتے ہیں، وہ آسان ذریعہ ڈھونڈ لیتے ہیں کہ گھر بار چھوڑ کر نام نہاد ملنگ یا درویش بن جاتے ہیں اور ایسے گروہوں میں شامل ہو جاتے ہیں جو فتوح پر گزارہ کرتے ہیں، میلوں ٹھیلوں پر ایسے لوگوں کا مستقل ٹھکانہ ہوتا ہے، وہ لوگ تندرست بھی ہوتے ہیں مگر کام نہیں کرتے کئی ایک برائیوں میں ملوث ہوتے ہیں۔ ایسا کرنا خلافِ شرع ہے کہ انسان جسم میں روزی کمانے کی طاقت رکھتا ہو اور پھر کسبِ معاش نہ کرے۔

القصہ مختصر کہ افضل ترین نظریہ یہی ہے کہ خود حلال کمائی کی جائے اور اس سے اپنی جائز ضروریات کو پورا کیا جائے کیونکہ یہی فقراءِ حق کا معمول رہا ہے۔ شرع اسلامی بھی ہر مسلمان سے یہی تقاضا کرتی ہے کہ وہ نہ دنیا کی کمائی میں اتنا مگن ہو جائے کہ آخرت کو بھول جائے اور نہ بالکل کسبِ حلال کو ترک کر کے اپنے ظاہر کو خراب کرے۔ چنانچہ ہر عاقل بالغ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حلال ذرائع معاش اختیار کرے۔

احادیث فضائل

قرآنی آیات کے علاوہ رسولِ پاک ﷺ کی بے شمار احادیث ایسی ہیں جن میں اپنے لیے اور بچوں کے لیے رزق کمانے کی از حد تاکید کی گئی ہے تا کہ انسان دوسروں کا محتاج نہ ہو اب ان احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں کسبِ معاش کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

Marfat.com

۱۔ رزق کا حلال ذریعہ تلاش کرنا فرض ہے

ارکانِ اسلام یعنی ایمان، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے بعد مسلمان پر کوئی فرض عائد ہوتا ہے تو وہ حلال روزی کمانا ہے۔ اس سے بھی حلال روزی کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے کہ کسبِ حلال انسان کے لیے کتنا ضروری ہے۔ قیامت کے روز جس طرح دوسرے فرائض کو پورا کرنے کے بارے میں پوچھ ہوگی، اسی طرح انسان سے حلال روزی کمانے کے بارے میں بھی سوال ہوگا کہ کس حد تک اس نے اس فرض عین کو پورا کرنے کی طرف توجہ دی۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ روزی کا حلال ذریعہ تلاش کرنا فرض کے بعد فرض (بیہقی شعب الایمان)

روزی حاصل کرنے کے بے شمار ذرائع ہیں، ان میں کچھ جائز اور کچھ ناجائز ہیں۔ جائز ذرائع سے اسلام نے روزی حاصل کرنے کو ضروری قرار دیا ہے بلکہ کسبِ حلال کے حصول کو اسلامی فرائض جیسا درجہ دیا ہے یعنی عبادات فریضہ کے بعد تلاشِ معاش ضروری ہے مگر اس فرض کا اطلاق ہر ایک پر عائد نہیں ہوتا بلکہ یہ صرف ان کے لیے ہے جسے کمانے کی ضرورت ہو۔ لہٰذا چھوٹے بچوں پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا۔ ایسے ہی مالدار شخص جو اپنے مال سے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات پوری کر سکتا ہو اس کے لیے بھی ضروری نہیں کہ وہ ضرور کمائے۔ ایسے ہی اگر کسی کو وراثت میں اتنی جائیداد یا مال مل جائے جس سے وہ اپنی ضروریات پوری کر سکتا ہو تو اس کے ذمہ یہ فرض نہیں رہتا کیونکہ مال و دولت کی فراوانی کو اللہ تعالیٰ نے ضروریات پوری کرنے کے لیے بنایا ہے تاکہ انسان ضروری حاجات پوری کر کے اللہ کی اطاعت اور یاد میں مشغول رہ سکے۔

۲۔ رزقِ حلال سے سکون قلبی حاصل ہوتا ہے

اس کا سب سے بڑا فائدہ جو انسان کو پہنچتا ہے، وہ سکونِ قلب ہے کیونکہ رزقِ حلال سے جس جسم کی پرورش ہوگی، وہ یادِ الٰہی کی طرف ضرور مائل ہوگا اور ذکرِ الٰہی سے انسانی قلب منور ہوگا، دل کی یہ روشنی قلبی

Marfat.com

اطمینان کا باعث بنتی ہے۔اسی لیے تو کہا جاتا ہے کہ سکونِ قلب بھی ایک دولت ہے جو اللہ کے خاص بندوں ہی کو حاصل ہوتی ہے اور دنیا میں جس شخص کو ذہنی اور قلبی سکون حاصل ہو وہ انتہائی خوش قسمت ہوتا ہے۔یاد رکھیں انسان پریشانیوں میں اس وقت ہی مبتلا ہوتا ہے جس وہ حلال وحرام کی تمیز چھوڑ دیتا ہے۔

وَعَنْ وَّابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا وَابِصَةُ جِئْتَ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَجَمَعَ اَصَابِعَهٗ فَضَرَبَ بِهَا صَدْرَهٗ وَقَالَ اسْتَفْتِ نَفْسَكَ اسْتَفْتِ قَلْبَكَ ثَلٰثًا اَلْبِرُّ مَا اطْمَاَنَّتْ اِلَيْهِ النَّفْسُ وَاطْمَاَنَّ اِلَيْهِ الْقَلْبُ وَالْاِثْمُ مَاحَاكَ فِي النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ وَاِنْ اَفْتَاكَ النَّاسُ.

حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اے وابصہ رحمۃ اللہ علیہ تم نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے آئے ہو؟ میں عرض گزار ہوا۔ہاں راوی کا بیان ہے کہ آپ نے انگشت مبارک جمع فرمائیں اور انہیں میرے سینے پر مارتے ہوئے تین دفعہ فرمایا۔اپنے ضمیر سے پوچھو اپنے دل سے پوچھو نیکی وہ ہے جس سے جان ودل کو اطمینان پہنچے اور گناہ وہ ہے جو ضمیر کو کھٹکے اور سینے میں تردد پیدا کرے خواہ لوگ تمہیں کچھ فتویٰ دیں۔

(مسند امام احمد، سنن دارمی)

اس حدیث پاک سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ نیک عمل وہ ہے جس سے انسانی دل کو سکون اور اطمینان ہو اور جس فعل پر انسانی ضمیر میں بے چینی پیدا ہو وہ گناہ ہے۔لہٰذا رزقِ حلال سے انسانی قلب میں سکون پیدا ہوتا ہے اور راحت کی نیند میسر آتی ہے اور جسے دنیا میں سکونِ قلب میسر آ جائے وہ سمجھے کہ وہ بڑا خوش قسمت ہے۔

۳۔جھوٹ اور مشکوک رزقِ حلال

حلال روزی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ہے۔لہٰذا ہر دم اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:

عَنْ نَّافِعٍ قَالَ كُنْتُ اُجَهِّزُ اِلَى الشَّامِ وَاِلٰى مِصْرَ نَجَهَّزْتُ اِلَى الْعِرَاقِ فَاَتَيْتُ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ كُنْتُ اُجَهِّزُ اِلَى الشَّامِ فَجَهَّزْتُ اِلَى الْعِرَاقِ فَقَالَتْ لَا تَفْعَلْ مَالَكَ وَلِمَتْجَرِكَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

يَقُوْلُ اِذَا سَبَّبَ اللّٰهُ لِاَحَدِكُمْ رِزْقًامِّنْ وَّجْهٍ فَلَايَدَعْهُ حَتّٰى يَتَغَيَّرَلَهٗ اَوْ يَتَنَكَّرَلَهٗ.

نافع کا بیان ہے کہ میں شام اور مصر کی طرف اپنا مالِ تجارت بھیجا کرتا تھا۔ میں نے عراق کی طرف مال بھیجنے کی تیاری کی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ اے اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا میں شام کی طرف مالِ تجارت بھیجا کرتا تھا مگر اب عراق کی طرف بھیج رہا ہوں؟ فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ تمہیں اپنی نفع بخش تجارت سے کیا دشمنی ہے جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کے لیے روزی کا ایک سبب بنا دے تو اسے نہ چھوڑے جب تک اس میں رکاوٹ نہ آئے یا نقصان نہ ہونے لگے۔ (مسند امام احمد، سنن ابن ماجہ)

روزی کے اسباب بھی اللہ تعالیٰ ہی کے پیدا کردہ ہیں۔ لہٰذا آمدن کا جو ذریعہ بھی ہو جس سے رزقِ حلال میسر ہو رہا ہو اُسے بلا وجہ چھوڑنا ناشکری ہے بلکہ اللہ کی نعمت کو ٹھکرانے کے مترادف ہے۔ اس لیے لگی ہوئی ملازمت یا نفع بخش کاروبار کو بلا وجہ نہیں چھوڑنا چاہیے کیونکہ بعض لوگ زیادہ دولت کے حصول کے لالچ میں آ کر ملازمت چھوڑ دیتے ہیں یا اچھے بھلے کاروبار کو خیر باد کہہ کر دوسرا کاروبار اختیار کرتے ہیں مگر حالات پہلے سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں چونکہ لگی ہوئی روزی کو لات مارنا اللہ کو بالکل ناپسند ہے اس لیے ایسی صورتحال سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور محنت کے عوض جو رزق مل جائے اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ البتہ اگر روزی کے ذریعے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے یا ایسی تجارت ہے کہ جس میں نقصان نظر آتا ہو تو اسے تبدیل کر لینا درست ہے مگر اچھے بھلے ذریعہ معاش کو لات مارنے سے تنگیٔ رزق کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

۴۔ بہترین کسبِ معاش ہاتھ کی کمائی ہے

ہاتھ کی کمائی رزق حلال حاصل کرنے کا سب سے اعلیٰ اور بلند ذریعہ ہے اور اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت تاکید فرمائی ہے:

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ.

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی نے اس سے

Marfat.com

بہتر کھانا نہیں کھایا جو اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے اور بے شک اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

وَعَنْ رَّافِعِ ابْنِ خُدَیْجٍ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْکَسْبِ اَطْیَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ وَکُلُّ بَیْعٍ مَّبْرُوْرٍ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عرض کی گئی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسا ذریعہ معاش پاکیزہ ہے؟ فرمایا کہ آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر جائز تجارت۔ (مسند امام احمد)

پیشے اپنی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ کسی میں ہاتھ کی محنت زیادہ درکار ہے اور کسی میں جسم کے دوسرے اعضاء یعنی دماغ' آنکھ' پاؤں وغیرہ کی قوت صرف ہوتی ہے تو ایسے سارے پیشے جس میں محنت اور مشقت صرف ہو وہ ہاتھ کی کمائی میں شمار کیے جاتے ہیں اور ایسی کمائی اس کمائی سے افضل ہے جو بیٹھے بٹھائے بغیر محنت کے حاصل ہو کیونکہ جو مال انسان کو محنت کے بغیر مل جاتا ہے' انسان اس کی قدر نہیں پاتا اور خرچ کرتے وقت اسے ایسے کاموں پر خرچ کر ڈالتا ہے جن کا شمار اسراف میں ہوتا ہے اس کے برعکس اپنی ہاتھوں سے محنت کی کمائی کو خرچ کرتے وقت انسان کو بڑا احساس اور درد ہوتا ہے کہ اسے از حد ضرورت کے کاموں پر خرچ کیا جائے چونکہ مال بڑی تکلیف اور مشقت اُٹھا کر حاصل ہوتا ہے۔ اس احساس کے پیشِ نظر اللہ نے اسے افضل قرار دیا ہے۔ ہاتھ کی کمائی کے بعض کام ایسے ہیں جنہیں دوسرے لوگ حقیر اور ذلیل تصور کرتے ہیں اور ایسا پیشہ اختیار کرنے سے نفرت کی جاتی ہے۔ مثلاً ہاتھ سے جوتیاں بنانا' کپڑوں کی سلائی کرنا' تنور میں روٹیاں لگانا' عمارتی کام میں اینٹیں اُٹھانا' سر پر ریت سیمنٹ اُٹھانا' راج گیری کرنا' لکڑی کا کام کرنا' سر پر اشیاء اُٹھا کر گلی کوچوں میں فروخت کرنا' اپنے ہاتھوں سے لوگوں کے کپڑے دھونا' کھیتوں میں زراعت کا کام کرنا' لوہار کا کام' نائی کا کام وغیرہ حتیٰ کہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے کام ایسے ہیں جنہیں مال دار لوگ اختیار کرنا پسند نہیں کرتے لیکن ہر وہ کام جس میں محنت درکار ہو' اس سے نفرت کرنے سے منع کرتا ہے کیونکہ کسی پیشے کو حقیر جاننا کم عقلی اور بے وقوفی ہے۔ لہٰذا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے صرف یہ خیال نہ کریں کہ ہاتھ کے علاوہ کسی اور طرح سے جو کمائی حاصل ہو وہ حلال نہیں بلکہ جو مال بھی اپنے جسم کی قوت صرف کر کے کمایا جائے گا' وہی حلال ہاتھ کی کمائی کی طرح ہے اس لیے سکولوں' کالجوں میں پڑھانے والے اساتذہ کی تنخواہیں دفتری اہلکاروں کی تنخواہیں' طبیبوں اور ڈاکٹری کی کمائی ہاتھ کی کمائی جیسا ہی درجہ رکھتی ہیں۔ ایسے ہی تجارت سے جائز نفع

Marfat.com

کمانا سب حلال کے زمرے میں شامل ہے۔

ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے کتابت کی کمائی کو رزقِ حلال قرار دیا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ اُجْرَةِ كِتَابَةِ الْمُصْحَفِ فَقَالَ لَا بَاسَ اِنَّمَا هُمْ مُصَوِّرُوْنَ وَاِنَّهُمْ اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ مِنْ عَمَلِ اَيْدِيْهِمْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کتابتِ قرآن مجید کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا۔ کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ وہ الفاظ کی صورتیں بناتے ہیں اور بے شک وہ اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے ہیں۔ (رزین)

۵۔ رزقِ حلال کی برکات

رزقِ حلال کمانے اور کھانے میں بہت برکت ہے۔ اس کے بارے میں فرمانِ رسول اللہ ﷺ حسبِ ذیل ہیں۔

رزقِ حلال سے انسان مستجاب الدعوات بن جاتا ہے اس کے متعلق حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا "یارسول اللہ (ﷺ) آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا فرما دیجیے کہ وہ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے یعنی میری دعا قبول فرما لیا کرے۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

يَاسَعْدُ اَطِبْ مَطْعَمَكَ وَتَكُنْ مُسْتَجَابُ الدَّعْوَةِ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَقْذِفُ اللُّقْمَةَ الْحَرَامَ فِىْ جَوْفِهٖ مَايَتَقَبَّلُ مِنْهُ عَمَلٌ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَ اَيُّمَا عَبْدٍ نَبَتَ لَحْمَهٗ مِنَ السُّحْتِ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ.

اے سعد رضی اللہ عنہ حلال کی کمائی کھاؤ۔ تم مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے یعنی تمہاری دعا قبول ہو گی۔ خدا کی قسم جب بندہ حرام کا لقمہ پیٹ میں ڈالتا ہے تو چالیس روز تک اس کا عمل قبول نہیں کیا جاتا اور جس بندہ کا گوشت حرام سے پلا ہوا ہو تو جہنم کی آگ اس کے بہت لائق ہے۔ (ترغیب)

حلال کی کمائی کھانا، رسولِ اکرم ﷺ کی سنت پر چلنا اور لوگوں کو ایذاء رسانی سے بچانا جنت میں لے جانے والے اعمال سے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِىْ سُنَّةٍ وَّاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

جس نے پاکیزہ کمائی کھائی اور سنت ؐ کے مطابق کام کیا اور لوگوں کو اپنی ایذاء رسانی سے امن میں رکھا، وہ جنت میں داخل ہو گا۔ (جامع ترمذی، ترغیب)

Marfat.com

پاکیزہ روزی کھانے والے کو دنیا سے جانے کا کوئی فکر نہیں ہوتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَرْبَعٌ اِذَا کُنَّ فِیْکَ فَلَا عَلَیْکَ مَا فَاتَکَ مِنَ الدُّنْیَا حِفْظُ اَمَانَۃٍ وَّ صِدْقُ حَدِیْثٍ وَّحُسْنُ خَلِیْقَۃٍ وَّ عِفَّۃٌ فِیْ طُعْمَۃٍ۔

جب تم میں یہ چار باتیں موجود ہوں تو دنیا کے چھوٹ جانے سے کوئی حرج نہیں ہے' امانت کی حفاظت بات کی سچائی اور سچ گوئی' اچھی عادت اور کھانے پینے کی پاکیزگی یعنی پاکیزہ روزی۔

(مسند امام احمد)

رزقِ حلال کا استعمال انسان میں اخلاقِ صالح پیدا کرتا ہے۔ حلال روزی لڑکے لڑکیوں کو شرم وحیا کے انمول موتی بنا دیتی ہے' ان کی آنکھوں میں شرم' چال میں شرافت اور سوچ میں تدبر ہوتا ہے۔ نیک اور شریف انسانوں کا ہمدرد مہمان نواز' بڑوں کا مؤدب اور بچوں اور چھوٹوں پر شفقت کا ہاتھ رکھنے والا ہوگا۔ گویا رزقِ حلال انسان کو دوسروں سے ممتاز کر دیتا ہے اور معاشرے میں حقیقی عزت کا باعث بنتا ہے۔

رزقِ حلال کا سب سے بڑا ثمر آخرت میں کامیابی ہے۔ قیامت میں وہ انبیاء صدیقین' شہداء' صوفیاء' اولیاء اور فقرائے حق کے گروہ میں اُٹھایا جائے گا کیونکہ رزقِ حلال صرف وہی شخص کھاتا ہے جو انبیاء اور بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلتا ہے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے بھی بزرگی کی سعادت سے خالی نہیں رہتے۔ قیامت کے دن ان کے چہرے روشن ہوں گے اور وہ خالقِ حقیقی سے اس روز حلال روزی کے کمانے کے سلسلہ کی وجہ سے دنیا میں مصائب برداشت کرنے کا انعام پائیں گے' جنت میں داخل کیے جائیں گے اور یہ سب کچھ انہیں دنیا میں حلال وحرام کی تمیز کرنے اور حلال روزی کما کر کھانے کی بدولت ہی حاصل ہوگا۔

۶۔ رزقِ حلال کے بغیر تقویٰ نہیں

رزقِ حلال کا ایک اور فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسانی طبیعت نیکی کی طرف مائل ہوتی ہے' انسان عبادت گزار ہوتا ہے اور اس میں عشقِ رسول ﷺ کا جذبہ موجزن ہوتا ہے۔ رزقِ حلال سے پرورش شدہ اولاد والدین کی فرمانبردار ہوتی ہے اور ایسی اولاد کا شمار نیک' پرہیزگار' متقیوں اور صالحین میں ہوتا ہے۔ رزقِ حلال کھانے والے کا چہرہ نورانی ہوتا ہے جو دوسرے عام دنیا والوں سے نمایاں ہوتا ہے۔ معاشرہ میں اس کی عزت ہوتی ہے۔

Marfat.com

وَعَنْ عَطِيَّةَ السَّعْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی یَدَعَ مَالَا بَاْسَ بِہٖ حَذَرًا لِّمَا بِہٖ بَاْسٌ.

حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بندہ اس وقت تک متقی نہیں ہوسکتا جب تک قباحت والے کاموں کو چھوڑ کر ان پر نہ لگے جن میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

عموماً رزقِ حلال چونکہ محدود صورت میں میسر ہوتا ہے اس لیے اسے بڑا سوچ سمجھ کر خرچ کرنا چاہیے۔ اسراف اور فضول خرچی سے قدم قدم پر بچنا چاہیے اور نہ ہی حلال روزی کو عیش وعشرت کے ذریعے اُجاڑنا چاہیے کیونکہ محنت اور تکلیف سے کمائے ہوئے پیسے خرچ کرتے وقت انسان درد محسوس کرتا ہے اس لیے فضول کاموں پر ایسا روپیہ پیسہ حکمت کے تحت کبھی بھی خرچ نہیں ہوگا۔ رزقِ حلال انسان کو شراب، جوئے اور زنا کے قریب تک پھٹکنے نہیں دیتا۔ حرام کی دولت ہی تباہ کاریوں اور عیش وعشرت کا سامان بنتی ہے جس سے انسان کی دنیا اور عاقبت دونوں تباہ ہوجاتے ہیں۔

روایت

ایک دن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ہٹا کٹا نوجوان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے گزرا اور بازار میں ایک دُکان کے اندر چلا گیا۔ صحابہ کرامؓ نے کہا ''اے کاش اس شخص کا یوں صبح سویرے اُٹھنا راہِ حق میں ہوتا۔'' حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یوں نہ کہو کیونکہ اگر اس کا جانا اس غرض سے ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو دنیا کی محتاجی سے بچائے یا اس لیے کہ اپنے ماں باپ کو کسی کا دستِ نگر نہ ہونے دے تو سمجھو کہ یہ راہِ حق ہی میں جا رہا ہے۔ ہاں اگر اس کا مقصد فخر وناز، لاف وگزاف کی خاطر امارت ودولت کی تلاش ہے تو وہ راہِ شیطان پر گامزن ہے۔'' اور فرمایا کہ ''جو شخص دنیا میں رزقِ حلال کا متلاشی رہے تاکہ دنیا کا دستِ نگر نہ ہونے پائے اور ہمسایوں سے نیک سلوک کرے اور خویش و اقارب سے تلطف و مدارات سے پیش آئے، اس کا چہرہ قیامت کے دن یوں ہوگا جیسے کہ چودھویں کا چاند۔''

حلال روزی کما کر اپنے لیے، اپنی اولاد کے لیے اور ہمسایوں کی ضرورت کے لیے خرچ کرنا اتنا افضل ہے کہ قیامت کے روز اسے اللہ کی قربت اور سعادت حاصل ہوگی۔ ایسی قربت اور فضیلت صرف کسبِ

Marfat.com

حلال ہی کی وجہ سے ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کسبِ معاش کے بارے میں قول ہے کہ ''کسبِ معاش چھوڑ کر یہ نہ کہنے لگے کہ اللہ نے جو کچھ پہنچانا ہے' وہ دے گا بلکہ تمہیں رزق حاصل کرنے کے لیے کوشش کرنی چاہیے تو پھر وہ اسباب پیدا کرے گا۔''

کسب کے بارے میں لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ ''اے بیٹا کسب کو مت چھوڑنا کیونکہ جو گداگری کو اختیار کرتا ہے جو اسے لوگوں کا محتاج بنا دے' اس کا دین تنگ ہو جاتا ہے' عقل کمزور ہو جاتی ہے' اس سے مروت جاتی رہتی ہے اور لوگ اسے حقیر جاننے لگتے ہیں۔''

حکایت

اور ایک بزرگ سے دریافت کیا گیا کہ ''عابد کا درجہ افضل تر ہے یا امانت دار سوداگر کا؟'' کہا کہ ''امانت دار سوداگر کو فضیلت حاصل ہے کیونکہ وہ مصروفِ جہاد رہتا ہے اور وہ یوں کہ شیطان تراز و تولتے وقت اور دیگر تجارتی لین دین میں اسے گمراہ کرنے کی پوری پوری کوشش کرتا ہے اور یہ (سوداگر) اس کی مخالفت کرتا ہے۔'' (گویا اس باہمی کشمکش میں اسے مغلوب کر کے چھوڑتا ہے اور یہ بھی جہاد ہے)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''موت تو کسی نہ کسی مقام پر آ کر رہے گی لیکن میرے نزدیک افضل ترین موت یہ ہے کہ بازار میں اپنے بال بچوں کے لیے (بذریعہ تجارت) کسبِ معاش میں مشغول ہوں اور موت آ جائے۔''

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

جناب احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ ''اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے جو مسجد میں عبادت کے لیے بیٹھا رہے اور کہے کہ اللہ تعالیٰ خود ہی روزی بہم پہنچائے گا؟'' فرمایا کہ ''یہ شخص جاہل ہے اور شریعت (کے احکام) سے یکسر بے خبر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''حق تعالیٰ نے میری روزی میرے نیزہ کے سایہ میں رکھی ہے۔ یعنی جہاد کرنے میں۔'' (مطلب یہ کہ سعی و کوشش میں)

Marfat.com

حکایت

اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ایندھن کا گٹھا سر پر اُٹھائے چلے جا رہے ہیں کہا کہ "آپ کب تک اس کسب کا بار اُٹھاتے رہیں گے؟ آخر تو آپ کے بھائی (مومنین) اس محنت و مشقت میں آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہیں۔" ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ "بس چپ رہیے کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے کہ "بہشت اس شخص پر واجب ہو جاتی ہے جو اپنی محنت مزدوری پر قائم رہتا ہے اور مشقت کی ذلت برداشت کرتا ہے۔"

۷۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کسبِ معاش

اپنے ہاتھوں سے اپنا رزق کمانا یا کوئی کاروبار کرنا ہر انسان کا فریضہ اوّل ہے۔ چنانچہ سنِ شعور کو پہنچنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذریعہ معاش اختیار کرنے پر غور و فکر کیا۔ عموماً یہی ہوتا ہے کہ اولاد اپنا آباؤ اجداد کا موروثی پیشہ اختیار کر لیتی ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے خاندانی دستور کے مطابق تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔

حضرت ابو طالب کا شغل بھی تجارت تھا اس سلسلے میں وہ اکثر شام جایا کرتے تھے۔ حضرت ابو طالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک لمحہ کے لیے جدا نہیں کرنا چاہتے تھے، سفر کی تکالیف کے پیشِ نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے جانے کا ارادہ نہ کرتے تھے لیکن وہ پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے گئے اور تجارتی مال کی خرید و فروخت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجربہ ہوا۔ کچھ عرصہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کا پیشہ اپنا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے علاقوں سے مختلف اشیائے صرف اور خوردنی لاتے اور ان کو فروخت کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سنِ بلوغت میں تجارت کے معاملات میں ایک مثالی اخلاق اور کردار پیش کیا۔ صادق اور امین تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن ہی سے مشہور تھے۔ تجارت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی دیانت اور صداقت سے کام کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت بحیثیت ایک ایماندار تاجر دُور دُور تک پھیل گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خریدار پر مال کا نقص عیاں کرتے، منافع نہایت ہی موزوں موصول کرتے اور لین دین میں میانہ روی اور اخوت کو مدِ نظر رکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تاجرانہ رویہ سے لوگ بے حد متاثر ہوئے حتیٰ کہ مکہ کی ایک رئیس خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارتی تجربہ اور دیانت داری سے بڑی متاثر ہوئیں، ان کا

Marfat.com

تجارتی کاروبار بڑا وسیع تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی دیانتداری اور صداقت کے پیشِ نظر آپ ﷺ کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ ﷺ میرا سامانِ تجارت فروخت کرنے کے لیے دوسرے ممالک میں لے جایا کریں اور جو معاوضہ میں دوسروں کو دیتی ہوں اس کا دُگنا معاوضہ آپ ﷺ کو دوں گی۔ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان لے کر بصریٰ تشریف لے گئے' اس سفر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ وہ آپ ﷺ کے اخلاق و عادات سے بے حد متاثر ہوا اور واپسی پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیان فرمایا وہ آپ ﷺ کے پاکیزہ اخلاق کی وجہ سے پہلے ہی متاثر تھیں لیکن میسرہ کے کہنے پر اور زیادہ گرویدہ ہوگئیں۔ بعد میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شادی آپ ﷺ سے ہوگئی۔ شادی کے بعد ان کا سارا تجارتی کاروبار آپ ﷺ کے ہاتھ آ گیا اور آپ ﷺ نے بعثتِ نبوی تک بخوبی سرانجام دیا اور بحیثیت ایک ایمان دار تاجر آپ ﷺ کا کردار ہمیشہ اس دھرتی پر شمع ہدایت رہے گا۔

۸۔ انبیائے حق کا کسبِ معاش

انبیائے حق کی ذاتِ اقدس مخلوقِ کائنات سے اعلیٰ اور ارفع ہوتی ہے۔ انہیں اللہ کی قربت اور بزرگی کا وہ مقام حاصل ہوتا ہے کہ جو دوسرے انسانوں کو حاصل نہیں ہوتا۔ ان کی ذاتِ گرامی دنیا والوں کے لیے اطاعتِ حق کا آئینہ ہوتی ہے۔ اللہ نے انہیں روحانی بادشاہتیں بھی دیں اور جہانِ رنگ و بو میں بھی ایسی حقیقی جاہ و حشمت' شان و شوکت اور بادشاہتوں سے نوازا جو تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ فضلِ خداوندی کی آئینہ دار رہیں گی۔ ان کے سامنے شہنشاہانِ زمانے نے گردنیں جھکائیں اور ان کی غلامی کو اپنے لیے باعثِ فخر اور نجات قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو اپنی خاص رحمتوں سے ایسا نوازا کہ دنیا کی چیزیں ان کو ہیچ نظر آئیں۔ تاہم دنیا میں ہر طرح کی عزت' مال و دولت اور وسائل ہوتے ہوئے بھی سب کے سب انبیاء علیہم السلام نے اپنی گزر اوقات کے لیے کوئی نہ کوئی دستکاری محنت و مشقت یا زراعت کا پیشہ اختیار کیا۔ اب آپ خود ہی اندازہ کریں کہ کیا انبیاء کرام علیہم السلام کو کسی چیز کی کمی تھی؟ وہ اللہ سے جو چاہتے' مانگ لیتے تھے مگر انہوں نے بھی اپنے ہاتھ کی کمائی کو افضل جانا کیونکہ دس انگلیوں سے کی ہوئی کمائی کے کھانے میں جو لذت اور سکون ہوتا ہے' وہ بیٹھے بٹھائے مل جانے پر نہیں۔ جب حلال کسبِ معاش کی اتنی اہمیت ہے تو پھر عام انسان کو اس سے جی نہیں چرانا چاہیے بلکہ یہ تو سنتِ انبیاء علیہم السلام ہے کہ ہم یادِ الٰہی کے ساتھ ساتھ

Marfat.com

رزقِ حلال بھی کمائیں اور اسے اپنے جائز تصرف میں لائیں۔

حضرت آدم علیہ السلام اس خطہ ارض پر پہلے انسان تھے جنہیں جنت سے یہاں اُتارا گیا۔ حضرت حوا کو بھی فرشتے زمین پر چھوڑ گئے' عرصہ کے بعد دونوں کا میل ہوا اور ازدواجی دور کا آغاز ہوا' اولاد پیدا ہوئی' کنبہ بنا' روزِ اوّل سے خوراک کا مسئلہ درپیش آیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے تحت کھیتی باڑی کا کام شروع کیا۔ علاوہ ازیں اپنی ضروریات کے اور بھی بہت سے کام کیے حتیٰ کہ ۹۵۰ سال دنیا میں گزار کر اس دارِ فانی کو خیر باد کہا۔

آپ کی اولاد میں حضرت شیث علیہ السلام نے کپڑا بنا اور اپنا پیٹ پالا۔ حضرت علیہ السلام جنہیں آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے' کا زمانہ آیا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں بڑھئی کا کام کیا' لکڑ کو کاٹتے اور اپنے کام میں لاتے حتیٰ کہ کشتی نوح بھی آپ نے اپنے ہاتھوں سے بنائی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے ایک جلیل القدر پیغمبر گزرے ہیں۔ اللہ کے ہاں آپ نے بڑا درجہ ''خلیل'' پایا۔ آپ نے اپنی زندگی میں زراعت' غلہ بانی اور معماری کا کام کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی ان ہی کے نقشِ قدم پر چلے' حضرت اسحٰق اور آل یعقوب علیہم السلام بکریاں چرایا کرتے تھے' اشیاء کی تجارت سے بھی اپنا کسبِ معاش حاصل کرتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام بادشاہ وقت بھی تھے مگر اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے ذرہ بنایا کرتے تھے جس کا ذکر اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے نہ صرف انسانوں پر حاکمیت عطا فرمائی بلکہ جنات کے بھی آپ بادشاہ تھے مگر اس کے باوجود زنبیل بنا کر گزارہ کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے دورِ حیات میں مختلف کام کیے۔ کبھی بھیڑ بکریاں چرائیں اور کبھی محنت مزدوری کی۔ گویا کہ رزقِ حلال کمانے کی اتنی فضیلت ہے کہ ہر پیغمبر نے محنت اور صداقت سے حلال روزی ہی حاصل کی اور اس پر ہی توکل اور صبر کیا۔

۹۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کسبِ معاش

کسبِ معاش کی اتنی فضیلت اور اہمیت ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے بھی اپنی زندگی میں کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش اختیار کیا اور اپنے اس کسب میں دیانت اور صداقت کی وہ لازوال مثالیں

Marfat.com

قائم کی ہیں جو آنے والی نسلوں کے لیے ہمیشہ مشعلِ راہ ہیں۔ اہلِ مکہ کا زیادہ تر کاروبار حج کے موقع پر تجارت ہوتا تھا۔ چنانچہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی تقریباً تقریباً طلوعِ اسلام سے قبل اور طلوعِ اسلام کے بعد وہی پیشہ رہا۔ البتہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بوقتِ ضرورت محنت مزدوری بھی کرلیا کرتے تھے۔

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں سے ہمیں یہی درس ملتا ہے کہ ہم کر کے کھائیں اور ہماری روزی مکروفریب، دھوکہ، جھوٹ، چور بازاری، تعصب اور حرام خوری سے ایسے ہی پاک ہونی چاہیے جس طرح کہ ان کی زندگیاں زمانہ کی آلودگیوں سے پاکیزہ تھیں اور ہر مسلمان کو چاہیے کہ ان کے حلال کسبِ معاش کو مدِنظر رکھتے ہوئے حلال روزی کو طلب کرے اور ایسے ذرائع معاش اپنائے جس سے اسے حلال روزی میسر آسکے کیونکہ حلال روزی ہی اصل مسلمان کی بنیاد ہے۔

ا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کسبِ معاش

خلفائے راشدہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل تھے۔

آپ کا اصل ذریعہ معاش تجارت تھا اور اکثر کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ اسلام سے قبل بھی آپ کا یہی پیشہ تھا۔ آپ ابتدا ہی سے سلیم الفطرت تھے۔ آپ خود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''میں قریش میں سب سے بڑا متمول تاجر تھا۔ عہدِ اسلام میں بھی یہی مشغلہ جاری رہا اور مالِ تجارت لے کر دُور دراز ممالک کا سفر اختیار فرمایا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے ایک سال پہلے تجارت کے خیال سے بصریٰ تشریف لے گئے۔'' (سنن ابن ماجہ)

ہجرتِ مدینہ کے بعد بھی آپ نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک اسے جاری رکھا۔ آپ کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ بزازی کی دُکان کیا کرتے تھے۔ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب خلیفہ بنے تو ظاہر ہے کہ خلافت کے امور سرانجام دینے کے لیے تمام وقت آپ نے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے وقف کر دیا۔ اس بناء پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ کر کے آپ کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو منظور فرمالیا اور فرمایا ''قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار میرے اہل و عیال کی حاجت روائی سے قاصر نہ تھا لیکن اب جبکہ مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خاندان حسبِ ضرورت ان کے مال سے کھائے گا اور ان کا کام کرے گا۔''

ابن سعد رضی اللہ عنہ نے وظیفہ کی تفصیل یہ بیان کی ہے کہ ''ان کو دو چادریں ملتی تھیں جب وہ پرانی ہو جاتی

Marfat.com

تھیں تو انہیں واپس کر کے دوسری لے لیتے تھے۔ سفر کے موقع پر سواری اور خلافت سے پہلے جو خرچ تھا' اسی کے موافق اپنے اور اپنے متعلقین کے لیے خرچ لیتے تھے۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جس بھی ذریعہ معاش سے روزی کمائی اور اس میں صداقت کو اس طرح ملحوظِ خاطر رکھا کہ آپ صدیق کے لقب سے مشہور ہوئے اور آپ کی صداقت ہمارے لیے ایک آئینہ رہبری ہے۔

۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب تعلیم سے فارغ ہوئے تو آپ کو فکرِ معاش لاحق ہوا۔ عرب میں زیادہ تر لوگوں کا پیشہ تجارت تھا اس لیے انہوں نے بھی یہی شغل اختیار کیا اور اسی سلسلہ میں دُور دُور ممالک کا سفر کیا اس سے آپ کو بڑے تجربے اور فوائد حاصل ہوئے۔ تاریخِ اسلام کے ایک اقتباس کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اصل ذریعہ معاش تجارت تھا۔ اسلام سے قبل بھی آپ کا یہی شغل تھا اور اسلام کے بعد بھی قائم رہا۔ خیبر کی فتح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک قطعہ اراضی ثمنع نامی دے دیا تھا' اسی نام کی ایک اور زمین ایک یہودی سے لی تھی لیکن یہ دونوں زمینیں انہوں نے کارِ خیر کے لیے وقف کر رکھی تھیں۔

خلافت کے بعد بقدرِ کفالت وظیفہ مقرر ہوا پھر کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کے وظائف کے ساتھ ان کا بھی پانچ ہزار مقرر ہوا۔

۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عہدِ جہالت ہی سے صاحبِ ثروت تھے۔ لاکھوں روپے کا تجارتی کاروبار تھا لیکن زندگی کے ہر دور میں آپ کا دامن دولت کے برے اثرات سے ہمیشہ پاک رہا اور آپ کی دولت ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کی تقویت کے لیے صرف ہوئی۔

اپنی غیر معمولی ثروت کی وجہ سے ''غنی'' کہلاتے تھے۔ نقد دولت کے علاوہ متعدد علاقے بھی تھے۔ خیبر میں آپ کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جاگیر عطا فرمائی' اس کے علاوہ آپ نے بعض زمینیں بھی خریدیں تھیں۔ آپ کی دولت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ زندگی میں لاکھوں روپیہ خرچ کرنے کے بعد بھی آپ کے پاس کافی روپیہ تھا۔

Marfat.com

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضرت عثمان خود زراعت نہیں فرماتے تھے البتہ اپنی زمین کو بٹائی پر دیتے تھے کہ پیداوار میں سے دو ثلث کاشتکار کو ملتا تھا اور صرف ایک ثلث آپ کا حق ہوتا تھا۔

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

آپ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے دس سال پہلے پیدا ہوئے۔ حضرت ابوطالب کی اولاد زیادہ تھی اور اس وقت معاش کی تنگی کے باعث پریشان حال رہتے تھے اس لیے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن ہی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کفالت اپنے ذمہ لے لی اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے شادی ہونے تک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہے۔ اعلانِ نبوت کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مکہ کو دعوتِ حق دی اور یہ فریضہ ہجرتِ مدینہ تک جاری رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی تبلیغ اسلام میں سرگرمِ عمل رہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے سے آپ کو ذریعہ معاش اختیار کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ہوگیا اور علیحدہ مکان میں رہنے لگے مگر اس وقت آپ کا کوئی خاص ذریعہ معاش نہ تھا بلکہ محنت مزدوری کیا کرتے تھے جو مل جاتا اس سے اپنی گزراوقات کرتے تھے۔ اکثر اوقات ہفتوں گھر سے دھواں نہ اُٹھتا تھا' بھوک کی شدت ہوتی تو پیٹ پر پتھر باندھ لیتے۔ ایک دفعہ آپ مزدوری کی نیت سے اپنے گھر سے نکلے' مدینہ کے باہر عوالی نامی آبادی میں ایک ضعیفہ کچھ اینٹ پتھر جمع کر رہی تھی۔ خیال ہوا کہ شاید اپنا باغ سیراب کرنا چاہتی ہے' اس کے پاس پہنچ کر اُجرت طے کی اور پانی سینچنے لگے یہاں تک کہ ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ غرض اس محنت ومشقت کے بعد ایک مٹھی کھجوریں لے کر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوگئے۔ دورِ خلافت میں بھی آپ کے ایثار وتقویٰ کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔

خلفائے راشدہ جو صفِ اوّل کے جلیل القدر صحابہ رسول تھے' قبولِ اسلام کے بعد اسلامی تعلیمات پر بڑی سختی سے عمل پیرا ہوئے اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ایسی تربیت ہوئی کہ انہوں نے اسلامی ضابطۂ حیات میں آ کر حلال وحرام کی تمیز کی اور اپنے کسبِ معاش کو ایسی حد تک پاکیزہ اور حلال ذرائع سے کمایا کہ بعد کی تاریخیں آج تک ان جیسے لوگوں کی سیرت وکردار پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ خلفائے راشدہ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام حضرت زبیر' حضرت طلحہ' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت ابوموسیٰ اشعری' یاسر بن عمار حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت زید بن وارث' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت

Marfat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے تجارت وزراعت اور محنت ومشقت کے پیشے اختیار کیے۔ بہر کیف جس صحابی نے اپنی زندگی میں جو پیشہ اختیار کیا' اس میں رزقِ حلال ہی کمایا۔ ابتداء میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معاشی حالات اتنے اچھے نہ تھے مگر بعدازاں جب فتوحات کے وسیع سلسلے شروع ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم معاشی طور پر بہت زیادہ خوشحال ہو گئے مگر رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں نے حق وصداقت کا دامن کبھی نہ چھوڑا اور اپنی اولاد کی ہمیشہ رزقِ حلال سے کفالت کی۔

۱۰۔ روحانیت اور کسبِ حلال

رزقِ حلال اور ولایت کا چولی دامن کا ساتھ ہے اگر کوئی طالبِ حق وصداقت راہِ حق پانا چاہے۔ اور اللہ کا دوست بننا چاہے تو اس کی شرطِ اوّل رزقِ حلال ہے کیونکہ روحانیت میں درجات کی بلندی کا باعث بھی رزقِ حلال ہے۔ انبیائے کرام اور بزرگانِ دین اپنے پیروکاروں کو پہلا سبق رزقِ حلال اور صدقِ مقال ہی کا دیتے ہیں۔

طریقت اور معرفت کی منازل کے مسافروں کو مرشد یہی ہدایت کرتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے کمائی کر کے کھاؤ اور اسی سے اپنے اہل وعیال کا پیٹ پالو کیونکہ محنت اور کسب سے کمائے ہوئے رزق کو اللہ پسند فرماتا ہے اور اس میں اس نے برکت بھی رکھی ہے۔ رزقِ حلال پیٹ میں جانے سے انسان کے جسم میں جو خون بنتا ہے' وہ صالح ہوتا ہے۔ اس میں قدرتی طور پر صالحیت اور لطافت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس حرام سے جسم میں نجاست اور خباثت پیدا ہوگی اور یہ ایک قدرتی اصول ہے کہ جب جسم میں قوائے شہوانی کی کمی ہوگی اور جس میں قدرتی لطافت ہوگی تو جسم کو ظاہر و باطن میں پاکیزہ رکھنا آسان ہوگا اور دل خود بخود اللہ کی عبادت اور نیک کام کرنے کی طرف مائل رہے گا۔ رزقِ حلال کا حصول من جانب اللہ ہے' اس لیے رزقِ حلال کھانے والوں کے ایمان میں استقامت پیدا ہوتی ہے۔ یہی استقامت عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حبِ الٰہی کا روپ دھارتی ہے' رزقِ حلال نسبتاً کم میسر آتا ہے اس لیے انسان میں توکل اور قناعت اور صبر کی خوبیاں بدرجہ اتم آ جاتی ہیں اور صبر کے ساتھ ساتھ جو رزقِ حلال مل جاتا ہے' انسان اس پر اللہ کا شکر ادا کرنے لگ جاتا ہے جب طالب میں یہ تمام خوبیاں رزقِ حلال سے پیدا ہو جاتی ہیں تو حقیقت کی راہیں اس پر منکشف ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور انوارِ ذاتِ الٰہیہ کا نزول شروع ہو جاتا ہے مگر بعض صوفی اسرارِ ربانی کے منکشف ہونے کے لیے زہد کو لازم قرار دیتے ہیں مگر

Marfat.com

میرے نزدیک رزقِ حلال کمانے کے لیے جو انسان کو محنت مشقت صحیح طور سے اُٹھانی پڑتی ہے' وہ زہد سے کم نہیں ہے۔

راہِ سلوک میں طالب اور کامل کی سچی توبہ سے جب صفائی قلب ہو جاتی ہے تو اس کا دل نور سے منور ہونے لگتا ہے' ذکر و فکر اور اوصاف تقویٰ سے نورانیت میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آ جاتا ہے کہ اس ولی کے قلبِ سلیم سے لے کر عرشِ معلیٰ تک ایک نور کی تار بندھ جاتی ہے' یہ مقام بہت بلند ہوتا ہے اور اس مقام تک پہنچنے کے لیے رزقِ حلال ایک تلوار کی مانند ہے جو ہر رکاوٹ کو ختم کرتی ہوئی انسان کو منزلِ فنا اور پھر بقا باﷲ تک پہنچا دیتی ہے۔

ولایت کی منازل کو پانے کے لیے رزقِ حلال اپنے پیٹ میں پہنچانا ایک کسوٹی ہے۔ راہِ ولایت کے ایسے طالب جو حلال روزی حاصل کرنے کی طرف توجہ نہیں دیتے' حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے' مریدوں کی نذر و نیاز پر گزارہ کرتے ہیں' اپنے جسم' ہاتھ پاؤں کو کسبِ حلال کے لیے مشقت میں نہیں ڈالتے' وہ بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ جب کوئی اللہ کا بندہ کسبِ حرام کا ایک لقمہ کھائے گا تو اس کے دل کی نورانیت پر ایک سیاہ داغ رونما ہوگا حتیٰ کہ اگر وہ رزقِ حرام یا مشتبہ رزق پر گزارا کرنا شروع کر دے گا تو اس کی نورانیت بالکل ختم ہو جائے گی اس لیے طالبانِ حق کے لیے لازم ہے کہ وہ رزقِ حلال کے حصول میں رتی بھر بھی کمی بیشی نہ کریں۔ رہبرِ حق اور مرشد کامل تلاش کرتے وقت اسے پرکھنے کا گر بھی یہی ہے کہ کیا وہ کسب رزقِ حلال ذرائع سے کماتا ہے اگر وہ اپنے ہاتھوں سے محنت و مشقت کرتا یا ذہنی صلاحیت کے باعث جائز معاوضہ پاتا ہو تو ایسا مرشد بہتر ہوگا۔ بڑھاپے میں کمزوری کے باعث اگر کوئی مرشد کامل کسبِ معاش نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا کوئی بہتر ذریعہ معاش بنا رکھا ہے تو قباحت نہ ہوگی۔ بہت سے مرید بیعت ہونے سے پہلے اس بات کی طرف توجہ نہیں دیتے کہ ان کے پیر صاحب کیا کرتے ہیں؟ اسی وجہ سے وہ مرشد کامل تلاش کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں اور یہ ناکامی اسرارِ ربانی اور فضلِ خداوندی کے حصول میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ مرشد کی خدمت کرتے کرتے مر جاتے ہیں مگر حاصل کچھ نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہی ہوتی ہے۔ پیر صاحب کا رزق حلال نہیں ہوتا۔ اس میں حرام کے دھواں کی بھی آلائش ہوگی تو راہِ ہدایت نہیں پا سکے گا۔

یاد رکھیے کہ مرشد کامل کی نشانی یہ بھی ہے کہ وہ مرید کو روزِ اوّل ہی رزقِ حلال حاصل کرنے کی تلقین کرے گا اور خود بھی اسی اصول پر کاربند ہوگا۔

Marfat.com

ممانعت اکلِ حرام

شمع رسالت کی ضوفشانی سے پہلے جن و بشر دینِ حق سے دُور ہو چکا تھا اور ظلمت کی وادیوں میں ششدر و حیران تھا۔ قول و فعل میں' بتانِ وہم و گمان کا تصور چھا چکا تھا جہاں رنگ و بو کی لذتوں میں حضرت انسان مدہوش ہو چکا تھا۔ دینِ فطرت کی پابندیوں کا پاسبان نہ تھا گویا کہ زندگی کے ہر شعبے میں برائیاں ہی برائیاں چھا چکی تھیں' جہاں انسان نے دینِ حق کے دوسرے احکامات پر عمل چھوڑ رکھا تھا' وہاں حلال و حرام کی تمیز کو بھی بالائے طاق رکھ چکا تھا اور انبیائے حق کی شریعت میں اپنی مرضی سے رد و بدل کر چکا تھا' حلال و حرام کا ضابطہ خود ہی وضع کر رکھا تھا حتیٰ کہ چار سو لوٹ و کھسوٹ' دھوکہ' بے ایمانی اور حرام خوری کا بازار گرم تھا۔ انسان کسبِ حرام پر پل رہا تھا' حق کو پہچاننے والی آنکھ بے نور ہو چکی تھی' اس تاریک اور مہیب خطرات سے گھرے ہوئے جن و بشر کی قسمت نے کروٹ لی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلستان میں بہار آئی۔ اس خطہ ارضی کے مقدس شہر مکہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے' فاران کی چوٹیاں نورِ حق سے جگمگا اُٹھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ جہان کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا' شریعتِ اسلامیہ کی راہ دکھلائی' جینے کا قرینہ سکھایا' عبادت اور معاملات کے اصول بتائے' حلال و حرام کی تمیز کا شعور بخشا' انسانیت کو حرام سے بچنے کا درس دیا' اللہ کا کلام سنایا اور اطاعتِ خداوندی کی دعوت دی حتیٰ کہ حضرت انسان کی تقدیر بدل گئی اور مسلمانوں کے آباؤ اجداد دین و دنیا سے سرفراز ہوئے' دنیا کے بڑے بڑے تاجداران ان کے غلام بنے' بازوئے مسلم نے دنیا کو زیرنگیں کیا مگر یاد رکھو کہ سیادتِ مسلم کا راز یہ تھا اس کی رَگوں میں رزقِ حلال کا خون تھا' اس کی روزی میں کسبِ حرام کا شائبہ تک نہ تھا۔ یہ رزق حلال کی برکتیں ہی تھیں کہ اللہ نے دنیا کی تمام رحمتیں مسلمانوں پر نچھاور کیں اور وہ دنیا و آخرت میں شاد ہوا۔

مسلمان جوں جوں رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور ہوا اور دنیا کے دھندے اسے غفلت کی طرف لے گئے' اس کے اخلاق و کردار میں اتنی کمزوریاں پیدا ہو گئیں کہ اب صرف نام کا مسلمان ہے مگر مسلمانی والا جوہر نہیں۔ ہر طرف شیطان نے زود مار رکھا ہے اور ہم خوابِ غفلت میں اتنی بری طرح پڑے ہوئے ہیں کہ ہم میں حلال روزی تلاش کرنے والی عقل ہی مردہ ہو گئی ہے۔

Marfat.com

معاشرہ میں برائی اتنے زوروں پر ہے کہ انسان کسبِ حرام سے اپنا پیٹ پالنے سے گریز نہیں کرتا۔ مسلمانوں کے ایمان کی کمزوری ہے کہ انسان ایسے ناجائز ذرائع تلاش کرتا ہے کہ جن سے مال وزر مل جائے خواہ وہ حرام ہی کیوں نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر حیلے اور بہانے سے دولت کمانا چاہتا ہے۔ قرآن و سنت کے مطابق رزقِ حرام سے بچنے کے احکامات مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ ممانعت حرام

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ.

ترجمہ: اے ایمان والو تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ (النساء:۲۹)

اس آیت کے معنی میں اختلاف ہے۔ لہٰذا اسے سود، جوا، غصب، چوری، خیانت، جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم کھا کر مال ہتھیانے کے معنوں میں لیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے "اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو انسان ناحق حاصل کر لیتا ہے۔" کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "تم پر کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ تم اپنے گھروں سے اور اپنے والدین کے گھروں سے کھاؤ۔" اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد غلط بیع ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ "یہ آیت محکمات میں سے ہے جس کا حکم قیامت تک باقی رہے گا۔" اس سے یہ مراد ہے کہ "ناحق طریقہ سے کھانے میں ہر وہ چیز شامل ہے جو غلط طریقے سے حاصل کی جائے، چاہے وہ ظلم کر کے لی جائے جیسے غصب، خیانت اور چوری وغیرہ یا لہو ولعب سے حاصل کی جائے جیسے جوا یا کھیل وکود کے ذریعہ حاصل کریں یا مکر اور دھوکہ سے حاصل کی جائے جیسے ناجائز طور پر خرید وفروخت کی جائے اور میرے اس قول کی تائید میں بعض علماء کا قول بھی ہے کہ یہ آیت انسان کے اپنے مال کو بھی ناجائز طریقوں سے خرچ کرنے کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے اور دوسروں کے مال کو مذکورہ بالا صورتوں میں سے کسی صورت میں حاصل کرنے کی بھی ممانعت کرتی ہے۔

(مکاشفۃ القلوب)

حکایت

اور انہی بزرگوں میں سے ایک بزرگ وہب ابن الورد رحمۃ اللہ علیہ بھی ہو گزرے ہیں، جن کی عادت تھی کہ اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاتے تھے اور نہ پیتے تھے جب تک یہ اطمینان نہ ہو جاتا کہ وہ چیز ان تک کن

Marfat.com

ذرائع سے پہنچی ہے؟ ایک دن ان کی والدہ نے دودھ کا پیالہ پینے کو دیا۔ آپ نے پوچھا کہ "یہ دودھ کہاں سے آیا؟ اس کی قیمت کہاں سے ادا کی گئی ہے؟ اور کس شخص سے خریدا گیا ہے؟" یہ سب کچھ معلوم کر چکے (اور پھر پوری طرح اطمینان نہ ہوا) تو پوچھا کہ "اس بکری نے چارہ کہاں سے کھایا تھا؟" اس پر انہیں معلوم ہوا کہ اس بکری نے ایک ایسی چراگاہ سے گھاس کھائی تھی جس پر مسلمانوں کا کسی بھی طرح سے کوئی حق نہیں تھا۔ پس دودھ پینے سے انکار کر دیا۔ ماں نے بہتیرا کہا کہ "بیٹا پی لو اللہ تم پر رحمت کرے گا۔" آپ نے کہا (اے مادرِ مہربان) وہ اگرچہ رحیم ہے اور رحمت کرے گا لیکن میں یہ دودھ بہر حال نہیں پیوں گا کیونکہ ایک گناہ سے آلودہ ہونے کے بعد جو رحمت مجھے حاصل ہوگی اس میں گناہ کی آلائش لامحالہ ہوگی اور یہ مجھے پسند نہیں۔" (کہ اس کی رحمت کو گناہ سے آلودہ کروں) (کیمیائے سعادت)

۲۔ اشیاء کو حلال یا حرام قرار دینے کا ضابطہ

از روئے قرآن اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ تمام رزق حلال اور مباح ہے۔ سوائے اس رزق کے جس کی حرمت کے بارے میں احکاماتِ خداوندی موجود ہیں یا شریعت اسلامیہ نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ اسلامی شریعت میں حرام اشیاء کا ذکر کر کے باقی رزق کو حلال اور جائز قرار دیا ہے برعکس حلال کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جن اشیاء کو حلال قرار دیا ہے وہ حلال ہیں اور جن کو حرام قرار دیا ہے وہ حرام ہیں اور جن اشیاء کے بارے میں سکوت ہے وہ معاف ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ.

ترجمہ: اس نے وہ اشیاء تفصیل سے بیان کر دی ہیں جو تم پر حرام ٹھہرائی گئی (الانعام:۱۱۹)

قرآنی ضابطہ کے مطابق حلال و حرام میں امتیاز کرنے کے تین اصول ہیں:

(۱) وہ اشیاء جن کے حرام ہونے پر قرآن پاک کی آیت موجود ہے یعنی جسے نص قرآنی نے حرام قرار دیا ہے وہ کسی صورت میں حلال نہیں ہے۔

(۲) ایسا مشتبہ رزق جس کے حلال ہونے میں رسولِ پاک ﷺ کی کوئی حدیث یا سنت موجود ہے تو وہ حلال ہے اس کے برعکس کسی چیز کی حرمت کے بارے میں بھی اگر آپ ﷺ کا کوئی قول یا فعل بصورت نظیر موجود ہے تو وہ حرام ہے۔

Marfat.com

(۳) ایسی نجس اور ناپاک اشیاء جن کے کھانے پینے میں کراہت اور اخلاقی گراوٹ ہو اور اس کو حرام قرار دینے پر صریحاً نصِ قرآن یا حدیث دلالت کرتی ہو تو وہ بھی حرام ہے یا اس کی حرمت کے بارے میں آئمہ کا اجتہاد ہو تو ایسے رزق کا استعمال بھی حرمت کے زمرے میں آئے گا۔

اشیاء کو حرام قرار دینے کے بارے میں رسولِ پاک ﷺ کا ایک قول ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سمن یعنی گھی جین یعنی پنیر اور غراء کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ ''حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال ٹھہرایا ہے اور حرام وہ ہے جسے اس نے اپنی کتاب میں حرام ٹھہرایا ہے۔ رہی وہ چیزیں جن سے سکوت فرمایا ہے تو وہ معاف ہیں۔'' (جامع ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ ''اللہ نے فرائض کو لازم کیا ہے لہٰذا انہیں ضائع نہ کرو اور حدود مقرر کردیں ہیں۔ لہٰذا اس سے تجاوز نہ کرو جن چیزوں کو اس نے حرام ٹھہرایا ہے' ان کے پاس مت پھٹکو اور جن چیزوں کے بارے میں اس نے دانستہ سکوت فرمایا تو یہ سکوت تمہارے لیے باعث رحمت ہے۔ لہٰذا ایسی چیزوں کے بارے میں بحث میں نہ پڑو۔''

علماء بنی اسرائیل کا قرآن پاک اور رسولِ پاک ﷺ پر ایک یہ اعتراض بھی ہے کہ آپ ﷺ نے کھانے پینے کی ایسی چیزوں کو حلال قرار دیا جو پہلے انبیاء کے زمانے سے حرام چلی آ رہی تھیں اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''کھانے کی ساری چیزیں جو اسلام میں حلال ہیں' بنی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھیں البتہ بعض چیزیں ایسی تھیں جنہیں تورات کے نازل کیے جانے سے پہلے بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ ان سے کہیے کہ اگر تم سچے ہو تو تورات لاؤ اور پیش کرو۔'' پھر اللہ کا ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ ''بنی اسرائیل اللہ کے ساتھ شرارتیں کرتے تھے جس بناء پر اللہ نے بہت سی پاک چیزیں ان پر سزا کے طور پر حرام کر دیں جو پہلے ان کے لیے حلال تھیں۔'' سورۃ الانعام میں اس کا تفصیل سے ذکر ہوا ہے۔ ارشاد ہوا کہ ''ان کی سرکشیوں کی بناء پر ان پر تمام ناخن والے جانور حرام کر دیئے۔ گائے اور بکری کی چربی ان کے لیے حرام ٹھہرادی۔''

دوسرے مذاہب میں حلال و حرام کو اپنی طرف سے مقرر کرنے کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تردید کی ہے کہ ''دنیا میں کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی جانب سے جس چیز کو چاہے حلال قرار دے اور جسے چاہے حرام قرار دے اور جو شخص اپنی جانب سے ایسا اختیار استعمال کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حدود سے تجاوز کرے گا۔'' اسی طرح

Marfat.com

قرآن پاک نے مشرکین کے طرزِ عمل کو بھی غلط قرار دیا۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ○

ترجمہ: کہوتم نے یہ بھی سوچا کہ اللہ نے جو رزق تمہارے لیے نازل فرمایا ہے اس میں سے تم نے کسی کو حرام اور کسی کو حلال ٹھہرا لیا کہو اللہ نے تمہیں اس کی جازت دی تھی کیا تم اللہ پر افترا باندھ رہے ہو۔ (یونس:۵۹)

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ○

ترجمہ: جو تمہاری زبانیں اللہ پر افترا کرتے ہوئے جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام تو ایسی باتیں نہ کرو جو لوگ اللہ پر افترا کرتے ہیں' وہ ہرگز فلاح نہیں پائیں گے۔ (النحل:۱۱۶)

اللہ کے ان ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ حلت وحرمت کا اختیار اللہ ہی کو ہے اور اللہ نے اپنی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کے ذریعے لوگوں کو حلال وحرام سے آگاہ کر دیا ہے۔

۳۔ مالِ حرام کو اللہ کی راہ میں دینے کی ممانعت

حرام مال کو اللہ کی راہ میں دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ حرام مال کا صدقہ اللہ کے حضور قبول نہیں ہوتا کیونکہ اللہ پاک ہے' اس لیے وہ چاہتا ہے کہ صدقہ وخیرات میں اس کے بندے پاکیزہ رزق دیں۔ اس کے متعلق فرمانِ نبوی ﷺ حسبِ ذیل ہے:

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَكْسِبُ عَبْدٌ مَّالَ حَرَامٍ فَیَتَصَدَّقُ مِنْهُ فَیُقْبَلُ مِنْهُ وَلَا یُنْفِقُ مِنْهُ فَیُبَارَكُ لَهٗ فِیْهِ وَلَا یَتْرُكُهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ اِلَّا كَانَ زَادَهٗ اِلَى النَّارِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَمْحُوْا لسَّیِّءِ بِالسَّیِّ وَلٰكِنْ یَمْحُوْالسَّیِّءِ بِالْحَسَنِ اِنَّ الْخَبِیْثَ لَا یَمْحُوْا الْخَبِیْثَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کوئی بندہ حرام مال کمائے اور اس میں سے صدقہ کرے تو قبول نہ ہوگا اور نہ خرچ کرنے سے اس کے مال میں برکت دی جائے گی اور حرام اپنے پیچھے چھوڑے گا تو وہ جہنم کی طرف لے جانے کا سامان ہوگا۔

Marfat.com

بے شک اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو نیکی سے مٹاتا ہے اور بے شک ناپاکی دوسری ناپاکی کو دُور نہیں کرتی۔ (مسند امام احمد، شرح السنہ)

صدقہ عموماً انسان کے گناہوں اور غلطیوں کا کفارہ بن کر انہیں ختم کر دیتا ہے مگر ایسا صدقہ جو حرام کی کمائی سے دیا جائے، وہ کفارہ نہیں بنتا کیونکہ شریعت کا اصول یہ ہے کہ نیکیاں برائیوں کو دفع کر دیتی ہیں اور صدقہ چونکہ نیکی ہے مگر حرام کی کمائی سے صدقہ کرنے سے گناہ ختم نہیں ہوتے کیونکہ حرام مال سے صدقہ کرنا بھلائی نہیں بلکہ برائی ہے اور برائی سے برائی نہیں ختم ہوتی۔ پاک پانی گندے کپڑوں کو صاف کرتا ہے مگر گندہ پانی گندے کپڑوں کو صاف نہیں کر سکتا چونکہ جو خود گندہ ہو، وہ گندگی کو پاکیزہ کیسے کر سکتا ہے۔ لہٰذا طیب اور حلال رزق کا صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے نہ کہ حرام کا صدقہ اس لیے سود، چوری، زنا، شراب، گانا، رشوت اور بے ایمانی کا روپیہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرنا چاہیے، ایسا کرنے سے ثواب کے بجائے اُلٹا گناہ ہوتا ہے۔

ابنِ خزیمہ اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ ''جس نے حرام کا مال جمع کیا پھر اسے صدقہ کر دیا تو اسے کوئی اور اجر نہیں ملے گا اور اس کا گناہ اسی پر رہے گا۔''

طبرانی کی حدیث ہے کہ ''جس نے مالِ حرام حاصل کر کے اس سے کسی کو آزاد کیا اور صلہ رحمی کی یہ اس کے لیے ثواب کے بجائے عذاب اور اور گناہ کا موجب ہوگا۔''

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ''جو شخص مالِ حرام سے صدقہ و خیرات دیتا ہے وہ گویا ناپاک کپڑوں کو پیشاب سے دھونے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح وہ پہلے سے بھی زیادہ ناپاک ہو جاتے ہیں۔''

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میرے نزدیک ایک لاکھ درہم صدقہ میں دینے سے یہ امر زیادہ پسندیدہ ہے کہ شبے کا ایک درم مالک کو لوٹا دیا جائے۔''

ترغیب میں حرام سے بچنے کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ قَسَّمَ بَیْنَکُمْ اَخْلَاقَکُمْ کَمَا قَسَّمَ بَیْنَکُمْ اَرْزَقَکُمْ وَاِنَّ اللّٰہَ یُعْطِی الدُّنْیَا مَنْ یُحِبُّ وَمَنْ لَایُحِبُّ وَلَا یُعْطِی الدِّیْنَ اِلَّا مَنْ یُحِبُّ فَمَنْ اَعْطَاہُ اللّٰہُ الدِّیْنَ فَقَدْ اَحَبَّہٗ وَلَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَایُسْلِمُ الْعَبْدُ حَتّٰی یُسْلِمَ قَلْبُہٗ وَ لِسَانُہٗ وَلَا یُؤْمِنُ حَتّٰی یَامَنَ جَارُہٗ بِوَآئِقَہٗ قَالَ غَشْمَہٗ وَ ظُلْمَہٗ وَلَا یَکْسِبُ عَبْدٌ مَالًا حَرَامًا فَیَتَصَدَّقُ بِہٖ فَیُقْبَلُ

Marfat.com

مِنْهُ وَلَا يُنْفِقُ فَيُبَارَكُ لَهٗ فِيْهِ وَلَا يَتْرُكُهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ اِلَّا كَانَ زَادَهٗ اِلَى النَّارِ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَمْحُوا السَّيِّءَ بِالسَّيِّءِ وَلٰكِنْ يَمْحُوا السَّيِّءَ بِالْحَسَنِ وَاِنَّ الْخَبِيْثَ لَا يَمْحُوْ الْخَبِيْثَ.

اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان میں چال چلن اور عادت کو اسی طرح بانٹ دیا ہے جس طرح تمہاری روزی کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اپنے دوستوں اور غیر دوستوں سب کو ہی دیتا ہے لیکن دین تو صرف اپنے دوستوں ہی کو عنایت فرماتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دین دے دیا ہے اس کو اپنا پیارا دوست بنالیا ہے۔ خدا کی قسم بندہ اسی وقت مسلمان ہوسکتا ہے جبکہ اس کا دل اور زبان مسلمان ہو جائے اور ایماندار اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ اس کا پڑوسی اس کے ظلم اور تکلیفوں سے امن میں رہے اور جو شخص حرام کمائی کر کے صدقہ خیرات کرے تو وہ صدقہ اللہ کے نزدیک قبول نہیں ہوتا اور جو خرچ کیا جائے اس میں برکت نہیں ہوگی اور جو اپنے مرنے کے پیچھے چھوڑ گیا تو وہ مال اس کیلئے جہنم کا سامان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ برائی گناہ کو برائی حرام سے نہیں مٹاتا البتہ برائی کو بھلائی سے معاف کر دیتا ہے اور ناپاک ناپاک کو نہیں مٹا سکتا یعنی ناپاک و حرام مال گناہ کو نہیں مٹا سکتا ہے۔ (ترغیب)

۴۔ حرام کھانے والے کی عبادت قبول نہیں ہوتی

حرام کھانے کا ایک برا اثر یہ بھی ہے کہ حرام خور کی عبادت بارگاہِ رب العزت میں شرفِ قبولیت نہیں پاتی۔ اس کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت یہ ہے:

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى ثَوْبًا بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَفِيْهِ دِرْهَمٌ حَرَامٌ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ صَلٰوةً مَّادَامَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَدْخَلَ اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ وَقَالَ صُمَّتَا اِنْ لَّمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُهٗ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس نے دس درہم کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا ہے تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز قبول نہیں کرے گا جب تک وہ اس کے جسم پر رہے گا پھر اپنی دو انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں داخل کر کے فرمایا کہ یہ دونوں بہرے ہو جائیں اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی فرماتے نہ سنا ہو۔ (بیہقی، شعب الایمان)

Marfat.com

جس طرح نماز کے لیے جسم کا پاک ہونا' لباس کا پاکیزہ ہونا اور نماز والی جگہ کا پاک صاف ہونا ضروری ہے۔ایسے ہی نماز سے پہلے انسان کا باطن بھی پاکیزہ ہونا چاہیے اور باطن کی پاکیزگی کے لیے حلال کھانا ضروری ہے اس لیے جو شخص حرام کی کمائی کو اپنے استعمال میں لا کر ساتھ نماز بھی پڑھے تو ایسی نماز کا کیا فائدہ جو انسان کو برائی سے نہ روکے چونکہ اللہ اپنی اطاعت چاہتا ہے اور حرام سے بچنا عین اس کی اطاعت ہے۔لہٰذا وہ کام جس میں اللہ کی اطاعت نہ ہو'وہ کیسے قبول ہو سکتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ حدیث میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ حرام کا کپڑا پہن کر نماز کیونکر قبول ہوگی۔

روایت ہے کہ اس کا دین نہیں جس میں امانت نہیں اور نہ اس شخص کی نماز اور زکوٰۃ ہے جس نے حرام کا مال پایا اور اس میں سے قمیص پہن لی' اس کی نماز قبول نہیں ہوگی جب تک وہ اسے اُتار نہیں دیتا کیونکہ شانِ الٰہی اس چیز سے بلند و بالا ہے کہ وہ ایسے شخص کی نماز قبول کرے یا کوئی اور عمل قبول کرے کہ جس کے جسم پر حرام کا لباس ہو۔(مسند بزاز)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ ''نماز پڑھتے پڑھتے کمر جھک جائے اور روزے رکھتے رکھتے جسم سوکھ کر بال کے برابر ہو جائے تو بھی اس کا کوئی فائدہ نہیں۔جب تک کہ حرام خوری سے اعراض نہ کیا جائے کیونکہ حرام کے ہوتے ہوئے نماز' روزہ قبول نہیں ہوتے۔''

طبرانی میں ہے حضور پاک ﷺ نے فرمایا ''اے سعد حلال کا کھانا کھا' تیری دعائیں قبول ہوں گی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' جب آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی جو بندہ حرام سے اپنا گوشت بڑھاتا ہے (جہنم کی) آگ اس کے بہت قریب ہوتی ہے۔''

حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ''حرام خور کے تمام اعضاء گناہ میں مشغول رہتے ہیں خواہ وہ چاہے اور خواہ نہ چاہے اور جو شخص حلال کھاتا ہے' اس کے تمام اعضاء محوِ عبادت رہتے ہیں اور توفیق خیر ہمیشہ اس کے شاملِ حال رہتی ہے۔''

۵۔جنت سے محرومی

حرام خوری کا ایک نقصان یہ ہوگا کہ حرام کھانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ وہ دوزخ میں جائے گا جہاں اسے حرام خوری کی سزا ملے گی۔اس کے متعلق فرمانِ نبی کریم ﷺ حسبِ ذیل ہیں:

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ جَسَدٌ غُذِیَ بِالْحَرَامِ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا جو حرام روزی سے پلا ہے۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَکُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِہٖ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ گوشت جنت میں داخل نہیں ہوگا جو حرام سے پیدا ہوا ہے اور ہر وہ گوشت جو حرام سے پیدا ہوا ہے اس کے لیے جہنم ہی زیادہ مناسب ہے۔ (مسند امام احمد، سنن دارمی)

ان احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ انسان جس کی پرورش رزقِ حرام سے ہو وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ لہٰذا جو لوگ حرام ذرائع یعنی لوٹ کھسوٹ، بے ایمانی، چوری، رشوت، ڈاکے، سمگلنگ، ذخیرہ اندوزی وغیرہ سے مال و دولت حاصل کر کے اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں اور خود بھی کسبِ حرام کو اپنے پیٹوں میں ڈالتے ہیں، وہ گناہ گار ہیں اور آخرت میں سزا کے حق دار ہیں۔ یہاں ذہن میں ایک سوال اُبھرتا ہے کہ وہ چھوٹے اور معصوم بچے جو باپ کی کفالت میں ہوتے ہیں، انہیں جو باپ لا کر دیتا ہے تو وہی ان کے پیٹ میں جائے گا خواہ وہ حرام ہو یا حلال تو پھر ان پر گرفت کیوں؟ تو اس صورت میں حرام کما کر لانے والا تو بہر حال مجرم ہوگا لیکن جب بچے اچھے اور برے کی تمیز کرنے کے قابل ہو جائیں تو انہیں باپ کا لایا ہوا حرام کھانے سے انکار کر دینا چاہیے اور اپنے باپ کو ترغیب دینی چاہیے کہ وہ ان کی حلال روزی سے پرورش کرے اور سابقہ غلطی پر توبہ کرے اگر ہوش سنبھالنے پر اولاد حلال و حرام کا علم رکھتے ہوئے حرام کھائے گی تو وہ بھی گناہ گار اور مجرم بن جائے گی اور آخرت میں جنت میں داخل ہونے سے محروم رہے گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ گناہ گار مسلمان بہر صورت دوزخ میں سزا پانے کے بعد جنت میں داخل کیے جائیں گے مگر یہاں حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حرام روزی کھانے والے سزا بھگتنے کے بغیر جنت میں نہیں جائیں گے مگر وہ کفار کی طرح ہمیشہ جنت سے محروم ہونے والوں میں سے نہیں ہوں گے

Marfat.com

بلکہ سزا پا کر جنت میں داخل ہوں گے۔

۶۔ دعاؤں کی عدم قبولیت

بارگاہِ رب العزت میں دعاؤں کا قبول ہونا اللہ کی رحمت' نظر التفات اور قربِ خداوندی کی علامت ہے۔ لہٰذا وہ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں جو اللہ کے حضور جو بھی التجا کریں تو وہ قبول فرمائے مگر جو لوگ حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے' کھاتے ہیں تو حرام' پہنتے ہیں تو حرام' رہائش بناتے ہیں پھر ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دعائیں مانگیں تو وہ کیسے قبول ہوں گی؟ کیونکہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ ''جن کے پیٹ میں لقمہ حرام جائے' ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔''

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَا یُقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِهٖ اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَقَالَ تَعَالٰی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَآءِ یَارَبِّ یَارَبِّ وَ مَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَّ مَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَّ مَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَّ غُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰالِكَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بے شک اللہ پاک ہے اور نہیں قبول فرماتا مگر پاک کو اور بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اسی بات کا حکم فرمایا ہے جس کا رسولوں کو حکم دیا تھا یعنی فرمایا۔ اے رسولو پاک چیزوں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ (۵۱:۲۳) اور فرمایا۔ اے ایمان والو، پاک چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں روزی دی۔ (۱۷۲:۲) پھر ایک آدمی کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کرتا ہے' بال بکھرے ہوئے اور غبار آلودہ ہیں' اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اُٹھا کر کہتا ہے۔ اے رب، اے رب، حالانکہ اس کا کھانا حرام' اس کا پینا حرام' اس کا لباس حرام اور اسے حرام غذا کھلائی جاتی ہے۔ بھلا اس کی التجا کیسے قبول کی جائے؟

(مسلم شریف)

اس حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ اللہ پاک ہے اور وہ چاہتا ہے کہ پاکیزہ اشیاء ہی اس کی راہ میں دی جائیں۔ لہٰذا وہ اسی صدقہ اور انفاق سبیل اللہ کو قبول فرماتا ہے جو پاکیزہ ہوتا ہے چونکہ جو شخص

Marfat.com

پاکیزہ روزی کمائے گا اور اسی میں سے اللہ کی راہ میں دے گا' اللہ اس کے بدلے میں اس بندے کے ظاہر اور باطن کو پاکیزہ کر دے گا۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس حکم کی اطاعت کرے اور ہمیشہ اس پر عمل پیرا رہے اور رزقِ حلال کمانے کے لیے ہر وقت اللہ کے حضور التجا کرتا رہے اس لیے صالحین ہمیشہ اسی کوشش میں رہتے ہیں کہ ان کے پیٹ میں جو لقمہ بھی جائے' وہ حلال اور پاکیزہ ہو کیونکہ پیٹ میں حلال روزی داخل ہونے سے روحانی منازل کے حصول میں آسانی ہو جاتی ہے اور دل نور باطن سے معمور ہو جاتا ہے۔

آخر میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایسے حضرات جو طویل سفر کر کے اللہ کی راہ میں نیکی کا کوئی کام کرنے جاتے ہیں اور تکالیف برداشت کرتے یعنی مثال کے طور پر حج کرنے جاتے ہیں یا کسی جہاد میں شامل ہوتے ہیں چاہیے تو یہ کہ ان کی دعا قبول ہو مگر تکالیف اور مشکلات برداشت کرنے کے باوجود ان کی دعا قبول نہیں ہوتی کیونکہ ان کی روزی حرام تھی جب ایسے حاجی اور غازی کی دعا خانہ کعبہ اور میدانِ جہاد میں قبول نہیں ہوتی تو پھر عام لوگوں کا کیا کہنا۔ اس سے معلوم ہوا اللہ کے حضور اعمال کی قبولیت کے لیے رزقِ حلال کھانا اور حرام سے بچنا شرطِ اوّل کی حیثیت رکھتا ہے۔

۷۔ حرام سے بچنے کے لیے مشتبہ رزق سے بچنا

حرام رزق سے بچنے کے لیے مشتبہ رزق سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ اس کے بارے میں احادیثِ مصطفیٰ ﷺ حسبِ ذیل ہیں:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَ بَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَ عِرْضِهٖ وَمَنْ وَّقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِى الْحَرَامِ كَالرَّاعِىْ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعَ فِيْهِ اَلَا وَ اِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا اِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَ اِنَّ فِى الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِىَ الْقَلْبُ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے جو مشتبہ چیزوں

Marfat.com

سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچالیا اور جو مشتبہ امور میں پڑا وہ حرام میں پھنس جائے گا جیسے چرواہا چراگاہ کے نزدیک چرائے تو خطرہ ہے کہ اس میں جا چریں۔ آگاہ رہو کہ ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے۔ خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کی چراگاہ حرام امور ہیں۔ معلوم ہونا چاہیے کہ جسم میں ایک لوتھڑا ہے وہ ٹھیک رہے تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے اور خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار رہو کہ وہ دل ہے۔ (بخاری شریف)

حلال وحرام کے لحاظ سے اشیاء تین قسم کی ہیں۔ بالکل حلال جن کے متعلق شرع میں صریحاً حلال ہونے کا حکم موجود ہے' بالکل حرام جن کے متعلق بھی اسلام میں احکامات حرمت واضح طور پر ہیں اس کے علاوہ کچھ چیزیں ایسی ہیں جو متشبہات میں ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن میں حلت وحرمت کے دلائل متعارض ہیں یعنی ان میں حلال یا حرام ہونے کی واضح دلیل نہیں۔ اس صورت شک والی اشیاء کو چھوڑ دینا بہتر ہے۔ لہٰذا جو مشتبہ چیزوں سے بچ جائے' اس کا دین اور عزت بچ جائے گی اور جو مشتبہ اشیاء میں پھنس جائے گا' ہوسکتا ہے وہ حرام میں پھنس جائے۔ لہٰذا متشبہات سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ فَاِنَّ الصِّدْقَ طَمَانِيْنَةٌ وَاِنَّ الْكِذْبَ رِيْبَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ.

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کو یاد رکھا ہے کہ جو بات تجھے شک میں ڈالتی ہے' اسے چھوڑ کر اس بات کی طرف ہو جا جو تجھے شک میں نہیں ڈالتی کیونکہ سچائی میں اطمینان' جھوٹ میں شک ہے۔

(مسند امام احمد' ترمذی' نسائی' دارمی نے صرف پہلی بات)

اس حدیث میں بھی پہلے والی بات کی تاکید کی گئی ہے کہ وہ ذریعہ معاش جو مشکوک ہو' اسے چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ حرام کے مال میں اطمینان نہیں ہوتا۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّهُ قَالَ شَرِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَبَنًا وَّاَعْجَبَهُ قَالَ لِلَّذِيْ سَقَاهُ مِنْ اَيْنَ لَكَ هٰذَا اللَّبَنُ فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ وَرَدَ عَلٰى مَآءٍ قَدْ سَمَّاهُ فَاِذَا نَعَمٌ مِّنْ نَّعَمِ الصَّدَقَةِ وَهُمْ يَسْقُوْنَ فَحَلَبُوْا لِيْ مِنْ اَلْبَانِهَا فَجَعَلْتُهُ فِيْ سِقَائِيْ وَهُوَ هٰذَا فَاَدْخَلَ عُمَرُ يَدَهُ فَاسْتَقَاءَهُ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا اور اسے ناپسند فرمایا۔ پلانے والے

Marfat.com

سے فرمایا کہ یہ دودھ تم نے کہاں سے حاصل کیا؟ اس نے آپ کو بتایا کہ میں ایک پانی کی جگہ سے گزرا جس کا نام بھی لیا تو وہاں زکوٰۃ کے اونٹ تھے جنہیں لوگ پانی پلا رہے تھے۔ انہوں نے میرے لیے ان کا دودھ دوہا تو میں نے اپنے برتن میں ڈال لیا' یہ وہی دودھ تھا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اندر داخل کیا اور اس کی قے کر دی۔ (بیہقی شعب الایمان)

۸۔ حلال و حرام کی تمیز

حلال و حرام کی تمیز کرنا انسان کے ذمے ہے بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ناجائز مال یعنی رشوت اور بے ایمانی کا روپیہ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری قسمت ہی میں اسی طرح کا مال کھانا لکھا ہوا ہے۔ ایسی سوچ بالکل غلط ہے۔ اللہ نے بندے پر اپنے احکام واضح کر دیئے ہیں اس لیے حرام کا جواز کسی صورت میں بنانا درست نہیں اور جوں جوں قیامت کے قریب کا زمانہ آئے گا' انسان حلال و حرام کی تمیز کو پس پشت ڈال دے گا۔ اس کے متعلق فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يُبَالِى الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِّنَ الْحَرَامِ.

ان سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا جب کہ آدمی پروا نہیں کرے گا کہ وہ جو حاصل کر رہا ہے' وہ حلال سے ہے یا حرام سے۔ (بخاری شریف)

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ "آپ کھاتے کہاں سے ہیں؟" اور وہ احتیاط انتہائی حد تک کرتے تھے۔ فرمایا کہ "وہیں سے کھاتا ہوں جہاں سے دوسرے لوگ کھاتے ہیں لیکن فرق ہوتا ہے' ان کے کھانے میں کہ جو کھاتے ہیں اور (خوفِ الٰہی سے) روتے ہیں (کہ کہیں حرام کا لقمہ نہ کھا بیٹھے ہوں) اور ان لوگوں کے کھانے میں کہ جو کھاتے ہیں اور (بے فکری سے) ہنستے ہیں (اور یہ پروا نہیں ہوتی کہ جو کچھ کھایا تھا آیا وہ حلال بھی تھا یا نہیں)" اور فرمایا کہ "اگر لمبے لمبے ہاتھ کھانے کی طرف نہ بڑھائیں اور لقمے چھوٹے ہوں تو اس سے کھانے میں کچھ کمی تو واقع نہیں ہو جاتی۔" (کہ حلال و حرام کی تمیز کا اس سے بہتر طریق کوئی نہیں ہے)

Marfat.com

سُنت صدقہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں بعض مقامات پر مختلف انداز میں صدقہ دینے کی ترغیب دی ہے تاکہ لوگ اپنے مال میں اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔ اللہ تعالیٰ کو انسان کا یہ عمل بہت پسند ہے کہ جو مال ومتاع اس نے انسان کو دیا ہو انسان اس میں سے حسب توفیق اس کی راہ میں دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ میں صدقہ کے بڑے فضائل بیان ہوئے ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے پیارے انداز سے لوگوں کو اللہ کی راہ میں صدقہ دینے کی ترغیب دی ہے۔ آپ کے یہ ارشادات مختلف مواقع کی نسبت سے احادیث کی کتب میں موجود ہیں۔ ان ارشادات کو یکجا کر کے یہاں درج کر دیا گیا ہے۔ پڑھنے والوں کو چاہئے کہ ان احادیث مبارکہ کو ذہن نشین کر کے ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اس سے نیکیوں میں اضافہ ہوگا اور برائیاں دور ہوں گی۔

صدقہ دینے کا حکم

صدقہ سے مراد مال کا وہ حصہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے خرچ کرتا ہے۔ اس کا لفظی مطلب تو سچائی ہے لیکن اس لفظ کا اطلاق اللہ کی راہ میں نیک کاموں پر خرچ کرتا ہے جس سے عام لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ اللہ کی راہ میں ایسی خرچ کی ہوئی دولت سے لوگوں میں ہمدردی پیدا ہوتی ہے لہٰذا اس پر صدقہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں زکوٰۃ کیلئے بھی صدقہ کا لفظ استعمال ہوا ہے لیکن وہ ایک خاص قسم کا صدقہ ہے۔ شریعت میں بعض نیک اعمال کیلئے بھی صدقہ کا لفظ آیا ہے لیکن اصطلاحاً صدقہ وہی ہے جو اللہ کی راہ میں دیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

سَعِيْدُ بْنِ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَقَالَ يَعْمَلُ بِيَدِهٖ فَيَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفِ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهَا لَهٗ صَدَقَةٌ.

ترجمہ: حضرت سعید بن ابی بردہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ واجب ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کے پاس مال و دولت نہ ہو۔ فرمایا اپنے ہاتھ سے کام کرے خود بھی نفع حاصل کرے اور خیرات بھی دے۔ لوگوں نے عرض کیا اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو فرمایا محتاج مظلوم کی مدد کرے۔ لوگوں نے کہا یہ بھی نہ کر سکے تو آپ نے فرمایا۔ اچھی باتوں پر عمل کرے اور بری باتوں سے رو کے۔ اس کیلئے یہی صدقہ ہے۔ (بخاری جلد اول کتاب الزکوٰۃ حدیث ۱۳۵۳)

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیَاتِهٖ فَاِذَا رَاَیْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَكَبِّرُوْا وَتَصَدَّقُوْا.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سورج اور چاند کو کسی کی موت یا زندگی سے گہن نہیں لگتا جب تم اسے دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو، تکبیر کہو اور صدقہ دو۔ (ابوداؤد جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب کسوف ۱۱۷۸)

عَنْ فَاطِمَةَ ابْنَةِ قَیْسٍ قَالَتْ سَاَلْتُ اَوْسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّكٰوةِ فَقَالَ اِنَّ فِی الْمَالِ لَحَقًّا سِوَی الزَّكٰوةِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ الَّتِیْ فِی الْبَقَرَةِ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ الْاٰیَة.

ترجمہ: حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے یا کسی اور نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ کے متعلق پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے، پھر آپ نے سورہ بقرہ کی آیت "لیس البران تولوا... الخ" تلاوت فرمائی۔

(ترمذی جلد اول کتاب الزکوٰۃ حدیث ۶۳۷)

طَلْحَةَ بْنَ عُبَیْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِیَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخَمْسُ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهُنَّ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ وَصِیَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهٗ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ وَذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ فَقَالَ هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ یَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

Marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ.

ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اہل نجد سے ایک شخص حاضر ہوا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ ہم اس آواز کی گنگناہٹ سن رہے تھے اور ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے حتیٰ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچا۔ تب معلوم ہوا کہ وہ پوچھ رہا ہے کہ اسلام کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دن اور رات میں پانچ نمازیں پڑھنا۔'' آپ نے فرمایا نہیں'' البتہ تم نفلی نمازیں پڑھ سکتے ہو اور ماہ رمضان کے روزے اس شخص نے پوچھا کیا ان کے علاوہ اور روزے بھی فرض ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں' البتہ تم نفلی روزے رکھ سکتے ہو' پھر رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا' اس نے پوچھا کیا اس کے علاوہ اور کوئی صدقہ بھی فرض ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں' البتہ تم نفلی صدقہ کر سکتے ہو۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص واپس چلا گیا اور جاتے ہوئے کہہ رہا تھا با خدا میں ان احکام میں زیادتی کروں گا اور نہ کمی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ سچا ہے تو کامیاب ہو گیا۔

(مسلم جلد اول کتاب الایمان' باب ارکان اسلام حدیث ۸)

عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَھْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّاْسِ یُسْمَعُ دَوِیُّ صَوْتِہٖ وَلَا یُفْھَمُ مَایَقُوْلُ حَتّٰی دَنَا فَاِذَا ھُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلٰوۃٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ قَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھُنَّ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصِیَامُ شَھْرِ رَمَضَانَ قَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُہٗ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ وَذَکَرَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الزَّکٰوۃَ فَقَالَ ھَلْ عَلٰی غَیْرُھَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَھُوَ یَقُوْلُ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ.

ترجمہ: سیدنا حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نجد سے ایک شخص حضور پرنور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور اس کی آواز میں گنگناہٹ سنی جا سکتی تھی۔ لیکن اس کی گفتگو سمجھ میں نہ آتی تھی۔ وہ قریب ہوا تو پتہ چلا کہ وہ اسلام کے متعلق دریافت کر رہا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر رات اور دن میں کل پانچ نمازیں فرض ہیں۔

Marfat.com

اس نے عرض کیا کیا اس کے سوا بھی مجھ پر فرض ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر نفل پڑھنا چاہو تو پڑھو بعد ازاں حضور انور ﷺ نے اسے رمضان المبارک کے روزے بتائے۔ اس نے عرض کیا کیا اس کے سوا کچھ اور بھی مجھ پر فرض ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں مگر نوافل پھر حضور ﷺ نے اسے زکوٰۃ کے متعلق فرمایا۔ اس نے کہا کہ کیا اور بھی مجھ پر کچھ فرض ہے؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں مگر یہ کہ تم اللہ کے لئے دینا چاہو تو دو (نفلی صدقات) بعد ازاں وہ شخص پیٹھ پھیر کر چلا اور وہ کہہ رہا تھا۔ میں نہ اس سے زیادہ کروں گا اور نہ کم۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر یہ شخص سچ کہتا ہے تو اس نے عذاب سے نجات پائی۔ (نسائی جلد سوم کتاب الایمان حدیث ۵۰۳۳)

عَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا وَأَدَّيْتُهَا إِلَيْهِ أَمَرَلِي بِعُمَالَةٍ فَقُلْتُ إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلّٰهِ وَأَجْرِي عَلَى اللّٰهِ قَالَ خُذْ مَا أُعْطِيتَ فَإِنِّي قَدْ عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَمَّلَنِي فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَهُ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ.

ترجمہ: حضرت ابن الساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صدقات کا عامل بنایا جب میں اس کام سے فارغ ہوا اور مال ان کے سپرد کر دیا تو انہوں نے مجھے محنت کا صلہ دینے کا حکم فرمایا۔ میں عرض گزار ہوا کہ میں نے یہ کام اللہ کیلئے کیا ہے اور میرا اجر اللہ پر ہے۔ فرمایا کہ جو میں تمہیں دیتا ہوں لے لو کیونکہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں عامل رہا تھا۔ آپ مجھے محنت کا صلہ دینے لگے تو میں بھی تمہاری طرح عرض گزار ہوا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ جب بغیر مانگے تمہیں کچھ دیا جائے تو اسے کھالو اور صدقہ کرو۔

(ابوداؤد جلد اوّل کتاب الزکوٰۃ ۱۶۴۳)

التجائے اخلاص

اللہ تعالیٰ ادارہ پیغام القرآن اردو بازار لاہور کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہماری بشری کمزوریوں کو معاف فرمائے۔ آمین

Marfat.com

Marfat.com